حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز
کے علوم و معارف پر مشتمل رسالہ مبارکہ کی پہلی اردو شرح

سعادت العباد

شرح

مبدأ و معاد

جلد اول

شارح

حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

www.maktabah.org

www.maktabah.org

27M07

www.maktabah.org

www.maktabah.org

حضرت امام ربّانی مجدّد الفِ ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز
کے علوم و معارف پر مشتمل رسالہ مبارکہ کی پہلی اردو شرح

سعادت العباد
شرح
مبدأ و معاد

شارح

سراج العارفین شہبازِ طریقت شارحِ مکتوباتِ امام ربانی
حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ترتیب و تدوین

علامہ محمد بشارت علی مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز
121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
پاکستان 92-431-841160+:☎

www.maktabah.org

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ

سعادت العباد

بار اول .... 2004 .... تعداد 1,100

ھدیہ .... [redacted] روپے

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph # +92-431-841160, Fax # +92-431-731933

Website tanzeemulislam.org

E-mail: info@tanzeemulislam.org

tanzeemulislam@yahoo.com

www.maktabah.org

بسم الله الرحمن الرحيم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَىٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

رَبَّنَا

تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

www.maktabah.org

اَللّٰهُمَّ

اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ

قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا وَّسَامِعًا وَّنَاظِرًا

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

◎

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ

www.maktabah.org

الاهداء

ہم اس تصنیف لطیف کو اپنے شیخ مکرم

سراج العارفین، شہبازِ طریقت، شارحِ مکتوباتِ امام ربانی

حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

کے

والدین کریمین

کی طرف منسوب کرتے ہیں

جن کی آغوشِ ولایت اور حسنِ تربیت کی بدولت

ادب و نیاز اور سوز و گداز کا پیکر جمیل

تشکیل پایا

/

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بُرہانِ ولایتِ محمّدیہ ، حُجّتِ شریعتِ مصطفویہ

کاشفِ اسرارِ سبع مثانی ، عالِمِ عُلومِ مقطعاتِ قرآنی

امامِ ربّانی ، عارفِ حقّانی ، قیّومِ زمانی

شیخ الاسلام والمسلمین ، آیۃ اللہ فی الارضین

حضرت شیخ احمد فاروقی

حنفی ، ماتریدی ، نقشبندی ، سرہندی

المعروف بہ

مجدّد الفِ ثانی

اُویسی ، رحمانی

قُدّس سرّہُ السُّبحانی

www.maktabah.org

www.maktabah.org

فہرست

مضامین	صفحہ
سخن ہائے گفتنی	17
مختصر سوانح حیات جامع مبداء و معاد	20
منہا نمبر ۱	
حضرت امام ربانی کی خانقاہ باقویہ میں حاضری	25
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	26
سلسلہ نقشبندیہ کا اجمالی تعارف	28
مختصر تعارف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	30
توجہ	33
اقسام توجہ	33
جذبہ و سلوک	35
اقسام جذبہ	35
صفت قیومیت	37
قیوم کے دو مفہوم	38
صفت قیومیت میں فنائیت	38
جذبۂ قیومیت	39
جذبہ معیت	39
جذبہ محبت	39
جذبہ ذات بحت	39
مختصر تعارف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	40
اسم مربی	42
نسبت و قابلیت اولیٰ	43
حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات	43
مختصر تعارف خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	44
مختصر تعارف سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	48
اقطاب محمدیہ	50
مختصر تعارف خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	52
دائرہ ظلال	53
دائرہ اصل	56
فنا	57
بقا	58
مختصر تعارف شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ	59
مختصر تعارف حضرت شیخ عبد الاحد چشتی رحمۃ اللہ علیہ	62
مختصر تعارف شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ	64
علم لدنی	66
مختصر تعارف حضرت سیدنا خضر علیہ السلام	67

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
علم لدنی کا حصول	69
نزول	71
اکابر چشتیہ	72
مختصر تعارف خواجہ قطب الدین بختیار	
کاکی رحمۃ اللہ علیہ	73
اکابر کبرویہ	75
اکابر سہروردیہ	76
مختصر تعارف شیخ شہاب الدین	
سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	77
امام ربانی کا مشاہدہ	79
مقام قلب	80
حقیقت جامعہ	82
قطب	83
اقسام اقطاب	83
قطب العالمین	84
عروج	86
ماحصل	86
روحانی امداد بوسیلہ شیخ	87
منہا ۔ ۲	
قطب الارشاد	89
متعلقین قطب الارشاد کی اقسام	90
مخلصین	91
معتقدین	91

مضامین	صفحہ
منکرین	92
معترضین حضرت امام ربانی کے خرابی	
احوال	93
منکرین اہل اللہ کی محرومی	94
قطب الارشاد سے عقیدت کے ثمرات	95
فرمان نبوی	96
منہا ۔ ۳	
مراتب سلوک	99
ذوق یافت	99
یافت	101
فقد یافت	102
مقام دعوت وارشاد اور حضرات نقشبندیہ	103
سالک اور مجذوب کے مختلف درجات	104
منہا ۔ 4	
نسبت نقشبندیہ	108
جذبہ بدایت	109
منہا ۔ 5	
تحدیث نعمت	111
تحدیث نعمت سے منع کی وجوہات	111
اظہار تحدیث نعمت کی وجوہات	112
ایک روحانی مرض اور اس کا علاج	113
تواضع	114
تواضع مذموم	144

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
تواضع محمود	115
حضرت امام ربانی اور تواضع	115
وارثانِ جنت اور اذن شفاعت	116
مسئلہ شفاعت	118
شافع اول	120
منہا۔٦	
سیر کا معنی اور اس کی اقسام	123
انبیاء کرام کے مشارب	126
تجلیات سیور	127
لفظ اللہ میں حروف تعریف کے اجتماع کی حکمت	128
معرفہ پر حروف تعریف لگانے کی وجہ	129
علم کے دو حروف تعریف سے مرکب ہونے کی وجہ	130
حروف تعریف کی کثرت کی وجہ	130
منہا۔٧	
کمالات ولایت کے درجات خمسہ	133
تجلی کا معنی ومفہوم	134
تجلی کی تعریف	134
حضرت امام ربانی کی نظر میں تجلی کا مفہوم	135
حق تعالیٰ کا تجلی فرمانا	136
ورود تجلیات	136
تجلی فعلی	137
تجلی صفاتی	137
تجلی ذاتی	138
تجلی ذاتی کی اقسام	138
کمالات ولایت اور حضرت امام مہدی	140
مختصر تعارف حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ	141
کائنات کے بارے میں مختلف مؤقف	142
منہا۔٨	
سالک کا نزول	145
توجہ الی الطرفین	146
لطائف ستہ	147
حدیث لی مع اللہ کا مفہوم	148
تطبیق	149
منہا۔٩	
مشاہدہ	151
اقسام مشاہدہ	152
امام ربانی اور مشاہدہ	154
بے چون و بے چگون	157
اہلسنت کا موقف	157
بعض صوفیاء کے سکریہ اقوال	158
امام ربانی کا موقف	158
مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ	159
حضرت موسیٰ اور رؤیت باری تعالیٰ	163
اقسام رؤیت	165

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
معراج اور رؤیت باری تعالیٰ	167
خواجہ محمد پارسا اور رؤیت باری تعالیٰ	168
کیفیات رؤیت	170
امام ربانی کے قول کی توضیح	171
حدیث رؤیت کی مختلف جہات	172
بعض صوفیاء کا کشف	173
نظریات امام ربانی	174
منہا۔ ۱۰	
استخارہ کی شرعی حیثیت	177
استخارہ کا مسنون طریقہ	178
طالبوں کی اقسام	183
توبہ	184
باطنی تربیت کے مختلف طرق	194
آداب شیخ	198
مسئلہ تقلید کا اجمالی تذکرہ	203
کشف	206
واقعہ	206
اہل سنت ہی ناجی گروہ ہے	207
رزق حلال کے ثمرات	213
سالک کیلئے کھانے میں احتیاط کی تاکید	214
سالکین پر وارد ہونے والی دو حالتیں	222
مقام حیرت	223
حیرت وجہل	224

مضامین	صفحہ
راہ سلوک مقامات عشرہ کے حصول پر موقوف ہے	226
مقامات عشرہ	226
تجلیات ثلاثہ	234
تجلی آفاقی اور انفسی	236
مرتبہء وجوب	238
مشاہدہ	239
منہا۔۱۱	
طالب حق کو نصیحت	241
حق تعالیٰ وجود سے ماوراء ہے	243
حضرت امام ربانی کا موقف	243
مختصر تعارف شیخ علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ	246
حضرت امام ربانی اور عالم وجود	248
حضرت ابن عربی اور حضرت امام ربانی جدا جدا موقف	249
مسئلہ عینیت	252
منہا۔ ۱۲	
جہات قلب	255
عنایات رحمانی بر امام ربانی	257
امام ربانی اور آئینہ قلب	259
قلب صنوبری	260
سلسلہ نقشبندیہ اور جہات قلب	261
امام ربانی پر قلب کے راز کا افشا	264

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
لطیفہ نفس اور لطیفہ کا عدم شہود	266
انسان خلاصہ کائنات ہے	269
تصفیہ کے بعد انسانی جسم	271
عالم کتنے ہیں؟	273
قلب، قلب کی تجلیات الٰہیہ کی گنجائش رکھتا ہے	274
اقسام قلب	275
صفائے قلب	276
اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا	277
ولایت محمدیہ	279
اقسام طالب	281
ولایت محمدیہ امام ربانی کی نظر میں	283
علوم و معارف کیلئے امام ربانی کا چناؤ	285
منہا ۔ ۱۳	
روح، مکانی ہی ہے	287
سالک کا مشاہدۂ روح	288
روح کیا ہے؟	289
روح قالب انسانی میں	290
انبیاء و اولیاء وطن اصلی کے نمائندے	293
روح کی اقسام	294
روح کا عروج	296
پیری مریدی سے مقصود	298
شیخ کامل مکمل	300
روح کی عالم امر تک رسائی	300
لطائف اور عناصر اربعہ	302
عنصر ناری	303
نفس اور انسان	304
اسلام اور عصبیت	304
نفس مطمئنہ میں سرکشی کا امکان	308
اقسام شیطان	310
حضرت عیسیٰ اور شیطان	311
حضور اکرم ﷺ اور شیطان	311
شیطان کا رخصت پر عمل کروانا	312
سرکشیٔ شیطان کی اقسام	314
بعض خطاؤں پر بلندی درجات	316
لطائف ستہ کا خلیفہ	317
مضغۂ گوشت پر الہام	318
انہ لیغان علی قلبی کی وضاحت	320
حجاب قلبی کی اقسام	320
صحبت کا اثر	321
قلب مومن	323
ایک سوال	325
امام ربانی کا جواب	325
امام ربانی کا صاحب عوارف کے قول پر تبصرہ	327

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا روحانی مقام	328
امام ربانی کی تحقیق قلب	329
روح	331
اقسام موت	333
عارف کے احساسات	335
علمائے اہلسنت اور روح	338
امام ربانی اور روح	338
روح وجسد کا باہمی استفاضہ واستفادہ	339
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق	340
روح ونفس مطمئنہ کا خلیفہ	341
عقل کی اقسام	341
عقل کی تعریف	343
محل عقل	344
حضرت خطیب الاسلام کی تطبیق	344
فکر کی اقسام	346
اہل حقیقت اور فراست	347
اقسام فراست	348
حضرت امام ربانی کی فراست	349
مقام جمع اور مقام فرق	351
اسلام حقیقی	353
فلسفی اور عارف	356
افضل ولی کون؟	358
حضرت امام ربانی اور علماء وصوفیاء کی عقول میں فرق	358
ایک سوال اور اس کا جواب	359
کرامت ولایت کی دلیل نہیں	362
عصر حاضر اور ترویج شریعت	363
مبداء فیاض	366
ترجمان قلب	368
لطیفہ نار کا مسلمان ہونا	370
لطیفہ باد	372
خدا اور روح کے انوار میں ظاہری مماثلت	374
مشائخ نقشبندیہ کا لطائف طے کروانا	378
مرکز موجودات	380
مسند دعوت وارشاد	381
مقام عبودیت	382
عبادت اور عبودیت میں فرق	382
فرق بعد الجمع	384
حضرت امام ربانی اور حضرت ابن العربی کا موقف	385
مقام فرق کے مراتب	386
روح اور قالب میں مطابقت	388
نماز میں راحت کا سبب	389
حقیقت نماز سے بے خبر	391

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
اقسام صوفیاء	391
عارفین کی نماز	393
انوار کا برداشت کرنا روح کی استعداد پر موقوف ہے	395
عظمت غفلت	397
افضلیت بشر بر ملائکہ	399
غفلت کی کرم فرمائیاں	400
نبوت ولایت سے افضل ہے	401
بوجہ غفلت صحو کی سکر پر فضیلت	403
ذات رسالت مآب ﷺ اور نسیان	404
قطب ارشاد	406
قطب ابدال	407
منہا ۔ ۱۴	
حضور اکرم ﷺ کا خصوصی امتیاز	411
تجلی کی اقسام	412
حضرت ابن العربی اور تجلی ذاتی	413
حضرت امام ربانی اور تجلی ذاتی	414
ایک اعتراض اور اس کا جواب	415
تمام اولیاء انبیاء کرام کے زیر قدم ہوتے ہیں	417
اولیاء کی اقسام بلحاظ مشرب	418
اپنے آپ کو شیخ کے برابر سمجھنا وہم ہے	420
ایک شبے کا ازالہ	421
منہا ۔ ۱۵	
ایک سوال اور اس کا جواب	423
لطائف کا غالب و مغلوب ہونا	424
ارباب تلوین و تمکین	429
صاحب حال و صاحب مقام	430
منہا ۔ ۱۶	
اسرار قرآنی اور تزکیہ نفس	431
امام ربانی کا علمی مقام	432
تفسیر آیت	433
علمۃ الناس کیلئے مستلذات زہر قاتل ہیں	434
عارف کیلئے مستلذات سبب نور و حضور ہوتے ہیں	434
حضرت امام ربانی اور تعمیل سنت	435
طیبات سے مراد	436
مختصر تعارف علامہ جار اللہ زمخشری	437
چند شبہات کا ازالہ	438
حرمت کی اقسام	442
حضور ﷺ کے عدم سایہ کی وجہ	443
حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کیفیت مشاہدہ	446
منہا ۔ ۱۷	
معرفت	447
معرفت کی اقسام	448
حق معرفت	448

www.maktabah.org

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
		449	مقصد تخلیق
		450	توجیہات حضرت امام ربانی
		450	اسلام کی دو قسمیں
		452	نیکی اور گناہ
		453	گناہ کی اقسام
		454	عارفین اور گناہ
		457	ملحدوں کی تردید کرنا
		458	حضرت امام ربانی کی دعا مانگنا
		459	عارفین کی گناہوں سے مغفرت
		460	اسلام کی اقسام بلحاظ طریقت
		461	ایک سوال کے جواب میں
			منہا۔۱۸
		463	خدا اپنی موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں
		464	حضرت امام ربانی اور حضرت ابن العربی کا موقف
		468	اقسام وجود
		469	اسماء وصفات زائد علی الذات ہیں
		469	زائد کا مفہوم
		470	لاھو ولا غیرہ کا مفہوم
		471	غیریت کی دو قسمیں
		471	حضرت امام ربانی کا تجزیہ

www.maktabah.org

سخن ہائے گفتنی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ' العزیز کی تصانیف عالیہ شریعت وطریقت کے انوار کا خزینہ اور معرفت وحقیقت کے اسرار کا دفینہ ہیں جو علماء کے علوم اور عرفاء کے معارف سے وراء، مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس اور مجدد الف ثانی کے ساتھ مختص ہیں۔ یہ علوم ومعارف مصلحانہ شان، مجددانہ مقام اور مجتہدانہ انداز پر تحریر فرمائے گئے جن کے مطالعہ وملاحظہ سے یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز درجہ امامت اور مقام اجتہاد پر فائز تھے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کی جملہ تصانیف میں سے 'مبداء ومعاد' ایک اہم رسالہ ہے جو نہ صرف الہامی علوم ومعارف اور لدنی حقائق ودقائق پر مشتمل ہے بلکہ آپ کے احوال وکیفیات وواردات ومکاشفات اور مقامات خاصہ کو متضمن ہے جسے حضرت خواجہ محمد صدیق کشمی ملقب بہدایت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۱۹ھ میں حضرت امام ربانی قدس سرہ' کی ذاتی بیاض سے متفرق مسودات کو مدون ومرتب فرمایا اور اس کے مضامین کو "منہا" کا عنوان دے کر الگ الگ کر دیا۔ منہا یہ من اور ھا کا مجموعہ ہے ھا اسم اشارہ ہے منہا سے مراد واحدۃ من ذالک الاشارات یعنی ان لطیف اور دقیق اشارات میں سے ایک اشارہ، ان کی مجموعی تعداد ۶۱ ہے۔ لیکن حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددی رحمۃ اللہ علیہ (ٹنڈو سائیں داد، حیدر آباد) کے قلمی نسخہ میں منہا ۱۷ کے درمیانی حصہ میں مزید ایک اور منہا کا عنوان درج ہے جس کے حساب سے منہا کی تعداد باسٹھ بنتی ہے چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز

www.maktabah.org

اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ وَیُحِبُّ الْوِتْرَ کے مصداق طاق عدد کو مستحب سمجھ کر زیادہ پسند فرماتے تھے اس لئے دیگر نسخوں کے مطابق منہا کی تعداد ۶۱ ہی مقرر کی گئی ہے۔

رسالہ مبداء و معاد کی افادیت کے پیش نظر مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ بھی اپنے خلفاء اور خاص مریدین کو خلوت میں سبقاً پڑھاتے رہے ہیں۔ چنانچہ بزرگان دین کے اسی مبارک طریقہ کو جاری رکھتے ہوئے ہمارے مرشد و مربی سراج العارفین، شارح مکتوبات امام ربانی حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے قریبی احباب و مریدین کو یہ رسالہ مبداء و معاد سبقاً پڑھایا جنہیں دوران تدریس باقاعدہ بذریعہ ٹیپ ریکارڈ کیسٹوں میں محفوظ کر لیا گیا اور اب اسے صفحہ قرطاس پر نقل کر کے ترتیب و تسوید کے جانگسل مراحل سے گذار کر کتابی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ تسوید و تدوین کے دوران حضرت علامہ مولانا سید زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ و مترجمہ فارسی نسخہ (مطبوعہ ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی) اور محشّی مکتوبات حضرت علامہ الحاج نور احمد پسروری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا تصحیح فرمودہ فارسی نسخہ (مطبوعہ سنی لٹریری سوسائٹی ریلوے روڈ لاہور) زیادہ تر پیش نظر رہے۔ دوران تدوین حضرت ابوالبیان قدس سرہٗ العزیز کا بیان فرمودہ ترجمہ اور تشریحات ہی "سعادۃ العباد" کی اصل ہیں البتہ دیگر کتب سے استفادہ کے علاوہ البینات شرح مکتوبات کے اقتباسات کو ہی زیادہ جامع اور متبرک جان کر نقل کیا گیا ہے نیز دوران ترجمہ، مترجم اول مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ قاضی عالم دین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مدنظر رہا گا ہے گاہے حضرت مولانا اقبال احمد فاروقی لاہور کے ترجمے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

ترتیب و تدوین، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور طباعت و اشاعت کے جانگداز مرحلوں میں علامہ محمد بشارت علی مجددی، علامہ محمد نوید اقبال مجددی، علامہ محمد راشد

www.maktabah.org

مجددی، علامہ تنویر حسین مجددی، علامہ انور سعید مجددی، محمد اکبر شاکر مجددی ...... کی شبانہ روز محنت لائق تحسین اور جذبہ قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو اجر عظیم اور ثواب عمیم عطا فرمائے، اولیائے کرام کی عقیدت اور اپنے مشائخ کی نسبت کا فیضان عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے اور اپنے محسن و مربی قبلہ عالم حضرت ابوالبیان قدس سرہٗ العزیز کے مشن کے ساتھ وفا کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب مستطاب اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کے لئے بہترین تحفہ ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمارے آقائے ولی نعمت حضرت ابوالبیان قدس سرہٗ کے جنت الفردوس میں درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کی مرقد انور کو بقعۂ نور بنائے۔ **اللھم امین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم**

قارئین کرام سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ اگر کمپوزنگ یا پروف ریڈنگ کی کوئی فروگذاشت پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

زیب سجادہ درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

امیر اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

www.maktabah.org

مختصر سوانح حیات جامع مبداء ومعاد

حقائق آگاہ حضرت خواجہ محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا خواجہ محمد صدیق بن ظہیر الدین حسن کشم (بکسر کاف) علاقہ بدخشاں کے رہنے والے تھے، عنفوان شباب میں بدخشاں سے ہندوستان آئے چونکہ شعر وسخن سے دلچسپی رکھتے تھے اس لئے ایک عرصہ تک محب الفقراء عبدالرحیم خان خاناں کی صحبت میں رہے۔ خان خاناں کو بھی اس گروہ سے خاص تعلق تھا۔ آپ ہدایت تخلص فرماتے تھے آپ کے اشعار بڑے دلفریب اور درد وسوز سے لبریز ہوتے تھے۔

اسی دوران آپ قطب الاقطاب عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ حضرت خواجہ آپ پر خصوصی کرم فرماتے تھے اور اکثر اوقات فرماتے تھے کہ خواجہ محمد صدیق بہت بلند استعداد اور بڑی صلاحیت رکھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز ہم کئی درویش حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مجھے نیا اور اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھ کر مجھ پر گلاب چھڑکا اس امر نے میرے پریشان دل کو جمعیت بخشی۔

www.maktabah.org

ز دامانِ تو ہر راشح گلابے

زند بر روئے بختِ خفتہ آبے

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر دکن سے واپسی پر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے میرا رابطے کا یہ حال تھا کہ ہر چیز سے حضرت خواجہ کا جمال با کمال نظر آتا تھا یہاں تک کہ درودیوار اور شجر وحجر سے بھی سوائے آپ کے جمال کے اور کوئی چیز نمودار نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ میرا وجود موہوم بھی حائل نہ رہا اور میں خود کو بھی حضرت خواجہ سمجھتا تھا۔

آں یکے شد روئے او شد سوئے دوست

واں یکے شد روئے او خود سوئے دوست

ترجمہ :ایک وہ تھا جس کا رخ تھا سوئے دوست

ایک وہ جس کی طرف خود روئے دوست

جب شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز اپنے عظیم روحانی مشن کی تکمیل کے بعد تمام روحانی نظام حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد فرما کر خلوت گزیں ہو گئے اور ماسوائے چند کے اپنے تمام مریدین کو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت خواجہ محمد صدیق فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا کیفیت کی وجہ سے میں نے انکار کیا۔ کہ حضرت خواجہ کا جلال رونما ہوا مجھ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی بالآخر افاقہ کے بعد حضرت خواجہ نے شفقت فرماتے ہوئے کہا! خوف نہ کرو وہ محبت کی وجہ سے ایک پھول ہے جو شگفتہ ہوا ہے اگر تم صحیح اعتقاد اور گفتار کی سچائی رکھتے ہو تو یقین جانو کہ آج آسمان کے نیچے مثل میاں شیخ احمد کوئی دوسرا نہیں اور سب سے کامل لوگ جو تین چار ہی ہوئے ہیں ان (حضرت مجدد) کے کمالات جیسے رکھتے ہونگے زیادہ نہیں اور میں خود کو انکا طفیلی جانتا ہوں۔ جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے اسے مضبوط پکڑو تمہارے کام آئے گا اب جلدی کرو اور پہنچو۔

www.maktabah.org

چنانچہ آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور شعروشاعری سے دستکش ہو گئے حضرت امام ربانی سے رابطہ قوی اور محبت کامل رکھنے لگے اور آپ کی صحبت و خدمت کو لازم جاننے لگے چنانچہ ایک روز صبح کے حلقہ سے اٹھ کر حضرت امام ربانی نے مریدوں کے مجمع میں فرمایا کہ آج خواجہ محمد صدیق ولایت خاصہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات) سے مشرف ہوئے ہیں۔

خلافت واجازت کے بعد مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور تبلیغ ودعوت میں دن رات کوشاں رہتے اور بے شمار لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا باعث ہوئے۔

آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے اکابر اصحاب وخلفاء میں سے تھے صوری ومعنوی فضائل وکمالات سے آراستہ اور طریقت وحقیقت کے مقامات سے پیراستہ تھے غرضیکہ آپ بے شمار مناقب وکمالات کے مالک اور مآثر ومقامات کے حامل تھے۔ اختصار کے پیش نظر انہیں کلمات پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

آپ ماہ شوال ۱۰۵۱ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ نہایت صالحہ اور عابدہ خاتون تھیں آپ کے ہمراہ صدق نیت کے ساتھ حضرت امام ربانی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور حضرت امام ربانی کے الطاف وعنایات سے حظ وافر حاصل کیا۔ خواتین کی بہت بڑی جماعت اس نیک سیرت خاتون سے بہرہ مند ہوئی کیونکہ ان کی صحبت بہت مؤثر تھی۔ مکتوبات شریفہ میں بارہ مکتوبات ان کے نام صادر فرمائے گئے۔

مبداء ومعاد کا مسودہ حضرت خواجہ کشمی نے ۱۰۱۹ھ ماہ رمضان المبارک کے

www.maktabah.org

اواخر میں دوران اعتکاف حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی بیاض خاص سے لے کر اسے ترتیب دیا اور اس کے سن تسوید کا قطعہ تاریخ یوں رقم فرمایا

این نسخہ کہ مبداء و معاد ست بنام
ز انفاسِ نفیس حضرت فخر کرام
چون کرد ہدایت اقتباس از سرِّ صدق
در سال ہزار و نوزدہ گشت تمام
صدیق ہدایت کہ شدش چرخ بکام
مانا کہ ز صدق شد ہدایت فرجام
زین خود چہ عجب و لیک تحقیق این ست
کز جوشِ شرابِ احمدی یافتہ جام

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۱

چوں ایں درویش را ہوسِ ایں راہ پیدا شد

جب اس درویش لے کو اس راہ سلوک کا شوق پیدا ہوا تو

لے حضرت امام ربانی قدس سرہ، کی خانقاہ باقویہ میں حاضری

آپ پہلے طریقہ قادریہ میں کمال رکھتے تھے اس کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد چشتی علیہ الرحمہ سے طریقہ چشتیہ اخذ فرمایا پھر جب والد بزرگوار کے وصال کے بعد حج کی سعادت اور حرمین طیبین کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوا تو آپ ۱۰۰۸ھ میں حج کے ارادہ سے دہلی پہنچے جہاں آپ کی ملاقات حضرت مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو آپ کے شناسا اور عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے انہوں نے حضرت خواجہ کے کمالات اور طریقت نقشبندیہ کے فضائل کا ذکر کیا چونکہ حضرتؒ امام ربانی قدس سرہٗ نے بارہا اپنے والد بزرگوار سے نسبت نقشبندیہ کی بابت سن رکھا تھا فلہذا آپ حضرت خواجہ کی ملاقات وزیارت کے لئے خانقاہ باقویہ میں تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ کی خواہش پر دو ہفتہ کی مہمانی قبول کر لی ابھی دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ آپ کی قلبی کیفیت بدلی اور حضرت خواجہ کی کشش غالب ہوئی اور آپ بزبان حال

کملت مسافة کعبة الآمال

حمداً لمن قد من بالاکمال

www.maktabah.org

کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے حضرت خواجہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے مہمانی کو ترک کیا اور اڑھائی ماہ حضرت خواجہ کی دربانی کو غنیمت جان کر ارادۂ حج کو خیر باد کہا اور فیوض و برکات اور نسبت نقشبندیہ سے معمور ہو کر واپس سرہند شریف میں مراجعت فرمائی۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

ایک شبہ اور اسکا ازالہ

بعض افراد نے کہا ہے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ حج بیت اللہ کی نیت سے اپنے وطن سرہند سے روانہ ہوئے تھے راستہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بیعت ہو گئے اور پھر وطن واپس آ گئے اس کے بعد پھر حج کو نہیں گئے اور آپؒ نے فرض ادا نہ کیا۔

بظاہر یہ شبہ وجیہ ہے لیکن حقیقت حال کچھ اور ہے ۱۰۰۸ھ میں آپ کا قصد حج کرنا غلبۂ شوق کی بنا پر تھا۔ اور آپ نے ازراہ توکل ورخصت ارادہ کیا تھا۔ حضرت خواجہ کے فیضان صحبت نے آپ پر ابواب عزائم کھول دیئے۔ لہٰذا آپ نے رخصت کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يَاۤ اُولِي الْاَلْبَابِ (البقرہ ۱۹۷)

"اور خرچ راہ لیا کرو کہ خرچ راہ میں بہتر ہے گناہ سے بچنا اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو"۔

حضرت شاہ عبدالقادر نے یہ ترجمہ لکھ کر موضح قرآن میں لکھا ہے "اہل کفر کی غلطی ایک یہ تھی کہ بغیر خرچ حج کو جانا ثواب گنتے تھے اور توکل، مقدور ہوتے ہوئے خرچ نہ لیتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو خرچ لے کر جاؤ بڑا فائدہ یہ کہ سوال نہ کرو"، یعنی زادراہ لے لیا کرو تاکہ سوال نہ کرنا پڑے زادراہ بہتر پرہیزگاری ہے۔

حضرت مجدد کی مالی کمزوری اور علو فقر کا بیان حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی

www.maktabah.org

رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مخلص کو ایک رقعہ میں یوں تحریر فرمایا ہے ”بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست ۔ اگر از وجہ چہل یک ہر سال قدرے معین بہ آں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتی درمیان ایشاں قرار دہد بغایت مستحسن است مورث خیر بسیار، ہر چند کہ اند کے باشد رکن عظیم از خیرات خواہد بود، فقرائے باب اللہ اند دلہائے عجب دارند زیادہ جرأت است یعنی عیال کی کثرت اور فقر و بے معاشی کیوجہ سے اس جماعت کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر چالیس میں سے ایک کی کوئی مقدار اس گھرانے کے واسطے مقرر کر دیں کہ ہر سال پہنچ جایا کرے اور یہ کاتب اس کی تقسیم مقرر کر دے تو بہتر اور مورث خیر کثیر ہے یہ مقدار چاہے کتنی ہی کم ہو خیرات میں رکن عظیم رہے گی یہ لوگ اللہ کے در کے فقراء ہیں عجیب وغریب دل رکھتے ہیں ۔ زیادہ جرأت حضرت مجدد نے پہلے راہ توکل فرط شوق و محبت میں اختیار کی تھی اور بعد میں راہ عزیمت تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے ۔

؎ در دم از یار است و درمان نیز ہم
دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (

رشتہء در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۴۶،۲۷)

www.maktabah.org

عنایتِ خداوندی جلّ سلطانه او را به یکے از خلفائے خانوادۂ

خداتعالیٰ جلّ سلطانہ کی عنایت نے اس کو خانوادۂ حضرات نقشبندیہ[۲] قدس اللّٰہ تعالیٰ

حضرات خواجها قدس اللّٰه تعالیٰ اسرارهم رسانید وازاں جاطریقۂ

اسرار ھم کے خلفاء کرام میں سے ایک خلیفہ[۳] کے پاس پہنچادیا۔ وہاں سے ان بزرگوں

ایں بزرگواراں را اخذ کرده ،ملازم صحبت آں عزیز گشت

کے طریقہ کو اخذ کیا اور ان عزیز کی صحبت اختیار کرلی۔

۲ سلسلہ نقشبندیہ کا اجمالی تعارف

یہ امر طے شدہ ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں نبوت اور ولایت کا فیضان جاری وساری ہے فیضان نبوت کے قسیم خلیفہ رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ فیضان ولایت امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقسیم ہورہا ہے جن حضرات کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ کے ذریعے فیض مل رہا ہے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلہ صدیقیہ کہا جاتا ہے اور جو حضرات، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے فیضیاب ہوتے ہیں ان کے سلسلہ کو سلسلہ حیدریہ کہا جاتا ہے چونکہ طریقت کے معروف سلاسل اربعہ (نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ) کو فیضان نبوت بھی پہنچ رہا ہے اور فیضان ولایت بھی مل رہا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں فیضان ولایت کا غلبہ ہے جبکہ سلسلہ نقشبندیہ میں فیضان نبوت کا غلبہ ہے چونکہ سلسلہ صدیقیہ کے مرشد اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے یہ سلسلہ پہلے پہل سلسلہ صدیقیہ کے نام سے مشہور ہوا بعد ازاں دیگر مشائخ طریقت کی نسبتوں سے مختلف زمانوں میں

www.maktabah.org

مختلف ناموں اور القابات سے منسوب ہوتا رہا۔

صدیقیہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ تک اس سلسلہ کو صدیقیہ کہا جاتا رہا۔

طیفوریہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے طیفوریہ کہا جاتا رہا۔

خواجگانیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر امام الطریقہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین اویسی بخاری المعروف شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک اسے خواجگانیہ کہا جاتا رہا۔

نقشبندیہ

غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ خواجگانیہ کی اس قدر ترویج واشاعت کی کہ چہار دانگ عالم میں یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

نقشبندیہ علائیہ

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلیفہ اجل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے نقشبندیہ علائیہ مشہور ہوا۔

نقشبندیہ احراریہ

قطب الارشاد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سلسلہ ''نقشبندیہ

www.maktabah.org

احراریہ" کے نام سے مشہور ہوا۔

نقشبندیہ مجددیہ

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے شریعت وطریقت کی تجدید وترویج کچھ اس انداز سے فرمائی کہ عالم اسلام میں اس سلسلہ کو خوب شہرت اور پذیرائی نصیب ہوئی جس کی بناپر اسے نقشبندیہ مجددیہ کہا جانے لگا۔

نقشبندیہ مجددیہ نوریہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے بعد یہ سلسلہ متعدد مشائخ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا چنانچہ قطب اوحد حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی ثم چوراہی رحمۃ اللہ علیہ (تاجدار چورہ شریف ضلع اٹک) سے یہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کے نام سے مشہور ہوا۔

نقشبندیہ مجددیہ امینیہ

قطب العالمین حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (وارث مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ) سے نقشبندیہ مجددیہ امینیہ کے نام سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔

والحمداللہ علیٰ ذالک

۳ عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ احراری رحمۃ اللہ علیہ

کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی رضی الدین محمد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ ۹۷۱ھ میں کابل میں متولد ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت قاضی عبدالسلام خلجی قریشی رحمۃ اللہ علیہ ہے جو اپنے زمانے کے معروف عالم باعمل

www.maktabah.org

صاحب وجد وحال وفضل وکمال بزرگ تھے آپ کے نانا جان کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عمر یاغستانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو قطب الارشاد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے نانا تھے آپ پر بچپن سے ہی تجرید وتفرید، خلوت گزینی اور عزلت نشینی کے آثار غالب تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

آپ نے آٹھ برس میں حفظ قرآن کے بعد کابل کے مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم متداولہ کا اکتساب کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں علم وعمل کے آفتاب بن کر چمکنے لگے جب فقرودرویشی کا شوق دامنگیر ہوا تو ماوراء النہر، بلخ، بدخشاں اور ہندوستان کے علاوہ مختلف دیار وامصار کا سفر اختیار فرمایا اور مختلف اکابر اولیاء کی صحبت وخدمت میں رہ کر بے شمار روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے آپ حضور اکرم ﷺ اور حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے بلاواسطہ بطریق اویسیت فیضیاب تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

شنیدم کاشف راز نہانی
ابوالقاسم چراغ کرگانی
کہ بودے ورد جاں نام اویسش
کہ باشد شربے از جام اویسش

آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارۂ غیبی پا کر آپ کو ہندوستان کی طرف ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ وہاں ایک عزیز الوجود ہستی (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ تھا) آپ کے حلقہء بیعت میں شامل ہوگی جس کے ذریعے تمام عالم منور ہو جائے گا چنانچہ ہندوستان میں سلسلہ

www.maktabah.org

نقشبندیہ کو فروغ دینے والے پہلے بزرگ آپ ہی ہیں جن کی توجہات قدسیہ اور تجدیدی کارناموں نے ہندوستان کی قسمت بدل کر رکھ دی آپ کے حلقہء بیعت و صحبت سے ہزاروں صلحاء وصوفیاء پیدا ہوئے۔

آپ نے ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں دریائے جمنا کے کنارے قلعہ فیروز آباد میں مستقل قیام اختیار فرمایا آپ کی تشریف آوری سے پانچ چھ سال کے اندر اندر روحانی حلقوں میں انقلاب برپا ہو گیا عامۃ المسلمین اور علماء ومشائخ کے علاوہ اعیان مملکت اور ارکان سلطنت بھی آپ کے حلقہء بیعت میں شامل ہوئے۔

چنانچہ شیخ فرید بخاری، عبدالرحیم خان خاناں، مرزا قلیج خان اور صدر جہاں وغیرہم بھی آپ کے نیاز مندوں میں شامل ہوئے آپ کی نظر کیمیا، توجہ اکسیر اور دعا مستجاب تھی اس لئے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا اپنے عظیم روحانی مشن کی تکمیل کے بعد بالآخر تمام روحانی نظام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما کر ۲۵ جمادی الثانی بروز شنبہ ۱۰۱۲ھ بعد نماز عصر ذکر اسم ذات کرتے ہوئے عالم قدس میں جا پہنچے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کا مزار مبارک دہلی میں فیروز شاہ کے قبرستان میں صحن مسجد کے متصل واقع ہے۔

www.maktabah.org

به بر کت توجه آں بزر گ، جذ بۂ خواجها که از جهت

ان بزرگ کی توجہ[4] کی برکت سے خواجگان نقشبندیہ کا جذبہ[5] جو صفت

استهلاك درصفت قیومیت مـی خیز د او را حاصل

قیومیت[6] میں فنائیت کی جہت سے پیدا ہوتا ہے اس کو حاصل ہوااور اندراج

گشت وازطريق اندراج النهاية فی البداية نیز شربی میسر

النہایۃ فی البدایۃ کے طریق سے بھی ایک گھونٹ میسر ہوااس جذبہ کے

شد۔ بعداز تحقق ایں جذبہ کا راو بسلوك قراریافت

تحقق کے بعد اس کو سلوک میں قرار حاصل ہوا۔

[4] توجہ

شیخ کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے طالب کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے سلوک کی منزلوں میں شیخ ہر سبق کے لئے توجہ کے ذریعے طالب کے لطائف پر فیض القاء کرتا ہے اس کو تصرف یا ہمت بھی کہا جاتا ہے۔

اقسام توجہ

مشائخ طریقت نے توجہ کی معروف تین اقسام بیان فرمائی ہیں:

توجہ انعکاسی

جیسے کسی چیز پر شیشے یا روشنی کا عکس اور پرتو پڑنا یا اہل مجلس کا عطر وغیرہا کی خوشبو پانا انعکاسی توجہ کے مشابہ ہے یہ توجہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے اس توجہ کا اثر بھی تھوڑی دیر کے

www.maktabah.org

لئے ہوتا ہے اس لئے یہ توجہ اگرچہ ضعیف ہوتی ہے لیکن فائدے سے خالی نہیں ہوتی۔

توجہ القائی

اس توجہ کی مثال یوں ہے جیسے کوئی شخص دیئے میں بتی اور تیل ڈال کر لایا تو دوسرے نے آگ لگا کر روشن کر دیا اس توجہ کی تاثیر کچھ طاقت رکھتی ہے اور کچھ دیر اس کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی بیرونی صدمہ پہنچے مثلاً آندھی اور بارش وغیرہ تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے اس لئے یہ توجہ کسی حد تک مفید ضرور ہے لیکن لطائف کی مکمل اصلاح نہیں کر سکتی اس لئے مرید کو مجاہدہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

توجہ اتحادی

یہ توجہ سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے اس میں شیخ اپنی پوری ہمت صرف کر کے اپنی روح کے کمالات طالب کی روح میں القا کر دیتا ہے اس طرح کہ دونوں روحیں باہم جذب ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نانبائی کو توجہ اتحادی دے کر اس کے ظاہر و باطن کو اپنے جیسا بنا دیا جس کو وہ ضبط نہ کر کے وصال پا گیا۔ (البینات شرح مکتوبات، مکتوب ۳ جلد اول)

o...... ہجرت کے موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے توجہ اتحادی کے ذریعے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صورت و سیرت کو اپنے جیسا بنا دیا کہ اہل مدینہ کے لئے آقا و غلام میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا۔

تو من شدی من تو شدم تو تن شدی من جاں شدم
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

o خواجہ، خواجگان حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ العزیز نے ایک معتقد طعا[illegible] کو توجہ اتحادی کے ذریعہ اپنے جیسا بنا دیا۔ (نفحات الانس)

www.maktaban.org

۵ جذبہ وسلوک

جذبہ سیر انفسی کا نام ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرشد کامل کی توجہات سے سیر انفسی میں عالم امر کے لطائف کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور لطائف اپنی اصل میں فنا ہو جاتے ہیں یہ کیفیت جذب ہے اور اس تربیت کے حاصل کرنے والے کو مجذوب کہتے ہیں۔

سلوک

سلوک سیر آفاقی کا نام ہے مرشد کامل کی ہدایت کے مطابق اتباع سنت و شریعت اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے طہارت نفس وعناصر حاصل کرنا سیر آفاقی ہے اس کو سلوک کہتے ہیں اور اس قسم کی تربیت حاصل کرنے والے کو سالک کہا جاتا ہے۔

بینہ نمبر 1: جذبہ سلوک سے مقدم ہو تو ایسے مرید کو مجذوب سالک کہتے ہیں اگر سلوک جذبے پر مقدم ہو تو ایسے مرید کو سالک مجذوب کہتے ہیں حضرات نقشبندیہ جذبے کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں اسی لئے اکثر نقشبندی صوفیاء مجذوب سالک ہوتے ہیں دیگر سلاسل کے بزرگ سلوک کو جذبے پر مقدم کرتے ہیں اسی لئے ان کے اکثر صوفیاء سالک مجذوب کہلاتے ہیں۔

یہاں مجذوب کا عوام میں متعارف معنی مراد نہیں بلکہ مجذوب کا لفظ توجہ شیخ سے فیضیاب ہونے والے پابند شریعت صوفی پر استعمال فرمایا ہے۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۶ جلد اول)

اقسام جذبہ

جذبہ کی دو قسمیں ہیں۔

جذبہ صوری اور جذبہ حقیقی

www.maktabah.org

جذبہ صوری

وہ جذبہ جو سیر فی اللہ سے قبل ابتدائے سلوک میں تصفیہ لطائف سے پہلے حاصل ہوتا ہے اور صرف تسہیل منازل سلوک کے لئے عطا کیا جاتا ہے اس کو جذبہ صوری کہتے ہیں اس کو جذبہ بدایت یا جذبہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

جذبہ حقیقی

وہ جذبہ جو سیر فی اللہ کے دوران انتہائے سلوک میں حاصل ہوتا ہے اس کو جذبہ حقیقی کہتے ہیں اس کو جذبہ نہایت یا جذبہ ثانیہ بھی کہا جاتا ہے جذبہ حقیقی بلا امتیاز تمام سلاسل طریقت میں موجود ہے لیکن جذبہ صوری طریقہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے اور یہ نعمت حضرت خواجہ بزرگ شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخلصین کو بطور خیرات وصدقہ جاریہ عطا فرمائی ہے تاکہ مرید اگر نسبت جذبہ کی تکمیل سے پہلے مر جائے تو محروم مطلق نہ مرے کم از کم جذبہ کی لذت تو چکھ لے۔

اس حقیقت کا اظہار آپ نے یوں فرمایا ہے

ما نہایت را در بدایت درج می کنیم

یعنی وہ جذبہ جو تمام سلاسل کے سالکین کو آخر میں دیا جاتا ہے ہم بفضلہ تعالیٰ اپنے سلسلے کے مریدین کے لئے اس کو انتہا سے ابتدا میں کھینچ لائے ہیں چنانچہ باقی سلاسل کی ابتداء عالم خلق کی سیر سے ہوتی ہے اور انتہا عالم امر کی سیر پر ہوتی ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں اس کے برعکس عالم امر سے سیر شروع ہوتی ہے۔

اس جذبہ کی تعریف میں آپ نے فرمایا:

جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ (نفحات الانس) یعنی ایک جذبہ اللہ تعالیٰ کے جذبات سے ساری کائنات کے جنوں اور انسانوں کے اعمال کے

www.maktabah.org

برابر ہے یہ جذبہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی عطیات میں سے ہے اور اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔

آپ نے فرمایا: (**مافضلیا نیم**)

ہم فضلی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت فضل ہم کو حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان بزرگون کو بدایت میں میسر ہے

اگر از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارا بجائے نرسد

طریقہ جذبہء صوری

سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر نے حصول جذبہ صوری کا ایک مخصوص طریقہ وضع کیا ہے اور وہ تکرار اسم ذات ونفی اثبات، حبس دم اور رعایتِ وقوف عددی ہے جبکہ دوسرے سلاسل میں اس جذبہء ابتدائی کے حصول کا کوئی معین طریقہ اور مخصوص ضابطہ نہیں البتہ اگر علیٰ سبیل الاتفاق ان کو یہ جذبہ حاصل ہو جائے تو کوئی امر مانع بھی نہیں۔

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲ جلد اول)

۶ صفت قیومیت

صوفیائے مجددیہ رضوان اللہ علیہم کے نزدیک قیوم ایک اصطلاح ہے جو ارشاد باری تعالیٰ **القیوم** سے ماخوذ ہے۔ قیوم اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور قیومیت اسم **القیوم** کی نسبت سے ہے نسبت قیومیت حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا مکشوف ہے عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ العزیز قیوم کے متعلق رقمطراز ہیں قطب ہونا قیومیت کا ایک شعبہ ہے قیوم اس عالم میں حق جلّ وعلا کا خلیفہ اور اس کا نائب مناب (قائم مقام) ہوتا ہے اقطاب وابدال اس کے دائرہ ظلال میں د

www.maktabah.org

اخل اور افراد واوتاد اس کے کمال کے محیط میں شامل ہوتے ہیں تمام افراد عالم اس کی طرف رخ رکھتے ہیں اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ وہی ہوتا ہے خواہ وہ جانے یا نہ جانے بلکہ اہل عالم کا قیام اسی کی ذات سے ہے اس لئے کہ افراد عالم چونکہ اسماء وصفات کے مظاہر ہیں کوئی ذات ان کے درمیان کائن (موجود) نہیں ہے (اس لئے) سب کے سب اعراض واوصاف ہیں اور اعراض واوصاف کو ذات وجوہر کے بغیر چارہ نہیں ہے تاکہ انکا قیام اس کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ طویل زمانوں کے بعد کسی عارف کو ذات سے حصہ عطا فرما کر اس کو ایک ایسی ذات عطا فرماتے ہیں کہ وہ نیابت وخلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہو جاتا ہے اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ نسبت قیومیت کا حاصل ہونا کسی شخص کو اس وقت تک میسر نہیں ہے جب تک وہ اصالت سے کچھ حصہ نہ رکھتا ہو۔ حضرت عالی (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) نے فرمایا کہ اشیاء میری قیومیت سے تیری قیومیت کے ساتھ زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ مکتوب ۸۶ دفتر اول)

قیوم کے دو مفہوم

لفظ قیوم جب ذات باری تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کیلئے بولا جائے تو اس کا معنی قَائِماً بِذَاتِہٖ وَمُقَوِّماً لِغَیْرِہٖ ہوگا یعنی جو بذات خود قائم ہو اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہو یہ لفظ جب کسی مخلوق کیلئے بولا جائے تو اس کا لغوی معنی مراد لیا جائے گا اور اس کی تاویل کی جائے گی یعنی کسی شئی کے قیام اور بقا کا وسیلہ وذریعہ (مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۴۷ اور البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۱ جلد اول)

صفت قیومیّت میں فنائیت

جانشین امام ربانی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ اس کے متعلق

www.maktabah.org

رقمطراز ہیں:

ان بزرگوں (خواجگان نقشبندیہ) کا جذبہ جو کہ صفت قیومیت میں فنا ہو جانے کے ذریعے سے پیدا ہوتا ہے اور اس کو اس طریقہ میں جذبہ قیومیت کہتے ہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ (حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ) کو پہنچا ہے اور ان سے اس جذبہ کے حاصل ہونے کے لئے ایک طریقہ منقول ہے اور وہ طریقہ وقوف عددی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۳۶)

اہل طریقت نے صفت قیومیت میں انجذاب کے اعتبار سے جذبہ کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔

جذبہ قیومیت

وہ ہے جس میں عارف پر حق تعالیٰ کی قیومیت جلوہ گر ہوتی ہے اور اس کو اپنی طرف جذب کر لیتی ہے۔

جذبہ معیت

یہ ہے کہ عارف کے ساتھ حق تعالیٰ کی معیت جلوہ گر ہو

جذبہ محبت

یہ ہے کہ جس میں عارف پر حق تعالیٰ کی محبت مستولی ہو جاتی ہے اور اس کو اپنی طرف جذب کر لیتی ہے۔

جذبۂ ذات بحت

یہ ہے کہ عارف کو حق تعالیٰ کی ذات بحت تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے اس جذبہ کو قطب الارشاد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کا جذبہ کہتے ہیں۔ (شرح مکتوبات قدسی آیات (فارسی) دفتر دوم مکتوب ۴۲)

www.maktabah.org

وایں راہ را بتربیت روحانیت اسداللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ

اور اس راہ کو شیر خدا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ[7] کی روحانیت کی تربیت سے انتہا

تابنہایت رسانید یعنی باسمے کہ ربِّ اوست۔ وازاں اسم،

تک پہنچایا یعنی اس اسم تک جو اس کا مربی[8] ہے۔ اور اس اسم

بقابلیت اولیٰ کہ معبر بحقیقت محمدیہ است علیٰ صاحبہا

سے قابلیت اولیٰ[9] تک جو حقیقت محمدیہ[10] علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ

الصلوۃ والسلام والتحیہ بمدد روحانیت حضرت خواجہ نقشبند

سے عبارت ہے پھر حضرت خواجہ نقشبند[11] قدس اللہ تعالیٰ سرہ' کی روحانیت

قدس اللہ تعالیٰ سرہ عروج نمود

کی مدد سے عروج حاصل ہوا۔

[7] امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۲۲ رجب المرجب خانہ کعبہ میں متولد ہوئے۔

شد او دُرّ بیت الحرامش صدف
کسے را میسر نشد ایں شرف

نوجوانوں میں سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اکثر غزوات اور معرکوں میں حضور سید عالم ﷺ کی معیت کا شرف نصیب ہوا ذوالنورین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر براجمان ہوئے۔

www.maktabah.org

خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ اور اہل بیت اطہار کے دوازدہ آئمہ کرام میں سے پہلے امام ہیں بقول شاعر

اول و آخر ابرار توئی

مشرق و مغرب انوار توئی

آپ اقلیم ولایت کے تاجدار اور جملہ سلاسل طریقت کے سالار ہیں۔

آپ کے ساتھ جہاد وقتال کرنے والوں کو ملامت سے دور جاننا چاہئے اور کلمہ خیر کے سوا ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہئے حضرت علی المرتضٰی خود ارشاد فرماتے ہیں: اَخوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا لَیْسُوْا کَفَرَۃٌ وَلا فِسقَۃٌ لِّمَا لَھُمْ مِنَ التَّاوِیْلِ قرینہ تاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مخالفین کی طرف لفظ ''خطا'' بھی منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ اسی لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تِلْکَ دِمَاءٌ طَھَّرَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَیْدِیْنَا فَلْنُطَھِّرِ عَنْھَا اَلْسِنَتِنَا

ایک شخص حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''تو اپنے اہل وعیال میں مشغول ہونے کو اپنا سب سے بڑا شغل نہ بنانا کیونکہ اگر تیرے اہل وعیال اہل اللہ میں سے ہیں تو اللہ تعالٰی اپنے دوستوں کو کبھی بھی ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اللہ کے اعداء میں سے ہیں تو اللہ کے اعداء کا غم کھانا اور ان میں مشغول ہونا تیرے لئے کسی طرح بھی روا نہیں۔

یاد رہے کہ اس ارشاد کا تعلق ماسوی اللہ سے تعلق منقطع کر لینے سے ہے۔

۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم (جَعَلَہُ اللّٰہُ مَلْجَماً بِلَجَامٍ مِنَ النَّارِ) نے زہر آلود تلوار کا وار کر کے کوفہ کی جامع مسجد میں آپ کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کسے را میسر نشد ایں سعادت

بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

www.maktabah.org

حسنین کریمین نے تجہیز و تکفین کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق لوگوں سے چھپا کر دفن کر دیا لہٰذا آپکی قبر انور کی تعیین واضح طور پر نہیں ہو سکی ارباب مکاشفہ نے متعدد مقامات پر نشاندہی فرمائی ہے بعض نے کہا ہے کہ آپ کا مزار مبارک نجف اشرف میں ہے اور بعض نے مزار فیض آثار بلخ میں بتایا ہے اگرچہ قول اول مشہور ہے مگر سفینۃ الاولیاء میں قول ثانی کو ترجیح دی گئی ہے و العلم عنداللہ سبحانہ

صاحب عمدۃ المقامات حضرت شاہ فضل اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بارگاہ ولایت میں یوں ہدیہ نیاز پیش کیا ہے۔

یا علی بادشاہ کونینی ۔۔۔ اولیاء را تو قرۃ العینی
بولایت کسے قدم نزند ۔۔۔ بولائے تو تا کہ دم نزند
یک نگاہے نمودہ زر سازے ۔۔۔ کارم از یک نگاہ در سازے
گرچہ من لائق نگاہ نیم ۔۔۔ در رہت بہ ز خاک راہ نیم
نکنم رد ز درگہ کرمت ۔۔۔ ای سرم خاک باد بر قدمت
فضل را جز جناب حضرت تو ۔۔۔ نیست روئے وسیلہ دیگر سو!

۸ اسم مربی

یہاں رب سے مراد مُربی ہے اسماء الٰہیہ میں سے عالم وجوب کا فیض جس اسم کے ذریعے سالک کی تربیت کرتا ہے اسے اس کا اسم مربی کہا جاتا ہے اس کو مبداء فیض بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ سالکین کو دوران سلوک جب مقامات ولایت میں ترقی نصیب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا فیض اور تجلیات کا پرتو پڑتا ہے جنہیں مبادی فیوض کہا جاتا ہے اور ہر ولی کا اللہ تعالیٰ کے اسماوصفات میں سے کوئی نہ کوئی اسم وصفت

www.maktabah.org

مبداءفیض ہوتا ہے کسی کا مبدا فیض صفت رحمان ہوتی ہے کسی کا مبدا فیض صفت رحیم کسی کا مبداءفیض صفت کریم، کسی کا مبداءفیض رؤف ہوتا ہے اور کسی کو صفت قیومیت سے فیض ملتا ہے۔

۹ قابلیت

قابلیت کا لغوی معنی استعداد اور اولیٰ کا معنی پہلی ہے اہل طریقت کے نزدیک ذات اور شیونات یا ذات اور صفات کے درمیان نسبت کو قابلیت کہا جاتا ہے۔

نسبت

ظلِ طرفین یا رابطہ بین الطرفین کا نام نسبت ہے۔

قابلیت اولیٰ

حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کو قابلیت اولیٰ کہا جاتا ہے۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴ جلد اول)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء وصفات کے ظہور کا ارادہ فرمایا تو تخلیق مخلوق کیلئے جس ذات کی طرف اسم ظاہر کی تجلی بلاواسطہ متوجہ فرمائی وہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقت تھی جس کو صوفیائے کرام قابلیت اولیٰ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اسی کو حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کہا جاتا ہے۔

۱۰ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات ذات کے مرتبہ شان العلم کے اعتبار سے قابلیت اولیٰ کا نام ہے جو نفس اسم الٰہی کا ظہور ہے نہ کہ اس اسم کی صورت علمی کا ظہور، کیونکہ کسی چیز کی نفس شئی اور اس کی

www.maktabah.org

صورت علمیہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے جیسا کہ نفس آگ اور اس کی صورت علمی میں فرق واضح ہے۔

o...... حقیقت محمدیہ سے مراد ذات محمدیہ نہیں بلکہ وہ اسم الٰہی مراد ہے جو حضور ﷺ کے عالم خلق کا مربی ہے اور وہ شان العلم ہے۔

o...... حقیقت کعبہ سے مراد وہ مرتبہ وجوب ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے عالم امر کا مربی ہے اور شان العلم سے بلند تر ہے اس اعتبار سے حقیقت کعبہ حقیقت محمدیہ سے افضل ہے۔

o...... حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے نزدیک حقیقۃ الحقائق (سب سے پہلی حقیقت) مخلوق و حادث ہے تو دوسرے مابعد کے حقائق بھی مخلوق و حادث ہونگے تعین وجوبی ممکنات کی حقیقت نہیں ہوسکتا، ممکن کی حقیقت بھی ممکن ہوگی نہ کہ واجب۔ آپ کے نزدیک حقیقت محمدیہ کا مخلوق ہونا حدیث نبوی ﷺ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سے ثابت ہے اور اسی طرح امام ربانی کے نزدیک قَبْلَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ بِاَلْفَیْ عَامٍ اور قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃِ عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ اور اس کی مثل احادیث سے خلقت کا وقت متعین بھی ثابت ہوتا ہے جو حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے مخلوق اور حادث ہونے کی دلیل ہے۔ (ماخوذ از البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴ جلد اول مزید تفصیلات کے لئے یہی مکتوب ملاحظہ فرمائیں)

امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم ۷۱۸ھ قصر عارفاں میں ہوئی جو بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے سادات

www.maktabah.org

کرام میں حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کی کنیت بہاؤالدین اور لقب شاہ نقشبند ہے۔

آپ کی پیدائش سے قبل حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے تولّد کی بشارت سنائی اور ارشاد فرمایا قریب ہے کہ قصر ہندواں' قصر عارفاں ہو جائے نیز فرمایا مجھے اس مقام سے مردحق کی بو آتی ہے ولادت کے تیسرے روز حضرت خواجہ کو اپنی فرزندی میں قبول فرما کر اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا گو آپ کے شیخ تعلیم حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہیں مگر آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مردان حق کے سامنے پوری روئے زمین ایک دسترخوان کی مانند ہے'' اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کی طرح ہے کوئی چیز بھی ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان (رحمۃ اللہ علیہم) کی طریقت میں چار طرح کی نسبتیں ہیں ایک حضرت خضر علیہ السلام سے، دوسرے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، تیسرے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جو ان کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے، چوتھے خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے، اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو ملح المشائخ کہا جاتا ہے۔

آپ کا ارشاد ہے کہ سالک کو چاہئے کہ قلب کی نگہداشت کا لحاظ ہر حالت میں رکھے، کلام وطعام، خرید وفروخت، عبادات کی بجا آوری، تلاوتِ قرآن اور دوران وعظ وغیرہا غرضیکہ چشم زدن میں بھی خداتعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود نہیں ہو۔ بقول شاعر

www.maktabah.org

؎ یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے تو آپ نے فرمایا خلوت در انجمن پر یعنی بظاہر مخلوق کے ساتھ ہو اور بباطن خالق کے ساتھ۔

؎ از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

آپ نے ساری ہمت ترویجِ شریعت، تخریب بدعت اور عمل بعزیمت میں صرف کر دی لیکن اس کے باوجود ہمیشہ اپنے اعمال وافعال اور نیت کو تہمت زدہ جانتے تھے۔

درجذیل رباعی آپ کی اس کیفیت کی غماز معلوم ہوتی ہے۔؎

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے
و آن نان بنہم پیش سگے نادانے
و آن سگ سال گرسنہ در کہدانی
از ننگ بر آن نان ننہد دندانے

آپ نے دین اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دیں طریقت نقشبندیہ کو بیحد فروغ دینے کے باعث پوری دنیا میں آپ کا نام روشن ہوا خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے۔؎

ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد
بہاؤ الدین کہ شد دین از وے آباد
ز سنت در جنید افگند آشوب
بجذبہ بایزیدش آستاں روب
پئے تسکین مشتاقان دیدار
جمال مصطفٰے را آئینہ دار
در ان آئینہ می بیند محقق
سواد من رانی قدرای الحق

آپ نے اپنے جنازے کے آگے یہ شعر پڑھنے کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل کی گئی

www.maktabah.org

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیاءً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

آپ کی عمر مبارک تہتر (۷۳) برس ہوئی آپ کا وصال مبارک بروز دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قصر عارفاں بخارا شریف میں ہے۔

www.maktabah.org

وازاں جا، بدستگیری روحانیت حضرت فاروق رضی الله

اور وہاں سے حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲] کی روحانی دستگیری سے

تعالیٰ عنه، فوق آں قابلیت استعلا میسر شد

اس قابلیت سے اوپر بلندی میسر ہوئی۔

[۱۲] امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی عمر، کنیت ابو حفص اور لقب فاروق اعظم ہے آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں متولد ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضور اکرم کے جد ہشتم حضرت کعب سے جاملتا ہے۔ آپ دعائے مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) کی تاثیر اور قرأت ہمشیرہ کی تنویر کی بدولت بعثت کے چھٹے سال بعمر ۲۷ سال مشرف باسلام ہوئے آپ کی بدولت مسلمانوں کو قوت اور اسلام کو عظمت ملی خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت پر براجمان ہوئے آپ کے رعب وجلال کی وجہ سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ اور شرک کے تھانوں میں غلغلہ بپا ہوگیا آپ نے عساکر اسلامیہ کی تجہیز اور افواج محمدیہ کی تنظیم کچھ اس انداز سے فرمائی کہ اسلامی لشکر جس طرف بھی رخ کرتے تھے کفار نابکار کی صفوں میں کھلبلی مچ جاتی کہ وہ میدان کارزار سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

آپ نے مصر، روم، شام، عراق، بیت المقدس، آذربائیجان، خراسان، مکران (بلوچستان) جیسے بلاد کو فتح کیا بقول شاعر

www.maktabah.org

بعد پیغمبر بالطاف کریم
کرد فتح چار صد شہر عظیم

یوں آپ اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کی عملی تفسیر ثابت ہوئے۔ آپ اس قدر قوی الفکر اور صائب الرائے تھے کہ بیسیوں آیات قرآنیہ آپ کی تائید میں نازل ہوئیں۔

آپ کے حسن اخلاق، اعلیٰ کردار اور عدل و انصاف کا یہ عالم ہے کہ بیت المقدس فتح ہوا تو آپ فاتحانہ شان کے ساتھ شہر میں اس طرح داخل ہوئے کہ خود پیدل تھے اور سواری پر آپ کا غلام تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان پکار اٹھے کہ

وہ دیکھو کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے

آپ تشریعی احکام کی تنفیذ اور تکوینی امور میں تصریف پر مامور تھے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ معارف لدنیہ میں رقمطراز ہیں کہ آپ عہد رسالت مآب ﷺ میں قطب ابدال کی مسند پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ دریائے نیل آپ کے حکم سے بہنے لگا، سرزمین طیبہ زلزلہ سے محفوظ ہوگئی، سینکڑوں میل دور نہاوند شہر میں اسلامی سپہ سالار کو یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلَ فرما کر رہنمائی فرما رہے ہیں۔

آپ بری صحبت سے اجتناب اور اس کے اثرات بد سے احتراز کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوءِ یعنی برے ہم نشینوں سے خلوت گزینی اور گوشہ نشینی باعثِ راحت ہے۔

مدینہ منورہ مسجد نبوی میں نماز فجر کے دوران ابولؤلو مجوسی ایرانی نے ۲۶ ذوالحج ۲۳ھ بروز بدھ آپ کو زخمی کر دیا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے یکم محرم الحرام ۲۴ھ بروز اتوار بعمر ۶۳ سال جام شہادت نوش فرمایا اور گنبد خضریٰ کے نیچے حضور اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

www.maktabah.org

وازاں جا تا بمقامے کہ فوق آں قابلیت است ، وآں قابلیت

اور وہاں سے اس مقام تک جو اس قابلیت سے فوق ہے اور

کالتفصیل است، مرآں مقام را، وآں مقام اجمال اوست۔

وہ قابلیت تفصیل کی مانند ہے خاص اس مقام کی اور وہ مقام اس کا

وآں مقام مقام اقطاب محمدیہ است۔ بتربیت روحانیت

اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدیہ [۱۳] کامقام ہے حضور ختمی

حضرت رسالت خاتمیت علیٰ صاحبها الصلوة والسلام والتحية

مرتبت علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ کی روحانیت کی تربیت

ترقی واقع شد۔ ودروقت وصول بایں مقام نحوی امداداز

سے ترقی واقع ہوئی۔ اس مقام تک ایک قسم کی امداد

روحانیت حضرت خواجۂ علاؤ الدین عطار

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار [۱۴] کی روحانیت سے

[۱۳] اقطاب محمدیہ

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں سے وہ قطب جو حضور اکرم ﷺ کی نائب ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے انہیں یہ منصب تفویض فرمایا ہوتا ہے انہیں اقطاب محمدیہ کہا جاتا ہے۔

جس طرح فرشتے فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْراً کے مصداق فرائض کی انجام دہی پر مامور ہوتے ہیں ایسے ہی بعض اولیائے کرام بھی اعزازی فرائض پر مامور ہوتے ہیں

www.maktabah.org

صاحبان منصب دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جنہیں اپنے منصب کی خبر ہوتی ہے کہ ہم فلاں منصب پر مامور ہیں اس قسم کے لوگ چھپ کر مختلف مقامات پر جان بوجھ کر تصرف کرتے ہیں۔

کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو منصب سے بے خبر ہوتے ہیں فرشتے ان کے روپ میں کام کر جاتے ہیں دیکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ آئے تھے حالانکہ وہ اس معاملہ سے بے خبر ہوتے ہیں البتہ اس محکمہ کے غوث اور فرد کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ شخص فلاں علاقے کا قطب ہے جیسے سورج کی روشنی سے پھلوں میں مہک، درختوں میں ہریالی ہوتی ہے لیکن سورج کے لئے اس بات کا جاننا کوئی ضروری نہیں کہ میرا فیض اور روشنی کس کس کو پہنچ رہی ہے ایسے ہی جنہیں فیض اور روشنی پہنچ رہی ہے انہیں بھی اس بات کا علم ہونا لازم نہیں کہ ہمیں کس کا فیض پہنچ رہا ہے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ خربوزے سورج کی روشنی سے رنگ پکڑتے اور مٹھاس لیتے ہیں لیکن خربوزوں کو کیا علم کہ یہ فیض کہاں سے آ رہا ہے اور سورج کو کیا پتہ کہ میرا فیض کہاں کہاں تک پہنچ رہا ہے بلکہ یہ فیض انعکاسی ہوتا ہے۔

قطب کا وجود اس کے متعلقہ علاقے میں باعث برکت ہوتا ہے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فیوضات و برکات از قبیل رزق، معاش، کاروبار، دینی صلاحتیں، علمی وروحانی قابلیتیں اسی کے ذریعے تقسیم ہوتی ہے جب وہ دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو باطنی طور پر پہلے ہی اس منصب کے لئے کسی اور شخصیت کو تیار کیا جاتا ہے جو اس کے وصال کے بعد اس منصب پر براجمان ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

۱۴ قدوۃ الکاملین حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ

کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے علاؤ الدین کنیت اور عطار لقب ہے آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول، نائب مطلق اور داماد ہیں حضرت خواجہ کے بے حد مقبول نظر اور معتمد خاص ہیں آپ صاحب طریقہ خاص ہین اور آپ کا طریقہ علائیہ مشہور ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے دفتر اول مکتوب ۲۹۰ میں آپ کا بالتفصیل ذکر فرمایا ہے ایک روز علماء کے درمیان رؤیت باری تعالیٰ کی بابت مباحثہ ہوا انہوں نے بالاتفاق حضرت خواجہ عطار کو ثالث تسلیم کیا۔ آپ نے منکرین رویت سے جو مذہب معتزلہ کی طرف مائل تھے ارشاد فرمایا:

کہ تم تین روز تک چپ چاپ باوضو ہماری صحبت میں رہو بعد ازاں ہم فیصلہ دیں گے انہوں نے تعمیل ارشاد کی تیسرے روز ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیخود ہو کر زمین پر لوٹنے لگے ہوش میں آنے کے بعد نہایت نیاز مندی سے عرض گذار ہوئے کہ ہم رؤیت حق پر ایمان لائے پھر کبھی بھی حضرت خواجہ کی صحبت سے جدا نہ ہوئے۔

حضرت سید شریف جرجانی علیہ الرحمۃ آپ کے اصحاب خاص میں سے تھے انہوں نے فرمایا کہ جب تک میں حضرت خواجہ علاؤ الدین کی صحبت سے مشرف نہ ہوا میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

آپ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں جو کوئی چالیس فرسنگ تک میری قبر کے گرد دفن ہوگا بخشا جائے گا۔

آپ کا وصال شب چہار شنبہ بعد نماز عشاء ۲۰ رجب ۸۰۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ چغانیاں علاقہ ماورالنہر میں ہے۔

www.maktabah.org

که خلیفه حضرت خواجه نقشبند است، قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارهما،

جوحضرت خواجہ نقشبند کے خلیفہ ہیں قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارهما. اور

وقطب ارشاد است بآں درویش رسید۔ نہایتِ عروج اقطاب

قطب ارشاد ہیں اس درویش کو پہنچی اقطاب کا منتہائے عروج

تاایں مقام است۔ ودائرۂ ظلیت تاہمیں مقام منتہی می شود

اسی مقام تک ہے اوردائرہ ظلیت ۱۵ بھی اس مقام پر ختم ہو جاتا ہے

۱۵ دائرۂ ظلال

صوفیاء کرام کے نزدیک تمام موجودات، اسماء وصفات باری تعالیٰ کے ظلال ہیں اوراسماء وصفات کی طرح ان کے ظلال بھی بے انتہاء ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَاعِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَاعِنۡدَاللّٰہِ بَاقٍ (النحل ۹۶) یعنی جوتمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جواللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے۔

جب سالک اسماء وصفات کے ظلال سے اسماء وصفات کی طرف سیر کرتے ہوئے دائرۂ ظلال میں داخل ہوجاتا ہے اوراپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے تواس سیر کو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔دائرہ ظلال کودائرہ اسماء وصفات، دائرہ ممکنات اوردائرہ ولایت صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔(البینات شرح مکتوبات ۱/ ۱۹۵، ۱۹۶)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشادفرماتے ہیں کہ قطبیت کا اختتام دائرہ ظلیت کا آخری مقام ہے دائرہ ظلیت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ظلال، ظل کی جمع ہے اور ظل کا معنی حجاب ہے توحجابات کے عالم کودائرہ ظلیت کہا جاتا ہے تمام کائنات اورجملہ ممکنات دائرہ ظلیّت ہے اسے ظلیت کیوں

www.maktabah.org

کہا جاتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عرش، سات آسمانوں سے اوپر جنت کا چھت ہے جس کا بالائی حصہ عالم امر سے مناسبت رکھتا ہے اور زیریں حصہ عالم خلق اور ممکنات سے ہے کائنات اور ممکنات اور ذات کا باہمی تعلق کیا ہے اس کے متعلق صوفیاء کرام کا آپس میں اختلاف ہے حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کائنات کی حقیقت ذات ہے اور یہ کائنات ذات کا ظل ہے جسے وجوب اور امکان کے درمیان اتحاد وعینیت کا نظریہ کہا جاتا ہے جب اس نظریہ کے قائلین کو کہا جائے کہ اس قول سے شرک کا خدشہ ہے تو اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ شرک تو تب ہو جب ہم غیریت کا قول کریں اور اس غیر کو اسکا شریک ٹھہرائیں غیر تو ہے ہی کوئی نہیں ذات خود ہی سب کچھ ہے لیکن یہ انکا محبت کے آخری درجہ کا کشف ہے جہاں غلبہء محبت کی بنا پر ہر طرف محبوب ہی نظر آتا ہے اسی لئے انہوں نے اتحاد وعینیت کا قول کیا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک ذات وراء الوراء ہے اور کائنات ذات کا ماسویٰ ہے ذات اور کائنات میں خالق اور مخلوق ہونے کے علاوہ اور کوئی تعلق نہیں کائنات، ذات کا عین نہیں غیر ہے ذات، کائنات کے احتیاج سے بالکل بے نیاز ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن سے عیاں ہے۔ اس کی باقاعدہ تخلیق ہوتی ہے اس لئے اس کا علیحدہ اپنا وجود ہے اس میں نقص اور عیب ہیں۔ اگر اسے ذات کا عین کہا جائے تو ذات میں نقص اور عیب ماننا پڑتے ہیں حالانکہ ذات ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک ہے **سبحان ربک رب العزۃ عمایصفون**

ذات کے نیچے اعتبارات کا مرتبہ ہے، اعتبارات کے نیچے شیونات کا مرتبہ ہے شیونات کے نیچے صفات کا مرتبہ ہے صفات کے نیچے اسماء کا مرتبہ ہے اسماء کے نیچے

www.maktabah.org

افعال کا مرتبہ ہے افعال کے نیچے ظلال کا مرتبہ ہے اور یہ کائنات اسماء وصفات وافعال کے ظلال کا نام ہے کائنات ذات کا ظل نہیں بلکہ ذات تو ظلال سے پاک ہے عینیت کا قول اور اس قسم کے دیگر اقوال وحدۃ الوجود کے علوم ومعارف کے قبیل سے ہیں جو دائرہ ظلیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ دائرہ ظلیت سے اوپر دائرہ وجوب ہے دائرہ وجوب سے اوپر دائرہ عبدیت ہے جہاں سالک پر یہ حقیقت بالکل کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اللہ، اللہ ہے اور بندہ، بندہ ہے۔ (والحمدللہ علیٰ ذالک)

www.maktabah.org

بعدازاں اصل خالص است یا ممتزج بظل طائفہ افراد

اس کے بعد اصل خالص [۱۶] ہے یا (اصل) ظل کے ساتھ ملا ہوا ہے افراد کا

بوصول ایں دولت ممتازاند۔ بعضے از اقطاب را بواسطہء

ایک گروہ اس دولت کے وصول کے ساتھ ممتاز ہے بعض اقطاب کو افراد

مصاحبت افراد تامقام ممتزج عروجے واقع می شود۔ ناظر اصل

کی مصاحبت کے واسطہ سے مقام ممتزج تک عروج حاصل ہوجاتا ہے جہاں وہ

ممتزج بظل می گردند. امّا وصول باصل خالص یانظر بآں علی

اصل ظل آمیز کامشاہدہ کرتے ہیں لیکن اصل خالص یا بتفاوت

تفاوت درجاتہم خاصۂ افرادست ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من

درجات اس کا مشاہدہ کرنا افراد کا خاصہ ہے یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے

یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔ وایں درویش راخلعت قطبیت ارشاد

وہ جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت ہی بڑے فضل والا ہے اور اس درویش کو اس

---

[۱۶] **دائرہ اصل**

صوفیاء کرام کے نزدیک دائرۂ اصل سے مراد ذات کے اسماء وصفات اور شیونات واعتبارات کے مراتب ہیں۔ اس دائرے کا تعلق عالم وجوب سے ہے یہ مرتبہ کسی لفظ، عبارت، اشارے یا کنائے کے ذریعے بیان نہیں کیا جاسکتا اس مرتبے میں سالک کو سیر علمی واقع ہوتی ہے۔ اس سیر کا نام سیر فی اللہ ہے۔

www.maktabah.org

بعلم از وصول بآں مقام کہ مقام اقطاب است، ازاں

مقام تک رسائی کے بعد جو اقطاب کا مقام ہے سردار دین ودنیا علیہ الصلوات

سرور دین ودنیا علیه الصلوات والتسلیمات المبارکات والتحیات

والتسلیمات المبارکات والتحیات النامیات کی طرف سے قطبیت ارشاد

النامیات عنایت شد۔ وبایں منصب سرفراز ساختند۔

کی خلعت عطا ہوئی اور اس منصب پر سرفراز فرمایا گیا اس کے بعد

بعدازاں باز عنایتِ خداوندی جلّ شانه وعمّ احسانه شامل حال

پھر عنایت خداوندی جلّ شانہ وعمّ احسانہ اس کے شامل حال ہوئی۔ اور

او گشت ۔ وازآں جا متوجه فوق ساخت ۔ یك دفعه

اس مقام سے فوق کی طرف متوجہ فرمایا گیا حتی کہ اصل ممتزج تک پہنچایا اور

تا باصل ممتزج برد،وفنائے وبقائے درآنجا میسر شد

اس مقام میں بھی گزشتہ مقامات کی طرح فنا ۱۷ اور بقا ۱۷ میسر ہوئی۔

۱۷ فنا

طریقت کی اصطلاح میں سالک کو ماسوی اللہ کا نسیان فنا کہلاتا ہے ۔یعنی ذات حق تعالیٰ کی ہستی مطلق کا سالک کے ظاہر وباطن پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود اضافی معتبر نہ رہے اور صرف وجود حقیقی متحضر رہ جائے ۔اس طرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے تابع ہو جائے اور اس کے اعضاء وجوارح سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو۔

www.maktabah.org

چنانکه درمقامات سابقه وازاں جابمقامات اصل ترقی ارزانی
اور وہاں سے اصل مقامات کی طرف ترقی عطا فرما کر اصل الاصل تک پہنچا
فرموده باصل الاصل رسانید - دریں عروج اخیر،
دیا گیا اس آخری عروج میں

۱۸ بقا

مرتبہ فنا میں جن اشیاء (آفاق وانفس) کا نسیان ہوگیا تھا سالک کو پھر دوسروں کی تکمیل وہدایت کے لئے انہی اشیاء کی طرف واپس لوٹا دینا ''بقا'' کہلاتا ہے یعنی کامل فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو بقا کہتے ہیں اور فناء الفناء کے بعد حاصل ہونے والی کیفیت کو بقاء القبا کہتے ہیں۔ آیت کریمہ **وَاللّٰـهُ خَيْـرٌ وَّاَبْقٰى** (طہ۷۳) میں معنی بقا کی طرف اشارہ ہے۔

بینہ: یادرہے کہ مرتبہ بقامیں اشیاء کے ساتھ سالک کا علمی تعلق فنا سے قبل کے تعلق سے کمیت، کیفیت اور غایت کے اعتبار سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔ اس مرتبہ میں مخلوق کی طرف سالک کی توجہ قطعاً غیر اختیاری ہوتی ہے اور اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا غالب ہوتی ہے نہ کہ سالک کی ذاتی رغبت کیونکہ سالک تو اس مرتبے میں مقام اطمینان پر فائز المرام اور **اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً** (الفجر۲۸) سے شادکام ہوتا ہے۔ **واللہ الموفق** (البینات شرح مکتوبات مکتوب۲ جلداول)

www.maktabah.org

کہ عروج درمقامات اصل است، مدداز روحانیت

جو مقامات اصل کا عروج ہے حضرت غوث اعظم محی الدین

حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر بود قدس

شیخ عبدالقادر [19] قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی روحانیت کی

اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس، وبقوت تصرف ازاں مقامات گذرانیدہ

مدد نصیب ہوئی اور ان کی قوت تصرف نے ان مقامات سے گذارکر

باصل الاصل واصل گردانیدند۔ وازآن جابعالم باز

اصل الاصل تک واصل فرمادیا اور وہاں سے اس جہان کی طرف

گردانید ند۔ چنانکہ از ہر مقامے بازمی گردانیدند

واپس لوٹادیا جیسا کہ پہلے بھی ہر مقام سے واپس لوٹاتے رہے تھے۔

[19] غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا مختصر تعارف

آپ کی ولادت باسعادت ملک عجم گیلان (طبرستان) میں ہوئی اہل عرب جسے جیلان کہہ دیتے ہیں آپ کریم الابوین اور نجیب الطرفین سادات عظام میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد، لقب محی الدین اور غوث الاعظم ہے۔

آپ نے علوم متداولہ اپنے دور کے جید علماء وفضلا سے حاصل کئے آپ نے کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس اس قدر اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے سرشار ہوکر فرمائی کہ حق تعالیٰ نے آپ کو مسند قطبیت پر فائز فرمادیا چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

www.maktabah.org

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِی

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ تحصیل علوم کے بعد ایک روز معلوم ہوا کہ قطب زماں امام ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ (جو سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین میں سے ہیں) بغداد میں جلوہ افروز ہیں۔ جب میں حاضر خدمت ہوا نہایت شفقت سے پیش آئے اور اپنے پاس بٹھا کر میرے حالات سن کر میری تمام مشکلات کو حل فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: ''اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ سنایا کرو''

میں نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں یہ سن کر فرمایا

''تمہیں اب فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، لغت اور تفسیر قرآن سب یاد ہے تم میں وعظ کہنے کی صلاحیت ہے برسر منبر آؤ اور وعظ کہو کیونکہ میں تجھ میں وہ جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب تناور درخت بن جائے گی۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ (ابراہیم)

جب آپ نے اس عالم ہست و بود میں آنکھ کھولی تو دنیائے اسلام سیاسی زوال، مذہبی انتشار، روحانی اِدبار، فکری افتراق اور معاشی اضطراب کا شکار تھی۔ طاغوتی طاقتیں اپنی شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کیلئے صلاح مشورے کر رہی تھیں ارکان سلطنت عیش کوش اور مصلحت اندیش ہو چکے تھے، علماء مباحثوں اور مناظروں میں ایک دوسرے کو زچ کرنے کے درپے تھے، فقراء جاہ طلب اور ریاکار بن چکے تھے الغرض بدکاری، بے حیائی، شراب نوشی، وجاہت پرستی جیسی اخلاقی بیماریوں کا ہر طرف دور دورہ تھا۔ ملت اسلامیہ کی نظریاتی بنیادیں اور جغرافیائی سرحدیں کھوکھلی ہو چکی تھی بالآخر حق تعالیٰ نے غوث الاغیاث حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کو بھیجا آپ نے تجدید دین، ترویج شریعت اور تائید ملت کا فریضہ اس قدر تندہی اور

www.makiabah.org

اخلاص سے سرانجام دیا کہ ہر سو دینی مدارس، روحانی مجالس اور علمی محافل کا اہتمام ہونے لگا خانقاہی نظام کو از سر نو ترتیب دیا خاندانی وجاہت، علمی قابلیت، باطنی تصرفات اور روحانی توجہات کے ذریعے مسلمانان عالم کی قسمت کو بدل کے رکھ دیا شریعت مطہرہ کو خوب فروغ ملا دین اسلام کو عظمت اور روحانی اقدار کو برکت نصیب ہوئی اسلام کا احیاء ہوا سنت کا اجراء ہوا بدعت کا قلع قمع ہوا، امت کو شوکت ملی، ملت کو سطوت ملی انہی خدمات کی بنا پر آپ محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ذالک **فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ مکتوبات شریفہ میں رقمطراز ہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے دو راستے ہیں۔۱......قرب نبوت ۲......قرب ولایت

قرب ولایت کے پیشوائے واصلین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد یہ منصب عظیم ائمہ اثنا عشرہ کو بالترتیب نصیب ہوا یہاں تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک نوبت پہنچی تو یہ منصب آپ کے سپرد کر دیا گیا اس رستے میں جس کسی کو فیوض و برکات ملتے ہیں خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپ ہی کے توسط شریف سے مفہوم ہوتا ہے اسی لئے آپ نے فرمایا ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ابَداً عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

آپ کا وصال مبارک ربیع الاخر ۵۶۱ھ کو ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے لوح مزار پر امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز کا یہ قطعہ رقم ہے۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

www.maktabah.org

وایں درویش رامایۂ نسبت فردیت، کہ عروج اخیر

اس درویش کو نسبت فردیت کی دولت جس کے ساتھ آخری عروج

مخصوص بآن ست، از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود

مخصوص ہے۔ اپنے والد بزرگوار[۲۰] سے حاصل ہوئی۔

۲۰ حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد چشتی قدس سرہ' کا مختصر تعارف

آپ حضرت شیخ زین العابدین کے صاحبزادے تھے دوران طالب علمی جذبہء الٰہی اور عشق خداوندی کے غلبہ کی بناپر قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی قدس سرہ' کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا حضرت شیخ گنگوہی کے وصال کے بعد جب علوم متداولہ سے فارغ ہوئے تو حضرت شیخ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ' کے فیوض وبرکات سے بہرہ یاب ہوئے اور طریقہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری اور حضرت شاہ کمال کیتھلی سے بھی ملاقات ومجالست رہی ظاہری وباطنی علوم ومعارف میں متبحر ہونے کی وجہ سے علماء وصوفیا کے مرجع تھے اور ہزاروں لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

علم شریعت وطریقت میں آپ کی تصانیف اسرارِ تشہد اور کنوز الحقائق مشہور ہیں۔جن کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ رموز ودقائق اور اسرار وحقائق آپ نے تحریر فرمائے ہیں سب القائی اور الہامی ہیں۔ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

وحدت الوجود کے مشرب اور مقام سے سخت مغلوبُ الحال ہونے کے باوجود کتاب وسنت سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کرتے تھے اور سنن عادیہ میں سے بھی کوئی

www.maktabah.org

سنت ترک نہ کرتے۔

قصبہ سکندرہ کی نہایت صالحہ اور پاکباز خاتون سے نکاح فرمایا جن کے بطن اقدس سے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب والد بزرگوار کا آخری وقت ہوا تو اچانک آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار (حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی) نے فرمائی تھی میں نے دریافت کیا وہ کونسی بات ہے؟ کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا:

''وہ بات یہ ہے کہ شیخ نے فرمایا درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ ہستی مطلق ہے لیکن لباس کونیہ کی خاک مجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر انہیں دور و مہجور رکھتا ہے اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور مجھ کو کسی امر کی رہنمائی اور کچھ وصیت فرمایئے کہ جس پر میں عمل کرتا رہوں فرمایا ''بس تمہیں بھی اسی بات کی وصیت کرتا ہوں''۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے بار بار ارشاد فرمایا کہ محبت اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کو حفاظتِ ایمان اور حسنِ خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے میں نے نزع کے وقت استفسار کیا تو فرمایا ''الحمد للہ کہ محبت اہل بیت میں سرشار ہوں اور نعمت الٰہی کے اس دریا میں مستغرق ہوں''۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ کو وصال فرمایا آپ کا مزار مطلع انوار سرہند شریف میں ہے۔

www.maktabah.org

و پدر بزرگوار او را از عزیزے کہ جذبہ قوی داشتند،

اور اس کے والد بزرگوار کو یہ نسبت فردیت ایک عزیز[۲۱] سے حاصل

وبخوارق مشہور بودند، بدست آمدہ لیکن آں درویش

ہوئی جو جذبہ قوی رکھتے تھے اور خوارق عادات میں مشہور تھے۔

بواسطۂ ضعف بصیرت خویش وقلت ظہور آں نسبت

لیکن وہ درویش اپنی ضعف بصیرت اور اس نسبت کے قلت ظہور

آں نسبت راپیش از قطع منازل سلوک در خودنمی یافت

کی وجہ سے منازل سلوک طے کرنے سے قبل اس نسبت کو اپنے اندر نہیں پاتا

واصلاً آں رامعلوم خودنداشت۔

تھااور اس کے اپنے اندر ہونے کا ہرگز علم نہیں رکھتا تھا۔

[۲۱] امام العارفین حضرت شاہ کمال قادری قدس سرہٗ

آپ ۸۹۵ھ حضرت حاجی سید عمر کے ہاں بغداد میں متولد ہوئے آپ کا شجرہٗ نسب غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز سے ملتا ہے حضرت شیخ فضیل قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مادرزادولی ہونے کی بشارت دی بعد میں انہی کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ علوم دینیہ کا اکتساب اپنے دور کے جید علماء وفضلاء سے کیا۔ جنگلوں، بیابانوں اور سنگلاخ چٹانوں میں مدتوں عبادت وریاضت میں مصروف رہے صحرانوردی اور دشت پیمائی میں بے شمار کرامات اور کمالات کا ظہور ہوا حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے والد گرامی حضرت مخدوم عبدالاحد چشتی قدس سرہٗ سے گہرے تعلقات تھے کئی کئی روز ان کے ہاں جلوہ افروز رہتے ایک مرتبہ حضرت امام ربانی

www.maktabah.org

قدس سرہٗ زمانہ رضاعت میں علیل ہو گئے آپ کے والد گرامی نے آپ کو حضرت شاہ کما ل کیتھلی قدس سرہٗ کے پاس دعا و دم کرانے کیلئے پیش کیا۔ تو حضرت شاہ کمال قادری نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ تو عالم باعمل اور عارف کامل ہے اہل اللہ کی کثیر تعداد ان سے فیضیاب ہوگی اور تا قیام قیامت ان کے رشد و ہدایت کا نور روشن رہے گا یہ بدعت و ضلالت کو دور کرے گا اور سنت مطہرہ کا احیاء کرے گا بعد ازاں حضرت شاہ کمال نے فرط محبت سے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک میں دے دی تو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے شاہ صاحب کی زبان مبارک کو خوب چوسا اور اپنے منہ میں دبائے رکھا آخر حضرت شاہ کمال فرمانے لگے کہ بابا بس کرو اتنا ہی کافی ہے کچھ ہماری اولاد کے لئے بھی چھوڑ دو تم نے تو ہماری نسبت ساری ہی کھینچ لی۔ (روضۃ القیومیہ جلد اول)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جب ہمیں خاندان قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا''۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی، مخدوم شیخ عبدالاحد سرہندی، حضرت ملا طاہر بندگی لاہوری اور متعدد علماء و مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''سالک مثل میت ہے اور یہ غسال کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی سے غسل دے یا گرم سے، میت کو کوئی حق نہیں کہ وہ غسال کے سامنے لب کشائی کرے۔

آپ نے ۹۸۱ھ ضلع کرنال (مشرقی پنجاب بھارت) کی تحصیل کیتھل شریف میں وفات پائی۔ دوران غسل غسال سے ارشاد فرمایا کہ ''ہمارے مرنے کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی ہے۔

غسال نے جواباً عرض کیا کہ جی ایسا ہی ہے'' یہ سن کر آپ نے فرمایا'' اچھا ہم جاتے ہیں'' آپ کا مزار پرانوار کیتھل شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

www.maktabah.org

ونیزایں درویش رادر توفیق عبادات نافلہ خصوصاً

اور اس درویش کو عبادات نافلہ خصوصاً نماز نافلہ

ادائے صلوٰۃ نافلہ مددے از پدر وے ست۔ وپدر

ادا کرنے کی توفیق بھی اپنے والد کی ہی مدد سے حاصل ہوئی تھی اور

بزرگوار او را ایں سعادت از شیخ خود کہ درسلسلۂ

اس کے والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ سے حاصل ہوئی تھی

چشتیہ بودہ اند حاصل شدہ بود۔ وایضا ایں درویش

جوکہ سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور نیز اس درویش

راعلوم لدنی از روحانیت حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ

کو علوم لدنی۲۲ حضرت خضر۲۳ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ

الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ حاصل شدہ بود،

والسلام والتحیہ سے حاصل ہوئے۔

۲۲ علم لدنی

یہ علم اہل قرب کو تعلیم الٰہی سے معلوم اور تفہیم ربانی سے مفہوم ہوتا ہے جو دلائل عقلیہ اور شواہد نقلیہ کا محتاج نہیں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً (الکہف) اور اسے اپنا علمی لدنی عطا فرمایا۔ وقوف عددی اس علم کا پہلا مرتبہ ہے

www.maktabah.org

۲۳ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی بلیا بن ملکان ہے اور آپ خضر کے لقب سے مشہور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جہاں جلوہ افروز ہوتے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی علماء محققین کے نزدیک آپ نبی ہیں اور بنی اسرائیل میں سے ہیں بعض نے آپ کے ولی ہونے کا بھی قول کیا ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنی جناب سے رحمت سے نوازا اور علم لدنی عطا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ۱ تَیۡنَاهُ رَحۡمَةً مِنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنَاهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡماً (الکہف) سے واضح ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر مفسر قرآن حضرت امام ابو جعفر بن جریر اپنی تفسیر جامع البیان میں تحریر فرماتے ہیں ''وَکَانَ رَجُلاً یَعۡلَمُ عِلۡمَ الۡغَیۡبِ یعنی حضرت خضر علیہ السلام ایسے شخص تھے جو علم غیب جانتے تھے۔ (جامع البیان)

اولیائے عظام کو علوم لدنی آپ کی روحانیت سے ہی نصیب ہوتے ہیں آپ کی حیات اور وفات کے متعلق علما کے دو گروہ ہیں بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فریقین کے دلائل نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس اشکال کا حل حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے کلام کے بغیر ناممکن ہے جب حضرت امام ربانی قدس سرہ سے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ آیا وہ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں تو آپ بارگاہ الٰہی میں حقیقت حال کے انکشاف کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں۔

اتفاقاً آج صبح کے حلقہ میں دیکھا کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہما الصلوات والتسلیمات روحانیوں کی صورت میں تشریف فرما ہیں اور روحانی ملاقات میں حضرت خضر نے فرمایا کہ ہم [illegible] لم ارواح میں سے ہیں اور حضرت [illegible]

www.maktabah.org

وتعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ ہم عالم اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام انجام دیں جو عالم اجسام سے وقوع میں آتے ہیں یعنی حرکات وسکنات جسمانی اور طاعات وعبادات بدنی ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہیں۔ اسی اثنا میں (ان سے) دریافت کیا گیا کہ کیا آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں (انہوں نے) جواباً ارشاد فرمایا کہ ہم احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لیکن چونکہ قطب مدار کے اہم کاموں کو ہمارے ساتھ مربوط کیا گیا ہے اور قطب مدار امام شافعی کے مذہب پر ہے اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے شافعی مذہب کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۸۲)

www.maktabah.org

لیکن تازمانے کہ ازمقام اقطاب نہ گذشتہ بود۔ اما بعد

لیکن یہ اس وقت تک حاصل ہوتے رہے جب تک مقام اقطاب سے نہ گذرا تھا

ازعبور ازآں مقام وحصول ترقیات درمقامات عالیہ اخذ

لیکن اس مقام سے عبور اور مقامات عالیہ میں ترقیات کے حصول کے بعد

علوم از حقیقت خودست ۔ ودر خود ، بخود، از خود،

اپنی حقیقت سے علوم اخذ کرنے لگا یعنی علوم اپنی ذات میں خود بخود اپنی

می یابد، غیرے رامجال نمانده است تادرمیان درآید

ذات ہی سے پانے لگا[۲۴] کسی غیر کی مجال نہ تھی کہ وہ درمیان میں آتا۔

[۲۴] علم لدنی کا حصول

دوران سلوک جب سالک کو مقام اقطاب سے عبور وعروج نصیب ہوتا ہے تو علوم لدنی کے حصول میں کسی کا محتاج نہیں رہتا بلکہ انشراح صدر کی بدولت اس کے سینے میں علوم ومعارف کے چشمے ابلتے اور حقائق ودقائق کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ بقول اقبال مرحوم

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرار شہنشاہی

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اس کے متعلق رقمطراز ہیں کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ "علوم لدنی کی فیض رسانی میں حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت درمیان میں واسطہ ہے"۔ ظاہری طور پر یہ بات ابتداء اور توسط کے حال کے مناسب معلوم ہوتی ہے لیکن منتہی

www.maktabah.org

کا معاملہ جدا ہے جیسا کہ کشف صریح سے مشاہدہ ہوتا ہے اور اس خصوصیت کی تائید اس کلام سے بھی ہوتی ہے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ‘ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ برسر منبر علوم ومعارف بیان فرمارہے تھے اسی اثناء میں حضرت خضر کا وہاں سے گذر ہوا تو شیخ نے فرمایا ”اے اسرائیلی بیا کلام محمدی بشنو“ اے اسرائیلی ادھر آ اور کلام محمدی سن۔ شیخ کی اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر محمدیوں میں سے نہیں ہیں بلکہ پہلی امتوں میں سے ہیں اور جب ایسا ہو تو محمدیوں کو ان سے کیا واسطہ۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۵)

www.maktabah.org

وایضاً آن درویش رادر وقت نزول، که عبارت از سیر

نیز اس درویش کو بوقت نزول[۲۵] جو سیر عن اللہ باللہ سے عبارت

عن اللّٰه باللّٰه است ، بمقامات مشائخ سلاسل دیگر ہم

ہے دیگر سلاسل کے مشائخ کے مقامات پر بھی عبور حاصل ہوا۔ اور

عبورے واقع شد ۔ وازہر مقام نصیبے وافر فرا گرفت،

ہر مقام سے کافی حصہ لیا اور ان مقامات کے مشائخ اس کے کام

ومشائخ آں مقام ممد ومعاون کاراوشدند

میں معاون اور مددگار رہے۔

۲۵ نزول

خالق سے خلق کی طرف توجہ کرنے کو نزول کہتے ہیں اس کو سیر عنِ اللہ باللہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے سالک کا عروج کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تکمیل وارشاد کے لئے مخلوق کی طرف متوجہ ہونا نزِول کہلاتا ہے۔ اس مرتبے میں سالک کو مخلوق کے ساتھ گرفتاری نہیں ہوتی بلکہ اس کو واپس مقام قلب پر لاکر حکم دیا جاتا ہے کہ جس رستے سے تم خود آئے ہو واپس جا کر اسی رستے سے دوسرے بندوں کو بھی میری طرف لاؤ۔ یہ مقام دعوت وارشاد ہے۔ اس قسم کے سالکین کو راجعین کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

وازخلاصه هائے نسبت خویش نصیبے ارزانی داشتند۔

اور اپنی نسبتوں کے ماحصل کا ایک حصہ عطا فرمایا سب سے پہلے

اول بمقام اکابر چشتیه قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارهم عبورے

اکابر چشتیہ[۲۶] قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مقام سے عبور حاصل

واقع شد۔ وازاں مقام حظے وافر نصیب او گشت۔

ہوا اور اس کو اس مقام سے حظ وافر نصیب ہوا۔

۲۶ اکابر چشتیہ

برصغیر پاک وہند میں اکابر چشتیہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- امام السالکین حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
- قدوۃ الواصلین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- زبدۃ العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
- زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ المشائخ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ
- قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
- امام الطرق حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

www.maktabah.org

وازاں مشائخ عظام روحانیت حضرت خواجہ قطب

اور ان مشائخ عظام میں سے حضرت خواجہ قطب الدین [۲۷] رحمۃ اللہ علیہ کی

الدین بیش از دیگراں امداد فرمود۔ والحق ایشاں دراں

روحانیت نے دوسروں سے زیادہ امداد فرمائی اور حق یہ ہے کہ وہ اس مقام

مقام شان عظیم دارند، ورئیس آں مقام اند

میں عظیم شان رکھتے ہیں بلکہ اس مقام کے رئیس ہیں۔

۲۷ زبدۃ العارفین حضرت **خواجہ قطب الدین بختیار کاکی** قدس سرہٗ العزیز

کا مختصر تعارف

آپ شب دوشنبہ ۵۳۷ھ قصبہ اوش فرغانہ میں متولد ہوئے اوش ماورالنہر کے قرب وجوار میں واقع ہے تحصیل تعلیم کے بعد خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بغداد شریف میں بیعت ہوئے، بیعت سے قبل آپ کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

جان فدائے تو کہ ہم جانی وہم جانانی ہر کہ شد خاک درت رست زسر گردانی

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ نے خلافت واجازت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا صوفیائے کرام کی چار علامات ہیں۔

۱...... فقیری ومحتاجی کے وقت اپنے آپ کو امیر دکھلانا

۲...... بھوک کے وقت آسودہ حال دکھلانا

۳...... غم کے وقت خوشی کا اظہار کرنا

www.maktabah.org

۴...... دشمنوں سے دوستی کرنا بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا   دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام   کہ بادوستانت خلاف است و جنگ

مرشد کامل کی ہدایت کے مطابق دہلی کو اپنا مستقر بنایا جو اس وقت اسلامی دارالحکومت ہونے کے ساتھ ساتھ علماء، وفضلاء، ادباء، شعراء اور صوفیائے کرام کا مرکز تھا عامۃ المسلمین کے علاوہ امرائے سلطنت بھی آپ کے دلدادہ تھے ایک روز سلطان شمس الدین التمش آپ کے پاؤں پکڑ کر عرض گزار ہوا کہ کل قیامت کے روز جب حساب و کتاب ہو مجھے اپنی رفاقت کا شرف بخشا جائے بادشاہ کے اصرار پر آپ نے اس سے محشر میں شرف معیت کا وعدہ فرمالیا۔

معاشی ابتری کی بنا پر اکثر پڑوسی بقال سے قرض حسنہ لیا کرتے تھے لیکن ایک روز بقال کی اہلیہ نے آپ کی زوجہ محترمہ کو طعنہ دیا جس پر آپ نے قرض لینے کی ممانعت فرمادی اور ارشاد فرمایا آپ کو میرے مصلے کے نیچے سے حسب منشا ''کاک'' (روٹیاں) مل جایا کریں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا بدیں وجہ آپ ''کاکی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ایک مرتبہ محفل سماع میں قوال نے حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جان دیگر است

شعر سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہوگیا جب قوال پہلا مصرع پڑھتے تو آپ جاں بحق ہوجاتے اور جب دوسرا مصرع پڑھتے تو آپ وجد کرنے لگ جاتے بالآخر پہلے مصرع پر ہی آپ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ بعمر پچاس سال واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سلطان التمش کو نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا آپ کا مزار پرانوار پرانی دہلی میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

www.maktabah.org

بعدازاں بمقام اکابر کبرویه قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارھم گذرے واقع

اس کے بعد اکابر کبرویہ[۲۸] قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مقام پر گذر ہوا

شد - ایں ہر دومقام باعتبار عروج برابراند- لیکن ایں مقام، در

یہ دونوں مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہیں لیکن یہ مقام فوق سے

وقت نزول از فوق درجانب یمین آں شاہراہ است، ومقام

نزول کے وقت اس شاہراہ کے دائیں جانب پڑتا ہے اور پہلا مقام (چشتیہ)

اول بجانب یسار آں صراط مستقیم - وایں شاہراہ راہے

اس شاہراہ کے بائیں جانب پڑتا ہے یہ شاہراہ وہی رستہ ہے جس سے بعض

ست که بعضے از اکابر اقطاب ارشاد ازاں راہ بمقام فردیت

بڑے بڑے اقطاب ارشاد ہو کر مقام فردیت میں جاتے ہیں اور وہاں

می روند، وبنہایت النہایۃ می رسند-

سے نہایت النہایت میں پہنچتے ہیں-

۲۸ اکابر کبرویہ

سلطان الطریقہ برہان الحقیقہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ طریقہ کبرویہ کے سرخیل ہیں جن سے یہ طریقہ مشہور ہوا چنانچہ حضرت شیخ مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالمکارم رکن الدین حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، محدث کبیر حضرت مولانا شیخ محمد یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، امام الطرائق حضرت امام ربانی مجدد الف رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کبریہ کے اکابرین میں سے ہیں

www.maktabah.org

افراد تنہارا راہ دیگراست۔بے قطبیت ازیں راہ نمی تواں

صرف افراد کی راہ اور ہے بغیر قطبیت کے اس راہ میں نہیں گذر سکتے۔

گذشت۔ ایں مقام درمیان مقام صفات وایں شاہراہ واقع

یہ مقام مقام صفات اور اس شاہراہ کے درمیان واقع ہے گویا یہ

شدہ است کانّہٗ برزخ است میان ایں دومقام، ازہر

دونوں مقامات کے درمیان برزخ ہے دونوں سے اسے حصہ ملتا

دوجہت بہرہ وراست۔ومقام اول درجانب دیگرازاں

ہے اورمقام اول اس شاہراہ کی دوسری جانب واقع ہے جو صفات

شاہراہ واقع شدہ است کہ بصفات مناسبت کم دارد۔

سے کم مناسبت رکھتا ہے اس کے بعد

بعدازاں بمقام اکابر سہروردیہ

اکابر سہروردیہ ۲۹ کے مقام سے گذر رہوا۔

۲۹ اکابر سہروردیہ

عالم اسلام میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت طریقہ سہروردیہ کو شیوع وفروغ ملا چنانچہ غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، قطب عالم ابوالفتح حضرت شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ، زبدۃ العارفین حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، امام الطرائق حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر سہروردیہ میں سے ہیں۔

www.maktabah.org

کہ شیخ شہاب الدین رئیس ایں طریق اند، قدس اللہ

کہ اس طریقہ کے رئیس حضرت شیخ شہاب الدین[30] قدس اللہ

تعالیٰ اسرارھم عبور واقع شد۔ آں مقام متجلی بنور اتباع

تعالیٰ اسرارہم ہیں یہ مقام اتباع سنت علیٰ مصدرھا

سنت است علیٰ مصدرھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ومتزین

الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے نور سے آراستہ اور مشاہدہ

ست بنورانیت مشاہدۂ فوق الفوق۔ وتوفیق عبادات

فوق الفوق کی نورانیت سے مزین ہے اور توفیق عبادات

رفیق آں مقام ست

اس مقام کی رفیق ہے۔

۳۰ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی عمر بن محمد البکری سہروردی ہے کنیت ابوحفص اور لقب شہاب الدین ہے آپ کی ولادت ماہ رجب ۵۳۹ ھ میں ہوئی آپ خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں آپ اپنے عم محترم حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی قدس سرہٗ کے مرید ہیں غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے علاوہ بہت سے مشائخ سے صحبت وملاقات رہی۔

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ نے آپ سے فرمایا: اَنۡتَ اٰخِرُ الۡمَشۡھُوۡرِیۡنَ

www.maktabah.org

بِالْعِرَاقِ (تم عراق کے آخری مشہور بزرگوں میں سے ہوگے)

عوارف المعارف تصوف میں آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ہے جو آپ نے مکہ معظمہ میں مرتب فرمائی۔

آپ اپنے وقت میں بغداد کے شیخ الشیوخ تھے اہل طریقت دور ونزدیک بلاد سے آپ سے مسائل دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ اے محترم من! اگر میں ترک عمل کرتا ہوں تو میرے اندر بطالت وسفاہت پیدا ہوتی ہے اور اگر عمل کرتا ہوں تو میرے اندر غرور پیدا ہوتا ہے بتایئے میں کیا کروں آپ نے اس کو جواب میں تحریر فرمایا کہ عمل کرو اور تکبر وغرور سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو آپ شریعت مطہرہ کے زیور سے آراستہ اور اتباع سنت کے نور سے مزین ومنور تھے حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنا پر آپ کو مطلع الانوار اور منبع الاسرار جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔

آپ کے مرید خاص دانائے شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک نصیحت کو یوں منظوم فرمایا ہے

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندر ز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش
دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

آپ کی وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی۔

www.maktabah.org

بعضے ازسالکان نارسیدہ کہ بعبادات نافلہ مشغول اند، وبآں

بعض سالکین [131] جو ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے اور عبادات نافلہ میں مشغول

آرام دارند، نصیبے ازاں مقام بواسطۂ مناسبت بآں مقام یافتہ

ہیں اور اس پر مطمئن ہیں انہیں بھی اس مقام کی مناسبت کی وجہ سے اس مقام

اند - بالاصالت عبادات نافلہ مناسب آں مقام است۔

سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے عبادات نافلہ اصالتاً اسی مقام کے مناسب ہیں

دیگراں را از مبتدیاں ومنتہیاں بواسطۂ، مناسبت بآں مقام

دوسرے سالکین خواہ وہ مبتدی ہوں یا منتہی اس مقام کی مناسبت کے واسطہ

است - وآں مقام بس شگرف ست - آں نورانیت کہ دریں

سے بہرور ہیں اور یہ مقام نہایت ہی عجیب وغریب ہے جو نورانیت اس مقام میں

مقام مشہود می شود درمقامات دیگر کم است -

مشہود ہوئی ہے دوسرے مقامات میں بہت کم دکھائی دیتی ہے

[131] حضرت امام ربانی کا مشاہدہ

دوران سلوک حضرت امام ربانی قدس سرہ عروجی منازل اور نزولی مدارج میں پیش آنے والے مشاہدات ومکاشفات کا کس قدر حدت بصر سے ادراک وملاحظہ فرمارہے ہیں کہ کون کون مشائخ کس مقام پر براجمان اور کس سمت جلوہ افروز ہیں اور کون سے اذکار وعبادات کے ذریعے وہاں تک رسائی نصیب ہوتی ہے اور اوراد ...ت کے انوار کیسے ہیں۔ (... الحمد للہ علی

www.maktabah.org

ومشائخ ایں مقام بواسطۂ کمال اتباع عظیم الشان

اور اس مقام کے مشائخ کمال اتباع کے واسطہ سے عظیم الشان

ورفیع القدر اند ، درابنائے جنس خود امتیاز تمام دارند۔

اور رفیع القدر ہیں۔ اپنے ہم جنسوں میں خاص ممتاز ہیں جو

آنچہ ایشان را دریں مقام میسر شدہ است درمقامات

کچھ ان حضرات کو اس مقام میں نصیب ہوا ہے وہ دوسرے

دیگر، اگرچہ باعتبار عروج فوق اند، میسر نیست۔

مقامات میں اگرچہ وہ عروج کے اعتبار سے بلند ہیں میسر نہیں ہوتا۔

بعدازاں بمقام جذبہ فرود آوردند۔ وایں مقام جامع مقامات

اس کے بعد مقام جذبہ میں اتار لائے اور اس مقام میں بے شمار

جذبات بے اندازہ است۔ ازاں جا نیز فرود آوردند۔

جذبات کے مقامات شامل ہیں اس مقام سے بھی نیچے لائے

نہایت مراتب نزول تامقام قلب است

مراتب نزول کی انتہاء مقام قلب[۳۲] تک ہے۔

۳۲ مقام قلب

مقام قلب سے مراد شہود عالم اور مقام فرق بعد الجمع ہے۔

پہلا مفہوم

مقام قلب کا پہلا مفہوم یہ ہے کہ سالک مبتدی کو ابھی مقلبِ قلب (حق

تعالیٰ) کی طرف عروج حاصل نہ ہوا ہو، اس مقام قلب کو دست چپ کہا جاتا ہے۔

دوسرا مفہوم

مقام قلب کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ سالک منتہی فوق سے نزول کے بعد مقام قلب میں نیچے آ جائے یہ مقام چپ وراست کے درمیان برزخ (واسطہ) ہے اس مقام قلب سے مراد وہ مقام قلب نہیں جس کو دست چپ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۵۱ جلد اول)

www.maktabah.org

کہ حقیقت جامعہ است۔ وارشاد وتکمیل، بفرود

جو حقیقت جامعہ ۳۳ ہے اور ارشاد و تکمیل اسی مقام پر نزول

آوردن بایں مقام تعلق دارد۔ دریں مقام فرود آوردند۔

کرنے کے متعلق ہے اس مقام میں نیچے لائے پیش

پیش ازاں کہ دریں مقام تمکینے پیدا شود

تر اس کے کہ اس مقام میں تمکین پیدا ہو

۳۳ حقیقت جامعہ

اہل طریقت کے نزدیک حقیقت جامعہ قلب کو کہا جاتا ہے کیونکہ جس طرح انسان جملہ موجودات کا خلاصہ ہے ایسے ہی جو کچھ تمام انسان میں پایا جاتا ہے وہ سب کچھ تنہا قلب میں موجود ہے قلب کی دو قسمیں ہیں۔ قلب نوری اور قلب صنوبری (مضغہء گوشت) چونکہ قلب صنوبری، قلب نوری کا ظرف ہے فلہذا عالم قدس کا وہ فیض بواسطہء ظرفیت ومظروفیت کے قلب نوری سے قلب صنوبری کو پہنچتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ بیچون ہے اس لئے اس نے اہل اللہ کے قلوب بھی بیچون بنائے ہیں ورنہ عالم چون میں بیچون کے سمانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے: لَایَسَعُنِیُ اَرُضِیُ وَلَا سَمَائِیُ وَ لٰکِنُ یَّسَعُنِیُ قَلُبَ عَبُدِیَ الُمُؤمِنُ یعنی زمین وآسمان میری وسعت نہیں رکھتے لیکن میری گنجائش میرے بندۂ مومن کا قلب رکھتا ہے۔ بقول شاعر

دو جہاں کی وسعتیں کہاں تجھ کو پاسکیں اک میرا ہی دل ہے جہاں تو سما سکے

اسی کو قلب نوری کہا جاتا ہے کیونکہ یہی قلب غبار سے پاک اور اغیار کی گرفتاری

www.maktabah.org

سے کلیۃً آزاد ہوتا ہے اور یہی قلب حق تعالیٰ کا عرش ہے جیسا کہ حدیث میں ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللہ (مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے) یہی قلب ذات احد کا مظہر ہے جو اعتبارات سے مجرد ہے جبکہ عرش صفات کا مظہر ہے نیز صوفیائے کرام کے نزدیک قلب کو عرش پر جزوی فضیلت حاصل ہے کیونکہ قلب کو عالم قدس کے ساتھ عشقی وحبی تعلق حاصل ہے اور عرش عشق ومحبت کی نعمت سے محروم ہے اسی لئے فرمایا گیا

عرش و غزنین ہر دو یک طبق است
بلکہ غزنیں شریف تر طبق است

یعنی عرش وغزنی دونوں مرتبے میں برابر ہیں بلکہ غزنی کا شرف عرش سے زیادہ ہے کیونکہ غزنی کے اولیاء کے قلوب میں جو عشق الٰہی ہے عرش اس عشق سے بے خبر ہے۔ (مزید تفصیلات کے ملاحظہ ہو البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱/۳۴)

قطب

لغت عرب میں قطب چکی کی میخ (کیلی) کو کہتے ہیں جس پر چکی گردش کرتی ہے اگر وہ نہ ہو تو چکی نہیں چل سکتی یونہی قطب کے بغیر نظام عالم بھی نہیں چل سکتا قطب کے سبب ہی دائرہ وجودِ عالم قائم ومحفوظ رہتا ہے اور دنیا میں آثار برکات اور ظہور حسنات اسی کے دم قدم سے وابستہ ہوتے ہیں۔

اقسام اقطاب

اقطاب کی کئی قسمیں ہیں مثلاً قطب الاقطاب، قطب الوحدت، قطب عالم، قطب اکبر، قطب الارشاد، قطب الابدال، قطب المدار، قطب اقلیم بعض حضرات نے بارہ اقطاب کے وجود کا قول کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

www.maktabah.org

یاد رہے کہ ہر قریہ و بستی میں قطب ہوتا ہے خواہ وہ بستی مسلمانوں کی ہو یا غیر مسلموں کی جیسا کہ شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا ہے:

مَامِنْ قَرْيَةٍ مُؤْمِنَةٍ كَانَتْ اَوْ كَافِرَةٍ اِلَّا وَفِيْهَا قُطْبٌ

قطب اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کیلئے مختلف روپوں میں رہتے ہیں اس لئے انہیں پہچاننا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں صرف اہل نظر ہی انہیں پہچانتے ہیں:

قطبِ بلد و قطبِ عالم

کسی قطب کا دائرہ قطبیت صرف شہر تک محدود ہوتا ہے کسی کا دائرہ قطبیت ایک ملک تک ہوتا ہے کسی کا دائرہ صرف زمین تک محدود ہوتا ہے. جس کے وجود مسعود کی بدولت کائنات کا نظام چلتا ہے اسے قطب عالم کہا جاتا ہے حضرت نوح علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ اس منصب پر بھی فائز تھے حضرت نوح علیہ السلام کی وجہ سے نظام کائنات اس لئے درہم برہم ہو گیا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساڑے نو سو سال تبلیغ کرنے کے باوجود تھوڑے سے لوگ مشرف باسلام ہوئے تو آپ منصب قطبیت سے دستبردار ہو گئے۔

قطب العالمین

یہ تمام جہانوں کا قطب ہوتا ہے چودہ طبق کی کائنات اس کی برکات و فیوضات سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے اسے قطب العالمین کہتے ہیں جیسے رب العالمین ، رحمۃ اللعالمین ایسے ہی قطب العالمین ہوتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ' ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ' کے نزدیک غوث ہی قطب مدار ہے ان کے نزدیک غوثیت کا مرتبہ منصب

www.maktabah.org

قطبیت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں ہے۔اور جو کچھ اس فقیر کا اعتقاد ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار کے علاوہ ہے بلکہ اس (قطب مدار) کا ممد و معاون ہے قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کو دخل ہے اور قطب کو باعتبار اس کے اعوان و انصار کے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار اقطاب حکمی ہیں یہی وجہ ہے کہ صاحب فتوحات مکیہ لکھتے ہیں: مَامِنْ قَرْيَةٍ مُؤْمِنَةٍ كَانَتْ اَوْكَافِرَةٍ اِلَّا وَفِيْهَا قُطُبٌ (مزید تفصیلات کیلئے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۶ ملاحظہ فرمائیں)

یہ امر ذہن نشین رہے کہ کارساز حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اولیائے کرام اور قطب عظام کو، محض عزت افزائی کیلئے یہ مناصب عطا فرمائے جاتے ہیں تاکہ مخلوق کی نظر میں انہیں قابل احترام اور لائق تعظیم سمجھا اور جانا جائے جیسا کہ فرشتوں کے بارے قرآن مجید میں ہے: فَالْمُدَ بِّرَاتِ اَمْراً (پھر کام کی تدبیریں کریں) اور بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُوْ نَ (فرشتے معزز بندے ہیں)۔

www.maktabah.org

باز عروجے واقع شد ۔ایں زماں اصل را نیز دررنگ ظل
پھر عروج[۳۴] واقع ہوا اس وقت اصل کو بھی ظل کی طرح
واگذاشت ۔ازیں عروج کہ در مقام قلب واقع شد
پیچھے چھوڑ دیا اس عروج سے جو مقامِ قلب میں ہوا
بتمکین پیوست والسلام
استقرار حاصل ہوا[۳۵] والسلام

۳۴ عروج

عرف صوفیاء میں اِنقطاع عنِ الخلق اور وصول بلا کیف کو عروج کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جہات سے مبرّا ہے۔ گویا خلق سے خالق کی طرف توجہ کا نام عروج ہے۔اس مرتبے میں سیر کرنے والوں کو مستہلکین کہا جاتا ہے۔

۳۵ ماحصل

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس منہا میں اپنی باطنی سیر اور روحانی طیر کو تفصیلاً بیان فرما رہے ہیں دراصل جب آپ نے خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک طے کرنا شروع فرمایا تو امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا خضر علیہ السلام اور سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت (چشتیہ، قادریہ، کبرویہ اور سہروردیہ) کے مشائخ عظام نے سلوک طے کروانے میں روحانی امداد فرمائی عروجی منازل اور نزولی مدارج کے دوران مختلف کیفیات و

www.maktabah.org

واردات ومکاشفات سے سرفراز ہونے کے بعد بالآخر مقام قلب میں نزول فرمایا جو حقیقتِ جامع ہے اور یہ نزول کا آخری مرتبہ ہے جو منصب رشد وہدایت اور وعظ وتلقین سے تعلق رکھتا ہے۔

٥...... یادرہے کہ بزرگان دین کی روحانی اعانت اور باطنی تصرفات کے بغیر راہ سلوک طے نہیں ہوسکتا بقول شاعر

بے عنایات حق و خاصان حق
گرچہ ملک باشد سیاہ ہستش ورق

مانا کہ عشق کی منزل میں ہر گام پہ سو سو خطرے ہیں
مگر یہ سفر آساں بھی ہے گر ساتھ تمہارا ہو جائے

روحانی امداد بوسیلہ شیخ

یہ امر ذہن نشین رہے کہ روحانی سیر وطیر کے دوران اپنے سلسلہ کے مشائخ کرام ہی روحانی امداد فرماتے ہیں اسی لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ اپنے مشائخ کے ساتھ اخلاص اور گہری محبت ہونی چاہئے تاکہ نسبت کا رنگ چڑھ سکے اور بوقت حاجت اور حالت اضطرار میں خواجگان کی روحانیت امداد واعانت کرے۔ اللھم ارزقنا ایاھا

بلکہ اگر کسی دوسرے سلسلہ کے مشائخ میں سے کسی سے فیض واعانت محسوس ومفہوم ہوتو اسے اپنے شیخ کا ہی فیض سمجھنا چاہئے کیونکہ شیخ کمالات وفیوض کا جامع ہوتا ہے وہ خاص فیض شیخ سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے کمال کے موافق کہ جس سے یہ صورتِ افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے وہ شیخ کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے بواسطہ ابتلا یا غلبہء محبت مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے

www.maktabah.org

اور فیض اس کی طرف سے محسوس کیا ہے یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۹۲)

یاد رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا معاملہ دیگر سالکین راہ طریقت سے بالکل جدا ہے دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ نے آپ کی تعمیر شخصیت میں حصہ ڈالنے کی خاطر روحانی امداد فرمائی تا کہ تجدید دین اور احیائے اسلام میں ان کا بھی پورا پورا حصہ ہو۔(واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال)

www.maktabah.org

منہا-۲

قطبِ ارشاد کہ جامع کمالاتِ فردیت نیز باشد، بسیار عزیز

قطب ارشاد[1] جو فردیت کے کمالات کا بھی جامع ہوتا ہے بہت قلیل الوجود ہوتا

الوجود است۔ و بعد از قرون بسیار و از منہء بے شمار ایں قسم

ہے اور بہت صدیوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا کوئی گوہر ظاہر ہوتا

گوہرے بظہور می آید، وعالم ظلمانی از نورِ ظہور او نورانی

ہے اور تاریک جہاں اس کے نور ظہور سے منور ہو جاتا ہے اور ساری

می گردد ونور ارشاد وہدایت او شامل تمام عالم ست۔

دنیا کو اس کے ارشاد و ہدایت کا نور شامل ہوتا ہے

[1] قطب الارشاد

یاد رہے کہ محض قطب الارشاد ہر دور میں ہوتا ہے لیکن ایسا قطب الارشاد جسے مقام فردیت بھی حاصل ہو صدیوں بعد آتا ہے اس مقام و منصب کے حضرات اس امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں چند ہی ہوئے ہیں جیسا کہ غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی بابت کہا جا سکتا ہے کہ آپ قطب الارشاد اور جامع کمالات فردیت ہیں جیسا کہ منہا نمبر ا میں بیان ہوا کہ جب حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو مقام فردیت تک رسائی حاصل ہوئی تو نسبتِ فردیت کے حصول میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا روحانی تصرف شامل حال رہا۔

www.maktabah.org

از محیطِ عرش تا مرکزِ فرش ہر کسے را کہ رشد وہدایت
دائرہ عرش سے لے کر مرکز زمین تک جس کسی کو بھی رشد وہدایت اور ایمان
وایمان ومعرفت حاصل می شود از راہ او می آید، و ازو
ومعرفت حاصل ہوتی ہے اس کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے اور اسی سے استفادہ
مستفاد می گردد بے توسط او ہیچ کس بایں دولت نمی رسد
کرتا ہے بغیر اس کے واسطے کے کسی شخص کو یہ نعمت نہیں پہنچتی

نیز واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں یہ قطب الارشاد اور جامع کمالات فردیت کا منصب حاصل ہے جو قرنوں بعد ظاہر ہوتا ہے یوں تو مجدد ہر سو سال کے بعد مبعوث ہوا کرتا ہے مگر مجدد الف ثانی صدیوں کے بعد مبعوث ہوتا ہے جیسے سابقہ امتوں میں نبی تو ہر دور میں آتے رہے مگر اولوالعزم رسول صدیوں کے بعد ہی جلوہ فرما ہوتے رہے بقول شاعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

o...... ایسی عزیز الوجود اور نایاب شخصیت جو اس منصب پر فائز المرام ہو دائرہ عرش سے لے کر مرکز فرش تک چودہ طبق کی کائنات میں جس کسی کو رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت نصیب ہوتی ہے اسی کی بدولت اور واسطے سے حاصل ہوتی ہے۔

متعلقین قطب الارشاد کی اقسام

o...... اس شخصیت کے ساتھ تعلق اور عدم تعلق کی بنا پر لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ۱...... مخلصین ۲...... معتقدین ۳...... منکرین

www.maktabah.org

مثلاً نور ہدایت او دررنگ دریائے محیط تمام عالم را فرا

مثال کے طور پر اس کا نور ہدایت بحر بیکراں کی صورت میں تمام جہان کو گھیرے

گرفته است ۔ وآں دریا گویا منجمداست که اصلاً حرکت

ہوتا ہے اور وہ دریا گویا منجمد (بستہ) ہے جو بالکل حرکت نہیں کرتا جو شخص اس

ندارد۔ شخصے که متوجۂ آں بزرگ است و باو اخلاص دارد

بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے ۔

مخلصین

جو لوگ اس شخصیت کے ساتھ احترام واخلاص کے جذبات رکھتے ہیں اگرچہ اس کے دست حق پرست پر بیعت نہیں ہوتے پھر بھی اس کے فیوض وبرکات سے بقدر اخلاص واستعداد فیض یاب اور سیراب ہوتے رہتے ہیں اگر وہ عزیز الوجود ہستی کسی طالب کی طرف متوجہ ہوتو اس کی ایک ہی توجہ سے قلبی حجابات اٹھ جاتے ہیں اور عالم قدس کی طرف ایک روشندان اور سوراخ کھل جاتا ہے اور عالم غیب کے ساتھ رابطہ ہو جاتا ہے۔

معتقدین

اگر کوئی شخص اس عزیز الوجود شخصیت کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس کی عدم توجہ بر بنائے انکار نہ ہو بلکہ عدم شناخت کی بنا پر لاعلمی کی وجہ سے ہو اور صرف ذکر حق کی طرف ہی مشغول اور متوجہ رہے اسے بھی محض خوش اعتقادی کی بدولت اس کے فیضان سے حظ وافر نصیب ہوتا رہتا ہے جس طرح آفتاب سے کائنات از خود فیضیاب ہوتی رہتی ہے لیکن مخلصین ان کی نسبت زیادہ فیضیاب ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

یا آنکہ آں بزرگ متوجۂ حال طالبے شدہ، در وقت

یا یہ کہ وہ بزرگ کسی طالب کے حال پر متوجہ ہو تو توجہ کے وقت طالب کے

توجہ گویا روزنے دردل طالب کشادہ می شود۔ وازاں

دل میں گویا ایک سوراخ کھل جاتا ہے اور اس راہ سے جتنا توجہ اور اخلاص ہوتا

راہ بقدر توجہ واخلاص ازاں دریا سیراب می گردد۔

ہے اسی قدر اس دریا سے سیراب ہوتا ہے۔

منکرین

جو لوگ قلبی قساوت اور ازلی شقاوت کی بنا پر اس ہستی کے ساتھ کدورت وعداوت رکھتے ہیں اور سرے سے ہی اس منصب کے منکر ہوتے ہیں اگرچہ وہ صاحب ذکر اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہی کیوں نہ ہوں رشد وہدایت اور ایمان کی حقیقت سے محروم ہوتے ہیں ان کے پاس اعمال صالحہ کی صورت ہوتی ہے حقیقت نہیں ہوتی وہ صورت نماز تو رکھتے ہیں لیکن حقیقت نماز سے یکسر محروم ہوتے ہیں۔ ایسی نماز کی بنیاد ریاکاری ہی ہوسکتی ہے جو آیت کریمہ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ (الماعون۴) کے مصداق باعث ہلاکت ہے بقول اقبال مرحوم

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر
تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گذر

۵...... وہ ہستی افاضہ یا عدم افاضہ کا قصد نہ بھی فرمائے اس کے منکرین ومعترضین بربنائے انکار واعتراض اس کے فیوض وبرکات سے قدرتی طور پر محروم رہتے ہیں۔

www.maktabah.org

وہمچنیں شخصے کہ متوجہ ذکر الٰہی ست جلّ شانہ

اسی طرح جو شخص ذکر الٰہی جلّ شانہ میں مشغول ہے لیکن اس عزیز (قطب

وبآں عـزیز اصلاً متوجہ نیست، نہ از انکار، بلکہ او را

الارشاد) کی طرف بالکل متوجہ نہیں اس کی یہ بے توجہی کسی انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ

نمی شناسد۔ہمیں قسم افادہ آں جا ہم حاصل می شود۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس (بزرگ) کو پہچانتا ہی نہیں تو بھی اسے اس قسم کا فائدہ پہنچتا ہے۔

معترضین حضرت امام ربانی کے خرابیٔ احوال

چنانچہ خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جب بعض معترضین نے حضرت امام ربانی قدس سرہ پر از راہ رقابت وناواقفیت زبان طعن واعتراض دراز کی جس سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو سخت رنج وملال ہوا نتیجۃً بمطابق حدیث قدسی مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (بخاری ص۲/۹۶۳) آپ کے معترضین کے احوال خراب اور باطن تیرہ وتار ہو گئے۔حضرت امام ربانی کے برادر طریقت حضرت مرزا حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے عذر خواہی کی درخواست پیش کی تو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ فقیر ان کی نسبتیں سلب کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ وہ خود بخود سلب ہو گئی ہیں اور یہ لوگ جو اپنے دلوں کے اندر سے ذکر کی آوازیں سنتے ہیں یہ اور چیز ہیں اور نسبتوں کا مقام کچھ اور ہے وہ تا ہنوز سلب ہیں یہاں تک کہ وہ اعتراض کی بے ادبی سے تائب اور نادم نہ ہوں کیونکہ حدیث پاک کے مطابق ندامت توبہ ہی کا نام ہے۔

(ماخوذ از البینات شرح مکتوبات مکتوب ۳۲ ج دوم)

www.maktabah.org

ولیکن درصورت اولیٰ بیشتر از صورت ثانیہ است ۔ اما
مگر یہ فیض رسانی پہلی صورت میں بنسبت دوسری صورت کے زیادہ

شخصے کہ منکر آں بزرگ ست، یاآں بزرگ ازو دربار
ہوتی ہے لیکن جو شخص اس بزرگ کا منکر ہو یا وہ بزرگ اس سے ناراض ہو

ست، ہر چند بذکر الٰہی تعالیٰ وتقدس مشغول ست
خواہ وہ کتنا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔پھر بھی رشد

اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم ست ۔ہماں انکار
وہدایت کی حقیقت سے محروم رہتا ہے وہی اس کا انکار اس کے فیض

اوسدِ راہ فیض اومی گردد، بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم
میں سد راہ ہوجاتا ہے خواہ وہ بزرگ اس کو فائدہ نہ دینے کی طرف متوجہ ہو یا

منکرین اہل اللہ کی محرومی

جو شخص اہل اللہ کے اعزازی اور روحانی مناصب (قطب، غوث، اوتاد وغیرہا) کا منکر ہو وہ ان کے فیوض و برکات سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ ہدایت وایمان اور اسلام کی حقیقت سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اس کے پاس صورت ہدایت، صورت ایمان اور صورت اسلام تو ہوتی ہے مگر وہ حقیقت ہدایت، حقیقت ایمان، حقیقت اسلام سے یکسر محروم ہوتا ہے جیسا کہ اسلام کے مدعی بعض فرق ضالہ کا مؤقف ہے ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا ۔رشد وہدایت، ایمان اور اسلام کی حقیقت انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو اہل اللہ کے نیازمند، محبّ اور مخلص ہوں اور ان کی خدمت وصحبت اور ملازمت پر یقین رکھتے ہوں انہیں انشراح صدر کی بدولت ہدایت وایمان اور اسلام کی حقیقت

www.maktabah.org

افادۂ او شود و قصد ضرر او نماید ۔ حقیقت ہدایت از وے
اسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے حقیقت ہدایت اسے حاصل نہیں ہوتی ۔
مفقود ست صورت رشد ست وصورت بے معنی قلیل
گو اسے رشد کی صورت حاصل ہوتی ہے صورت بے معنی قلیل النفع ہے
النفع است و جماعتے کہ اخلاص ومحبت بآں عزیز دارند
جو جماعت اس عزیز (قطب الارشاد) سے اخلاص اور محبت رکھتی ہے خواہ وہ

میسر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ دین اسلام تین چیزوں کا نام ہے علم، عمل اور اخلاص۔ علم اور عمل علمائے اہلسنت سے ملتا ہے اور اخلاص مشائخ اہلسنت سے میسر ہوتا ہے۔ جب کسی سعادت مند کو یہ تینوں چیزیں میسر ہو جائیں تو اسے دین اسلام اور شریعت مطہرہ نصیب ہو جاتی ہے جو حق تعالیٰ کی رضا کا باعث اور دارین کی سعادتوں میں سے سب سے بڑی سعادت ہے جیسا کہ آیت کریمہ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ سے ثابت ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِيَّاهَا ۔

قطب الارشاد سے عقیدت کے ثمرات

جو لوگ قطب الارشاد کے ساتھ محض عقیدت وارادت رکھتے ہیں خواہ ان سے شرف ملاقات حاصل نہ بھی ہو ذکر وفکر سے غافل ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی وہ بربنائے ارادت ومودّت ان کے فیوضات وبرکات وعنایات وحسنات سے بہرہ اندوز ہوتے رہتے ہیں جو مخلصین ومحبّین کے لئے دارین میں کامیابی کی کلید اور بخشش کی نوید ہے والحمد للہ علیٰ ذالک جیسا کہ آیات کریمہ میں ہے اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (الزخرف ٦٧) گہرے دوست اس روز ایک

www.maktabah.org

ہر چند از توجہ مذکور وذکر الٰہی تعالیٰ شانہٗ خالی

توجہ مذکور اور ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ سے خالی ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے

باشند نیز ایشاں را بواسطۂ مجرد محبت، نور رشد

لوگوں کو بھی محض محبت کی وساطت سے رشد و ہدایت کا نور

وہدایت می رسد۔ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ.

حاصل ہوجاتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

دوسرے کے دشمن ہونگے۔ بجز ان کے جو متقی ہیں یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ۔ (بنی اسرائیل ۷۱)

فرمان نبوی

حدیث میں ہے کہ جب ایک آدمی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوکر عرض گذار ہوا یارسول اللہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت رکھتا ہے وَلَمْ یُلْحِقْ بِھِمْ لیکن ان تک پہنچ نہیں سکتا؟ فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھے۔ (مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ)

غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز قصیدہ غوثیہ میں اپنے ارادت مند کو خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقاً

لِاَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَہ

ترجمہ: اے میرے مرید! میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ ارادت ہو جاتا کہ میں دنیا اور روز قیامت تیری حمایت کروں۔

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے روز قیامت تک کے اپنے متوسلین کو نجات کی بشارت سنائی ہے۔

غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ اِلَیَّ بِوَاسِطَۃٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَۃٍ اِلٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مبداء ومعاد منہا ۵)

یعنی میں (ہاتف غیب سے ندا آئی) نے تجھے بخشا اور اس شخص کو بھی جو تجھے میری بارگاہ قدس کا وسیلہ بالواسطہ یا بلاواسطہ بنائے گا بخشا اور یہ سلسلہ روز قیامت تک یونہی رہے گا۔

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۳

درے کہ اول باب درویش کشادند ذوق یافت بود نہ یافت،

جو دروازہ اس درویش کے لئے سب سے پہلے کھولا گیا وہ ذوق یافت ا(پا لینے کا ذوق) کا تھا، نہ کہ یافت کا

ا مراتب سلوک

زیر نظر منہا میں دوران سلوک سالک کو پیش آنے والے تین قسم کے مراتب کا تذکرہ ہورہا ہے۔

۱......ذوقِ یافت ۲......یافت ۳......فقدِ یافت

ان کی قدرے تفصیلات ہدیہء قارئین ہیں۔

ذوق یافت

ذوق کا معنی چکھنا اور یافت کا معنی پانا ہے۔

جب سالک کے قلب میں اخلاص کے ساتھ حق تعالیٰ کا قرب وحضوری پانے اور بارگاہ قدس تک رسائی حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوجائے تو اسے ذوق یافت کہتے ہیں۔ ذوق یافت کے حاملین کو ابرار کہا جاتا ہے۔ جس کا معنی ہے صالحین اور صالحین (ابرار) ہی جنت نعیم کے حقدار ہیں مختصر یہ کہ محض ذوق ہی جنت کا باعث ہے ذوق ایسی لذت ہے جس کا بغیر چکھے اندازہ اور ادراک نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ عربی مقولہ ہے: مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْر...... بزبان فارسی

www.maktabah.org

ع این ذوق مئے نہ شناسی بخدا تا نچشی

پنجابی زبان میں کسی شاعر نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے

پچھ اوہناں نوں جنہاں پیتی اے
فیر اوہناں نال کیہہ بیتی اے

یاد رہے کہ آہ وفغاں، درد وسوز اور وجد وگداز ذوق ہی کے ثمرات واثرات اور برکات ہیں۔

یہ ولایت عامہ کا ابتدائی مرتبہ ہے جو ہر صحیح العقیدہ، باذوق اور صالح مومن کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ ذوق کا پایا جانا استعداد ولایت کی علامت ہے اور اہلسنت ذوق سے مشرف ہیں اور اسی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہیں خطیب الاسلام ابوالکلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ وارث مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ نے ارشاد فرمایا کہ ہر سنی مسلمان آدھا ولی ہوتا ہے اور اگر وہ اعمال صالحہ صحیح طور پر بجالائے تو پورا ولی بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ سے عیاں ہے۔

یاد رہے کہ ذوق یافت کا مرتبہ محض جذبہ کی جہت سے کمال کا مرتبہ ہے۔ جس میں سالک کے اندر حق تعالیٰ کے قرب وحضوری کی طلب اور وصل یار کی خواہش کا سمندر موجزن رہتا ہے۔

www.maktabah.org

وثانیاً یافت میسر شد وذوق یافت مفقود گشت۔

اور دوسرے درجہ میں یافت [2] نصیب ہوئی اور ذوق یافت مفقود ہوگئی

[2] یافت

جب سالک کو حق تعالیٰ کا قرب اور حضوری نصیب ہو جائے اور حریم قدس تک اس کی رسائی ہو جائے تو اسے یافت کہتے ہیں یہ مقربین کا مرتبہ ہے قرآن کریم میں مقربین کی شان یوں بیان کی گئی ہے۔

اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ٥ اُوْلٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (الواقعہ)

یعنی ہر کار خیر میں آگے رہنے والے اس روز بھی آگے آگے ہونگے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

اس مقام قرب کو حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کو یوں بیان فرمایا!

جے محبوب پیارا اک دن وسّے نال اساڈے
جاناں میں ہما پکھیرو پھاتا جال اساڈے

اس مرتبہ میں ذوق وشوق، وجد وحال اور کیف واضطراب ختم ہو جاتا ہے اور صوفی کو وصل اور قرار میسر ہو جاتا اس مرتبہ کو ولایتِ خاصہ کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

و ثالثاً یافت نیز دررنگ ذوق یافت مفقود شد ۔ فالحالة

اور تیسرے درجہ میں ذوق یافت کی مانند یافت بھی مفقود[۳] ہوگئی ۔ پس دوسری حالت

الثانية حالة الكمال و الوصول الى درجة الولاية الخاصة ، و المقام

(یافت) ولایت خاصہ کے درجہ تک رسائی اور حالت کمال ہے اور تیسرا مقام (یافت کا

الثالث مقام التكميل و الرجوع الى الخلق للدعوة . و الحالة السابقة

مفقود ہونا) مقام تکمیل اور دعوت (ارشاد) کے لئے مخلوق کی طرف لوٹنا ہے پہلی حالت

كمال فی جهة الجذبة فقط . فاذاانضم اليها السلوک و تمّ حصلت

(ذوق یافت) صرف جہت جذبہ میں کمال ہے جب اس (جذبہ) کے ساتھ سلوک

الحالة الثانية ثم الثالثة .

شامل ہو جائے اور مکمل ہو جائے تو دوسری حالت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں تیسری حالت

۳ فقد یافت

جب طالب صادق بارگاہ قدس جلّ سلطانہ، تک پہنچ جاتا ہے تو وصال کے بعد فراق ،عروج کے بعد نزول کا مرتبہ آتا ہے اس درجے میں یافت گم ہو جاتی ہے اس لئے اسے فقد یافت کہا جاتا ہے۔

یہ رشد و ہدایت اور دعوت و تبلیغ کا مرتبہ ہے جسے مقام تکمیل بھی کہا جاتا ہے اس نزولی مرتبے میں صوفی کو اس لئے نیچے بھیجا جاتا ہے تاکہ جس رستے سے وہ واصل بحق ہوا ہے اسی رستے سے اور لوگوں کو حریم یار تک پہنچائے ۔اس قسم کا صوفی بظاہر باہمہ ہوتا ہے مگر بباطن بے ہمہ ہوتا ہے بظاہر لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے مگر بباطن باخدا ہوتا ہے بظاہر جلوت میں ہوتا ہے مگر بباطن خلوت میں ہوتا ہے مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم

www.maktabah.org

ولیس للمجذوب المجرد عن السلوک من الحالة الثانية و الثالثة
لیکن وہ مجذوب جو سلوک سے خالی ہو اسے دوسری اور تیسری حالت سے
نصیب اصلاً. فالکامل المکمل ھو المجذوب السالک
بالکل کوئی حصہ نہیں ملتا۔ پس کامل مکمل مجذوب سالک ہی ہے

کے نزدیک اسی مقام کو خلوت درانجمن کہا جاتا ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ' نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اس قسم کے صوفی کا کلام دوا، توجہ اکسیر، نظر کیمیا ہوتی ہے چنانچہ شمس الہند حضرت سید نا چنن شاہ نوری دائم الحضوری قدس سرہ' الصبوری' تاجدار آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ کے متعلق منقول ہے کہ آپ اپنے حجرہ مبارکہ میں اکثر مراقب رہتے اور ادراکِ بسیط کی منزلوں میں گم رہتے جب نماز کے لئے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو جس پر پہلی نظر پڑ جاتی اس کے لطائف میں ذکر جاری ہو جاتا۔ (وللہ الحمد)

مقام دعوت وارشاد اور حضرات نقشبندیہ

اس مرتبے میں صوفی اور سالک رجوع کے بعد خلق خدا کی تعلیم وتربیت کے فرائض کی انجام دہی پر مامور ہوتا ہے اور قافلوں کے قافلے حریم یار تک پہنچاتا ہے سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ' السامی مشائخ نقشبندیہ کے اس مرتبے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

www.maktabah.org

ثم السالک المجذوب وما سواھما فلیس بکامل ولا مکمل اصلاً

پھر دوسرے درجہ پر سالک مجذوب ہے اور جو ان دونوں کے بغیر ہو وہ ہرگز نہ

فلا تکن من القاصرین والصلوۃ والسلام علٰی خیر البشر

کامل ہے نہ مکمل۔لہٰذا تو کم ہمت نہ بننا۔والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر البشر

سید نا محمد وٰاله الا طهر .

سیدنا محمد واله الاطهر

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند
کہ بحرم می روند پنہاں قافلہ را

جب ذوق یافت والے سالک کو کوئی شیخ کامل مکمل میسر آجائے جو اسے راہ سلوک پر گامزن کر دے اور عروجی منازل میں برابر رہنمائی ملتی رہے تو اس کا جذبہ سلوک کے ساتھ مل جاتا ہے لہٰذا اب وہ مجذوب سالک کہلوائے گا۔

سالک اورِ مجذوب کے مختلف درجات

ایسا سالک جسے جہت جذبہ تو میسر ہو مگر وہ سلوک سے محروم ہو اسے نہ تو ولایت خاصہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور نہ ہی اسے مقام تکمیل حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کے منصب کا اہل نہیں ہوتا۔

٥...... ایسا صوفی جسے وصال یار کے بعد لوگوں کی تربیت وہدایت اور دعوت وتبلیغ کے لئے واپس عالم خلق کی طرف لوٹا دیا جائے اسے کامل مکمل سالک کہا جاتا ہے۔اسی کو مجذوب سالک بھی کہتے ہیں اور یہی افضل مرتبہ ہے جسے نبوت ورسالت کی نیابت وخلافت حاصل ہے۔

www.maktabah.org

o...... ایسا صوفی جس کے جذبہ پر اس کا سلوک مقدم ہو اسے سالک مجذوب کہا جاتا ہے گو یہ بھی دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے مگر اس کی توجہات مجذوب سالکین اور محبوبین کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ (واللہ اعلم)

o...... جو سالک محض مجذوب ہو یا فقط سالک ہو وہ خود کامل نہیں ہوتا فلہٰذا دوسروں کی تکمیل بھی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ ناقص ہے۔

o...... حق تعالیٰ جس پر کرم کرتے ہوئے ذوق یافت یعنی جذبہ عطا فرمائے تو اسے شیخ کامل مکمل کی نگرانی میں حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ لینی چاہئے۔ بقول شاعر

؎ اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۴

ایں درویش، دراواخر ماہ ربیع الآخر، بخدمت عزیزے

یہ درویش [1] ماہ ربیع الثانی کے آخری دنوں میں اس بزرگ

کہ از خلفائے ایں خانوادۂ بزرگ بودند، مشرف گشت

خانوادہ کے خلفاء میں سے ایک عزیز کی خدمت سے مشرف ہوا۔

وطریقہ ایں بزرگواران را اخذ نمودہ در منتصف شہر

اور ان بزرگوں کے طریقہ کو اخذ کیا۔ اسی سال

رجب ہماں سال بحضور نقشبندیہ کہ دراں موطن

ماہ رجب کے وسط میں حضور نقشبندیہ کی سعادت نصیب

اندراج نہایۃ دربدایۃ ست مستسعد گشت۔

ہوئی جو اس مقام میں اندراج نہایت در بدایت ہے

[1] درویش سے مراد حضرت امام ربانی قدس سرہ ہیں آپ عارف باللہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے دست حق پرست پر ماہ ربیع الثانی کے آخری ایام میں بیعت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ کی زیرنگرانی سلوک نقشبندیہ طے کرنا شروع فرمایا تو ماہ رجب کے وسط تک اڑھائی ماہ میں آپ کو حضور نقشبندیہ حاصل ہوگیا والحمدللہ علیٰ ذالک

اسے نسبت نقشبندیہ اور دوام حضور مع اللہ بلا غیبوبۃ بھی کہا جاتا ہے یعنی عارف کو ذات حق کے ساتھ ایسی حضوری وآگہی حاصل ہو جو دائمی ہو اور کبھی غیبت اور

www.maktabah.org

وآں عزیز فرمود کہ نسبت نقشبندیہ عبارت ازیں

اور ان عزیز نے ارشاد فرمایا کہ نسبت نقشبندیہ [2] کو اسی حضور سے

حضور است۔ وبعدازدہ سال کامل وچند ماہ در نصف

تعبیر کیا جاتا ہے پورے دس سال اور کچھ ماہ کے بعد ماہ ذی قعدہ کے نصف

پوشیدگی قبول نہ کرے اسی مقام کو تجلی ذاتی دائمی سے تعبیر کرتے ہیں اور خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو یادداشت کا نام دیا ہے۔

[2] نسبت نقشبندیہ

نسبت نقشبندیہ کی بلندی وفوقیت کا راز اندراج النہایت فی البدایت ہے یعنی جو جذبہ دوسرے سلاسل طریقت میں انتہاء میں عطا فرمایا جاتا ہے وہ اس سلسلے کے سالکوں کو ابتداء میں ہی دے دیتے ہیں ان بزرگوں کے نزدیک جذبہ دوقسم پر ہے۔

جذبہ بدایت اور جذبہ نہایت

اس سلسلے میں جذبۂ بدایت سالک کو ابتداء میں اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ طالب جذبہ کی لذت چکھے بغیر مر نہ جائے یہ خواجہ بلاگرداں حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ' کی طرف سے اپنے مریدوں کے لئے خیرات اور سوغات ہے۔

نسبت علاقہ بین الطرفین کو کہا جاتا ہے یعنی خدا اور بندۂ مومن کے درمیان طریقت کے اعتبار سے تعلق کو نسبت کہتے ہیں۔ ہر سلسلہ طریقت کا خدا کے ساتھ تعلق مختلف ہوتا ہے کسی کا تعلق ہجر کا ہے کسی کا تعلق وصل کا ہے کسی کا تعلق درد کا ہے کسی کا تعلق محبت کا ہے کسی کا تعلق عشق کا ہے کسی کا تعلق اضطراب کا ہے کسی کا تعلق سکون کا ہے طریقت نقشبندیہ کا تعلق حضور کا ہے والحمد للہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

اول مـاه ذی الـقـعـده ، آں نـهـایتے کـه در بدایة از پس

اول میں وہ نہایت جو بدایت[۳] میں بدایات اور درمیانی درجوں

چـنـدیں پـرده ہائے بدایات واوساط جلوه گر شده بود ،

کے بیشمار پردوں کے پیچھے سے جلوہ گر ہوئی نقاب چاک

خرق روپوش نموده ،متجلی گشت و بیقین پیوست که

کرکے عیاناً جلوہ گر ہو گئی اور یقین ہوگیا کہ بدایت میں اس

دربدایة صـورتے بود ازیں اسم، وشبحے بودازیں پیکر،

اسم کی صورت تھی اور اسی پیکر کا جسم تھا اور اسی مسمی

واسمے بود ازیں مسمی ، شتّان مابینهما۔ حقیقت کاراین

کا اسم تھا ان دونوں میں بڑا فرق ہے حقیقت حال اس مقام پر منکشف

جب اس حضور میں دوام وقرار ہو سالک ہمہ وقت خدا کی بارگاہ میں حاضر باش رہے ایک لمحہ کیلئے انقطاع اور تعطل نہ ہو اسی کو حضور مع اللہ بلا غیبو بۃ کہا جاتا ہے۔

۳ جذبہ بدایت

حضرت امام ربانی قدس سرہ' کو ابتدائے سلوک میں جذبہء بدایت حاصل ہوا تھا لیکن تفصیلی سلوک دس سال اور چند ماہ میں طے کرنے کے بعد ابتدائی پردوں اور درمیانی واسطوں کے جملہ نقاب الٹ کر جذبہء نہایت اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں اور کرم گستریوں کے ساتھ تشریف فرما ہو گیا۔ وللّٰہ الحمد

جب آپ کو جذبہء نہایت حاصل ہوا، حقیقت کار کھل کر سامنے آئی اور علم الیقین

www.maktabah.org

...منکشف شد و سر معامله ایں جا آشکارا گشت .من لم یذق

ہوگئی اور معاملہ کا راز اس جگہ آشکار ہوگیا۔جس نے چکھا نہیں وہ اسے نہیں سمجھ سکتا۔

لم یدر و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانام وآله الکرام و اصحابه العظام

و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا الانام وآله الکرام و اصحابه العظام .

سے حق الیقین تک رسائی نصیب ہوگئی تو اس بات کا علم ہوگیا کہ اسم اور مسمیٰ ،صورت اور حقیقت میں بہت بڑا فرق ہے کما لا یخفی علی ارباب البصیرہ لیکن اس (جذبہ نہایت) کی لذت وحلاوت بغیر چکھے معلوم نہیں ہوسکتی ہے وبدہ ونہ خرط القتاد

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی

اللھم اسقنا واعطنا وارزقنا بفضلک ومنک برحمتک حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

www.maktabah.org

منہا-۵

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ایں درویش روزے در حلقہء یاران

اوراپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے [1] یہ درویش ایک روز

خود نشستہ بود، و نظر بر خرابیہائے خود داشت وایں نظر

اپنے دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنی خرابیوں پر غور کررہا تھا

غالب آمدہ بود بحدیکہ خود را بے مناسبت تام بایں

یہ دید یہاں تک غالب آئی کہ اپنے آپ کو (درویشی کی)

وضع می یافت۔

اس وضع کے بالکل مناسب نہ پایا۔

[1] **تحدیث نعمت**

جب حق تعالیٰ کسی بندۂ مومن پر انعامات وعنایات اور احسانات فرماتا ہے تو بسا اوقات اس کے اظہار وبیان کی اجازت ہوتی ہے جس میں بعض حکمتیں اور مصلحتیں پنہاں ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ ۱۱) یعنی اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کیا کرو۔

تحدیث نعمت سے منع کی وجوہات

جب کسی سالک کو اظہار نعمت کی اجازت ہو نہ تو اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں۔

www.maktabah.org

o...... جاہلوں کے سامنے بیان کرنے سے فتنہ برپا ہوسکتا ہے۔

o...... حاسدین بر بنائے حسد سازشیں کر سکتے ہیں۔

o...... حاضرین کے سامنے کھلے بندوں اظہارِ اسراران کے علم وعقل سے اگر وراء ہو تو یہ کارعبث ہے۔جیسا کہ ارشادنبوی علیٰ صاحبہا الصلوات میں ہے: من حسن اسلام المرء تر که مالا یعینه

o...... سامعین میں اسرار کے برداشت کی عدم استعداد بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے جب حروف مقطعات میں سے حرف ق کے اسرار بند کمرے میں بیان فرمائے تو حضرت سامع برداشت نہ کر سکے اور بیہوش ہوگئے۔(حقیقات القدس مترجم ص ۷۰)

o...... دوران بیان سالک ریاکاری اور نمائش کا شکار ہوسکتا ہے۔

o...... سُمعہ بھی وجہ ہوسکتی ہے۔

o...... رعونت اور تکبر بھی باعث ہوسکتا ہے۔

o...... تعلی اور دعویٰ کی بو پیدا ہوسکتی ہے۔

اظہار تحدیث نعمت کی وجوہات

جن اکابرین طریقت نے واقعات وبشارات ، مکاشفات اور خوابیں بیان فرمائی ہیں وہ تزکیہ نفس کی نعمت عظمٰی سے مالا مال تھے۔اس لئے جب انہیں تحدیث نعمت کی اجازت ملی تو اس کی درج ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں۔

مریدین ومتوسلین کو اپنے سلسلہ طریقت کی صداقت اور حقانیت بتانا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی امت مسلمہ کو جنت کی بشارت سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کُلُّ اُمَّتِی یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی یعنی سوائے میرے منکر کے میری ساری امت جنت میں جائے گی۔

o...... گمراہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لانا مقصود ہوسکتا ہے۔

www.maktabah.org

o...... مخالفین اور معاندین کو خائب وخاسر کرنا مقصود ہو سکتا ہے۔

o...... دین اسلام کی سچائی اور حقانیت غیر مسلموں پر واضح کرنا مقصود ہو سکتا ہے۔

o...... ملحدوں کو ناکام ونامراد کرنا مقصود ہو سکتا ہے۔

o...... فلسفہ زدہ، ملاحدہ اور مادہ پرست طبقہ کو اہل اللہ کی عظمت منوانا مقصود ہو سکتا ہے۔

ایک روحانی مرض اور اس کا علاج

سالکین طریقت کو اذکار وعبادات، اورادووظائف اور اعمال صالحہ کے بجا لانے کے بعد بسا اوقات عجب ونخوت پیدا ہو جاتی ہے جو سالک کیلئے زہر قاتل اور مہلک مرض ہے جو اعمال صالحہ کو یوں خاکستر کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے یہ عجب ونخوت اس لئے پیدا ہوتا ہے جب سالک اعمال صالحہ کو خوب سے خوب تر جانتا ہے اس لئے اہل طریقت نے اس کا علاج اس کی ضد بتایا ہے یعنی ہر وقت دید قصور سالک پر غالب رہے اور وہ ہمہ وقت اپنے اعمال اور نیت کو تہمت زدہ جانے اور انہیں ناقابل قبول اور لائق رد سمجھے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے رُبَّ قَارِیءِ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُهُ (احیاء العلوم) اور کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهُ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَالْجُوْعُ (رواہ ابن ماجہ ونسائی بتغیر الفاظ)۔ یعنی بہت سے قرآن کے قاری ایسے ہیں کہ جن پر قرآن لعنت کرتا ہے اور بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ جن کو سوائے پیاس اور بھوک کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

(مزید تفصیلات کیلئے مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۳ ملاحظہ ہو)

o...... حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ دید قصور، اعمال صالحہ اور نیتوں کا متہم جاننے کی کیفیت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ میں اپنے اندر اہل اللہ کی نسبت بھی محسوس نہیں کرتا تھا درج ذیل اشعار آپ کی اس کیفیت کے غماز معلوم ہوتے ہیں۔

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے   و آن نان بنہم پیش سگے نادانے

و آن سگ سال ہا گرسنہ در کہدانی   از ننگ بر آن نان ننہد دندانے

www.maktabah.org

دریں اثنا بحکم " من تواضع للّٰہ رفعه اللّٰہ " ایں دور افتادہ را

اسی اثنا میں من تواضع للّٰہ رفعه اللّٰہ (جس نے اللہ کی خاطر، تواضع[۱] کی اللہ نے

از خاك مذلت برداشتند ۔ وایں ندا درسرّاو در دادند ۔

اس کا درجہ بلند کر دیا) کے مصداق اس دور افتادہ کو رسوائی کی خاک سے اٹھایا اور اس

کہ " غفرت لک ولمن توسل بک الی بواسطة او بغیر

کے باطن میں ندا دی۔ میں نے تجھے بخشا اور اس شخص کو بھی جو تجھے میری بارگاہ میں وسیلہ

۲ تواضع

تواضع عاجزی وانکساری وکم مائیگی اور فروتنی کو کہا جاتا ہے۔

تواضع کی دو قسمیں ہیں

تواضع مذموم اور تواضع محمود

تواضع مذموم

دنیادار اہل ثروت اور جاہ طلب امراء کے سامنے سر نیاز خم کرنا یا شریعت مطہرہ نے جہاں اکڑ کر چلنے کا حکم دیا ہے وہاں عاجزی اختیار کرنا تواضع مذموم ہے جیسے کہ دوران طواف حاجی کو رمل کا حکم ہے تا کہ اغیار کے دلوں پر مسلمانوں کی سطوت وہیبت طاری ہو جائے سالکین کا ذاتی اغراض ومقاصد کیلئے دنیا داروں کے ہاں جانا اہل طریقت کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے دنیاداروں کے ساتھ میل ملاپ اور تعلقات بڑھانے بلکہ انہیں دیکھنے سے بھی منع فرمایا ہے غالباً مقولہ بئس الفقیر علیٰ باب الامیر انہی لوگوں پر چسپاں ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

واسطة الی یوم القیمة " وبتکرار بایں معنی نواختند، بحدیکه
بالواسطہ یا بلاواسطہ بنائے گا اور یہ سلسلہ روز قیامت تک یونہی رہے گا اور (از راہ بندہ
گنجائش ریب نماند۔ والحمدلله سبحانه علیٰ ذلک حمداً
نوازی) اس مضمون کو اس حد تک دہرایا کہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی اور اس (نعمت) پر

تواضع محمود

اہل اللہ کا نیاز مند امراء اور فیاض طبع اغنیاء کے ساتھ اخلاق ومروت سے پیش آنا اور ان کی اصلاح احوال اور دعوت وتبلیغ کیلئے ان کے پاس جانا تواضع محمود کہلاتا ہے جیسا کہ قدوۃ الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز شاہان وقت کے حقداروں کی دادرسی کیلئے تشریف لے جایا کرتے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بھی جہانگیر کے ساتھ رہ کر اس سے ترویج شریعت اور تخریب بدعت کا کام لیا۔(وللہ الحمد)

حضرت امام ربانی اور تواضع

جب انتہائے عجز اور کمال تواضع کی بنا پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو اپنی مغفرت کی فکر دامنگیر ہوئی اور اپنے متوسلین اور قیامت تک مریدین کی نجات کا خیال آیا کہ نجانے ہمارے ساتھ خدائے بے نیاز کیا معاملہ فرمائے گا۔ تو آپ کو خاک مذلت سے اٹھا کر انتہائی بلندیوں پر لے جایا گیا اور ہاتف غیب سے ندا آئی غَفَرْتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِکَ اِلَیَّ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَیْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام ارشاد فرمایا میں نے تجھے بخشا اور اسے بھی جو تجھے میرے حریم قرب تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت کے روز تک۔

www.maktabah.org

کثیراً طیباً مبارکاً فیہ مبارکاً علیہ و کما یحب ربنا ویرضیٰ،

اللہ سبحانہ کی بے شمار حمد وثناء ہے ایسی حمد وثنا پر جس میں برکت ہو اور جس کے اوپر بھی برکت ہو جیسی کہ ہمارا پروردگار پسند فرماتا اور چاہتا ہے

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد والہ کما یحری۔

اوراس کے رسول ہمارے آقا حضرت محمد (ﷺ) اورآپ کی آل (اطہار) پرلاتعداد درود وسلام ہو۔

وارثانِ جنت اوراذنِ شفاعت

دراصل اہل اللہ حق تعالیٰ کی عطاواذن سے جنت کے مالک اوروارث ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: تِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیّاً (مریم ۶۳) یعنی جنت کو ہم نے اپنے پرہیزگار بندوں کی وراثت میں دے دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

”از قرن اویس نام کہ او را بقیامت ہم چند گوسفندان ربعیہ ومضر شفاعت خواہد بود اندر امت من“ (کشف المحجوب ص۸۸)

یعنی قرن میں اویس نامی ایک شخص ہے وہ میری امت کیلئے قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

امام الطریقہ خواجہ بلاگرداں حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ الساری ارشاد فرماتے ہیں ”جس نے ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہم اس کی بھی شفاعت کریں گے۔“

www.maktabah.org

بعدازاں بافشائے ایں واقعہ مامور ساختند۔

اس کے بعد اس واقعہ کے ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا۔

اگر پادشہ بردر پیر زن بیاید توائے خواجہ سبلت مکن

اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازے پر آئے اے خواجہ اس کی عیب جوئی نہ کر

ان ربک واسع المغفرة

یقیناً تیرا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے۔

خود حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے متعلق حضوا کرم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی: یَکُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَہٗ صِلَةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا (طبقات کبریٰ جلد ہفتم)

اس نعمت عظمیٰ کی عطا کا بار بار الہام ہوا کہ اب مجھے کسی قسم کا کوئی تردد اور شک وشبہ نہیں رہا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

چونکہ اس نعمت و بشارت کے افشاء واعلان کا حکم دے دیا گیا ہے اس لئے اس کے اظہار میں میرے نفس کی کوئی آلائش نہیں کیونکہ میں مامور من اللہ ہوں۔

جس طرح حضور اکرم ﷺ نے اہل ایمان کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے طفیل اکابر مشائخ طریقت نے اپنے اپنے مریدین سے بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔

جیسا کہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

www.maktabah.org

مُـرِيْدِیْ لَا تَـخَفْ اَللّٰـهُ رَبِّـیْ
عَـطَانِیْ رِفْعَةً نِلْـتَ الْمَنَالِیْ

یعنی اے میرے مرید ڈر نہ اللہ میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت عطا فرمائی ہے میں نے انہیں پالیا ہے۔

امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ الصمد اپنے مریدین کو تسلی وتشفی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

کمینہ یاران من تا پنجاہ قدم شفاعت می کند

یعنی جہاں میرے ادنیٰ مرید کی قبر بنے گی وہ اپنے اردگرد پچاس قدم تک اہل قبور کی شفاعت کرے گا۔

مسئلہ شفاعت

شفاعت شفع سے مشتق ہے جس کے معنی ''ملنا'' ہے اسکا مقابل ''وتر'' ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (الفجر۳)......یعنی قسم ہے جفت اور طاق کی

شفاعت کرنے کا حق صرف انہی حضرات کو حاصل ہوگا جنہیں حق تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف سے شفاعت کا اذن ہوگا جیسا کہ آیت کریمہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ۲۵۵) سے عیاں ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اسی لئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شفاعت کی تکذیب کرے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا جیسا کہ حدیث پاک مَـنْ کَـذَّبَ بِهَـا لَـمْ یَنلْهَا سے واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے گناہوں سے درگزر فرمانا فضل ہے جیسا کہ آیات

www.maktabah.org

کریمہ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ (ال عمران ۷۳) اور وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّئَاتِ (الشوریٰ ۲۵) اور ارشاد نبوی وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ (ابن ماجہ) سے عیاں ہے۔

حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کے معاصی اور گناہوں پر گرفت فرمانا عدل ہے۔

جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَاب (الحشر ۷) اور ارشاد نبوی لَوْ اَنَّ اللّٰہَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمَاوَاتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَّهُمْ (ابن ماجہ) سے واضح ہے۔

مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بالعموم اور حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کو مقام محمود، لوائے ممدود اور حوض مورود میں بالخصوص اپنے گناہ گار بندوں کی شفاعت کا حق عطا فرمایا ہے۔

جیسا کہ فقہ اکبر میں ہے شَفَاعَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَقٌّ وَ شَفَاعَةُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْمُذْنِبِيْنَ وَلِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْهُمُ الْمُسْتَوْجِبِيْنَ لِلْعِقَابِ حَقٌّ ثَابِتٌ

یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے مرتکبین جو عتاب کے سزاوار ہونگے کے لئے حق اور ثابت ہے۔

جیسا کہ آیت کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد ۱۹) (یعنی اپنے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب کریں) اور ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ (مجھے مرتبہ شفاعت عطا فرمایا گیا ہے) سے ثابت ہے۔

عقائد نسفی میں عقیدۂ شفاعت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

وَالشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ لِلرُّسُلِ وَالْاَخْيَارِ فِیْ حَقِّ اَهْلِ الْكَبَائِرِ یعنی رسل عظام اور صالحین کی شفاعت کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے حق میں ثابت ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ (ترمذی)

میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کیلئے ہے۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (ابن ماجہ)

یعنی قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کی شفاعت قبول کی جائے گی انبیاءؑ کی، پھر علماء کی پھر شہداء کی۔

ان کے علاوہ ملائکہ، فقراء، صلحاء، اتقیاء اور اطفال مومنین، قرآن مجید، ماہ رمضان کے روزے اور کعبہ مقدسہ وغیرہم کی شفاعت بھی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے اقسام شفاعت کے متعلق متعدد اقوال نقل فرمائے ہیں بعض نے ۸ اور ۹ قسم کی شفاعت کا قول کیا ہے اور بعض نے شفاعت کی تیرہ اقسام بیان فرمائی ہیں۔

شفاعت کی موٹی دو قسمیں ہیں شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ

حضور اکرم ﷺ شفاعت کبریٰ بھی فرمائیں گے اور شفاعت صغریٰ بھی فرمائیں گے شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

شافع اول

روز قیامت مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے یہی

www.maktabah.org

وجہ ہے کہ تمام مخلوق جمیع امم یہاں تک کہ انبیائے کرام علیہم الصلوات بھی حضور اکرم ﷺ کے نیاز مند ہوں گے اور روز قیامت اولین وآخرین، موافقین ومخالفین اور مومنین وکافرین سب حضور انور ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے

صدر نشین دیوان حشر دا افسر وچہ اماماں
کل نبی محتاج اوسیدے نفراں وانگ غلاماں

اور آپ کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں گے۔

''اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ'' اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے چنانچہ آپ عرش کے نیچے خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر اس کی حمد وثناء بیان کریں گے خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا یَامُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یعنی اے محمد ﷺ اپنا سر (مبارک) اٹھاؤ اور سوال کرو آپ کو دیا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

شفاعت کبریٰ کے اس منصب کو ایک مقام پر یوں بیان فرمایا گیا ہے اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یعنی میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت قبول کی جائے گی اس کے بعد دیگر انبیاء اور محبوبان خدا کو اذن شفاعت ہوگا۔

یاد رہے کہ کاشف الغمة نبی الرحمة حضور اکرم ﷺ کے لئے شفاعت بالوجاہت، شفاعت بالمحبۃ اور شفاعت بالاذن ہر قسم کی شفاعت متحقق ہے فلہٰذا جو بھی آپ کی شفاعت کا منکر اور مکذب ہے وہ شفاعت سے محروم رہے گا جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ کَذَّبَ بِهَا لَمْ یَنَلْهَا (ترمذی) یعنی میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کیلئے ہے جس نے اسے (شفاعت کو) جھٹلایا وہ اس سے محروم رہے گا۔

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-٦

سیر الی اللّٰہ ،عبارت از سیر تااسمے است از اسمائے الٰہی جلّ

سیر الی اللہ سے مراد اسماء الٰہی جل شانہ میں سے اس اسم تک سیر کرنا ہوتا ہے

شانہ کہ مبداء تعین سالك است. وسیر فی اللّٰہ عبارت از سیر

جو سالک کا مبداء تعین ہے اور سیر فی اللہ سے مراد اس اسم میں

دراں اسم است۔ اِلٰی اَنْ یَّنْتَھِیَ اِلٰی حَضْرَۃِ الذَّاتِ الْاَحْدِیَّۃِ

یہاں تک سیر کرنا ہے[1] جو ذات احدیت کی بارگاہ تک منتہی ہو جو

اَلْمُجَرَّدَۃِ عَنْ اِعْتِبَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَالشُّیُوْنِ وَالْاِعْتِبَارَاتِ

اسماء، صفات، شیونات، اور اعتبارات سے پاک ہو

[1] سیر کا معنی اور اسکی اقسام

سیر کا معنی ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا ہے اہل طریقت کے نزدیک سیر حرکت علمی کا نام ہے۔ یہ سیر نہ اَیْنِیُ ہوتی ہے اور نہ مکانی ہوتی ہے اور نہ ہی جسمی ہوتی ہے بلکہ یہ سیر باطنی اور روحانی ہوتی ہے جس کا تعلق مقولہ ءکیف سے ہے۔

قطب الارشاد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ سیر دو طرح کی ہوتی ہے۔

سیر مستطیل اور سیر مستدیر

www.maktabah.org

وایں تفسیر بر تقدیرے راست آید کہ مراد از اسم مبارک

یہ وضاحت اس صورت میں درست ہوگی جبکہ اسم مبارک "اللّٰہ" سے

"اللّٰہ" مرتبہ وجوب داشتہ شود، کہ مستجمع اسماء

مراد مرتبہ وجوب لیا جائے جو اسماء وصفات کا جامع ہے لیکن اگر اس اسم مبارک

وصفات است۔ اما اگر مراد ازیں اسم مبارک "اللّٰہ" ذات

"اللّٰہ" سے مراد "ذات محض" لی جائے تو اس مذکورہ

بحث بودہ باشد ا پس سیر فی اللّٰہ بمعنی مذکور داخل سیر

معنی کے اعتبار سے سیر فی اللہ سیر الی اللہ ہی میں داخل ہوگی

الی اللّٰہ باشد۔ وسیر فی اللّٰہ اصلا بریں تقدیر متحقق نشود۔

اور سیر فی اللہ اس صورت میں ہرگز متحقق نہیں ہوتی۔

سیر مستطیل (آفاقی)

یہ ہے کہ مقصود کو اپنے دائرہ سے باہر تلاش کیا جائے یہ سیر بُعد در بُعد ہے۔

سیر مستدیر (انفسی)

یہ ہے کہ اپنے قلب کے گرد گھومنا اور اپنے اندر ہی سے مقصود کو تلاش کرنا یہ سیر قرب در قرب ہے۔

یاد رہے کہ سیر علمی سے مراد سالک کا باطنی معلومات کے ساتھ علمی طور پر سیر کرنا ہے جیسے کوئی شخص دوران سفر دیکھے ہوئے مناظر اور منازل کا تصور کرتا ہے تو وہ سارے نقشے اور منظر اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم جاتے ہیں یہ سیر پستیوں کی طرف

www.maktabah.org

چہ ایں سیر کہ در ذات بحت است در نقطۂ نہایۃالنہایت

کیونکہ جو سیر ذات محض میں ہے نہایت النہایت کے نقطہ میں اس کا تصور

متصور نیست .وبعداز رسیدن بآں نقطہ بے توقف رجوع

بھی نہیں آسکتا ۔اس نقطے تک رسائی کے بعد بلا توقف عالم کی طرف لوٹنا

بعالم است کہ معبر بسیر عن اللہ باللہ است۔ ایں

ہوتا ہے ۔ جسے سیر عن اللہ باللہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ وہ معرفت ہے

معرفتے است کہ مخصوص بواصلان نہایۃ النہایۃ است۔

جو نہایت النہایت کے واصلین کے ساتھ مخصوص ہے

نہیں ہوتی بلکہ بلندیوں کی طرف ہوتی ہے زمین سے آسمانوں کی طرف، آسمانوں سے عرش کی طرف، عرش سے فوق العرش عالم وجوب کی طرف، اسمائے باری تعالیٰ، صفات باری تعالیٰ، اعتبارات، شیونات اور ذات بحت کی طرف سیر ہوتی ہے۔

جب سالکین کسی شیخ کامل مکمل کے زیر نگرانی سیور اربعہ طے کرتے ہیں ان میں سے کسی کو تفصیلی سیر کروائی جاتی ہے اور کسی کو اجمالی سیر کروائی جاتی ہے جن سالکین کی سیر اجمالی ہوتی ہے انہیں مراد کہا جاتا ہے۔

ہر سالک کو اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم سے فیض پہنچتا ہے۔ وہ اسم اس سالک کا مبداء فیض یا مبداء تعین یا اسم مربی کہلاتا ہے جب کسی صوفی کو بذریعہ کشف وشہود اپنا مبداء فیض معلوم ہو جائے تو اسے عارف کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی کوئی حد نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہر اسم کائنات کو تجلیات کے ذریعے فیض دیتا ہے۔ اس لئے اس کی تجلیات کی بھی کوئی حد نہیں۔

www.maktabah.org

غیر ایں درویش از اولیاء اللہ ہیچ کس بایں معرفت تکلم

اولیاءاللہ میں سے اس درویش کے سوا کسی نے اس معرفت کے متعلق کوئی کلام نہیں کی۔ اللہ

نہ کردہ است . اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ . وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اپنی طرف چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار

والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد و الہ اجمعین .

ہے رسولوں کے سردار حضرت محمد ﷺ اور آپ کی تمام آل (اطہار) پر درود وسلام ہو۔

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معروف ننانوے اسمائے گرامی بندوں کو اس کے اسماء سے متعارف کروانے کے لئے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کا احصار وشمار ممکن نہیں۔

انبیائے کرام کے مشارب

انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے مظہر ہیں اس لئے جس کسی کو فیض پہنچتا ہے تو انبیائے کرام کے مشارب کے ذریعے پہنچتا ہے چونکہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زیر قدم ہوتا ہے اس لئے جس ولی کو جس نبی کے مشرب کے ذریعے فیض پہنچتا ہے وہ ولی اس نبی کے زیر قدم ہوتا ہے جو ولی حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہوا سے آدمی المشرب کہتے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم ہوا اسے نوحی المشرب کہتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہوا سے ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوا سے موسوی المشرب کہا جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ کے زیر قدم ہوا سے عیسوی المشرب کہا جاتا ہے جو ولی براہ راست سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے زیر قدم ہوا سے محمدی المشرب

www.maktabah.org

جیسا کہ غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَهُ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ترجمہ: یعنی ہر ولی کسی نبی (علیہ السلام) کے قدم پر ہوتا ہے اور میں نبی اکرم ﷺ کے قدم پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کامل ہیں۔

اسی طرح حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے نہ صرف اپنے ہی محمدی المشرب ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے بلکہ آپ نے صاحبزادہ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کو بذریعہ تصرف موسوی المشرب سے محمدی المشرب بنادیا۔(وللہ الحمد)

تجلیات سیور

دوران سلوک جب سالک سیر فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے تو اس سیر میں اس کی ابتداء اسم "اللہ" سے ہوتی ہے بعدازاں بالترتیب اسماء وصفات وشیونات واعتبارات کے مرتبوں میں سیر کی انتہا بالآخر ذات احدیت تک ہو جاتی ہے جو مذکورہ مرتبوں سے مجرد ہے۔

یادرہے کہ سیر کی ویسے تو چار اقسام ہیں جنہیں سیور اربعہ کہا جاتا ہے مگر یہ سیر پانچ مرتبوں پر مشتمل ہے اور سالک ان پانچ مراتب کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔تجلیٔ افعال ۲۔تجلیٔ اسماء ۳۔تجلیٔ صفات
۴۔تجلیٔ شیونات ۵۔تجلیٔ اعتبارات

اور آخر میں تجلی ذات سے شادکام ہوتا ہے چونکہ منتہا ذات ہے اس لئے اسے مراتب سیر میں شامل نہیں کیا جاتا۔

www.maktabah.org

لفظ ''اللہ'' میں حروف تعریف کے اجتماع کی حکمت

''اللہ'' کا مبارک لفظ الف اور لام سے، جو منجملہ آلات (حروف) تعریف کے ہے اور لفظ ''ہ'' سے کہ وہ بھی منجملہ معرفوں ہی کے ہے، مرکب ہے، اور یہ مجموعہ (یعنی ا، ل اور ہ مل کر) ذات واجب الوجود عزّ سلطانہ کا علم (یعنی ذاتی نام) ہے۔ لہٰذا اس اسم مبارک میں تین قسم کے معرفہ بنا دینے والے اسباب جمع ہو گئے ہیں۔ باوجود یکہ ان میں سے ہر سبب اسماء کو معرفہ بنانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن یہاں ان تین اسباب کے جمع ہو جانے میں، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس اسم اعظم کا مسمی (جس کا یہ نام ہے) جلّ شانہ اپنی کمال بزرگی، درجہ کی بلندی، اور مرتبہ کی بڑائی کی وجہ سے کسی طریقے پر بھی معرفہ (جانا پہچانا) نہیں ہوسکتا۔

اور کسی طرح پر بھی معلوم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر اسے معرفہ بنایا جا سکتا تو ایک آلہء تعریف (معرفہ بنانے کا ذریعہ) ہی اس کے لئے کافی ہو جاتا۔ کیونکہ مسبب کو موجود کرنے میں کثرت اسباب کا کوئی دخل نہیں ہوا کرتا۔ بلاشبہ وہ تو کسی ایک سبب کے پائے جانے ہی سے موجود ہو جاتا ہے۔ پس جب مسبب ان اسباب میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے موجود نہیں ہوسکا تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ ان دونوں (اسم اور مسمی) کے درمیان میں سببیت کا تعلق ہی نہیں ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کے حق میں اسباب تعریف کا سبب ہونا ہی باقی نہ رہا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں معروف اور معلوم ہونے کا تصور بھی ختم ہو گیا۔ چنانچہ اس بارگاہ قدس تک کسی عالم کا علم نہیں پہنچ سکتا اور اسے معرفہ بنانے میں کوئی معرفہ ساز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا حق تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں بزرگ تر ہے کہ اس کا ادراک کیا جائے اور اس سے کہیں عظیم تر ہے کہ اسے پہچانا جا سکے اور اس سے کہیں بلند تر ہے کہ اسے جانا جا سکے۔

اس وضاحت سے سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ یہ اسم مبارک (اللہ) جلّ شانہ،

www.maktabah.org

دوسرے اسماء سے الگ ہی ہے اور باقی تمام اسماء کیلئے جو احکام ہوتے ہیں یہ ان احکام میں شریک نہیں ہے۔ پس لامحالہ اسی امتیاز اور یکتائی کی وجہ سے یہ اسم حق تعالیٰ وتقدس کی بارگاہ قدس کے لائق ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ جب یہ اسم مبارک اپنے مسمی پر دلالت ہی نہیں کرتا تو یہ نام رکھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟۔

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ نام کیلئے اس لفظ کو مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ جس ذات کا اس کے ساتھ نام رکھا گیا ہے، یہ اسم اسے اپنے ماسوا سے ممتاز اور الگ کر دیتا ہے۔ تاہم ایسا نہیں ہے کہ اس کے ذریعے سے اس ذات کا علم ہو سکے جس کا وہ نام ہے۔ لہٰذا اس مبارک اسم اور دوسرے اسماء کے درمیان ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ وہ اسماء اپنے مسمیات پر دلالت کرتے ہیں اور وہ مسمیات (ان ناموں کے ذریعے سے) معلوم ہو جاتے ہیں اور یہ علم (شخصی نام) انہیں اپنے ماسوا سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اور اس اسم مقدس میں مسمی کا علم تو نہیں پایا جاتا۔ لیکن وہ اپنے مسمی کو تمام ماسویٰ سے ممتاز اور الگ کر دیتا ہے۔ یعنی علم مسمی تو ناپید ہے مگر امتیاز از جمیع ماسوا موجود ہے۔ (معارف لدنیہ معرفت ۱)

معرفہ پر حروف تعریف لگانے کی وجہ

الف ولام کے داخل ہونے سے اسم نکرہ اسم معرفہ بن جاتا ہے، کیونکہ اس آلۂ تعریف (یعنی حرف تعریف) سے وہ معرفہ ہو جاتا ہے۔ اور اس اسم مقدس میں الف ولام خود معرفہ پر آیا ہے، اور وہ معرفہ ''ہ'' یعنی ضمیر غائب ہے۔ جیسا کہ بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام صرف ''ہ'' ہے جو غیب ہویت پر دلالت کرتا ہے اور الف ولام تعریف کے لئے آیا ہے۔

www.maktabah.org

گویا اس حرف تعریف کو لانے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مشارالیہ کے تعین میں صرف ضمیر کے ذریعے سے معرفہ ہونا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسرا آلہءتعریف (حرف تعریف) بھی درکار ہے۔ جو الف اور لام ہے اور لام پر تشدید تعریف میں مبالغہ کے لئے لائی گئی ہے اور جب یہ حرف تعریف باوجود اس مبالغہ کے بھی کافی نہ ہوا اور جس کو معرفہ بنانا تھا اس کا تعین حاصل نہ ہوسکا۔ تو لامحالہ اس پورے مجموعے کو تعریف علمی میں لے گئے۔ (یعنی اس تمام مجموعے کو ذات حق کا نام اور علم قرار دیا) کہ شاید وہاں جا کر وہ تعین پیدا کر سکے۔ مگر یہاں بھی کوئی ایسا تعین جو ذات حق کے معلوم ہونے کا باعث بن سکے، حاصل نہ ہوسکا۔ زیادہ سے زیادہ بس یہ ہوسکا کہ ماسویٰ سے ایک طرح کا امتیاز حاصل ہوگیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے سوائے معرفت سے عاجز ہونے کے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی۔ (معارف لدنیہ معرفت۲)

علم کے دو حروف تعریف سے مرکب ہونے کی وجہ

اس مقدس علم (ذاتی نام) کا دو قسم کے حروف تعریف سے مرکب ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کمال عظمت والا اور عقول وافہام کے ادراک سے بالاتر ہونے کی وجہ سے مسمی (جس کا وہ نام ہے) کے تعین میں صرف علمیت (ذاتی نام ہونا) ہی کافی نہیں ہے۔ لہٰذا تعریف مذکور کیلئے متعدد اسباب کی ضرورت ہوئی۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ بالکل معلوم نہ ہوسکا اور قطعاً نہ پہچانا جاسکا۔ (معارف لدنیہ معرفت۳)

حروف تعریف کی کثرت کی وجہ

اگرچہ معرفہ کے وجود میں آلات تعریف (حروف تعریف) کی کثرت کو کوئی خلل نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے اور صرف ایک آلہءتعریف (حرف

www.maktabah.org

تعریف) بھی کافی ہوتا ہے۔لیکن آلات تعریف کو کثرت کے ساتھ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کا مسمی مبہم ونا معلوم ہے اور وہ ''سبحانہ وتعالیٰ'' ادراک سے بہت بعید و بالاتر ہے۔

سیر فی اللہ سے مراد اسم میں سیر ہے سالک دوران سلوک اسم سے مراد محض اسم نہ سمجھے بلکہ اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ میں مرتبہ وجوب میں سیر کر رہا ہوں اور یہ مرتبہ وجوب مستجمع اسماء وصفات ہے اس لئے سالک کو محض اسم میں سیر نہ سمجھنا چاہئے بلکہ اسماء وصفات میں بھی سیر سمجھنا چاہئے تاکہ ورود تجلیات کے دوران اسے تجلیات کی شناخت میں سہولت رہے کہ یہ افعال کی تجلیات ہیں، یہ اسماء کی تجلیات ہیں یہ صفات کی تجلیات ہیں سبحان اللہ! راہ سلوک کے ان اسرار ودقائق کو کھول کھول کر بیان کرنا حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا ہی خاصہ ہے۔ (معارف لدنیہ معرفت ۴)

اگر کوئی سالک غلطی کی بنا پر ابتداء میں ہی سیر فی اللہ کے دوران اسماء وصفات سے مجرد ''محض ذات'' مراد لے تو یہ سیر فی اللہ سیر الی اللہ میں داخل ہو جاتی ہے سیر فی اللہ بالکل حاصل نہیں ہوتی کیونکہ نہایت النہایت کے نقطہ میں سیر کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اس نقطہ تک رسائی کے بعد سالک کو بغیر کسی توقف کے جہان کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اس رجوع کو سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں یعنی عروج کے بعد نزول کا مرتبہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معرفت جو میں بیان کر رہا ہوں یہ ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو بارگاہ قدس تک وصال کے شرف سے مشرف ہیں نیز اس مقام نہایت النہایت تک اولیائے کرام کو رسائی تو ممکن ہے لیکن اس کی بابت لب کشائی سے میں ہی مشرف ہوا ہوں۔ جیسا کہ آیت کریمہ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ (الشوریٰ ۱۳) سے عیاں ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا - ۷

درسیر کمالات ولایت اقدام متفاوت اند - جمعے باشند

کمالات ولایت کی سیر میں پیش قدمی متفاوت ہوتی ہے بہت سے (سالکین)

که استعداد حصول یك درجه از درجات ولایت دارند -

ایسے ہوتے ہیں جن میں درجات ولایت میں سے ایک درجہ کے حصول کی استعداد

وبعضے دیگر استعداد دودرجه دارند -وطائفه را استعدادسه

ہوتی ہے بعض دوسرے دو درجے کی استعداد رکھتے ہیں اور ایک طائفہ تین

درجه است - و گروہے راقابلیت چهار درجه - واحادے

درجوں کی استعداد رکھتا ہے اور ایک گروہ چار درجہ کی قابلیت رکھتا ہے اور خال

باشند که مستعد پنج درجه باشند -

خال ایسے بھی ہوتے ہیں جو پانچ درجوں کی استعدادر کھتے ہیں۔

کمالات ولایت کے درجات خمسہ

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرۂ العزیز کمالات ولایت کے درجات خمسہ کاذکر کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں کہ جب اولیائے کرام کوکمالات ولایت میں سیر نصیب ہوتی ہے توان کی باطنی استعدادات کے مختلف ہونے کی بناپرانکے درجات متفاوت ہوتے ہیں۔

کمالات ولایت میں سے پہلا درجہ تجلیٔ افعال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے دوسرا

www.maktabah.org

وھم الاقلون۔حصول درجہ اولٰی ازیں درجات پنجگانہ وابستہ

اور وہ بہت ہی کم ہوتے ہیں ان پانچ درجات میں سے پہلے درجہ کا حصول

بتجلی افعال است ودرجہ ثانی منوط بتجلی صفات ۔ ودرجات

تجلی افعال سے وابستہ ہے اور دوسرا درجہ تجلی صفات سے متعلق ہے[۲] اور آخری تین

ثلثۂ اخیرہ، مربوط بتجلیات ذاتیہ علٰی تفاوت درجاتھا ۔

درجوں کا تعلق مختلف درجات کے لحاظ سے تجلیات ذاتیہ کے ساتھ ہے۔

درجہ تجلی صفات کے ساتھ وابستہ ہے اور آخری تینوں درجے تفاوتِ درجات کی بناپر تجلیاتِ ذاتیہ کے ساتھ متعلق ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے زیرتربیت سالکین کے باطنی مقامات اور روحانی درجات کا تجزیہ فرمایا ہے۔

۲ تجلی کا معنی ومفہوم

تجلی کا معنی چمکنا، منکشف ہونا، ظاہر ہونا یا ظاہر کرنا کے آتے ہیں اصطلاح صوفیاء میں کسی شئی کا دوسرے مرتبے میں ظاہر ہونے کا نام تجلی ہے جیسے زید کی صورت کا آئینے میں ظاہر ہونا۔ صوفیائے کرام کے نزدیک تجلی کا تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء وافعال کسی شان یا رنگ، کیفیت یا حالت میں اظہار، تجلی کہلاتا ہے اسے ظہور، سریان یا مظہر سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

تجلی کی تعریف

حضرت سید شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کتاب التعریفات ص ۱۱۷ میں

www.maktabah.org

اکثرے ازیاران ایں درویش ، مناسبت بدرجۂ ثالثه دارند از

اس درویش کے اکثر احباب درجات مذکورہ میں سے تیسرے درجہ کے ساتھ مناسبت

درجات مذکوره - وقلیلان مناسبت بدرجه رابعه، واقلان

رکھتے ہیں ۔تھوڑے احباب چوتھے درجہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور بہت ہی کم

مناسبت بدرجهٔ خامسه که نہایت درجات ولایت است

پانچویں درجہ سے مناسبت رکھتے ہیں جو درجات ولایت میں آخری درجہ ہے

تجلی کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اَلتَّجَلِّیْ مَایَنْکَشِفُ لِلْقُلُوْبِ مِنْ اَنْوَارِ الْغُیُوْبِ یعنی غیبی انوار کے دلوں پر منکشف ہونے کا نام تجلی ہے۔

حضرت امام ربانی کی نظر میں تجلی کا مفہوم

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تجلی کا مفہوم واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شئی کے دوسرے یا تیسرے یا چوتھے مرتبے میں (جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے) ظاہر ہونے کو تجلی کہتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۲۱)

تجلی کو لباسِ تعین سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

تجلی کے لئے ایک حکمِ خاص ہے جسے شان کہتے ہیں کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْنٍ (الرحمٰن ۲۹) میں یہی اشارہ ہے۔

حق تعالیٰ جب بندے پر تجلی فرماتے ہیں تو اس تجلی کا نام حق کے اعتبار سے شان الٰہی رکھا جاتا ہے اور بندے کے اعتبار سے اسے حال کہا جاتا ہے اور وہ ہر آن ایک نئی تجلی میں ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

ہر لحظہ جمال خود نوع دگر آرائی

شور دگر انگیزی شوق دگر افزائی (جامی)

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۱ جلد اول)

حق تعالیٰ کا تجلی فرمانا

حق تعالیٰ مختلف درجات اور مختلف ظہورات میں تجلی فرماتا ہے جب وہ افعال کے ذریعے تجلی فرماتا ہے تو اسے تجلی فعلی کہا جاتا ہے۔

o...... جب وہ اسماء وصفات کے ذریعے متجلی ہو تو اسے اسمائی یا صفاتی تجلی کہا جاتا ہے۔

o...... جب وہ اپنی ذات کا ظہور فرمائے تو اسے تجلی ذاتی کہا جاتا ہے۔

o...... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِـیْ کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی: **فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا** (الاعراف ۱۴۳)

ترجمہ: پھر جب تجلی فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کے رب نے پہاڑ پر تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حدیث پاک میں ہے: **اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ** (ترمذی ۲/۱۵۶)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا رب میرے پاس ایک اچھی صورت میں آیا۔

ورود تجلیات

چونکہ اللہ تعالیٰ کے ظہور کی شانیں بے انتہاء ہیں لہٰذا تجلیات بھی لاتعداد ہیں ہر شخص پر اس کی استعداد کے مطابق جداگانہ تجلیات ہوتی ہیں جو تجلی ایک شخص پر ایک مرتبہ ہوتی ہے وہ پھر دوبارہ اس پر یا کسی اور پر کبھی نہیں ہوتی کیونکہ تجلیات میں تکرار نہیں ہر دم، ہر لحظہ اور ہر آن وہ نئی نئی شان میں تجلی فرماتا رہتا ہے **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** جس طرح اس کی ذات لامتناہی ہے اسی طرح اس کی تجلیات بھی حد وحصر سے باہر ہیں۔

www.maktabah.org

؎ اے ترا بر طور دل ہر دم تجلائے دگر
طالب دیدار تو ہر لحظہ موسائے دگر

چونکہ لامتناہی تجلیات کا احاطہ وحصر قطعاً ناممکن ہے اس لئے اس منہا میں سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی بیان فرمودہ اقسام تجلیات کی قدرے تفصیلات ہدیہ قارئین ہیں۔

تجلی فعلی

اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو صفات فعلیہ ربوبیۃ میں سے کسی صفت کے ساتھ متجلی پاتا ہے اس مشاہدے میں سالک سے حول وقوت اور فعل وارادہ سلب ہو جاتا ہے اور وہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جاری ومتصرف دیکھتا ہے۔

جب صوفی پر اس تجلی کا فیضان ہوتا ہے تو بمطابق حدیث اس کی حالت و کیفیت یہ ہوتی ہے:

لَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلِهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا (صحیح بخاری)

یعنی میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

تجلی صفاتی

اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو امہات صفات میں متجلی پاتا ہے اُمہات صفات

www.maktabah.org

آٹھ ہیں ان کو صفات ثمانیہ حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں

۱......تکوین ۲......حیات ۳......علم ۴......قدرت

۵......ارادہ ۶......سمع ۷......بصر ۸......کلام

تجلی ذاتی

اس تجلی میں سالک فنائے مطلق کے بعد اپنے علم، شعور اور ادراک سے بے تعلق ہو جاتا ہے اور محبت ذاتی سے مشرف ہو جاتا ہے اس کے تمام لطائف ماسوی اللہ کو فراموش کر کے مقام کمال تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس عبد، فانی ہو جاتا ہے اور حق، باقی رہتا ہے اور اس پر حقیقت اخلاص ظاہر ہو جاتی ہے تو اس وقت تجلی ذاتی کا نزول ہوتا ہے اس تجلی میں سالک اپنے آپ کو بلا تعین جسمانی و روحانی اطلاق کے رنگ میں پاتا ہے اور کمال توحید عیانی کا مشاہدہ کرتا ہے اسی کو وصل عریانی کہا جاتا ہے یعنی اسماء وصفات کے اعتبارات اور ستر ہزار حجابات (نورانی وظلمانی) اس مقام میں سالک وعارف کے سامنے حائل نہیں رہتے۔

تجلی ذاتی کی قسمیں

مشائخ طریقت نے تجلی ذاتی کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱......تجلی ذاتی برقی ۲......تجلی ذاتی دائمی

تجلی ذاتی برقی

اکثر مشائخ طریقت کے نزدیک تجلی ذاتی، برقی ہوتی ہے یعنی آسمانی بجلی کی طرح تھوڑی دیر کے لئے سالکین کے سامنے سے اسماء وصفات کے حجابات دور ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد دوبارہ حائل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر حضور ذاتی کا اثر کم اور غیبت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

تجلی ذاتی دائمی

اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک تجلی ذاتی دائمی ہوتی ہے یعنی جب تجلی آتی ہے تو پھر جاتی نہیں ہمیشہ رہتی ہے سلسلہ نقشبندیہ میں اس کو نسبت حضور و آگہی، حضور ذاتی دائمی، دوام حضور مع اللہ بلاغیبۃ اور یادداشت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (البینات شرح مکتوبات ۱/۱۱،۱۴)

واضح رہے کہ تجلی ذاتی دائمی حضرات نقشبندیہ کا خاصہ ہے تاہم دیگر سلاسل طریقت کے اکابر مشائخ بھی اس تجلی سے شادکام ہوتے ہیں۔

تجلی ذاتی برقی میں ولولہ اور جوش ہوتا ہے حضرات چشتیہ پر جب یہ تجلی ظاہر ہوتی ہے تو انکی آتش عشق شعلہ زن ہوتی ہے جس کا اظہار وجد و رقص، شور و غوغا اور چیخ و پکار کی صورت میں ہوتا ہے۔

یادرہے کہ بعض نقشبندی حضرات وجد و رقص، شور و پکار اور ذکر جہر شروع کردیتے ہیں اس کی وجہ نسبت نقشبندیہ کا دیگر نسبتوں کے ساتھ اختلاط اور التباس ہوتا ہے وہ نقشبندی ہونے کے ساتھ ساتھ قادری اور چشتی نسبتوں کے حامل بھی ہوتے ہیں اس لئے ان پر کبھی نسبت چشتیہ کا غلبہ ہوجاتا ہے اور کبھی نسبت قادریہ کا غلبہ ہوجاتا ہے بنابریں ان کے رنگ اور ڈھنگ بدلتے رہتے ہیں۔

جبکہ خالص نسبت نقشبندیہ میں مکمل طور پر سکون و قرار اور سکوت و اخفاء ہے اس لئے ان کی آتش عشق شعلہ نہیں مارتی بلکہ خاکستر کے نیچے چنگاری کی طرح سلگتی رہتی ہے بجھتی نہیں۔ یہی طریقت نقشبندیہ کا اخفاء اور پوشیدگی ہے۔ بقول شاعر

وہی آبلے ہیں وہی جلن کوئی درد دل میں کمی نہیں
جو لگا کے آگ چلے گئے وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں

www.maktabah.org

وکمالیکه نزد ایں درویش معتبراست ماورائے ایں درجات

اور کمال اس درویش کے نزدیک معتبر وہ ہے جو ان درجات سے آگے

است۔بعد اززمان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ کے بعد اس کمال

اجمعین ایں کمال ظہور نیافتہ است که فوق کمال جذبه

کا ظہور نہیں ہوا۔ یہ (کمال) جذبہ و سلوک کے کمال سے بلند ہے آئندہ

وسلوك است۔ فردا انشاء اللّٰہ تعالیٰ ایں کمال در حضرت

اس کمال کا ظہور ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

مہدی ظہور خواہد یافت والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر البریۃ

کی ذات اقدس میں ہوگا[۳] ۔خیر الانام (ﷺ) پر درود وسلام ہو۔

۳ کمالات ولایت اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں ان معروف پانچ درجات ولایت سے بلند تر عروج نصیب ہوا ہے جو سلوک و جذبہ سے بھی فوق تر ہے یہ وہ کمال ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحبت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی بدولت نصیب ہوتا تھا اور یہ کمال، کمالات نبوتِ سے منوط اور متعلق ہے جس کا ظہور صحابہ کرام کے صدیوں بعد اب ہوا ہے۔کل قربِ قیامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پر ان کمالات کا مکمل طور پر ظہور ہوگا اور آپ اس نسبت کی تکمیل و تتمیم فرمائیں گے۔

www.maktabah.org

وارث کمالات محمدیہ حضرت الامام المہدی الموعود رضی اللہ عنہ

آپ خاتونِ جنت سیدۂ عالمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا کی ذریت میں سے نجیب الطرفین، کریم الابوین سادات میں سے ہونگے آپ کا اسم گرامی محمد ہوگا بعض نے احمد نام کا بھی قول کیا ہے آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی عبداللہ ہوگا، مدینہ منورہ آپ کی جائے ولادت ہوگا آپ کے بدن اقدس کی رنگت بنواسماعیل اور جسمانی ساخت بنواسرائیل جیسی ہوگی آپ کا چہرہ انور روشن ستارے کی مانند تاباں ہو گا، ناک ستواں ہوگی دائیں رخسار پر کالا تل ہوگا طوائف الملو کی کا دور دورہ ہوگا ہر طرف وحشت و بربریت، فتنہ وفساد اور کفر والحاد ڈیرے ڈالے ہونگے۔

امت مسلمہ ظلم وستم کی چکی میں پس رہی ہوگی کوئی بھی ان کا پرسان حال اور دادرسی کرنے والا نہ ہوگا۔ کسمپرسی کے اس عالم میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سر پہ عمامہ سجائے ہوئے دو بھاری قبائیں زیب تن فرمائے ہوئے مصروف طواف ہونگے کہ اچانک ہاتف غیب سے ندا ائے گی هٰذَا الْمَهْدِیُّ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ فَاتَّبِعُوْهُ (یہ اللہ تعالی کے خلیفہ حضرت مہدی ہیں انکی اتباع کرو) حاضرین آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کریں گے حدیث نبوی میں آپ کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت یہ ظاہر ہوگی کہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام دائیں بائیں آپ کے ہم رکاب ہونگے اس لئے آپ کا مد مقابل خائب وخاسر ہوگا آپ احکام شرعیہ کی تنفیذ، سنت نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) کی ترویج، عساکر اسلامیہ کی تجہیز اور بدعت نامرضیہ کی تخریب پر مامور ہونگے۔ آپ کے ہاتھوں دین اسلام کو فتح ونصرت اور مسلمانوں کو عظمت وشوکت نصیب ہوگی۔ کفار نا ہنجار اور

www.maktabah.org

یہود وہنود پر غلبہ اور بالادستی حاصل ہوگی ارشادات نبویہ اور آثار صحابہ میں آپ کی آمد کی پیشین گوئی کی گئی ہے اس لئے آپ کے ظہور پر ایمان لانا واجب اور آپ کی تکذیب کرنا کفر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:مَنْ كَذَّبَ بِالْمَهْدِی فَقَدْ كَفَرَ یعنی جس نے امام مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا۔ (الحاوی للفتاوی ۲/۸۳)

آپ کے آخری ایام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد میں بروز جمعۃ المبارک نماز فجر آپ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

آپ کے دور خلافت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے سات سال کا قول کیا ہے اور بعض نے چالیس سال بتایا ہے هٰکَذَا يُسْتَفَادُ عَنِ الْاَخْبَارِ وَالْاٰثَارِ وَالْعِلْمُ عِنْدَاللّٰهِ سُبْحَانَه (مزید تفصیلات کے لئے البینات شرح مکتوبات مکتوب ۶۷ جلد دوم ملاحظہ فرمائیں)

کائنات کے متعلق حضرت امام ربانی اور حضرت ابن عربی کا موقف

کائنات کیا ہے اور کائنات کا ذات کے ساتھ تعلق کیا ہے اس نظریہ کے متعلق حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا اختلاف ہے۔

حضرت ابن عربی کا مؤقف

حضرت ابن العربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذات اور کائنات میں اتحاد اور عینیت کی نسبت ہے یعنی کائنات عین ذات ہے اور ذات عین کائنات ہے اس کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح سمندر میں موجیں اور لہریں سمندر سے جدا نہیں ہوتیں اسی طرح یہ کائنات اس ذات واجب الوجود کی لہروں اور موجوں کی مانند ہے فلہذا یہ کائنات ذات سے جدا نہیں۔

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی کا موقف

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا موقف یہ ہے کہ کائنات اور ذات کے درمیان خالقیت اور مخلوقیت کی نسبت کے علاوہ کوئی نسبت نہیں نہ اتحاد ہے نہ عینیت بلکہ خدا تعالیٰ سبحانہ وراء الورا، ثم وراء الوراء ہے

ع چہ نسبت خاک را بعالم پاک

آپ کائنات اور ذات کے درمیان عینیت کی نفی قرآن مجید کی آیت کریمہ سے کرتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (العنکبوت ٦) یعنی اللہ تعالیٰ کائنات سے بے نیاز ہے جبکہ کائنات اس کی نیازمند اور محتاج ہے لہٰذا غنی و بے نیاز اور محتاج میں کوئی نسبت نہیں۔

ایسے ہی کائنات میں عیوب ونقائص وزوال و عجز وانکسار ہیں جبکہ خدا تعالیٰ زوال وانکسار اور جملہ نقائص سے پاک ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے: سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (الصّٰفّت ١٨٠) یعنی اگر کائنات کو عین ذات کہا جائے تو کائنات کی تمام کمزوریاں اور نقص ذات میں ماننا پڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس قسم کی سب باتوں سے بلند اور پاک ہے: وَتَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذَالِکَ عُلُوّاً کَبِیْراً

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے ذات کی اشیاء کائنات سے عدم مماثلت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بالکل یگانہ ہے اس کی ذات وصفات مخلوقات کی ذت وصفات سے قطعاً مختلف ہیں اور کسی طرح بھی ان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا حق سبحانہ ''مثل'' سے یعنی مماثل موافق سے بھی منزہ و پاک ہے اور ''ند'' یعنی مماثلِ مخالف سے بھی حق تعالیٰ شانہٗ کے معبود ہونے، صانع ہونے اور واجب ہونے میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

www.maktabah.org

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ (الشوریٰ ۱۱) اس کی مثل کی طرح بھی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بلیغ ترین انداز پر اپنی ذات سے مماثلت کی نفی فرمادی ہے کیونکہ اس آیت میں اپنے مثلِ مثل (یعنی مثل جیسی چیز) کی نفی فرمائی گئی ہے، حالانکہ مقصود اپنے مثل کی نفی کرنا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اس کے مثل کا بھی مثل نہیں ہوسکتا تو اس کا مثل تو بطریق اولیٰ نہیں ہوگا لہٰذا کنایۃً اصل مثل کی نفی ہوگئی کیونکہ یہ کنایہ صریح کے مقابلے میں بلیغ ترین ہے جیسا کہ علمائے بیان نے اس کو ثابت کیا ہے اور اس کے متصل ہی وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ فرمایا ہے جس سے مقصود صفاتی مماثلت کی بھی نفی کردینا ہے جیسا کہ پہلے حصے (لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ) سے مماثلت ذاتی کی نفی کی گئی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ حق سبحانہٗ ہی سمیع اور بصیر ہے کسی دوسرے کو سمع اور بصر حاصل نہیں ہے یہی حال باقی صفات یعنی حیات، علم، قدرت، ارادہ اور کلام وغیرہ کا ہے۔ پس مخلوقات میں صفات کی صورت پائی جاتی ہے۔ ان کی حقیقت نہیں پائی جاتی ہے۔ (معارف لدنیہ معرفت ۲۱)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک کائنات تجلیاتِ اسماء وصفات کے ظلال کا ظہور ہے کیونکہ مخلوق میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی تجلی برداشت کرنے کی ہمت ہی نہیں۔ تجلیٔ ظلال کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پردوں کے پیچھے سے تجلی فرماتا ہے جیسا کہ آیت قرآنی وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ...... الخ (الشوریٰ ۵۱)

میں ورائے حجاب آیا ہے صوفیائے کرام کے نزدیک حجاب کو ظلال کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۸

واصلانِ نہایۃ النہایۃ را، در وقتِ رجوعِ قہقری، نزول باسفلِ

نہایت النہایت (آخری سے آخری مقام) کے واصلین کو رجوع قہقری (الٹے پاؤں

غایات ست۔ومصداقِ وصولِ نہایۃ النہایۃ ہمیں نزول غایۃ

واپس لوٹنا) کے وقت سب سے نچلے درجہ میں نزول نصیب ہوتا ہے اور آخری درجہ تک

الغایۃ است۔ وچوں نزول بایں خصوصیت واقع می شود

وصول کا حاصل اس وقت صحیح ہوتا ہے جب انتہائی نچلے درجہ تک نزول ہو[1] اور جب اس

صاحبِ رجوع بکلیۃ خود متوجہ عالمِ اسباب می گردد۔

خصوصیت کے ساتھ نزول واقع ہوتو صاحب رجوع ہمہ تن عالم اسباب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

[1] سالک کا نزول

جن سالکین کو دوران سلوک کمالات ولایت کے آخری درجہ تک جس قدر رسائی میسر ہوتی ہے رجوع کے وقت اسی قدر نزول نصیب ہوتا ہے۔ عروج کے انتہائی درجہ کو نہایۃ النہایت اور نزول کے انتہائی درجہ کو غایۃ الغایت کہا جاتا ہے جو سالک عروج میں جتنا کامل ہوگا نزول میں بھی اتنا ہی کامل ہوگا یعنی جس عارف کا عروج کامل ہوتا ہے اس کا نزول بھی کامل ہوتا ہے اور جس صوفی کا عروج ناتمام اور ناقص ہوتا ہے اس کا نزول بھی ناتمام اور ناقص ہوتا ہے یعنی نہ وہ عروج میں درجہ کمال تک رسائی حاصل کر پاتا ہے اور نہ ہی نزول میں اسے کمال نصیب ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

نہ آنکہ بعض او متوجہ جناب حق ست سُبحانہٗ ، و

یہ نہیں ہوتا کہ اس (صاحب نزول) کا کچھ حصہ بارگاہِ حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو اور

بعض دیگر متوجہ خلق، کہ ایں علامت عدم وصول

کچھ دوسرا حصہ مخلوق کی طرف متوجہ رہے ۲ کیونکہ یہ نہایت النہایت تک واصل

است بنہایۃ النہایۃ ، وعدم نزول ست بغایۃ الغایۃ ۔

نہ ہونے کی علامت ہے نیز نچلے سے نچلے مقام تک نزول نہیں ہوا۔

۲ توجہ الی الطرفین

جن عارفوں کو بارگاہِ قدس جلّ سلطانہ تک پورا پورا وصل نصیب ہو جاتا ہے رجوع کے وقت واپسی پر وہ عالم اسباب کی طرف کلیۃً متوجہ ہوتے ہیں اور جو سالک عالم خلق کی طرف مکمل طور پر متوجہ نہ ہوں بلکہ ان کی کچھ توجہ عالم بالا کی طرف ہو اور کچھ توجہ عالم اسباب کی طرف ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسے عروجی منازل میں نہ تو نہایت النہایت تک وصال میسر ہوا ہے اور نہ ہی نزولی مراتب میں غایت الغایت تک نزول نصیب ہوا ہے یعنی یہ اس کے نقص اور عدم وصول کی علامت ہے۔

سابقہ کلام کا ما حصل یہ ہے کہ وہ عارف جس کا عروج و نزول کامل ہو اس کے لطائف کو حالت نماز میں حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص قسم کی توجہ حاصل ہوتی ہے اور ادائے نماز کے بعد وہ کلیۃً مخلوق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے یہی واصلِ نہایت اور نازلِ غایت کی علامت ہے۔

www.maktabah.org

غایۃُ ما فِی البَاب، دروقت ادائے نماز کہ معراج مومن

اس کے متعلق اصل بات یہ ہے کہ ادائے نماز کے دوران جوکہ مومن کی معراج ہے

ست، لطائف صاحب رجوع را توجہِ خاص بجناب قدس

صاحب رجوع کے لطائف بارگاہ قدس جلّ سلطانہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

جلّ سلطانہ می افتد ، وتاادائے نماز می ایستد، بعداز فراغ

جب تک ادائے نماز میں مشغول رہتا ہے نماز سے فراغت کے بعد پھر

نماز باز بکلیۃ متوجہ خلق می گردد۔ لیکن دروقت ادائے

مکمل طور پر مخلوق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے لیکن فرائض اور سنتوں کو ادا

فرائض وسنن لطائف سِتّہ متوجہ جناب قدس می گردند،

کرتے وقت چھ لطائف [۳] بارگاہ قدس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

[۳] لطائف ستّہ

جب سالک، واصل، کامل فرائض اور سنتیں ادا کرتا ہے تو اس کے چھ کے چھ لطائف حریم قدس جل سلطانہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں چھ لطائف سے مراد عالم امر کے پانچ لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) اور لطیفہ قالبیہ ہیں جنہیں لطائف ستہ کہا جاتا ہے۔

ادائے نوافل کے دوران سارے لطائف حق تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ لطائف ستہ میں سے جو لطیف ترین لطیفہ ہے وہ حریمِ قدس کی طرف متوجہ ہوتا ہے بقیہ لطائف اِدھر ہی رہتے ہیں۔ اولیائے کرام کی باطنی استعداد اور روحانی قابلیت کی بنا پر ان کے لطائف کی لطافت متفاوت اور مختلف ہوتی ہے: کما لا یخفیٰ علیٰ ارباب البصیرہ

www.maktabah.org

ودروقتِ ادائے نوافل، الطف ایں لطائف متوجه اند فقط ۔

اور نوافل ادا کرتے وقت صرف وہی لطیفہ متوجہ ہوتا جوان لطائف میں سب سے لطیف

حدیث لِیُ مَعَ اللّٰهِ وَقُتٌ تواند بود که اشارت بایں وقت

ہوتا ہے ممکن ہے کہ حدیث (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک خاص وقت ہوتا ہے) میں اسی

خاص باشد، که مخصوص به نماز است، وقرینه برتعینِ

خاص وقت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہو جو نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔اس اشارہ کے

ایں اشارت حدیث قُرَّةُ عَيۡنِیۡ فِی الصَّلٰوةِ تواند بود

تعین کا قرینہ حدیث (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں ہوسکتا ہے۔

حدیث لی مع اللہ کا مفہوم

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس قول، کہ حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث من اللہ ہونے کی بنا پر مخلوق کی طرف کلیۃً متوجہ رہتے ہیں اور حدیث لِیُ مَعَ اللّٰـه (دفتر اول مکتوب ۹۹) (جس میں رسول اکرم ﷺ ایک وقت خاص میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) کے درمیان تحقیقی و کشفی و الہامی تطبیق بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث لِیُ مَعَ اللّٰهِ میں حضور انور ﷺ کا متوجہ بِالۡخَالِقِ ہونا دوران نماز ہے اور یہ ایک وقت خاص ہے جو نماز کے ساتھ مخصوص ہے وقت خاص میں متوجہ الی الحق ہونا نماز کے ساتھ مخصوص ہونے پر قرینہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات قُرَّةُ عَيۡنِیۡ فِی الصَّلٰوة ہے جو مومن کیلئے معراج ہے۔ (وللّٰه الحمد)

نیز حضور اکرم ﷺ کا حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اَرِحۡنِیۡ یَا بِلَالُ (دفتر اول حصہ دوم مکتوب ۲۲۹) کہہ کر اذان دلوانے سے مفہوم و معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم

www.maktabah.org

وعلاوۂ ایں قرینہ ، کشف صحیح است والہامِ صریح ۔

اس قرینہ کے علاوہ کشفِ صحیح اور الہامِ صریح بھی اس بارے میں مجھے ہوا ہے یہ معرفت

ایں معرفت از معارف مخصوصہ ایں درویش است ۔

اس درویش کے مخصوص معارف میں سے ہے [۵]۔ مشائخ نے اس کمال کو جمع بین التوجہین

مشائخ ایں کمال را در جمع بین التوجہین دانستہ اند ۔

(دونوں توجہوں کو جمع کرنے) میں جانا ہے معاملہ اللہ سبحانہ کے سپرد ہے اور سلامتی ہو اس

وَالْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابِعَةَ

پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور حضرت (محمد) مصطفیٰ ﷺ کی متابعت کو اپنے اوپر

الْمُصْطَفٰے عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمُّھَا وَاَکْمَلُھَا

لازم کرے آپ پر اور آپ کی آل (اطہار) پر پورے اور کامل ترین درود و سلام ہوں ۔

ﷺ دوران نماز اس وقتِ خاص میں متوجہ الی الحق ہونے اور لقائے یار کے لئے کس قدر بے تاب ہوتے ہونگے ۔

۵ تطبیق

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ہماری بیان کردہ تطبیق محض علمی و تحقیقی ہی ہیں نہیں بلکہ کشف صحیح کے ذریعے دکھایا اور الہام صریح کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ اس مطابقت میں کسی قسم کا ابہام اور غلطی کا امکان نہیں اور یہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے ۔(والحمد للہ علیٰ ذالک)

یاد رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا کشف والہام عین شریعتِ مطہرہ

www.maktabah.org

کے مطابق ہوتا ہے اگر کسی صوفی کا کشف خلاف شرع ہوتو ایسے کشف کو رد کر دینا چاہئے البتہ اس صوفی کا ادب واحترام ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔و اللہ الموفق

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے درمیان تطبیق دے کر انہیں الہام صریح اور کشف صحیح سے موید کرنا حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کے خصوصی معارف میں سے ہے۔

دیگر مشائخ عظام جمع بین التوجہین کو کمال سمجھتے ہیں یعنی ان کے نزدیک بظاہر مخلوق کی طرف متوجہ ہونا اور بباطن خالق کی طرف متوجہ ہونا کمال ہے جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کے نزدیک جو عارف واصل اور کامل ہوں وہ صرف حالت نماز میں ہی متوجہ الی الحق ہوتے ہیں علاوہ ازیں وہ مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے کلی طور پر مخلوق کی طرف ہی متوجہ رہتے ہیں۔(و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

www.maktabah.org

منہا-۹

مشائخ فرمودہ اند کہ مشاہدۂ اہل اللہ بعداز وصول

مشائخ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کا مشاہدہ[1] مرتبۂ ولایت پر پہنچ کر اپنے

بمرتبۂ ولایت درانفس ست۔ مشاہدۂ آفاقی کہ در

اندر ہی ہوتا ہے آفاقی مشاہدہ جو سیر اِلی اللہ کے دوران اثنائے راہ

سیرالی اللہ دراثنائے راہ میسر شدہ بود معتبر نیست۔

میں میسر ہوتا ہے وہ معتبر نہیں۔ اور جو کچھ اس

وآنچہ برایں درویش منکشف گردانیدہ اند،

درویش پر منکشف ہوا ہے۔

[1] اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز مشاہدہ آفاق وانفس کا بیان فرمارہے ہیں۔ تصوف وطریقت کی یہ اصطلاحات آیت قرآنی سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (حم السجدہ ۵۳) (یعنی ہم انہیں آفاق ونفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے) سے ثابت ہے۔

یہاں مشاہدہ، مشاہدہ آفاق اور مشاہدہ انفسی کی قدرے تفصیلات ہدیہ قارئین ہیں۔

مشاہدہ

کسی امر کے استحضار اور یقینی تصور کا قلب سالک پر اس طرح غالب اور قوی ہو جانا کہ گویا وہ دل کی آنکھ سے اسے دیکھ رہا ہے مشاہدہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ

www.maktabah.org

آن ست کہ مشاہدہ درانفس نیز در رنگ مشاہدہ در آفاق معتبر

وہ یہ ہے کہ مشاہدۂ انفس ، مشاہدہ آفاقی کی طرح معتبر نہیں ۔

نیست۔آں مشاہدہ نہ مشاہدۂ حقیقت حق است سبحانہ

اس لئے کہ وہ مشاہدہ حقیقت حق سبحانہ کا مشاہدہ نہیں ہے ۔

غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَکُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ﷺ) یُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَأْیُ عَیْنٍ (صحیح مسلم۲/۳۵۵)

ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جب دوزخ وجنت کا ذکر سنتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

وجوب کے مرتبے میں سالک کو دو قسم کا مشاہدہ ہوتا ہے کبھی صفات بدون تعلقات اس کی نظر میں بعنوان کلیت مشہود ہوتی ہیں اور کبھی صفات متعلق بہ معلومات ومقدورات بعنوان جزئیت نظر آتی ہیں۔

قسم اول

پہلی قسم کے مشاہدے کو شہود صفات کلیہ کا نام دیتے ہیں۔اس مرتبے میں صفاتِ مجردہ مشہود ہوتی ہیں ان کا ممکنات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

قسم دوم

دوسری قسم کو شہود صفات جزئیہ کہا جاتا ہے اس مرتبے میں صفات کا ممکنات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور سالک مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم فلاں معلوم کے ساتھ اور صفتِ قدرت فلاں مقدور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے علیٰ ھذا القیاس تمام صفات ، ممکنات سے متعلق نظر آتی ہیں، سالکین کے نزدیک مشاہدے کی پہلی قسم

www.maktabah.org

اوتعالیٰ بے چون و بے چگونہ است ۔ در آئینہ چون گنجائش

کیونکہ وہ (حق) تعالیٰ بے مثل اور بے کیف ہے چون کے آئینہ میں گنجائش

ندارد ، چہ آئینہ آفاق وچہ آئینہ انفس ۔ اوسبحانہ نہ داخل

نہیں ہے خواہ وہ آفاق کا آئینہ یا انفس کا آئینہ ہو۔ وہ (حق) سبحانہ نہ عالم کے

عالم است نہ خارج ،

اندر ہے اور نہ اس سے باہر ہے۔

(شہود صفات کلیہ) زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۴۴،۱/۱۴۴)

مشاہدۂ انفس

مشائخ طریقت کے نزدیک سیر انفسی کے دوران ولایت صغریٰ (ولایت ظلیہ) تک رسائی کے حصول کے بعد سالک کا اپنے اندر انوار وتجلیات دیکھنا۔ مشاہدۂ انفس کہلاتا ہے لہٰذا مطلوب حقیقی کو اپنے اندر ڈھونڈنا چاہئے کسی شاعر نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے

یہ کیسے پردے پڑ گئے ہیں چشم خلق پر
چاروں طرف تلاش اور یار گھر میں ہے

لطائف میں ذکر کرنا مطلوب حقیقی کو اپنے اندر ہی ڈھونڈنا ہے اسی کو مشاہدہ انفس کی سیر کہا جاتا ہے۔

مشاہدہ آفاق

اثنائے راہ سیر الی اللہ کے دوران عروجی منازل میں سالک کا اشیائے کائنات کی شکلوں اور صورتوں میں حق تعالیٰ کی قدرت کے آثار اور انوار وتجلیات

www.maktabah.org

نہ متصل است بعالم ، ونہ منفصل از عالم ، شہود و

نہ عالم سے متصل ہے نہ عالم سے جدا ہے حق تعالیٰ کا شہود اور رویت

رؤیۃِ او تعالیٰ نیز نہ در عالم ست و نہ در خارج عالم،

بھی نہ عالم میں ہے نہ عالم سے خارج میں ہے۔

دیکھنا مشاہدہ آفاقی کہلاتا ہے۔

جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا شجر میں انوار دیکھنا مشاہدہ آفاقی کی مثال ہے ایسے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا سورج، چاند اور ستاروں میں تجلیات دیکھنا مشاہدۂ آفاقی ہے۔

یادرہے کہ اس مقام پر صوفی عشق مجازی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور توحید وجودی عود کرتی ہے یہاں شیخ کامل مکمل کی باطنی رہنمائی کی شدید ضرورت ہوتی ہے جو سالک کو توجہات کے ذریعے تصرف فرما کر اگلے مقام تک پہنچادے۔ ورنہ اس مقام پر کئی سالکوں کے سفینے ڈوب جاتے ہیں کہ ان کا کوئی سراغ بھی نہیں ملتا۔ العیاذ باللہ سبحانہ

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

حضرت امام ربانی کا مشاہدہ کے متعلق مؤقف

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک نہ مشاہدہ آفاقی معتبر ہے اور نہ ہی مشاہدۂ انفسی قابل اعتبار ہے لہٰذا جس وقت عارف کمالاتِ ولایتِ نبوت سے مشرف ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ شہودِ انفسی بھی ظلال مطلوب میں سے ایک ظل ہے اور مطلوب حقیقی ابھی ماوراء ہے۔

www.maktabah.org

نہ اتصال بعالم دارد و نہ انفصال از عالم، لٰہذا رؤیت اخروی

(وہ رؤیت) نہ عالم سے متصل ہے اور نہ عالم سے منفصل ہے لہٰذا اُخروی رویت کو

را بلا کیف گفتہ اند۔ از حیطۂ عقل و وہم خارج است۔

(علمائے متکلمین) بلاکیف کہتے ہیں جو عقل اور وہم کے احاطہ سے باہر ہے

یہی معرفت حقیقت اور شریعت کے عین مطابق ہے کیونکہ شہود آفاق وانفس ظلال کے ساتھ مربوط ہے اور آفاق وانفس اصل کے درک ووصل کی لیاقت نہیں رکھتے۔ پس لامحالہ وہ سیر جو سالک کو آفاق وانفس کی سیر کے بعد میسر آتی ہے اس سیر کا تعلق ظلال کی بجائے اصل کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کو سیر اقربیت کہا جاتا ہے۔ جس کا مدلول آیت قرآنی "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد (ق١٦)" ہے جہاں مطلوب لباس، وہم وخیال سے منزہ مشہود ہوتا ہے اور یہ مرتبہ وصل عریانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

من شوم عریاں ز تن او از خیال
تا خرامم در نہایات الوصال

اور اسی معرفت کو عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا

جے محبوب پیارا اک دن وسّے نال اساڈے
جاناں میں ہما پکھیرو پھاتا جال اساڈے

سیر اقربیت اور حضرت امام ربانی

اسی معرفت کو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے یوں بیان فرمایا:

جو کچھ آفاق وانفس کے آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے ظلیت کے داغ سے داغدار

www.maktabah.org

دردنیا ایں سر را برخواص الخواص منکشف گردانیدہ اند ہر
دنیا میں اس راز کو خواص الخواص پر منکشف کیا گیا ہے اگرچہ یہ رویت نہیں
چند رؤیت نیست کالرویت است .ایں دولت عظمیٰ است
لیکن رویت ہی کی طرح ہے یہ وہ دولت عظمیٰ ہے۔

ہے پس لازماً نفی کے لائق ہے تاکہ اصل کا اثبات واضح ہوجائے اور جب معاملہ آفاق وانفس سے گذر کر ظلیت کی قید سے خلاصی پالیتا ہے......تو منتہی سالکوں کو جو دائرہ ظل سے نجات پاچکے ہیں تجلی برقی میسر آتی ہے جو مرتبہ اصل سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ساعت کے لئے سالک کو (برق کی طرح) آفاق وانفس سے رہائی دلاتی ہے اور وہ حضرات (نقشبندیہ) جو دائرہ آفاق وانفس سے گذر کر ظل سے اصل تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں یہ تجلی برقی ان کے لئے دائمی ہوجاتی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ونزد حضرت ایشان ماقدسنا اللّٰہ سبحانہ بسرہ یافت مطلوب بیرون آفاق و انفس است اوتعالیٰ راچنانچہ در مرایائے آفاق گنجائش نیست درمرأت انفس نیز گنجائے نہ"۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۴۷)

ترجمہ: ہمارے حضرت ایشاں (امام ربانی قدس سرہ) کے نزدیک مطلوب کی یافت آفاق وانفس سے باہر ہے ذات حق تعالیٰ کیلئے جس طرح آفاق کے آئینوں میں گنجائش نہیں اسی طرح انفس کے آئینوں میں بھی گنجائش نہیں ہے۔

www.maktabah.org

که بعد از زمان اصحاب رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین،

جو صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے زمانہ کے بعد کم ہی کوئی اس

کم کسے بایں دولت مستسعد گشتہ است

دولت سے سعادت اندوز ہوا ہے۔

بے چون و بے چگون

بے چون کا معنی "بے مِثل" اور بے چگون کا معنی بے کیف ہے درحقیقت بے چون اور بے چگون اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ میں سے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اس کے متعلق رقم طراز ہیں:

حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بالکل یگانہ ہے اس کی ذات وصفات مخلوقات کی ذات وصفات سے قطعاً مختلف ہیں اور کسی طرح بھی ان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ لہٰذا حق سبحانہ (مثل) یعنی مماثل موافق سے بھی منزا ہے اور (ند) یعنی مماثل مخالف سے بھی (معارف لدنیہ معرفت ۱۲) (مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو البینات شرح مکتوبات مکتوب ۷ے جلد دوم)

اہلسنت کا مؤقف

چونکہ اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے کیف ہے اس لئے وہ مماثلت اور کیفیت کے آئینوں سے وراء ہے اس لئے وہ نہ عالم (کائنات) میں داخل ہے اور نہ عالم سے خارج ہے یعنی اشیائے کائنات کی صورتوں اور شکلوں کے اندر اور باہر ہونے سے پاک ہے اور یہی اہلسنت وجماعت کا موقف ہے۔

www.maktabah.org

ہر چند این سخن امروز مستبعد می نماید ومقبول اکثرے

گو یہ بات آج مستبعد معلوم ہوتی ہے اور اکثر لوگ اسے قبول نہیں کرتے۔

نمی گردد۔ اما اظہار نعمت عظمیٰ می نماید۔

لیکن (یہ درویش اس) نعمت عظمیٰ کا اظہار کر دیتا ہے

بعض صوفیا کے سکر یہ اقوال

بعض صوفیا نے جو اس کے برعکس قول کیا ہے اسے غلبہء حال اور سکرِ وقت پر محمول کرنا چاہیئے جیسا کہ حضرت پیر بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کافی ہے۔

جے میں تینوں اندر آکھاں فیر مقید جاناں
جے میں تینوں باہر آکھاں میرے اندر کون سماناں
میں وی توں تے توں وی توں بلھا کون نماناں

مصرع ثانی میں حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آفاق میں نہیں انفس میں ہے مصرع ثالث ''میں وی توں'' میں اپنا اثبات بھی کر دیا اور ''توں وی توں'' میں اپنی نفی بھی کر دی حالانکہ انہیں ''میں وی توں'' کی بجائے میں نہیں توں'' کہنا چاہئے تھا۔

تا کہ لاالٰہ کے مطابق عقیدۂ توحید بالکل واضح ہو جاتا لیکن چونکہ یہ انکا عقیدہ نہیں بلکہ غلبہء سکر کی وجہ سے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے اسلئے السکاریٰ کَالمجانین کے مصداق انہیں معذور سمجھنا چاہئے۔

حضرت امام ربانی کا مؤقف

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے عقیدہ توحید کو مزید کھول کر بیان فرمایا کہ

www.maktabah.org

کوتہ اندیشاں قبول کنند یا نہ ۔ وایں نسبت باین

کوتاہ اندیش خواہ اسے قبول کریں یا نہ کریں یہ نسبت ان شاءاللہ تعالیٰ آخر زمانے میں

خصوصیت فردا درحضرت مہدی ظہور خواہد یافت ۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام میں ظاہر ہوگی ۔ سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی

انشاء اللہ تعالیٰ والسلام علیٰ من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفےٰ

پیروی کی اور اتباع مصطفےٰ (ﷺ) کو لازم جانا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہوں

صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماته علیه وعلیٰ (اطهار) آله و اصحابه اجمعین

آپ (ﷺ) پر اور آپ کی آل (اطہار) پر اور تمام اصحاب پر۔

حق تعالیٰ اشیائے کائنات کے ساتھ اشتراک واشتباہ، صیرورت واتحاد اور انفصال و اتصال سے وراء ہے۔ تَعالی اللّٰہ عن ذالک علوا کبیراً والحمدللّٰہ کثیراً

مسئلہ رؤیتِ باری تعالیٰ

چونکہ حق تعالیٰ کائنات کے اندر اور باہر ہونے سے پاک ہے اس لئے وہ مشاہدے اور رؤیت میں اشیائے کائنات کا محتاج نہیں۔ رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ علم کلام کے معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے اس مسئلہ میں علمائے متکلمین اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف ہے معتزلہ رؤیت باری تعالیٰ کے انکار وامتناع کے قائل ہیں جبکہ متکلمین اہلِ سنت رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

شیخ الاسلام دوسی کا رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق مؤقف

شیخ الاسلام حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمانی محمد الدوسی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بدءالامالی

www.maktabah.org

میں رقمطراز ہیں:

یراہ المومنون بغیر کیف
و ادراک و ضرب من مثال
فینسون النعیم اذا رأوہ
فیاخسران اهل الا عتزال

ترجمہ: یعنی اہل ایمان بلا کیف وادراک اور بغیر کسی مثال کے اس (حق تعالیٰ سبحانہ) کا دیدار کرینگے۔ جب اس کا دیدار کرینگے تو سب نعمتوں کو بھول جائیں گے ہائے افسوس! معتزلہ کے خسارہ پر۔ بقول شاعر

؎ مومن خدا کو دیکھیں گے جنت میں خوش خصال
بے کیف وبے جہت بے شبہ وبے مثال

حضرت امام ربانی کا منکرین رؤیت کے متعلق اظہارِ تعجب

تعجب ہے کہ وہ لوگ جو رؤیت (باری تعالیٰ) کی دولت پر ایمان بھی نہیں رکھتے وہ کس طرح اس سعادت کے حصول سے بہرہ ور ہوں گے کیونکہ انکار کرنے والوں کے نصیب میں تو محرومی ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ بہشت میں ہوں اور دیدار نہ ہو۔

کیونکہ شرع سے جو کچھ بظاہر مفہوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ تمام اہل بہشت کو دیدار کی دولت حاصل ہوگی اور یہ کہیں نہیں آیا کہ بعض اہل بہشت کو دیدار ہوگا اور بعض کو نہ ہوگا...... جاننا چاہئے کہ بہشت اور ماسوائے بہشت سب حق تعالیٰ کے نزدیک برابر ہیں۔ کیونکہ سب اسی کی مخلوق ہیں اور وہ سبحانہ کسی چیز میں بھی حلول و تمکن کئے ہوئے نہیں لیکن بعض مخلوقات کو حق تعالیٰ کے انوار کے ظہور کی قابلیت ہے اور بعض کو نہیں جسطرح کہ آئینہ صورتوں کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہے اور پتھر و مٹی یہ

www.maktabah.org

قابلیت نہیں رکھتے۔ پس اس بارگاہ جل شانہ کی طرف سے مساوات کی نسبت کے باوجود فرق اسی طرف سے ہے۔

این قائدہ یاد دار آنچہ کہ خداست
نے جزو نہ کل، نہ ظرف نہ مظروف است

ترجمہ

یاد رکھو جس جا وہ خداوند بریں ہے
ظرف مظروف و جز و کل نہیں ہے

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۷)

علمائے اہل سنت کا رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق مؤقف

اس عقیدہ کو ایک مقام پر یوں تحریر کیا گیا ہے "مومناں خواہند دید حق تعالیٰ را در جنت بچشم سر بلا تشبیہ و بلا کیف و کمیت" یعنی مومنوں کو جنت میں سر کی آنکھوں سے حق تعالیٰ کا دیدار بلا تشبیہ اور بلا کیف و کمیت ہوگا۔ (نظام العقائد ص ۳۳)

عقائد نسفی میں ہے۔ فَيُرىٰ لَا فِیْ مَكَانٍ وَلَا عَلٰى جِهَةٍ مِنْ مُقَابَلَةٍ اَوْ اِتِّصَالِ شُعَاعٍ اَوْ ثُبُوْتِ مُسَافَةٍ بَيْنَ الْمَرْئِیْ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

یعنی حق تعالیٰ کی رؤیت ہوگی مگر مکان، جہت مقابلہ، اتصال شعاع اور رائی اور مرئی (اللہ تعالیٰ) کے درمیان ثبوتِ مسافت کے بغیر

اس مسئلہ کی ایک مقام پر مزید یوں وضاحت فرمائی گئی ہے۔

نخواہد شد میان حق تعالی وخلق مسافت یعنی نہ درغایت از قرب ونہ در نہایت از بُعد ونہ بوصف اتصال ونہ بنعت انفصال ونہ بحلول ش درآمدن در چیزے واتحاد ش یک شدن م یعنی رویت کے وقت حق تعالیٰ اور خلق کے درمیان فاصلہ نہ ہوگا نہ غایت

www.maktabah.org

درجہ قرب کی صورت میں اور نہ نہایت بُعد کی صورت میں، نہ اتصال کی صورت میں اور نہ انفصال کی صورت میں اور نہ ہی حلول کی صورت میں (یعنی کسی چیز میں داخل ہو جانا) اور نہ اتحاد کی صورت میں (ایک ہو جانا)۔ (نظام العقائد ص ۴۴)

آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ

آخرت میں مؤمنوں کے لئے خدائے عزّ وجلّ کا دیدار ہونا حق ہے یہ وہ مسئلہ ہے کہ سوائے اہل سنت و جماعت کے اسلامی فرقوں اور حکمائے فلاسفہ میں سے کوئی شخص بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ان کے انکار کی وجہ، غائب کو حاضر پر قیاس کر لینا ہے، جو بہر حال فاسد و غلط ہے۔ نظر آنے والی ہستی جبکہ بے چون اور بے چگون ہوگی، جو رؤیت (دیدار) اس سے متعلق ہوگی وہ بھی بے چون ہی ہوگی۔ اس پر ایمان لانا چاہئے مگر اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہونا چاہئے (کہ وہ کس طرح اور کیونکر ہوگی) قدرت نے اس راز کو آج بھی خواص اولیاء پر ظاہر فرمایا ہوا ہے۔ (جو کچھ انہیں مشاہدہ ہوتا ہے، وہ) اگر چہ رؤیت (دیدار حق) نہیں ہے۔ لیکن وہ بے رؤیت بھی نہیں ہے۔ (یہ کیفیت ہوتی ہے کہ) گویا کہ تم ذات حق تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ کل قیامت کے دن) تمام مؤمن حق سُبحانہ وتعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے ہی دیکھیں گے۔ لیکن ادراک نہیں کر سکیں گے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (الانعام ۱۰۳) (نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکیں گی) وہ صرف دو چیزیں معلوم کر سکیں گے ایک تو اس بات کا یقینی علم کہ وہ دیکھ رہے ہیں اور دوسرے وہ لذت جو رؤیت پر مرتب ہوتی ہے ان دو چیزوں کے علاوہ باقی جس قدر رؤیت کے لوازم ہیں، وہ سب کے سب مفقود ہوں گے۔

حضرت امام تورپشتی کا دنیا میں رؤیت کے متعلق مؤقف

آیا حق تعالیٰ کا دیدار عالم دنیا میں کسی کو ہوا یا نہیں اس کے متعلق شیخ الاسلام

www.maktabah.org

شہاب الدین حضرت ابوعبداللہ فضل اللہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

رؤیت در دنیا خلاف نیست میان علمائے اسلام که رؤیت در دنیا نخواهد بودن......الخ (المعتمد فی المعتقد ص ۴۳ مطبوعہ استنبول ترکی)

یعنی رؤیت باری تعالیٰ کے مسئلہ پر علمائے اسلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ دنیا میں حق تعالیٰ کی رویت نہیں ہوتی اس پر انہوں نے دو احادیث مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے۔

حدیثِ اوّل

حدیث دجال میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت، دجال لوگوں سے کہے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں حالانکہ کوئی شخص بھی دنیا کی زندگی میں خدا کو نہیں دیکھ سکتا البتہ موت کے بعد اس کا دیدار ہوگا جیسا کہ وَاِنَّهٗ لَنْ يَّرٰى اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ سے ظاہر ہے۔

حدیث دوم

دوسری حدیث میں ہے جسے اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول خدا ﷺ سے روایت کرتی ہیں وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات سے پہلے موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔

حضرت موسیٰ اور رؤیت باری تعالیٰ

یاد رہے کہ ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ کہہ کر رویت کا مطالبہ کرنا اس لئے ہو کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو اللہ تعالیٰ کے کلام کی لذت وحلاوت میں اس قدر محو اور مستغرق ہو گئے ہوں کہ جس کے کلام میں اس قدر

www.maktabah.org

لذت وچاشنی ہے اس کے دیدار کا کیا عالم ہوگا فلہٰذا انہوں نے رب تعالیٰ سے دیدار کا مطالبہ کر دیا اور پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور تُبْتُ اِلَیْکَ کہہ کر توبہ ورجوع کیا۔ انکا اپنے مطالبہ سے توبہ فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں موت سے قبل نہیں ہوسکتا۔

اس کی تائید حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء میں تحریر فرمایا ہے اردو ترجمہ ملاحظہ ہو

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول تُبْتُ اِلَیْکَ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے اس سوال سے جو میرے لئے مقدر نہیں فرمایا گیا تھا تیری جانب رجوع کیا۔

حضرت ابو بکر ہزلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد باری تعالیٰ لَنْ تَرَانِیْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ دنیا میں کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ وہ میری جانب دیکھ سکے اور جو میری طرف دیکھے گا وہ مرجائے گا۔

میں نے دیکھا ہے کہ بعض سلف صالحین اور علماء متاخرین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ دنیا میں اس لئے ممتنع ہے کہ اہل دنیا کی ترکیب اور قوائے جسمانی ضعیف ہیں آفات اور فنا سے اس کے عوارض تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں اس لئے ان کے اندر رؤیت کی طاقت ہی نہیں ہے جب آخرت میں انہیں دوسری ترکیب سے مرکب فرمایا جائے گا قوتِ ثابتہ باقیہ مرحمت فرمائی جائے گی آنکھوں اور دلوں کو پورا نور عطا فرمایا جائے گا تو اس وقت رؤیت باری تعالیٰ کی قوت سے مشرف ہو جائیں گے۔

اسی سے ملتا جلتا مفہوم میں نے حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے دیکھا ہے انہوں نے فرمایا ہے۔

www.maktabah.org

کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اس لئے نہیں دیکھا جا سکتا کہ وہ باقی ہے اور باقی کو فانی چیز نہیں دیکھ سکتی جب آخرت میں باقی رہنے والی آنکھیں مرحمت فرمادی جائیں گی تو ان باقی آنکھوں سے اس ذات باقی کو دیکھا جائے گا۔ (کتاب الشفاء مترجم جلد اول ص ۳۰۱)

حضرت امام ربانی کا دنیا میں رؤیت کے متعلق مؤقف

حضرت امام ربانی قدس سرہ اس مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

دنیا میں رویت (باری تعالیٰ) واقع نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ دنیا اس دولت کے ظہور کی قابلیت نہیں رکھتی اور جو کوئی اس دنیا میں رؤیت کے واقع ہونے کا قائل ہو وہ جھوٹا اور مفتری ہے اس نے حق تعالیٰ کے غیر کو حق جانا ہے اگر اس دنیا میں یہ دولت میسر ہو سکتی تو حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوات والتسلیمات دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار تھے اور ہمارے حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام جو اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں تو اس کا وقوع بھی اس دنیا میں نہیں ہوا بلکہ بہشت میں تشریف لے گئے تو وہاں رؤیت سے مشرف ہوئے جو کہ عالم آخرت سے ہے۔

لہٰذا دنیا میں رویت نہیں ہوئی بلکہ جب دنیا میں دنیا سے نکل کر آخرت کے ساتھ ملحق ہو گئے تو (حق تعالیٰ کے) دیدار سے مشرف ہوئے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۷)

اقسام رؤیت

علمائے متکلمین اہلسنت نے آخرت میں رؤیت خداوندی کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

۱......رؤیت عامہ ۲......رؤیت خاصہ

www.maktabah.org

رؤیت عامہ

یہ ہے کہ روز قیامت محشر میں سب کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا گو اس کی کیفیات مختلف ہونگی چنانچہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْحَشْرِ سَوْفَ تَجَلّٰى لِلْكَافِرِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ الْعُصَاةِ بِصِفَةِ الْجَلَالِ وَالْقَهْرِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ بِصِفَةِ اللُّطْفِ وَالْجَلَالِ

یعنی قیامت کے روز محشر میں اللہ تعالیٰ کفار اور گناہگار مسلمانوں کے لئے جلال اور قہر والی صفت کے ساتھ اور نیکوکار مؤمنوں کیلئے لطف وجلال کی صفت کے ساتھ تجلی فرمائے گا۔ (الاسلام والایمان ص ۲۰)

اس مفہوم کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

ورنہ در وقت حساب و داد گاہ
ہر کسے بینند چہ مومن چہ تباہ
مومنش بینند باوصاف کمال
کافرش بینند باوصاف جلال

رؤیت خاصہ

مؤمنوں کیلئے یہ ہے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامہ ۲۲)

جبکہ کفار اس دیدار خاص سے محروم رہیں گے جیسا کہ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (المطففین ۱۵) سے عیاں ہے۔

یونہی جب اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر شرف ملاقات سے مشرف ہونگے اور عشاق لذتِ دیدار سے لطف اندوز ہو رہے ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف

www.maktabah.org

سے تحیت کے ہدیے اور سلام کے تحفے پیش کیئے جائیں گے جیسا کہ آیت کریمہ ہے

تَحِیَّتُھُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ (الاحزاب ۴۴)

حسن می گفت کہ شامے نہ پذیرد سحرم
عشق می گفت تب و تاب دوامے دارم

اہل جنت کے لئے بہشت میں سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی ہے اس لئے جب وہ دیدارِ خدا سے بہرہ ور ہونگے تو جنت کی سب نعمتوں کو بھول جائیں گے کسی عاشق نے کیا خوب کہا

ہر کس بہ بہشت آرزوئے دارد
عاشق بجز ازیں دیدار نہ دارد

یعنی جنت میں ہر شخص کی کوئی نہ کوئی آرزو ہوگی مگر عاشق کی آرزو سوائے دیدار کے اور کچھ نہ ہوگی۔

معراج اور رؤیت باری تعالیٰ

حضور اکرم ﷺ کو شب معراج حق تعالیٰ کا دیدار ہوا یا نہیں ہوا اس کے متعلق طبقہء اولیٰ میں ہی اختلاف پیدا ہو گیا تھا اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے بچشم سر حق تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مؤقف ہے کہ آپ شرف دیدار سے مشرف ہوئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رَأی رَبِّی عَزَّوَجَلَّ بِقَلۡبِهٖ وَلَمۡ یَرَهُ بِعَیۡنِهٖ یعنی آپ ﷺ کو رؤیت قلبی نصیب ہوئی ہے رویت عینی میسر نہیں ہوئی۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

www.maktabah.org

رَأَیْتُ رَبِّیْ بِقَلْبِیْ وَمَارَأَیْتُ بِعَیْنِیْ یعنی میں نے اپنے رب کو قلب سے دیکھا ہے آنکھ سے نہیں دیکھا۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رَاٰی مُحَمَّدٌرَبَّہٗ بِعَیْنِہٖ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر دیکھا ہے حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ قَسَّمَ رُؤْیَتَہٗ وَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَکَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَیْنِ (نور الابصار بر حاشیہ عقائد تورپشتی ص ۴۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا ہے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ شرف ہمکلامی حاصل کیا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی رؤیت سے دو مرتبہ مشرف ہوئے۔

خواجہ محمد پارسا اور رؤیت باری تعالیٰ

عمدۃ الابدال قدوۃ الاقطاب حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہٗ العزیز اپنی تصنیف لطیف ''تحقیقات'' میں رقمطراز ہیں کہ عامۃ المسلمین جس قدر آخرت میں حق تعالیٰ کا دیدار کرینگے اولیائے کرام یہاں (دنیا میں) اسی قدر شرف دیدار سے مشرف ہیں اولیائے کرام آخرت میں جس قدر دیدار کرینگے انبیائے عظام (علیہم السلام) اس دنیا میں یہاں اسی قدر شرف رؤیت سے بہرہ ور ہیں انبیائے عظام آخرت میں جس قدر روز قیامت رؤیت باری تعالیٰ سے لطف اندوز ہونگے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اتنا ہی اس دنیا میں دیدار خدا سے بہرہ یاب ہیں۔ فلہٰذا انبیائے گذشتہ اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم رؤیت اخروی میں برابر نہیں ہونگے لَایُشَارِکُ فِیْہِ غَیْرُہٗ ان کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں۔

www.maktabah.org

جسے جتنی حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی اس کے موافق دیدار میسر ہوگا۔

(عقائد تورپشتی ص ۳۵،۳۶)

یاد رہے کہ دنیا میں چشم قلب کے ساتھ حق تعالیٰ کی رؤیت اور عدم رؤیت کے متعلق صوفیائے کرام کے دو مؤقف ہیں۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ اپنی تصنیف لطیف عوارف المعارف میں چشم قلب کے ساتھ رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

مَوْضعُ الْمُشَاهَدَةِ بَصَرُا لْقَلْب یعنی محلِ مشاہدہ قلب کی آنکھ ہے۔ جبکہ امام الاصفیاء حضرت شیخ ابواسحاق کلابادی قدس سرہ اپنی تصنیف منیف ''التعرف'' میں عدم رؤیت کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

وَاجْمَعُوا عَلٰی اَنَّهٗ تَعَالٰی لَایُریٰ فِی الدُّنْیَا بِالْاَبْصَارِ وَلَا بِالْقُلُوْبِ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الْاِیْقَانِ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ حق تعالیٰ کو دنیا میں نہ آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی قلوب سے سوائے جہتِ ایقان کے۔

حضرتِ امام ربانی قدس سرہ العزیز کے نزدیک راجح قول صاحب تعرف کا ہی ہے چنانچہ آپ اس کے متعلق رقمطراز ہیں:

اس فقیر کے نزدیک صاحب تعرف کا قول مختار و پسندیدہ ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ قلوب کو اس دنیا میں اس حضرت جل سلطانہ کی رؤیت کیلئے سوائے یقین کے اور کچھ نصیب نہیں ہے جس کو آپ رؤیت کہہ لیں یا مشاہدہ اور جب قلب کو (اس دنیا میں) رؤیت حاصل نہیں ہوئی تو آنکھوں کو کیا حاصل ہوگی کیونکہ وہ (آنکھیں) اس دنیا میں اس معاملہ (مشاہدۂ حق) میں بیکار و معطل ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۹۰)

www.maktabah.org

کیفیاتِ رؤیت

حضرت ابن عربی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی رؤیت داخلِ عالم بھی ممکن ہے اور خارجِ عالم بھی ممکن ہے کیونکہ کائنات خوذات (حق تعالیٰ) ہے یعنی کائنات کی ان شکلوں اور صورتوں میں وہ (اللہ تعالیٰ) خود متجلی ہے اس لئے شبِ معراج جو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہوا وہ دیدار کسی صورت میں ہی ہوا تھا بروز قیامت حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا وہ بھی کسی صورت میں ہی ہوگا کیونکہ بے صورتی میں دیدار ممکن ہی نہیں خدا جانے وہ صورت کیسی ہوگی چونکہ یقینی علم نہیں کہ وہ کس صورت میں جلوہ گر ہوغالباً اسی لئے زری زر بخت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی "اے اللہ! اگر تو نے کسی صورت میں ہی دیدار کرانا ہے تو پھر (حضرت) بابا فرید (رحمۃ اللہ علیہ) ہی کی صورت میں آ جانا" ایسے ہی ایک رویت ہم نے کسی وحدۃ الوجودی بزرگ سے سنی تھی کہ کسی مقام پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی نے بھی یہ دعا کی تھی "اے خدایا! اگر تو نے روز قیامت صورت میں ہی جلوہ گر ہونا ہے تو پھر حضرت باقی باللہ (قدس سرہ) کی صورت میں آ جانا"۔

گنج مغل پورہ لاہور میں ایک بزرگ رہتے تھے جن کا اسم گرامی حضرت شیخ ابوالحقائق سید امانت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا جو رومی عصر کے لقب سے مشہور اور بہت بڑے وحدۃ الوجودی صوفی تھے ہم نے ان کی مجالس میں کافی وقت گذارا ہے آج تک ہم نے ان جیسا وحدۃ الوجود کے رنگ میں رنگا ہوا اور محقق صوفی نہیں دیکھا وہ فرمایا کرتے تھے کہ "تم وحدۃ الشہودی حضرات کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ صورتوں اور شکلوں سے وراء ہے پتہ تو چلے گا قیامت کے دن جب وہ کسی صورت میں دیدار کرائے گا تو تم بے صورتی تلاش کرتے رہنا ہم صورت میں اس کا دیدار کرلیں گے۔ تو جب وہ آئے گا ہی صورت میں تو جو حضرات بے صورتی کے طالب ہیں انہیں تو رؤیت ہوگی ہی نہیں

www.maktabah.org

اور اسکی صورت کے قائلین کو زیارت ہو جائے گی'' اس وقت ہم بھی ذہنی طور پر بڑے پریشان رہتے تھے کہ انہوں نے بڑی زبردست گرفت کی ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی تحقیقات کو پڑھا اور سمجھا تو عقدہ حل ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کی تحقیق تک پہنچنا صوفیاء کے لئے بھی مشکل ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی منزہ، بے عیب اور بے کیف ذات کو صورتوں اور کیفیتوں میں کھینچ کرلانے کے بجائے یوں کیوں نہیں کہتے کہ بندوں کی بشری کدورتیں اتار کر ان کے جسموں کو نور بنا کر دیدار کرایا جائے گا لیکن دیدار پھر بھی بے کیف ہی ہوگا تو خدا تعالیٰ پر تغیر و تبدل کے احکام جاری کرنے کی بجائے بندوں پر ہی تغیر و تبدل کے احکام لاگو کرنے چاہئیں جو پہلے ہی تغیر پذیر ہیں تو متغیر شکلوں اور صورتوں میں خدا تعالیٰ سبحانہ کا دیدار کیونکر ہو سکتا ہے۔

اب اس مقام پر صوفیائے مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ شب معراج حضور اکرم ﷺ کو سر کی آنکھوں سے خدا کا دیدار نہیں ہوا تھا کیونکہ سر کی آنکھوں سے دیدار کیف والا ہوتا ہے اور جہت میں ہوتا ہے بلکہ حضور انور ﷺ کا جسم اقدس اصلی ہیئت میں نہیں رہا تھا بلکہ سراپا نورانی آنکھ بن گیا تھا۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دیدار کیا۔

خدا جانے اس کی کیفیت کیا تھی۔ ایسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ روز قیامت کچھ دیر کے لئے ہمیں عالم حدوث سے کھینچ کر عالمِ وجوب کے قریب لے جا کر ایسی قوتِ بصارت عطا کر دی جائے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کا بے کیف دیدار کریں اور پھر دوبارہ صورت انسانی میں واپس لوٹا دیا جائے اس لئے کیفیتوں، جہتوں، شکلوں اور صورتوں میں خدا تعالیٰ کے دیدار کا قول دُرست نہیں۔

حضرت امام ربانی کے قول کی توضیح

یاد رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا یہ قول کہ مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ

www.maktabah.org

قدس سرہٗ کی شکل میں دیدار کرایا جائے اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کا یہ قول ہے ہی نہیں اگر یہ قول ثابت ہو بھی جائے تو یہ آپ کا سکری کلام ہے جس کا تعلق وحدت الوجود کے ابتدائی مرتبہ سے ہے اس لئے اس کو منسوخ سمجھنا چاہئے اس کا ناسخ زیر نظر منہا اور دیگر ارشادات ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ وحدت الوجود توحید کا تنگ کوچہ ہے شاہراہ کوئی اور ہے۔

ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے: رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قابل تاویل ہے حقیقی معنیٰ نہیں لیا جائے گا بلکہ مرادی معنیٰ لیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کو بڑے اعلیٰ طریقہ سے مشاہدہ کیا ہے۔

حدیث رؤیت کی مختلف جہات

ایسے ہی حدیث مبارک ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا "کیا آپ نے خدا کا دیدار کیا ہے" تو آپ نے ارشاد فرمایا: هُوَ نُوْرٌ انی اراه یہ حدیث تین طرح سے محدثین کرام نے پڑھی ہے۔

۱...... هُوَ نُوْرٌ اِنِّیْ اَرَاهُ یعنی وہ نور ہے میں نے دیکھا ہے اسے

۲...... هُوَ نُوْرَانِیٌّ اَرَاهُ یعنی وہ نورانی ہے میں نے اسے دیکھا ہے۔

۳...... هُوَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ یعنی وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

تو دو معنی ثابت ہو گئے ایک رؤیت کا اور ایک عدم رؤیت کا۔

اگر رؤیت ثابت ہے تو وہ رؤیت قلبی ہے رؤیت عینی نہیں یا پھر یہ حدیث مؤول ہے جیسا کہ بعض صوفیائے کرام نے اس کی تاویل بیان فرمائی کہ شب معراج حضور اکرم ﷺ نے کَالْعَیْن ہو کر خدا کا دیدار کیا ہے کیونکہ خدا ایک جہت میں ہو تو سر کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے اور جب وہ بے جہت ہے تو دیکھنے والا بھی بے جہت ہونا چاہئے۔

www.maktabah.org

رؤیت قلبی

یونہی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے لَا اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَاہُ یعنی میں اس رب کی عبادت نہیں کرتا جسے میں نے نہیں دیکھا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق قول مشہور ہے کہ انہوں ننانوے مرتبہ خدا کو دیکھا۔

ان سب اقوال سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے انوار وتجلیات کے ظلال کا مشاہدہ ہے جسے رؤیت قلبی کہا جاتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رؤیت عقل وادراک کے احاطہ سے باہر ہے بلکہ باہر سے بھی باہر ہے اسے نہ اندر کہہ سکتے ہیں نہ باہر کہہ سکتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مجہول النعت ہے جس کی تعریف کرنے کا ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس طرح کریں خود حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ لِنَفْسِکَ یعنی اے خدایا میں تیری تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو اپنی تعریف کر سکتا ہے حضور اکرم ﷺ خود اعتراف عجز فرمارہے ہیں ماوشما کس شمار میں۔

بعض جاہل شعراء بے جا مبالغہ آرائی اور لاف زنی سے کام لیتے ہیں جو عامۃ المسلمین کے لئے گمراہی اور بے دینی کا باعث ہوتے ہیں ان کے گمراہ کن نظریات اور کلام سے احتراز کرنا چاہئے۔

بعض صوفیاء کے اقوال سکریہ

ایسے ہی بعض صوفیاء نے حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کو حق تعالیٰ کے مرتبوں میں سے وجوب کا مرتبہ قرار دے دیا حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ان صوفیائے کرام کو کشف میں غلطی ہوگئی حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا

www.maktabah.org

الصلوات وجوب کا مرتبہ نہیں بلکہ مخلوق کا پہلا مرتبہ ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ یہ ان صوفیائے کرام کا بیان عقیدہ نہیں بلکہ بیان حال ہے جو غلبۂ سکر کی بنا پر انکی زبان سے نکل گیا اس لئے ہم احتراماً ان کے اس قسم کے اقوال کی تاویل کریں گے انہیں برا نہیں کہیں گے لیکن خود اس قسم کے اقوال پر عمل بھی نہیں کرینگے۔

حضرت امام ربانی کا رؤیت کے متعلق موقف

چونکہ رؤیت اخروی بے کیف ہے اس لئے فہم اور وہم سے وراء ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے منہا ۲۰ میں رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو شہود کے احاطہ میں آجائے۔ جو دیکھا جا سکے جو معلوم ہو جائے اور وہم وخیال میں سما جائے کیونکہ مشہود مرئی، معلوم، موہوم اور متخیل، مشاہدہ کرنے والے، دیکھنے والے، عالم، وہم کرنے والے اور خیال کرنے والے کی مانند مصنوع اور مخلوق ہے۔

ع آن لقمہ کہ در دہاں نگنجد طلبم

ترجمہ: میں اس لقمے کا طالب ہوں جو منہ میں نہیں سما سکتا۔

سیر وسلوک کا مقصد ہی حجابات کو چاک کرنا ہے خواہ وہ پردے وجوبی ہوں یا امکانی تاکہ وصل عریانی میسر آئے یہ نہیں کہ مطلوب کو اپنی قید میں لائیں اور اپنا شکار بنالیں۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

اٹھالے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے
لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے

رؤیت کالرؤیت

www.maktabah.org

اگرچہ حق تعالیٰ کے دیدار پر رؤیت کا اطلاق آتا ہے مگر وہ حقیقی رؤیت نہیں بلکہ کالرؤیت ہے یعنی رؤیت کی مانند کوئی بے کیف حقیقت ہوگی جسے نہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی لفظوں میں بیان کیا جاسکتا اس مسئلہ کی حقیقت کم ہی کسی کو سمجھ آئی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد وارث کمالات محمدیہ، حامل نسبت صدیقیہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہی اس حقیقت کو سمجھیں گے۔

رؤیت باری تعالیٰ کا راز اخص الخواص پر منکشف ہوا ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ رؤیت باری تعالیٰ کا راز اخص الخواص پر منکشف ہوا ہے اور اس دولت قصویٰ اور سعادت عظمیٰ سے کم لوگ ہی بہرہ اندوز ہوئے ہیں گو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے اس سعادت کے حصول کا دعویٰ نہیں فرمایا مگر ہم کہتے ہیں کہ کسی نادر و نایاب چیز کے متعلق وہی کلام کرسکتا ہے جسے اس سے حظ وافر نصیب ہوا ہو اور یہ بھی دکھایا، سمجھایا اور بتلایا ہے کہ کم ہی لوگ اس دولت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ نیز یہ مسئلہ (رؤیت باری تعالیٰ کا) علمی و تحقیقی طور پر ہی معلوم نہیں ہوا بلکہ بذریعہ کشف اس کی حقیقت آشکارا کی گئی ہے مزید برآں اس امر پر بھی آگاہی بخشی گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد قرب قیامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پر یہ دولت عظمیٰ کھل کر آشکار ہوگی اس لئے ان حقائق کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اس نعمت سے ضرور سرفراز ہوئے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

٥...... یہ ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے افراط و تفریط سے پاک مبنی برانصاف عقائد و نظریات جو کتاب و سنت کی روشنی میں علمائے اہل سنت و جماعت کی آراء کے عین موافق ہیں جن سے دل اور دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۱۰

چوں طالبے پیش شیخے بیاید ، باید کہ شیخ اورا اول

جب کوئی طالب کسی شیخ کی خدمت میں حاضر[1] ہو تو شیخ کو چاہئے کہ پہلے اسے

استخارہ فرماید - ازسہ استخارہ تاہفت استخارہ تکرار نماید

استخارہ[2] کا حکم فرمائے تین سے لے کر سات مرتبہ استخارہ کی تکرار کروائے۔

[1] جب کوئی طریقت کا طالب یا اللہ تعالیٰ کا طالب کسی شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہء بیعت میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کرے تو شیخ کو چاہے کہ سب سے پہلے اسے استخارہ کرنے کا حکم ارشاد فرمائے۔

[2] استخارہ کی شرعی حیثیت

استخارہ کا لغوی معنیٰ "طلب خیر" ہے یعنی کسی کام کی اچھائی یا برائی کے متعلق اللہ تعالیٰ سے مشورہ طلب کرنا استخارہ کہلاتا ہے۔

حدیث پاک میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے۔

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اِسْتِخَارَةُ اِلَى اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اِسْتِخَارَةَ اللّٰه (مستدرک للحاکم)

یعنی ابن آدم کی سعادت اس میں ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے استخارہ (طلب خیر) کرتا ہے اور اس کی بدبختی یہ ہے کہ استخارہ ترک کردے۔

www.maktabah.org

استخارہ کا مسنون طریقہ

رات کو سونے سے پہلے یا کسی بھی وقت دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (یا جو کچھ یاد ہو) پڑھے، نفل ادا کرنے کے بعد دلجمعی سے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ (یہاں اس کام کا نام لے جس کیلئے استخارہ کر رہا ہے) خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَ اٰجِلِہٖ فَاقۡدُرۡہُ لِیۡ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡہِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ (یہاں بھی اس کام کا خیال کرے یا نام لے) شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ وَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَ اصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ وَاقۡدِرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ اَرۡضِنِیۡ بِہٖ (صحیح بخاری ۱/۱۵۵)

اس کے بعد پاک بستر پر خالی الذہن ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات مضبوطی کے ساتھ دل میں آئے وہی بہتر ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا مشورہ سمجھے۔ اگر ایک رات یا دن میں کچھ پتہ نہ چلے تو دوسرے دن پھر ایسا کرے اسی طرح سات رات یا دن تک کرتا رہے ان شآء اللّٰہ کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

استخارہ کے بعد نیند کرنا ضروری نہیں۔ نیز خواب میں کسی چیز کا نظر آنا یا کسی آواز کا سننا بھی شرط نہیں اگر ایسا ہو جائے تو مضائقہ بھی نہیں۔

استخارہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے دل کی طرف دھیان کرنا چاہیے اگر دل میں کوئی پختہ ارادہ جم جائے یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے

www.maktabah.org

کی بابت از خود رجحان بدل جائے اسی کو استخارہ کا نتیجہ سمجھنا چاہئے اور طبیعت کے غالب رجحان پر عمل کرنا چاہئے۔

جن برے اعمال وافعال سے شریعت مطہرہ نے روکا ہے ان کے لئے استخارہ کرنا گناہ ہے

بعض بزرگ، لوگوں کو استخارہ کا طریقہ یوں بتاتے ہیں کہ فلاں وظیفہ پڑھ کر سو جانا خواب میں خود بخود پتہ چل جائے گا۔ یا فلاں فلاں سورتیں پڑھنا کوئی غیبی آدمی حقیقت حال سے آگاہ کر جائے گا یہ استخارہ مباح کے درجے تک جائز تو ہوسکتا ہے مگر استخارہ مسنونہ نہیں۔

بعض لوگوں کی قوتِ درّاکہ اس قدر کمزور ہوتی ہے کہ وہ کیفیات وواردات اور مکشوفات کے درمیان امتیاز کرنا تو رہا درکنار وہ کیفیات کو محسوس ہی نہیں کر سکتے بعض لوگ قوت ارادی کی کمزوری کی وجہ سے خود فیصلہ نہیں کر سکتے۔ یہ سب کچھ ان کی غفلت، بے توجہی اور مزاج کی کثافت کی علامت ہے اس قسم کے بے ڈھنگے مزاج اور کثیف طبع افراد کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ استخارہ کی کوئی حقیقت نہیں یہ سب دھوکا ہے ہم نے بڑے وظیفے پڑھے اور استخارے کئے ہیں ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلا معاذ اللہ! دراصل اس قسم کی ثقیل گفتگو بھی ان کے کثیف مزاج اور کور ذوق ہونے کی علامت ہے۔ بقول اقبال مرحوم

ع گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے

اگر رجحانِ طبع کا بھی علم نہ ہو سکے نہ کوئی آواز آئے نہ کوئی خواب آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ استخارہ ہو گیا ہے مطلع کر دیا گیا ہے کہ تمہاری مرضی ہے یہ کام کر لو پھر بھی ٹھیک ہے نہ کرو پھر بھی ٹھیک ہے دونوں طرف خیر ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص شرف بیعت کیلئے حاضر ہو تو اسے استخارہ کا مشورہ کیوں دیا

www.maktabah.org

جاتا ہے؟ حالانکہ لَا اِسْتِخَارَۃَ فِی الْخَیْرِ کے مصداق بیعت بذات خود امر خیر ہے۔

جواب: مشائخ طریقت کا طالبوں کو استخارہ کا حکم یا مشورہ دینے کی چند وجوہات ہوتی ہیں۔

o...... استخارہ سنت ہے اس لئے اسکا مشورہ دیا جاتا ہے تا کہ سنت پر عمل ہو جائے جو باعث برکت ہے۔

o...... مشائخ عظام عجز و انکسار کی بنا پر یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ میں تو اس قابل نہیں مجھ سے کوئی اچھا شیخ تلاش کر لو جو تمہیں واصل بحق کر دے۔

o...... استخارہ کا مشورہ اس لئے بھی مشائخ دے دیتے ہیں تا کہ طالب کو کسی قسم کا پچھتاوا نہ رہے اور بعد میں وہ کف افسوس نہ ملتا رہے تا کہ دوران استخارہ معاملہ بالکل واضح ہو جائے اور اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ میرا فیض انہیں (شیخ) کے پاس ہے۔

o...... لوگوں کے عقیدے کمزور اور ہمتیں ماند پڑ گئی ہیں اس قسم کے لوگ کل بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ ایک دن کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تو دوسرے دن کسی دوسرے شیخ کو جبہ و دستار میں ملبوس دیکھا سفید ریش اور چہرے کی رنگت سفید اور سرخ دیکھی ارد گرد مریدین کا ہجوم دیکھا تو سوچنے لگ گئے کہ میں تو ویسے ہی ان کے پاس پھنس گیا ہوں مجھے تو یہاں بیعت ہونا چاہئے تھا اس لئے مشائخ کرام اس قسم کے متذبذب لوگوں کو استخارہ کا مشورہ دے کر ٹال دیتے ہیں۔

o...... بعض لوگ کبھی کسی شیخ سے کوئی وظیفہ پوچھتے ہیں کبھی کسی دوسرے شیخ سے ورد پوچھتے ہیں اس لئے مشائخ عظام اپنا وقت اور ہمت اس قسم کے لوگوں پر ضائع نہیں کرتے بایں وجہ انکو آزمانے کی خاطر استخارہ کا مشورہ دے دیتے ہیں تا کہ اگر وہ متذبذب مرید ہوا تو آئے گا ہی نہیں۔

o...... بارہا یہ بات تجربے میں آئی کہ جب کسی کو کہا جائے کہ کل آنا ہم تجھے داخلِ

www.maktabah.org

بیعت کرلیں گے تو وہ آتا ہی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یقین لے کر نہیں آیا تھا اس لئے بزرگان دین استخارہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

o...... بارہا سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے کاملین کے مرید ناقص پیروں کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتے ہیں جب اس کی وجہ دریافت کی جائے تو الزام دھر دیتے ہیں کہ ہمیں وہاں کچھ نظر ہی نہیں آیا۔ حالانکہ انہیں کیا علم کہ فیض کس چیز کا نام ہے اور ولایت کسے کہتے ہیں یوں یہ لوگ سلاسل طریقت کو بدنام کرتے اور ان کی توہین کا باعث بنتے ہیں اس قسم کے مرید قابل مذمت ہوتے ہیں اس لئے مشائخ انکو چند دن کی مہلت دیتے ہیں تا کہ اگر بدلنا ہے تو بدل جائے اسی بنا پر انہیں استخارہ کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ (واللہ ورسولہ اعلم بحقیقة الحال)

سوال: موجودہ دور کے مشائخ طالبوں کو استخارہ کا مشورہ نہیں دیتے فوراً بیعت کر لیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟۔

جواب: دور حاضر کے مشائخ کا طالبوں کو استخارہ کا حکم نہ دینے کی متعدد وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں۔

o...... اس کی بنیادی وجہ زمانے کا تغیر اور حالات حاضرہ کی تبدیلی ہے۔

o...... گمراہ اور بے دین لوگ درویشی کا لبادہ اوڑھ کر مسند مشیخیت پر براجمان ہو گئے ہیں اور بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا ہے عوام کالانعام بیچارے حقیقت حال سے بے خبر ہوتے ہیں اس لئے مشائخ کرام طالبوں کو استخارے کا حکم نہیں دیتے بیعت میں لے لیتے ہیں۔

o...... استخارہ کے لئے مہلت دینے میں ممکن ہے کہ طالب زیادہ متذبذب ہو جائے۔

o...... دور حاضر فتنہ وفساد اور الحاد و بدعقیدگی کا دور ہے ممکن ہے طالب کسی بدعقیدہ گندم نما جوفروش پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کے گمراہ کن عقائد کو قبول کر لے اس

www.maktabah.org

لئے متأخرین مشائخ عظام اس کا ایمان بچانے کیلئے اسے فوراً بیعت کر لیتے ہیں تا کہ اس کا عقیدہ وایمان محفوظ ہو جائے اور وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رہے۔

o...... یاد رہے کہ بایں ہمہ پھر بھی استخارہ کرانے کی گنجائش موجود ہوتی ہے کیونکہ شیخ کو ظاہری اطلاعات ومعلومات کے مطابق اطلاع ہوتی ہے یا باطنی طور پر مطلع کر دیا جاتا ہے کہ یہ متذبذب شخص ہے

o...... ظاہری صورت حال سے علم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص جلب منفعت اور دنیوی مقاصد کیلئے بیعت ہونا چاہتا ہے اس کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ شیخ کے با اثر شخصیت ہونے کی وجہ سے مشکل وقت پر سفارش کروالیں گے شیخ کے ذریعے مالی زبوں حالی کا مداوا ہو جایا کرے گا۔ شیخ با عزت شخصیت اور اچھی شہرت کے حامل ہیں ان کے قرب کی وجہ سے عزت ملے گی۔ بے روزگاری کے ایام میں شیخ کے لنگر خانہ سے دو وقت کا کھانا مل جایا کرے گا۔ کارخانہ اور کاروبار کی خیر وبرکت اور حفاظت ووسعت کے لئے دم درود، وظیفے اور تعویذات لے لیں گے۔ یوں ۹۵ فیصد لوگ محض دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے بیعت ہوتے ہیں باقی ۵ فیصد میں سے بمشکل ۲ فیصد لوگ محض طلب خدا کیلئے بیعت ہوتے ہیں ان کے قلوب میں خدا اور رسول ﷺ کی محبت موجزن ہوتی ہے اور وہ اس لئے بیعت کرتے ہیں کہ اس شیخ کے ذریعے ہمیں خدا ورسول ﷺ کا قرب نصیب ہو جائے بس اور کچھ نہیں چاہئے۔

www.maktabah.org

بعداز استخارہا اگر تذبذبے در طالب پیدانہ شد، شروع

اگر استخاروں کے بعد طالب[۳] میں کسی قسم کا تذبذب پیدا نہ ہو اس کی (تربیت)

در کار او نماید۔

کا کام شروع کردے۔

۳ طالبوں کی اقسام

تین فیصد لوگ رسمی مرید ہوتے ہیں جن کے دلوں میں نہ خدا کی طلب ہوتی ہے اور نہ کوئی دنیاوی مفاد پیش نظر ہوتا ہے وہ محض اس لئے بیعت کرتے ہیں۔ کہ اگر کسی نے پوچھا تو ہم جواباً کہیں گے کہ ہم بھی فلاں سلسلہ میں بیعت ہیں اس قسم کے لوگ محض بزرگوں کا طریقہ سمجھ کر بیعت ہوتے ہیں غالباً یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بیعت کے بعد نہ تقویٰ اختیار کرتے ہیں نہ محنتیں اور مجاہدے کرتے ہیں اور نہ ہی عملی طور پر اس کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

گفتگو کا لب لباب یہ ہے کہ مریدین کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ خرافاتی مرید ۲۔ رسمی مرید ۳۔ حقیقی مرید

ہمارے تجزیے کے مطابق ۹۵ فیصد خرافاتی مرید ہوتے ہیں تین فیصد رسمی مرید ہوتے ہیں اور بمشکل دو فیصد حقیقی مرید ہوتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

خرافاتی اور رسمی مریدوں کو اس لئے داخل بیعت کر کے شامل طریقت کرلیا جاتا ہے کہ ہماری محافل ذکر وفکر، مجالس عرس و دروس اور وعظ میں آتے رہیں۔ ہماری صحبت اختیار کرلیں شاید قسمت یاوری کرے تقدیر بدل جائے اخلاص اور للّٰہیت کا جذبہ پیدا ہو رسم اور اسم سے گذر کر حقیقت تک پہنچ جائیں۔ صدق نیت اور حقیقت تو بہ میسر آجائے تو اللہ و رسول کا قرب نصیب ہو جائے۔ (اللھم ارزقنا ایاھا)

www.maktabah.org

اول اورا بطریق توبہ تعلیم دہد، و دو رکعت نماز توبہ گزاردن

سب سے پہلے اسے توبہ کے طریقہ کی تعلیم دے اور دو رکعت نماز توبہ ادا کرنے

فرماید، کہ بے حصول توبہ دریں راہ قدم زدن سود مند نیست

کا حکم دے کیونکہ اس راہ میں حصول توبہ کے بغیر قدم رکھنا فائدہ بخش نہیں ہے۔

یاد رہے کہ اہل اللہ خرافاتی اور رسمی مریدوں کو اس لئے بھی بیعت کر لیتے ہیں کہ ہمارے انکار کی وجہ سے کہیں انکی دل شکنی نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو کہ میرا بندہ آیا تھا چلو گناہگار اور بدنیت ہی سہی تم نے انکار کیوں کیا اس لئے مشائخ عظام کبھی اس ڈر سے بھی قبول کر لیتے ہیں چلو ہم نے نیکی بتانی ہے بتائے دیتے ہیں۔

توبہ

توبہ کا لغوی معنی ''رجوع کرنا'' ہے۔

شریعت مطہرہ میں مذموم کاموں سے لوٹ کر محمود کاموں کی طرف آجانے کا نام توبہ ہے۔

طالبان طریقت کے لئے جس طرح پہلا درجہ طہارت ہے ایسے ہی سالکان راہ حقیقت کیلئے پہلا مقام توبہ ہے۔

مشائخ عظام اور علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے توبہ کے وجوب پر کتاب وسنت اور اجماع امت کے واضح دلائل موجود ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعاً اَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور ۳۱)

یعنی اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے حضور سب توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

www.maktabah.org

اما باید کہ درحصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید۔
لیکن چاہئے کہ اجمالاً حصول توبہ پر اکتفا کرے اور اس کی تفصیل کو آئندہ ایام

وتفصیل آنرا بمرور ایام حوالہ کند۔ کہ ہمم درین اوان
کے حوالے کر دے کیونکہ آج کے دور میں ہمتیں بہت پست ہو گئی ہیں

بسیار قاصر اند۔ اگراول تکلیف تحصیل تفصیل توبہ
اگر شروع سے ہی تفصیلی توبہ کے حاصل کرنے کی تکلیف ڈالی گئی لازماً اس کے

کردہ شود ناچار حصول آں مدتے طلبد۔
حصول کے لئے کافی وقت چاہئے۔

بلکہ توبہ سے قبل استغفار حکم ربانی اور سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے ثابت ہے جیسا کہ آیت کریمہ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْهِ (ہود ۵۲) (اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرو) اور حدیث نبوی ﷺ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً (قسم بخدا! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہوں) سے عیاں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور حدیث پاک میں ہے مَامِنْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ شَابٍ تَائِبٍ یعنی اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے نوجوان سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں۔

در جوانی توبہ کردن شیوهٔ پیغمبریست
وقتِ پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

www.maktabah.org

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضور اکرم ﷺ سے توبہ کی علامت دریافت کی تو ارشاد فرمایا ندامت و پشیمانی ایک مقام پر یوں فرمایا اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ یعنی فعل بد سے پشیمانی توبہ ہے۔

قدوۂ اہلِ طریقت، کاشف اسرار حقیقت حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ رقمطراز ہیں کہ اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ ایسا فرمان ہے جس میں توبہ کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں کیونکہ توبہ کی پہلی شرط احکام الٰہیہ کی مخالفت پر افسوس کرنا ہے دوسری شرط لغزش اور زلت کو فوراً چھوڑ دینا ہے تیسری شرط معصیت کی طرف نہ لوٹنے کا قصد کرنا ہے۔ یہ تینوں شرطیں ندامت کے ساتھ وابستہ ہیں کیونکہ جب دل میں ندامت پیدا ہوتی ہے تو بقیہ دو شرطیں خود بخود اس کے ساتھ آ جاتی ہیں۔
جس طرح توبہ کی تین شرطیں ہیں ایسے ہی ندامت کے تین اسباب ہیں۔

ا...... جب عقوبت کا خوف دل پر چھا جاتا ہے اور افعال بد پر دل میں اندوہ وغم کا پیدا ہونا ہے۔

۲...... جب نعمت کی خواہش قلب پر مستولی ہو جائے اور اس بات کا علم ہو جائے کہ فعل بد اور نافرمانی کی وجہ سے اس نعمت سے محروم رہے گا تو اس پر پشیمان ہونا۔

۳...... روز قیامت خدا تعالیٰ اور تمام مخلوق کے سامنے اپنی بے نقابی کے تصور سے خائف ہو کر برے افعال پر نادم ہونا۔

ان میں سے پہلے کو تائب دوسرے کو منیب اور تیسرے کو اوّاب کہتے ہیں پس توبہ کبیرہ گناہوں سے اعمال صالحہ کو بجالاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کرنا ہے اور انابت صغیرہ گناہوں سے حق تعالیٰ کی محبت کے باعث رجوع کرنا ہے اور اوبت اپنی ذات کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ریاض الصالحین میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر گناہ

www.maktabah.org

کا تعلق حقوق اللہ سے ہو تو اس کیلئے توبہ کی تین شرطیں ہیں۔

ا...... گناہ سے رک جائے

۲...... گناہ پر شرمندہ ہو

۳...... پھر اس گناہ کے اعادہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے

اگر ان شرائط میں ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کی چار شرطیں ہیں۔ تین شرطیں تو وہی مذکورہ بالا ہیں اور چوتھی شرط یہ ہے کہ حقدار کو اس کا حق ادا کردے اگر کسی کا مال لیا تھا تو وہ اسے لوٹا دے اور اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اسے حد نافذ کرنے پر قادر کرے یا اس سے معافی مانگ لے اور اگر کسی کی غیبت کی تھی تو اس سے معافی مانگے۔

اہل طریقت نے توبہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

صورت توبہ اور حقیقت توبہ

صورتِ توبہ یہ ہے کہ فقط زبان سے توبہ توبہ کرتا رہے توبہ کی شرائط کو پورا نہ کرے۔

جبکہ حقیقت توبہ یہ ہے کہ بندہ ممنوعہ افعال کے ارتکاب سے محض اللہ تعالیٰ کے خوف کی بنا پر باز آ جائے حقیقت توبہ کہلاتا ہے۔

اس قسم کی توبہ کو توبۃ النصوح فرمایا گیا ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مَاالتَّوْبَةُ النَّصُوحُ یعنی اے جان عالم توبہ نصوح کس کو کہتے ہیں ارشاد فرمایا:

اَنْ يَّنْدَمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِیْ اَصَابَ فَيَعْتَذِرُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ لَايَعُوْدُ اِلَيْهِ كَمَالَا يَعُوْدُ اللَّبَنُ اِلَى الضَّرْعِ یعنی جو گناہ بندے سے سرزد ہوا اس پر شرمسار ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت طلب کرے جس طرح دودھ کھیری میں

www.maktabah.org

دوبارہ داخل نہیں ہوسکتا پھر اس سے یہ گناہ صادر نہ ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور کہنے لگا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَکَبَّرَ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر اس نے تکبیر تحریمہ کہی اور نماز پڑھنے لگا جب نماز سے فارغ ہوا تو سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّ السُّرْعَةَ الْلِّسَانَ بِالْاِ سْتِغْفَارِ تُوْبَةُ الْکٰذِبِیْنَ وَتَوْبَتُکَ تَحْتَاجُ اِلَی التَّوْبَةِ یعنی زبان سے تیز تیز توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے یہ ایسی توبہ ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے اس نے عرض کیا اے امیر المومنین توبہ کیا ہے آپ نے فرمایا جس توبہ میں چھ باتیں پائی جائیں وہ سچوں کی توبہ ہوتی ہے۔

۱...... گذشتہ گناہوں پر ندامت

۲...... فوت شدہ فرائض کی قضا

۳......غصب شدہ مال کی واپسی

۴...... جس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہے اس سے طلب معذرت

۵...... آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم

۶...... جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو گناہوں کی مٹھاس چکھائی ہے اسی طرح اسے فرمانبرداری کی تلخی چکھانا۔

جو شخص توبہ کی مذکورہ بالا شرائط اور آداب کو بجالاتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوجاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ سے عیاں ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے یہاں اجمال و تفصیل کے اعتبار سے توبہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

اجمالی توبہ اور تفصیلی توبہ

www.maktabah.org

اجمالی توبہ یہ ہے کہ بندہ ہر قسم کے کبیرہ وصغیرہ گذشتہ گناہوں سے باز رہنے کا وعدہ کرے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

بعض لوگ شیخ کامل مکمل کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے باوجود فیض سے محروم رہتے ہیں اسکی چند وجوہات ہیں۔

۱...... ان کی حقیقت توبہ تک رسائی نہیں ہوتی۔

۲...... ان کی طلب صادق نہیں ہوتی۔

۳...... وہ غافل مزاج ہوتے ہیں۔

۴...... حقیقت اخلاص سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔

۵...... کم کوش اور دوں ہمت ہوتے ہیں۔

۶...... اپنی طریقت اور مشائخ عظام کے ساتھ والہانہ لگاؤ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی مذکورہ بالا وجوہات، جہالت اور حماقت کی بنا پر شیخ کی خدمت میں بار بار توجہ اور فیض کیلئے عرض بھی کرتا رہے اسے فیض نصیب نہیں ہوتا۔

٥...... جب شیخ مرید کی اپنے ساتھ محبت ووارفتگی دیکھتا ہے۔

٥...... مرید صحبت کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔

٥...... اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرتا ہے۔

٥...... جب شیخ مرید کے اضطراب والتہاب اور سچی تڑپ کو دیکھتا ہے۔

٥...... مرید کی طلب صادق ہوتی ہے۔

٥...... شیخ نگاہ ولایت سے مرید کے حق میں فضل وفتوحات کے دروازے کھلتے ہوئے دیکھتا ہے۔

٥...... بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی طرف سے اس کے بارے میں شفقت اور نگاہ عنایت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

www.maktabah.org

o...... اللہ ورسول ﷺ کے احکام کو بجالاتا اوران کے حقوق کی پاسداری کرتا ہے۔

o...... مرید کی محنت اوراخلاص کودیکھتا ہے۔

o...... مرید کی ادائے وفا کودیکھتا ہے۔

توقدرتی طور پرخودبخودشیخ کے سینے میں فیض جوش مارتا ہے توشیخ توجہ ودعاسے نواز دیتا ہے بقول شاعر

یہ ہیں اللہ والے یہ دیتے ہیں سب کچھ
مگر ان سے لینے کا چاہیے ڈھب کچھ
بہت جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ
فقیروں کی جھولی میں ہے اب بھی سب کچھ

اگرشیخ دوں ہمت، بے شوق اورطلبِ صادق سے محروم مریدوں کوفیض عطابھی فرمادے تواس قسم کے مرید کافیض چغلی، غیبت، حسد، بغض، عناد، فتنہ وفساد، لقمۂ حرام وغیرھا کی وجہ سے ضائع ہوجاتا ہے۔

چونکہ مشائخ نے عطائے فیض میں فیاضی کاحشر دیکھا ہوتا ہے اس لئے وہ بے نیاز رہتے ہیں اوراذنِ الٰہی کے منتظر رہتے ہیں۔

یادرہے کہ شیخ طالب کو پہلے اجمالی توبہ کی تلقین کرے یہ صرف آغاز ہے تعلیم توبہ کا۔توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ کے دل میں یقین کے درجے تک یہ بات سماجائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اورحضوراکرم ﷺ کی حکم عدولی میرے لئے ہمیشہ کے جہنمی ہونے کی علامت ہے آئندہ میں کوئی گناہ نہیں کروں گا بلکہ جتنے گناہ پہلے ہوچکے ہیں خواہ وہ از قبیلِ حقوق اللہ ہوں یاحقوق العباد کی قسم سے ہوں انہیں اداکرے گا محض زبان سے توبہ یادونفل پڑھنے سے حقیقت توبہ میسرنہیں آتی۔ واللہ الموفق

تفصیلی توبہ یہ ہے کہ بندۂ مومن حقوق اللہ اورحقوق العباد کواعتراف عجز کے

www.maktabah.org

ساتھ ادا کرے زندگی میں جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں اس کے حساب سے ادا کرے۔ جتنے روزے کسی عذر کی وجہ سے نہیں رکھ سکا ان کی قضا کرے، جتنے روزے توڑے ہیں ان کا کفارہ ادا کرے۔ غرضیکہ جتنے فرائض اور واجبات رہ گئے ہوں انہیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے صاحب نصاب واستطاعت ہوتے ہوئے جتنی قربانیاں اور صدقات فطرانہ چھوٹے ہیں انہیں ادا کرے۔

صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ ادانہیں کی اسے ادا کرے، اگر زمیندار ہے تو شرعی لحاظ سے عشر ادا کرے۔

حقوق العباد میں سے اگر کسی کا قرضہ واپس نہیں کرسکا قرض لوٹائے اگر کسی ہمسایہ، دوست یا رشتے دار کا مال غصب کیا ہے اسے واپس کرے اگر کسی کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کیا ہے اسے لوٹائے۔ اگر کسی کا حق ضائع کیا ہے یا تلف کیا ہے اس سے معاف کروائے بصورت دیگر اسے ادا کرے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بعض بزرگوں کا قول تحریر فرمایا ہے کہ ایک رتی چاندی (جو غلط طریقہ سے حاصل کی گئی ہو اس) کا واپس کردینا چھ سو مقبول حجوں سے افضل ہے، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (الاعراف ۲۲) (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۶)

یادرہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال فضل سے معاف فرمادے گا کیونکہ وہ غنی مطلق اور ارحم الراحمین ہے جبکہ بندہ فقیر محتاج اور فطرۃً بخیل ہے اس لئے حقوق العباد کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۷۶)

ورنہ کل قیامت کے روز اس کا حساب دینا پڑے گا، جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے۔

www.maktabah.org

اَتَدْرُوْنَ مَاالْمُفْلِسُ قَالُوْا اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلوٰةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَاْتِیْ قَدْشَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَاعَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ (مسلم ۲/۳۲۰)

ترجمہ: یعنی کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ حاضرین نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ سامان تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا پس ہر ایک حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے اس کے حق کے برابر نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر حقداروں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں۔ حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس کو نار جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ سبحانہ)

یہ امر ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا نہیں کرتا کوئی پیر فقیر خواہ زمانے کا غوث ہی کیوں نہ ہو اسے منازل سلوک طے نہیں کروا سکتا اسے کبھی بھی روحانی ارتقا نصیب نہیں ہوسکتی وہ جہالت اور مذلت کے گڑھوں میں پڑا رہے گا۔ اسے خدا اور مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا قرب میسر نہیں ہوسکتا بالفرض ایسا شخص اگر شیخ بھی بن جائے وہ سب دجل وفریب ہے اسے حقیقتِ مشیخیت نہیں ملی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل گرفت ہوگا اس کی اپنی نجات مشکل ہے وہ دوسروں کی نجات کا ذریعہ کیسے بنے گا۔

www.maktabah.org

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل وتوفیق شامل حال نہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم معاون نہ ہو اپنے مشائخ اور والدین کی دعائیں اور اپنی التجائیں نہ ہوں گناہوں پر نادم نہ ہو بخشش کا معاملہ نہایت مشکل ہے اور اگر یہ سب کچھ ممد و معاون ثابت ہوں تو اسے محض اللہ کا فضل ہی سمجھنا چاہئے۔ اللھم ارزقنا ایاھا

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں (تقریباً چار صدیاں قبل) سالکین بھی کم کوش اور دوں ہمت ہیں۔ اس لئے انہیں تفصیلی توبہ میں مشغول کرنا حکمت کے خلاف ہے ورنہ سالک کی طلب میں فتور آنے سے وہ اصل مقصد سے ہی محروم رہ جائے، اگر اسے ابتداء ہی میں تفصیلی توبہ کی تلقین کی گئی جس کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہے بنابریں وہ ایسی توبہ سے بھی توبہ کر اٹھے گا۔

ے آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

اجمالی طریق توبہ کی نصیحت کے بعد شیخ کو اسے حلقہء بیعت میں شامل کر کے اس کی باطنی استعداد کے مطابق ذکر وفکر کی تعلیم دینا چاہئے۔

www.maktabah.org

شاید دریں مدت فتورے درطلب او رود، واز مطلب باز

شاید اس مدت کے دوران اس کی طلب میں کوئی فتور واقع ہو جائے اور

ماند، بلکہ توبہ را ہم سرانجام نہ دہد۔ بعدازاں طریقے کہ

اصل مقصد سے رہ جائے بلکہ توبہ کو بھی سرانجام نہ دے سکے اس کے بعد جو

مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید، وذکرے کہ

طریقہ طالب کی استعداد کے مناسب ہو اس کی تعلیم دے اور جو ذکر اسکی

ملایم قابلیت اوست تلقین فرماید۔

قابلیت کے مطابق ہو تلقین فرمائے ؂

؂ باطنی تربیت کے مختلف طرق

چونکہ راہ سلوک طے کرنے کے متعدد طریقے ہیں اور لوگوں کی روحانی ہمتیں، ذوق اور باطنی استعدادیں بھی متفاوت ہیں اس لئے ہر ایک کی استعداد کے مطابق ذکر تلقین کرنا چاہئے کیونکہ کچھ لوگ بالکل ہی کور باطن ہوتے ہیں کچھ لوگ متوسط درجے کے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ راہ سلوک طے کرنے کیلئے نہایت مستعد اور بلند ہمت ہوتے ہیں اس لئے سب کو ایک جیسا ذکر تعلیم و تلقین نہیں کرنا چاہئے۔

o...... کسی سالک کو اس کی باطنی استعداد کے مطابق تصور شیخ کی نصیحت کرنا چاہئے۔

o...... کسی کو باطنی استعداد کے موافق ذکر اسم ذات کا سبق دینا چاہئے۔

o...... کسی کو پاس انفاس کی تعلیم دینا چاہئے۔

o...... کسی کو ذکر قلبی کا مشورہ دینا چاہئے۔

o...... کسی کو عبادات فرضیہ و نافلہ کی تلقین کرنی چاہئے۔

www.maktabah.org

o...... کسی کو دلائل الخیرات اور درود خضری وغیرھا پر کار بند رہنے کا حکم دینا چاہئے۔

o...... کسی کو نفی اثبات کا ذکر بتا دینا چاہئے۔

o...... کسی کو استغفار اور تلاوت قرآن بتانا چاہئے۔

o...... کسی کو صرف خیال کے ساتھ ذکر کی تعلیم دینا چاہئے۔

غرضیکہ جیسی سالک کی باطنی لیاقت اور روحانی استعداد ہو اس کے مطابق اسے ذکر وفکر اور اد و وظائف کی تجویز دینا چاہئے۔

یاد رہے کہ ایسا وہی شیخ طریقت کر سکتا ہے جس نے خود سلوک طے کیا ہو عروجی منازل اور نزولی مراتب سے مکمل طور پر آگاہ ہو راہ سلوک کی مشکل گھاٹیوں اور منزلوں سے پوری طرح واقف ہو یہ شیخ ناقص کے بس کا روگ نہیں۔

جانشین امام ربانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں کہ ہمارے شیخ وامام (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز) نے اگرچہ اپنے کسی رسالہ (مبداء ومعاد زیر نظر منہا) میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کو چاہئے کہ طالب کو ذکر وشغل کے طریقوں میں سے وہ طریقہ سکھائے جو اس کے حال کے مناسب اور اس کی استعداد وقابلیت کے لائق ہو لیکن آخری زمانہ میں ان کا طریقہ تمام طالبین کے لئے اسم ذات کی تعلیم کو مقدم کرنا تھا ان کی صلاحیتوں کے باوجود ان میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے الا ماشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں راز یہ تھا کہ آپ کے ابتدائے حال میں آپ کی سیر اطوارِ ولایت میں تھی اس لئے کہ ولایت کا کمال جذبہ وسلوک کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ دونوں ولایت کے دو رکن ہیں ولایت ان دونوں کے بغیر متحقق نہیں ہوتی پس کمال ولایت میں شیخ کیلئے ضروری ہے کہ مرید کے حال کا لحاظ رکھے اور اس کو اس کی استعداد کے مناسب طریقہ سکھائے اور جو طریقہ اس کی استعداد کے خلاف ہو وہ نہ سکھائے اس کیلئے سلوک کو آسان کرے تا کہ اس کے کام میں خلل نہ

www.maktabah.org

پڑے مثلاً جب کسی کی استعداد جذبہ کے مناسب ہو تو اس کو وہ طریقہ سکھائے جو جذبہ کے مناسب ہو اور اگر وہ اس کو ایسا طریقہ سکھائے گا جو سلوک کے مناسب ہوگا تو اس کے کام میں خلل واقع ہوگا اور دیر لگے گی یا سلوک میں دشواری پیش آئے گی اور شیخ وسالک (دونوں) کو اس (سالک کے) امر کی اصلاح میں مشقت اٹھانی پڑے گی اور جب (حضرت عالی) قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہٖ نے اطوار ولایت سے ترقی کی اور تبعیت ووراثت کے ذریعہ کمالات نبوت تک پہنچے تو وہ جذبہ وسلوک کے دائرہ سے نکل گئے کیونکہ کمالات نبوت ان دونوں (جذبہ وسلوک) سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ ان دونوں سے بالا ہیں اور اس طریق میں سالک کی ترقی محض شیخ کی صحبت ومحبت اور شریعت عالیہ وسنت نبویہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ کے اطوار کے اتباع کے ساتھ اس (شیخ) کے آداب کو ملحوظ رکھنے سے ہے اس وقت ذکر کی تعلیم کرنا طالب کی تسلی کے لئے ہے اور اگرچہ ذکر فی نفسہٖ مفید ہے لیکن وصول کا مدار نہیں ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۷۸)

تعلیم طریقہ کے بعد شیخ کو چاہیے کہ طالب کو اپنی خصوصی توجہات قدسیہ سے نوازتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی روحانی ارتقاء کے لئے التجائیں کرتا رہے تاکہ سالک جلد از جلد عروجی مدارج اور نزولی منازل طے کرسکے اللھم ارزقنا ایاھا

شیخ، طالب کو راہ طریقت کی نزاکتیں اور لطافتیں بیان کرتا رہے اور اسے بلند ہمتی کی تلقین اور آداب وشرائط طریقت کی تعلیم دیتا رہے تاکہ سالک سے کوئی ایسی دانستہ یا غیر دانستہ غیر ذمہ دارانہ حرکت سرزد نہ ہوجائے جو آداب طریقت کے منافی ہو اسی لئے مشائخ طریقت مریدین کیلئے درس ووعظ ونصیحت کی مجالس کا اہتمام کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آداب طریقت کو بیان کردیا جائے۔

مرید، طالب اور اللہ تعالیٰ مطلوب ومقصود ہے اور طالب ومطلوب کے درمیان

www.maktabah.org

شیخ کامل برزخ اور وسیلہ ہے جیسا کہ آیت کریمہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المائدہ) سے عیاں ہے۔

چونکہ شیخ کامل و مکمل نبی (علیہ السلام) کا کامل وارث اور نائب ہوتا ہے۔ اس لئے شیخ اپنے مریدوں میں ایسے ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ہوتا ہے فلہٰذا شیخ کامل کے حقوق خدا اور رسول ﷺ کے بعد سب سے زیادہ ہیں۔ نیز طریقت نقشبندیہ میں فیض کا حصول صحبت شیخ اور تعلیم طریقہ پر منحصر ہے۔ اس لئے صحبت شیخ کے آداب اور اس کی مجلس کے شرائط پیش خدمت ہیں۔

www.maktabah.org

وتوجہے بکار او در کار دارد، والتفاتے بحال او مرعی

اور اس کے معاملہ میں پوری توجہ صرف کرے اور اس کے حال کو مدنظر رکھے اور اس

نماید۔ وآداب و شرائط راہ را باو بیان سازد۔

راہ کے آداب و شرائط اسے بتا دے ؎

؎ آداب شیخ

طالب کو اپنا آپ کلی طور پر شیخ کے حوالے کر دینا چاہئے اور اس کی پیروی اس طرح کرے جیسے مردہ بدست زندہ۔

o...... مرید کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے۔

o...... شیخ کی موجودگی میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے۔

o...... شیخ کے حضور نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

o...... شیخ کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔

o...... طالب، شیخ کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور نہ ہی اس کے سایہ پر اپنا سایہ پڑنے دے۔

o...... شیخ کی جائے نماز (مصلی) پر قدم نہ رکھے اور اس کے وضو خانہ میں وضو نہ کرے۔

o...... شیخ کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔

o...... شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی موجودگی میں نہ کسی سے کلام کرے اور نہ ہی کھائے پیئے۔

o...... شیخ کے آستانے کی طرف پاؤں دراز نہ کرے اور اس کی طرف تھوک بھی نہ پھینکے

o...... مرید کے قلب میں شیخ کے متعلق جو شبہ پیدا ہو شیخ سے اس کا حل دریافت کرے

www.maktabah.org

اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور جانے۔

o...... شیخ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

o...... مرید کو جہاں سے فیض ملے اسے اپنے شیخ ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ میرے شیخ کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

o...... جو کچھ شیخ سے صادر ہوا سے درست اور بہتر جانے اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ شیخ جو کچھ کرتا ہے وہ الہام ربانی اور اذن الٰہی سے کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

o...... مرید شیخ کی حرکات وسکنات پر اعتراض نہ کرے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تمام مخلوق میں بدبخت شخص وہ ہے جو مشائخ عظام کا عیب بین ہو۔

o...... شیخ سے کرامات کا مطالبہ نہ کرے اگرچہ یہ طلب دل میں وسوسے اور خطرے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

o...... جملہ کلی و جزوی امور میں شیخ کی اقتدا کرے خواہ وہ کھانے پینے، پہننے، سونے اور اطاعت کے معمولی کام ہی کیوں نہ ہوں۔

o...... مرید، نماز شیخ کی طرح ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھے

o...... طالب اپنے کشوف وواقعات پر اعتماد نہ کرے بلکہ جو کچھ منکشف ہو یا واقعہ وغیرہا میں مشاہدہ کرے اسے من وعن شیخ کی خدمت میں عرض کردے۔

o...... شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی مجلس سے جدا نہ ہو کیونکہ اپنے لئے شیخ کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے۔

o...... مرید کو ظاہر و باطن میں جو فیوض وفتوحات حاصل ہوں ان کو شیخ کی وساطت سے تصور کرے۔

www.maktabah.org

o...... یاد رہے کہ اگر کوئی سالک بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور انہیں مناسب طور پر ادا نہ کر سکے اور کوششِ بسیار کے باوجود عہدہ برآنہ ہو سکے تو اس کے لئے معافی ہے لیکن اپنی اس کوتاہی کا اعتراف لازم ہے اور اگر آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ (العیاذ باللہ سبحانہ)

ہر کہ را روئے بہ بہود نہ بود
دیدن روئے نبی سود نہ بود

o...... یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں سستی کا واقع ہونا اور احوال ومواجید کا مفقود ہو جانا شیخ کی ناراضگی اور غضب کے نتائج وثمرات میں سے ہے اگر آزارِ شیخ کے باوجود احوال ومواجید میں کچھ اثر باقی رہے تو اسے استدراج سمجھنا چاہئے کیونکہ شیخ کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔

مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

از خدا خواہیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہر کہ گستاخی کند ازیں طریق ۔۔۔ گردد اندر وادئ حسرت غریق
ہرچہ آمد بر تو از ظلمات و غم ۔۔۔ آں ز بے باکی و گستاخیست ہم

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے اس طریقہ عالیہ کے آداب ایک مقام پر یوں تحریر فرمائے ہیں:

اس راہ کے طالب کو چاہئے کہ اول اپنے عقائد کو علمائے اہلِ حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے عقائد کے موافق درست کرے پھر فقہ کے ضروری احکام کا علم

www.maktabah.org

حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رکھے۔ بشرطیکہ اس ذکر کو کسی شیخ کامل و مکمل سے اخذ کیا ہو کیونکہ ناقص سے کامل نہیں ہوسکتا اور اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہوحتی کہ (ذکر میں پختگی آنے تک) قرآن مجید کی تلاوت اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف رکھے اور وضو سے اور بے وضوء بھی ذکر کرتا رہے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اس کام میں مشغول رہے، نیز چلتے پھرتے، کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست
پاکئ دل ز ذکر رحمان ست

ترجمہ: ذکر کرتا رہ کہ جب تک جان ہے......دل کی پاکی ذکر رحمٰن ہی سے ہے۔

اس طرح دوام ذکر میں اس قدر مشغول رہے کہ مذکورہ کے سوا سب کچھ اس کے سینے سے دور ہو جائے اور مذکور کے علاوہ اس کے باطن میں کسی چیز کا نام ونشان تک نہ رہے حتی کہ بطور وسوسہ بھی ماسوا اس کے قلب میں نہ گزرے اور اگر تکلف سے بھی غیر کا خطرہ دل میں لانا چاہے تو نہ لاسکے اور یہ نسیان جو قلب کو تمام ماسوائے مطلوب سے حاصل ہوا ہے وہ حصول مطلوب کا ایک مقدمہ ہے اور حصول مطلوب اور اس کے وصول کی خوشخبری دینے والا ہے اور نفس حصول مطلوب اور وصول حقیقی بمقصود کے متعلق کیا لکھے کہ وہ وراء الورا ہے

كَيْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰى سُعَادَ وَدُوْنَهَا قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ خُيُوْفُ

ہائے پہنچوں کس طرح محبوب تک.........پر خطر ہیں کوہ وغار اس راہ میں

اور جب برادر عزیز، اللہ سبحانہ کی عنایت سے اس سبق کو انجام تک پہنچا لے

www.maktabah.org

تو دوسرے سبق کی طلب ظاہر کرے۔ واللہ سبحانہ الموفق

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۸۴)

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ شیخ کامل راہ طریقت کے آداب وشرائط مریدین کے سامنے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے آثار کی اتباع کی ترغیب دیتا رہے اس کی مزید تفصیل وتاکید وتقیید بیان کرتے ہوئے آپ مزید رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہوا ے سعادت مند! ہم پر اور آپ پر لازم ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق اپنے عقائد کی تصحیح کریں (جس طریقہ پر کہ) علمائے اہل حق شکر اللہ سعیھم نے کتاب وسنت کو سمجھا ہے اور اس سے اخذ کیا ہے کیونکہ ہمارا اور آپ کا سمجھنا ان بزرگواروں کی فہم اور رائے کے موافق نہیں ہے تو وہ حدود واعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے باطل احکام کو کتاب وسنت کے مطابق سمجھتا ہے اور ان کو وہیں سے اخذ کرتا ہے وَالْحَالُ اَنَّهٗ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (حالانکہ ان سے حق کے متعلق کسی قسم کا بھی فائدہ نہیں ہوتا)۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۵۷)

www.maktabah.org

ودرمتابعت کتاب وسنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید

اور قرآن و سنت اور آثار سلف صالحین کی ترغیب فرمائے

مسئلہ تقلید کا اجمالی تذکرہ

مذکورہ سطور میں حضرت امام ربانی قدس سرہ اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ قرآن وحدیث کو اپنی عقل ناتمام اور علم خام کے ذریعے سمجھنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ائمہ مجتہدین نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے جو احکام ومسائل استنباط واستخراج کیے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ائمہ عظام نے زمانہء رسالت کے قرب، وفور علم، کثرت روایات، کمال تقویٰ اور جودت فکر کی بنا پر ناسخ ومنسوخ، محکم ومؤول، مقدم ومؤخر اور متضاد ومتخالف نصوص میں مطابقت وموافقت پیدا کی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عامۃ المسلمین کو براہ راست کتاب وسنت سے احکام اخذ کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید سے منع فرمایا گیا ہے چنانچہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

لَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّاْخُذَ مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَالَمْ یَجْتَمِعْ فِیْهِ شُرُوْطُ الْاِجْتِهَادِ یعنی کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے جب تک اس میں شروط اجتہاد جمع نہ ہوں۔

صاحب مسلم الثبوت رقمطراز ہیں:

اَجْمَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی مَنْعِ الْعَوَامِ مِنْ تَقْلِیْدِ الصِّحَابَةِ بَلْ عَلَیْهِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِیْنَ یَسَّرُوْا وَبَوَّبُوْا وَهَذَّبُوْا وَنَقَّحُوْا وَفَرَّقُوْا وَعَلَّلُوْا وَفَصَّلُوْا وَعَلَیْهِ ابْتَنٰی اِبْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِیْدِ غَیْرِ الْاَئِمَّةِ

www.maktabah.org

یعنی محققین کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ عوام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید سے روکا جائے بلکہ ان پر ائمہ مجتہدین کی اتباع لازم ہے کہ جنہوں نے تبویب، تہذیب، تنقیح، تفریق، تعلیل اور تفصیل کر کے تلاش مسائل میں سہولت پیدا کر دی ہے۔

چنانچہ امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام دارالہجرتین حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کو شہسواران میدان شریعت تسلیم کر کے تقریباً ۲ صدیاں بعد امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ ان کی تقلید پر متفق ہوگئی۔ اور متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوگیا مَنْ لَمْ یَبْلُغْ دَرَجَةَ الْاِجْتِهَادِ وَجَبَ عَلَیْهِ التَّقْلِیْدُ یعنی جو شخص درجہء اجتہاد کو نہ پہنچا اس پر مسائل شرعیہ میں کسی امام کی تقلید کرنا واجب ہے۔

امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے جلیل القدر علماء، فضلاء، صلحاء، اتقیاء، اولیاء، اقطاب، اوتاد، اغیاث، محدثین، مفسرین اور محققین نے ان مقتداؤں کی حاشیہ برداری کو سعادت سمجھا۔

چنانچہ حضرت امام بخاری، حضرت امام مسلم، قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، خواجہ جہاں بلا گرداں حضرت شاہ نقشبند بخاری، حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے علمائے راسخین اور اولیائے کاملین کو بجز تقلید کے کوئی چارہ کار نہیں۔ ماوشما کس شمار میں ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے امت محمدیہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ سے عیاں ہے۔

اب جو شخص ان ائمہ اسلام کے جادۂ مستقیم کو چھوڑ کر کوئی اور رستہ اختیار کرے گا

www.maktabah.org

ووصول مطلوب را بے ایں متابعت محال دانانند۔

اور ان کی متابعت کے بغیر مطلوب تک رسائی محال ہے ذہن نشین کرادے

وہ بدبخت اور حرماں نصیب ہی ہوگا۔ جیسا کہ آیت کریمہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِیْرًا اور حدیث پاک مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار سے واضح ہے۔

یاد رہے کہ قرآن وسنت اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلے بغیر سالکین کو روحانی ارتقاء میسر نہیں ہوتا اسی لئے ان کی حریم قدس تک رسائی بھی نہیں ہوسکتی۔

www.maktabah.org

واعلام نماید که کشوف و وقائع که سر موئے مخالفت

اور یہ بھی بتادے کہ وہ کشف ۸ اور واقعہ ۹ جو قرآن وحدیث کے بال برابر بھی

بکتاب و سنت داشته باشد اعتبار نکند، بلکه مستغفر شد،

مخالف ہوں اعتبار نہ کرے بلکہ ان سے استغفار کرنا چاہئے۔

۸ کشف

راہ سلوک کے دوران سالکین کو پیش آنے والے واقعات اور کشف جو شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے معمولی بھی متصادم ہوں وہ درجہء اعتبار سے ساقط اور نا قابل التفات ہیں اس لئے اس قسم کے کشف وواقعات کی طرف نہ خود متوجہ ہو اور نہ ہی کسی دوسرے کو بتانے چاہیں کہ کہیں فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے کشف اور واقعہ کے متعلق قدرے معلومات ہدیہء قارئین ہیں۔

کشف کا لغوی معنی حجاب کا اٹھ جانا ہے اور اصطلاح طریقت میں ماورائے حجاب معانی غیبیہ اور امور حقیقیہ پر وجوداً اور شہوداً مطلع ہونا کشف کہلاتا ہے۔

طالب کو کتاب وسنت کے مخالف مکشوفات وواقعات سے استغفار کرنا چاہئے کہ ممکن ہے اس میں نفس کی آمیزش اور شیطان کی تلبیس ہو۔

۹ واقعہ

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں واقعہ اس امر کو کہا جاتا ہے جو سالک کے قلب میں واقع ہو خواہ بیداری کی حالت میں ہو یا نیند کے عالم میں لیکن یہ ضروری ہے کہ اس وقت سالک کے حواس ظاہری معطل ہوں۔

یادرہے کہ صوفیائے کرام واقعات کے مشاہدے میں نیند کے محتاج نہیں ہوتے

www.maktabah.org

وبتصحیح عقائد بمقتضائے آرائے فرقہء ناجیۂ اہل سنت

اور ناجی گروہ یعنی اہل سنت وجماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست

وجماعت نصیحت نماید۔ وبتعلیم احکام فقہیہ ضروریہ

کرنے کی نصیحت کرے اور ضروری فقہی احکام کی تعلیم دے اور اس علم کے مطابق

وعمل بموجب آں علم تاکید فرماید۔

عمل کرنے کی تاکید فرمائے۔

کیونکہ وہ مشغولیت اذکار اور محویتِ مراقبات کی وجہ سے مسدود الحواس ہوجاتے ہیں ان کے ظاہری حواس دنیا کی طرف سے بند ہوجاتے ہیں اور باطنی حواس خالق کی طرف کھل جاتے ہیں پھر پردۂ غیب سے ان پر القاء والہام کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۴ جلد اول)

۱۰ اہل سنت ہی ناجی گروہ ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ناجی گروہ اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کرنے کی نصیحت فرما رہے ہیں دراصل ان سطور میں ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو بیان فرمایا گیا ہے حدیث پاک ہے:

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (جامع ترمذی)

یعنی میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک کے علاوہ سب جہنم میں جائیں گے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا وہ کونسا گروہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔

www.maktabah.org

اصحابی کی عمومیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اہل بیت اطہار بھی شامل ہیں کیونکہ صحابی اس خوش قسمت انسان کو کہا جاتا ہے جو حالت ایمان میں جاگتے ہوئے چہرۂ والضحیٰ کا دیدار کرے اور اسی حالت میں اس کا وصال ہو چونکہ اہل بیت نبوت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف دیدار سے مشرف ہیں۔ اس لئے وہ صحابی بھی ہیں البتہ ان کے درمیان لطیف فرق یہ ہے کہ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در والے ہیں اور اہل بیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے ہیں ۔ جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی (مسلم شریف)

ایک روایت میں جماعت کے واضح الفاظ موجود ہیں:

(عَنْ مُعَاوِیَۃَ) اِنَّ ھٰذِہِ الْمِلَّۃَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدٌ فِی الْجَنَّۃِ وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ (ابوداود جلد ثانی)

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی ان میں سے بہتر جہنمی ہونگے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ جماعت ہے

ایک روایت میں جماعت پر اللہ تعالیٰ کے دست اقدس کا بیان ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ یَدُاللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ (جامع ترمذی جلد ثانی)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمان وہی ہوسکتا ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ سے وابستہ ہو یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت کے عاملین اور طریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے حاملین اہلسنت و جماعت کہلاتے ہیں اور یہی گروہ جنتی اور ناجی ہے۔

www.maktabah.org

چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن مجید کے اولین مخاطب تھے انہوں نے دعوت اسلام کو دل وجان سے تسلیم اور قبول کیا اور ہر امتحان وابتلاء میں ثابت قدم رہے اپنی زندگیوں کو اُسوہٗ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھالا ان کا جذبہٗ اطاعت واستقامت بارگاہِ خداوندی میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کیلئے صحابہ کرام کے طرز زندگی کو معیار حق قرار دیکر متبعین کو اپنی رضا اور فوز عظیم کی سند عطا فرمادی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا هُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً ذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْم (التوبہ)

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) پہلے پہل ہجرت کی اور آپ کی نصرت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جو لوگ صحابہ کرام کی احسن طریقے سے اتباع کریں گے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

نیز سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اَلْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمُ الصِّحَابَةُ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَالَ النَّاجِیُّ مِنْهَا وَاحِدَةٌ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُمْ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَقِيْلَ وَمَااَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ مَااَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ (احیاء العلوم جلد ثالث)

یعنی ناجی گروہ صحابہ کرام ہیں اس لئے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ناجی گروہ صرف ایک ہے تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ کونسا گروہ ہے تو آپ نے ارشاد

www.maktabah.org

فرمایا وہ اہلسنت و جماعت ہے پھر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اہل سنت و جماعت کون ہیں تو فرمایا کہ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ﷺ) اَھْلَ سُنَّةٍ

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد پنجم)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں لوگ اہل سنت تھے۔

ظاہر ہے کہ زمانہ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے۔ جو خیر امتی قرنی اور خیر القرون قرنی کے شرف سے مشرف تھے۔

(صحیح بخاری جلد اول)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اہل سنت و جماعت کی متابعت کی تاکید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

نجات کا طریقہ اقوال وافعال اور اصول وفروع میں اہل سنت و جماعت کی متابعت کرنے میں ہے کیونکہ یہی ناجی گروہ ہے اس کے علاوہ تمام فرقے مقام زوال اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۶۹)

ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

اہل سنت و جماعت کے خلاف خبث اعتقاد سمِ قاتل ہے جو دائمی موت اور ہمیشہ کے عذاب وعتاب تک پہنچا دیتی ہے عمل میں سستی اور کاہلی ہو تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقاد کی خرابی اور کمزوری میں مغفرت کی گنجائش نہیں ہے **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ** (النساء) یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش دے گا۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۷)

www.maktabah.org

یاد رہے کہ اگر آج کوئی اس ناجی جماعت کی حقانیت کے متعلق متردد ہے تو کل قیامت کے روز حق و باطل میں امتیاز ہو جائے گا مگر اس وقت کا جاننا بے سود ہوگا اور سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ جیسا کہ آیت کریمہ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلاً (الفرقان) سے واضح ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مشائخ اہلِ سنت کے اختیار فرمودہ طریقہ کے مطابق سلوک طے کرنا چاہیے جو ہر قسم کی بدعات و خرافات سے پاک ہے اور یونانی فلسفیوں اور ہندوستانی جوگیوں کے وضع کردہ غیر شرعی چلوں اور ریاضتوں سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ ان کی ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ ایمان، اسلام اور احسان سے موافقت نہیں رکھتے اسی لئے وہ حق تعالیٰ کی ناشکری، نافرمانی اور معصیت میں داخل ہیں۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ پیشہ ور مشائخ محافل عرس میں فرق ضالہ کے لوگوں کو بھی دعوت دیتے ہیں اور علمائے اہل سنت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کی تشہیر سے روکتے ہیں اور اغیار کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں تا کہ خوش رہے شیطان اور راضی رہے رحمان بھی کے مصداق سارے لوگ انہیں اچھا سمجھیں ان کا موقف یہ ہے کہ اگر ہم نے سُنیت کی دعوت دی تو لوگ مخالف ہو جائیں گے جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے موافق درست کرنا چاہئے البتہ اُدْعُوْا اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کے حکم کے مطابق انداز تبلیغ نہایت حکیمانہ اور مہذبانہ ہونا چاہئے دشنام طرازی اور درشت لہجے سے اجتناب کرنا چاہیئے ورنہ امن و آشتی کی فضا مکدر ہو جاتی ہے اور اپنے بھی بدظن ہو کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بقول شاعر

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے
جواناں تاتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

www.maktabah.org

o...... یعنی شیخ مرید کو طہارت ، غسل ، وضو، نماز ، روزہ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ اور صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج وغیرہا کے بنیادی اور ضروری احکام ومسائل کی تعلیم دے اوران کے مطابق عمل کرنے کی نصیحت فرمائے (تفصیلات کیلئے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں)

یادر ہے کہ موجودہ دور میں ''رہ گئے مجاور یا گورکن'' کے مصداق خانقاہوں اورآستانوں پر عمل سے بے بہرہ مشائخ براجمان ہیں الا ماشاء اللہ وہ اپنے مریدوں اورطالبوں کو کتاب وسنت ، شریعت وطریقت اور فقہ وتصوف کی کیا تعلیم دیں گے۔ بقول اقبال مرحوم ؎

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

www.maktabah.org

که طیران دریں راہ بے ایں دوجناح اعتقادی وعملی میسر نیست

کیونکہ اس راہ میں [11] پرواز ان دو اعتقادی وعملی پروں کے میسر نہیں ہوتی

وتاکید نماید که در لقمہ محرم ومشتبہ احتیاط را نیک مرعی

اورتاکید کرے کہ حرام اور مشتبہ لقمہ [12] میں احتیاط کی بہت رعایت رکھے اور جو کچھ

دارد ، وہرچہ یا بد نخورد ، واز ہر جا کہ بیاید تناول نہ نماید

پائے نہ کھائے اور جہاں سے مل جائے تناول نہ کرے

[11] سالک کے عقائد واعمال علمائے اہل سنت وجماعت کے عقائد واعمال کے موافق درست ہونے چاہیں جو دو پروں کی حیثیت رکھتے ہیں جب تک اعتقادی اور عملی دونوں پر میسر نہ ہوجائیں عالم قدس کی طرف باطنی سیر اور روحانی ارتقاء نصیب نہیں ہوتی۔

[12] رزق حلال کے ثمرات

دورانِ سلوک محرمات اور مشتبہات سے اجتناب اور رزق حلال کا التزام واہتمام بنیادی ارکان میں سے ہے چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اِنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةُ اَجْزَاءَ تِسْعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ وَجُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْهَا سَائِرَ الْعِبَادَاتِ یعنی عبادت کے دس جزو ہیں جن میں نو حصے، طلب حلال ہیں اور ایک حصہ باقی عبادات ہیں حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

علم و حکمت زاید از نان حلال
عشق و رقت آید از نان حلال

www.maktabah.org

سالک کے لئے کھانے میں احتیاط کی تاکید

حرام حلال کی ضد ہے رزق حلال کی طلب فرائض میں سے ہے ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ (مشکوٰۃ) اس کی ضد حرام سے احتراز کرنا بھی فرض اور لازم ہے۔

بنابریں رشوت ستانی، سود خوری، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، دھوکا دہی، ڈاکہ زنی، چوری وغیرہا جیسے ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ مال و دولت سب ناجائز اور حرام ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ہے وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ (مشکوٰۃ)

یعنی جس جسم کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا کھانا پینا اور لباس حرام کمائی سے ہے اور اسے غذا بھی حرام کمائی سے دی گئی فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لَہٗ (مسلم) اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّا طَیِّباً

یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص حرام مال سے صدقہ وخیرات دیتا ہے وہ گویا ناپاک کپڑوں کو پیشاب سے دھونے کی کوشش کرتا ہے جو بجائے خود اور بھی زیادہ ناپاک ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

www.maktabah.org

حرام خور کے اعضاء گناہ میں مشغول رہتے ہیں خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔

حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی فرماتے ہیں:

جس حلال سے حرام میں پڑنے کا اندیشہ ہو اس حلال کو بھی ترک کردینا بہتر ہے سالک کے لئے جس طرح حرام سے اجتناب کرنا لازم ہے ایسے ہی سالک کے لئے مشتبہات سے احتراز کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ حق تعالیٰ کے عتاب سے محفوظ ہو جائے جیسا کہ آیت کریمہ ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّناً وَّهُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِيْمٌ (النور) اور تم خیال کرتے ہو کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

حدیث پاک میں بھی مشتبہات سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے۔

بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُوْنَ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِى الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِى الْحَرَامِ

اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے جو شخص ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا۔ (صحیح مسلم)

مشتبہ امور کے متعلق علمائے کرام کے متعدد اقوال ہیں جو ہدیہء قارئین ہیں

پہلا قول: مشتبہ اُمور فی نفسها مشتبہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مشتبہ ہونا اضافی ہے یعنی جو شخص ان امور کا حکم نہیں جانتا اس پر یہ مشتبہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز بیان فرما کر اس کی دلیل قائم کر دی ہے البتہ ایک بیان جلی ہے جسے ہر شخص جان لیتا ہے اور ایک بیان خفی ہے جسے صرف علماء ہی اجتہاد اور استنباط کے طریقوں سے جانتے ہیں۔

www.maktabah.org

دوسرا قول: امور مشتبہ سے مراد اُمور اجتہادیہ ہیں یعنی جس شئی کا حلال وحرام ہونا کتاب وسنت کی صریح عبارت سے معلوم نہ ہو اور نہ ہی اس پر اجماع ہو۔ جیسے موجودہ دور میں انتقال خون، انسانی اعضاء کی پیوندکاری، انشورنس پالیسی وغیرہا ایسے امور اجتہادیہ ہیں جن کا حکم مجتہد اپنے اجتہاد سے معلوم کرتا ہے اور اسے حلال یا حرام کے ساتھ لاحق کر دیتا ہے یاد رہے کہ اگر مجتہد کسی چیز کو اپنے اجتہاد سے حلال قرار دے دے پھر بھی اسے تقویٰ کے تقاضا کے مطابق اس کے ارتکاب سے باز رہنا چاہئے ممکن ہے اس کا اجتہاد درست نہ ہو۔

تیسرا قول: مشتبہ امور سے مراد امور مکروہہ ہیں۔ مذکورۃ الصدر حدیث سے مقصود امور مکروہہ سے اجتناب پر برانگیختہ کرنا ہے کیونکہ بہت سے لوگ اُمور مکروہہ سے اجتناب نہ کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ حرام تو نہیں ہے۔

چوتھا قول: امور مشتبہ سے مراد اُمور مباحہ ہیں اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ مباح امور سے بھی اجتناب کیا جائے کیونکہ حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مباحات سے بھی اجتناب کرتے تھے ان نفوس قدسیہ نے اچھے کھانے، اچھے مشروبات وملبوسات اور اچھے مکانات کو قصداً حاصل نہیں فرمایا اور انہوں نے اپنے اجتہاد اور ارادے سے فقیرانہ زندگی کو اختیار فرمایا۔ بقول شاعر

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

پانچواں قول: مشتبہ امور سے مراد وہ امور مراد ہیں جن کی حلت وحرمت میں دلائل متعارض ہوں اور ان امور میں احتیاط اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو ترک کر دیا جائے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا**

www.maktabah.org

یُرِیْبُکَ یعنی جو چیز تمہیں شک میں مبتلا کردے اسے چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے رستے میں پڑی ہوئی کھجور پا کر ارشاد فرمایا: لَوْلَا اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَ کَلْتُهَا یعنی اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ کہیں یہ کھجور صدقہ نہ ہو تو میں اس کو کھالیتا۔ (متفق علیہ)

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار مقرر فرمایا اور اپنے بیٹے کا ساڑھے تین ہزار۔ آپ سے عرض کیا گیا یہ بھی مہاجرین میں سے ہیں ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کیا ہے فرمایا اِنَّمَا هَاجَرَبِهٖ اَبُوْهُ یَقُوْلُ لَیْسَ هُوَ کَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ یعنی اس کے ساتھ اس کے باپ نے بھی ہجرت کی ہے فرماتے یہ ان لوگوں کی مثل نہیں ہوسکتا جنہوں نے از خود ہجرت کی ہے۔ (بخاری)

(ماخوذ از شرح صحیح مسلم جلد رابع)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حلال، حرام اور مشتبہات کے بارے میں ایک فکر انگیز اور سبق آموز ارشاد گرامی ملاحظہ ہو!

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عَذَابٌ وَشُبُهَا تُهَا عِتَابٌ" یعنی حلال مال کا حساب ہوگا، حرام پر عذاب ہوگا اور مشتبہ مال پر عتاب ہوگا۔

سالک کو کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق نہایت محتاط رہنا چاہئے کسی چیز کے کھانے اور پینے سے قبل اس بات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لینا چاہئے کہ وہ طعام کہاں سے آیا ہے وہ کھانا کیسا ہے حلال ہے یا حرام پکانے والا کیسا ہے کھانا لانے والا کیسا ہے اس پر للچائی ہوئی نگاہیں تو نہیں پڑیں غرضیکہ شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کو ہر حال میں ملحوظ خاطر رکھے۔ اللھم ارزقنا ایاھا۔

چند ایک احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے ارشادات ملاحظہ ہوں چنانچہ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا:

www.maktabah.org

لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا مِمَّا بِهٖ بَأْسٌ یعنی بندہ متقین کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا حتی کہ وہ حرج والی چیز کے خوف سے اس چیز کو بھی ترک کردے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔ (جامع ترمذی)

ایک روایت میں ہے:

یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَایُبَالِی الْمَرْءُ مَااَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (صحیح بخاری) یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب کوئی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا وہ حلال ہے یا حرام۔

ایک حدیث پاک میں یوں ہے:

جس شخص کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ مال کہاں سے چلا آرہا ہے تو اس شخص کے بارے اللہ تعالیٰ کو بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ کہ اسے دوزخ کے کونسے حصے میں جھونک دیا گیا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص کفگیر کو غصے یا کراہت کی حالت میں دیگ میں مارتا آپ اس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے جو کام غضب وغفلت یا کراہت ودشواری سے کیا جائے اس میں خیر وبرکت نہیں کیونکہ اس میں نفس وشیطان کا دخل ہوتا ہے اس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہوسکتا ہے اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کے صدور کی بنا طعام حلال پر ہے جو وقوف وآگاہی سے کھایا جائے تمام اوقات بالخصوص نماز میں حضور اسی سے حاصل ہوتا ہے۔

مشتبہ طعام کو جب تک شریعت مطہرہ کے فتویٰ کے مطابق کھانے کی اجازت نہ ہو طالب کو اس قسم کا طعام کھانے سے احتراز کرنا چاہیئے ورنہ روحانی مزاج اور باطنی

www.maktabah.org

احوال بگڑ جاتے ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے نزدیک جملہ امور میں ان دیندار علماء کے فتویٰ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہئے جنہوں نے عزیمت کا رستہ اختیار کر رکھا ہے اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کو ہی آخرت کی دائمی نجات کا وسیلہ بنانا چاہئے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۷۰)

غرضیکہ رسول اکرم ﷺ نے جن اوامر کے اکتساب اور جن نواہی سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے ہر حال میں اسے مدنظر رکھے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی متابعت حق تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے جیسا کہ آیت کریمہ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران ۳۱) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

تافتوئ شریعت غرّا دریں باب درست نکنند، بالجملہ در

تاوقتیکہ روشن شریعت کا فتوی اس کے متعلق اسے درست قرار نہ دے دے۔ مختصر یہ کہ

جمیع امور کریمہٗ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جملہ امور میں یعنی جو کچھ تمہیں رسول اکرم ﷺ دیں اسے قبول کرلو اور جس چیز سے

رانصب عین خود سازد۔

منع فرمائیں رک جاؤ کو اپنا نصب العین بنائے ۱۳؎

۱۳؎ حضرت امام ربانی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی متابعت سے تجلئ ذات تعالیٰ سے مشرف ہوتے ہیں اور متابعت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی بدولت ہی مقام عبدیت کے مرتبہ سے سرفراز ہوتے ہیں جو تمام کمالات کے مراتب سے فوق ہے اور آپ کے کامل متبعین کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند فرمایا ہے اور آپ کی امت متابعت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی برکت سے خیر الامم قرار دی گئی اولوالعزم رسل عظام بھی اتباع نبوی کی آرزو رکھتے تھے۔

(ماخوذ از مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۴۹)

ایک مکتوب گرامی میں آپ حضرت شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یوں مخاطب ہیں۔

آپ پر اوامر ونواہی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری اتباع اور اطاعت لازم وواجب ہے اور کمال متابعت آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال محبت کی فرع ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ هَوَاهُ مُطِيْعٌ (محبّ اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے)

محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں محبّ محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے چند روزہ زندگی سید اولین وآخرین ﷺ کی اتباع میں بسر کرلی جائے تو نجات ابدی کی امید ہے ورنہ محض بیکار ہی بیکار ہے خواہ کیسا ہی اچھا عمل کیوں نہ ہو۔

www.maktabah.org

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(ماخوذ از مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۶۵)

آپ نے ایک مکتوب میں سیادت پناہ میر محب اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ کو یوں نصیحت فرمائی ہے اگران دو باتوں میں استحکام ہو جائے تو پھر کوئی غم نہیں۔

۱...... صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت

۲...... شیخ طریقت سے عقیدت ومحبت

ان دونوں کا خیال رکھیں اور ملتجی ومتضرع رہیں کہ ان دونوں دولتوں میں سستی نہ ہونے پائے اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ سہل ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۳)

www.maktabah.org

حال طالبان از دو امر خالی نیست، یا از اہل کشف و

طالبوں کا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا یا اہل کشف ومعرفت ہوتے

معرفت اند یا از ارباب جہل وحیرت، اما بعداز طے منازل

ہیں یا صاحبان جہل و حیرت[141]، لیکن منازل طے کر لینے اور حجابات اٹھ جانے

ورفع حُجب ہر دو طائفہ واصل اند۔ در نفس وصول مزیتے

کے بعد دونوں گروہ واصل ہو جاتے ہیں۔ نفس وصول میں ایک گروہ

نیست یکے را بر دیگرے،

کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔

141 سالکین پر وارد ہونے والی دو حالتیں

دوران سلوک سالکان راہ حقیقت پر دو قسم کی حالتیں وارد ہوتی ہیں۔ یا تو وہ اہل کشف ومعرفت ہوتے ہیں یا پھر ارباب جہل وحیرت ہوتے ہیں۔

اہل کشف ومعرفت دوران سلوک ہر قسم کے مناظر کا مشاہدہ کرتا اور ہر قسم کے مظاہر کو پہچانتا ہے۔

جبکہ ارباب جہل وحیرت دوران سلوک پیش آنے والے مظاہر اور مناظر کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا جہل کا معنی معروف جہالت نہیں بلکہ اہل طریقت کے نزدیک جہل کا مطلب یہ ہے کہ سالک دوران راہ سلوک کے نشیب وفراز نہیں جانتا اور حیرت کا مطلب یہ ہے کہ ہزاروں سال کی مسافت کو اتنی جلدی طے کر لینے پر اس پر جو حیرانگی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اسے حیرت کہا جاتا ہے۔

مقام حیرت کے متعلق مزید معلومات ہدیہء قارئین ہیں

www.maktabah.org

چنانکه دو شخص بعدازطے منازل بعیده بکعبه می رسند

جیسے دو شخص دور دراز کی منزلیں طے کرلینے کے بعد کعبہ تک پہنچ

یکے منازل راه را تماشا کرده رفت و بتفصیل ہر کدام

جاتے ہیں۔ ایک تو راستے کی منازل کو دیکھتا گیا اور اپنی استعداد کے

ازمنازل رابقدر استعداد خوددانسته رسید۔ ودیگرے از

مطابق ہر ہر منزل کیتفصیل کو جانتا ہوا پہنچا۔ اور دوسرا رستے کی

منازل راه چشم دوخته رفت، و بتفصیل اطلاع نیافته،

منازل سے آنکھیں بند کرکے گیا توتفصیلات سے آگاہی نہ پائی۔

مقام حیرت

یہ طریقت کا انتہائی مقام ہے جس کا مطلب انکشاف حقیقت پر حیران ہو جانا ہے حدیث میں ہے کہ سرور عالم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْنِی تَحَیُّراً فِیْکَ اے اللہ مجھے اپنی ذات میں حیرت کی فراوانی عطا فرما۔

صوفیا نے اس کی دوقسمیں بیان فرمائی ہیں۔

حیرت مذموم

یہ حیرت جہالت کا نتیجہ ہوتی ہے اور تنزلی کا سبب بنتی ہے۔

حیرت محمود

یہ حیرت علم کا نتیجہ ہوتی ہے اور عروج وترقی کا سبب بنتی ہے۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۳ جلد اول)

www.maktabah.org

بکعبہ رسیدہ ، ہر دو شخص در نفس وصول بکعبہ

کعبہ (معظمہ) تک پہنچ گیا۔ دونوں شخص کعبہ تک نفس وصول

مساوی اند، ہیچ کدام را زیادتی نیست دریں وصول

میں مساوی ہیں کسی کو فضیلت نہیں ہے اس وصول

بردیگرے اگرچہ در معرفت منازل راہ متفاوت افتادہ اند۔

میں دوسرے پر۔ اگرچہ منازل راہ کے پہچاننے میں متفاوت ہیں۔

حیرت وجہل

حیرت وجہل سے مراد اشیائے کائنات سے لاتعلقی و بے خبری ہے۔ جب کثرتِ ذکر اور فرطِ محبت کے غلبے سے عارف اپنے محبوب حقیقی کے مشاہدے میں ڈوب جاتا ہے اور محبوب کے سوا سب کچھ اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے اور مرتبہء احدیت میں محو ہو کر تجلی اسم ھو کا مشاہدہ کرتے ہوئے انکشافِ حقیقت پر ہکابکا رہ جاتا ہے تو اسی حالت کو حیرت وجہل کہا جاتا ہے لیکن یہ حیرت وجہل محمود ہے نہ کہ مذموم، اسی کو صوفیاء کرام فنائے مطلق، مرتبہ جمع اور ادراک بسیط بھی کہتے ہیں، شطحیات اولیاء مثلاً انا الحق، سبحانی مااعظم شانی، لیس فی جبتی سوی اللہ سب اسی مرتبے کے اثرات وثمرات ہیں۔ السکاریٰ معذورون کے مطابق ان کے ایسے اقوال سکریہ کی تاویل کی جاتی ہے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴ جلد اول)

جب اہل کشف ومعرفت اور ارباب جہل وحیرت کو حریم یار تک رسائی نصیب ہو جاتی ہے تو واصل باللہ ہو کر بھی وہ عالم تحیر میں مستغرق رہتے ہیں جب وہ اس کی ذات میں غور کرتے ہیں کہ وہ ذات کیسی ہے اس کی حقیقت کیا ہے اس کی کنہہ کیا ہے

www.maktabah.org

اس کی کمیت اور کیفیت کیا ہے وہ کس جہت اور سمت میں جلوہ گر ہے اس سے سب جاہل اور عاجز ہیں البتہ اتنا باطنی طور پر احساس ضرور ہوتا ہے کہ وہ مل گیا ہے ہر آن ایک نئی جان محسوس ہوتی ہے ہر لحہ سہارا ملتا ہے ہر گھڑی غیبی صدا آتی ہے مت گھبراؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں وہ ہر آن تائید غیبی اپنے ساتھ پاتے ہیں۔وہ ہر وقت اس کی تجلیات میں گم رہتے ہیں۔لیکن ذات کی کنہہ سے عاجز ہوتے ہیں ذات حق جلّ سلطانہٗ کی معرفت ناممکن ہے ذات میں معرفت حاصل نہ کر سکنے کو ہی معرفت کہا جاتا ہے جس کا نتیجہ جہل اور عجز ہے چنانچہ خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے **اَلْعِجْزُ عَنْ دَرِکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ** یعنی ادراک کے درک سے عجز ہی ادراک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ادراک سے وراء ہے جیسا کہ آیت کریمہ **لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ** (الانعام ۱۰۲) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

وبعداز رسیدن بمطلوب ہر دورا جہل لازم است ۔ لِاَنَّ المعرفۃ

مطلوب تک رسائی کے بعد دونوں پر جہل لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات

فِی ذاتِ اللّٰہ تعالٰی جھلٌ و عجزٌ عنِ المعرفۃِ .باید دانست

میں معرفت جہل ہے اور معرفت سے عجز ہے جاننا چاہئے کہ منازل سلوک کا طے کرنا

کہ قطع منازل سلوک عبارت از طے مقامات عشرہ است

مقامات عشرہ [15] کے طے کرنے سے عبارت ہے

[15] راہِ سلوک مقامات عشرہ کے حصول پر موقوف ہے

منازل سلوک کا طے کرنا دس مقامات کے حصول پر موقوف ہے جنہیں مقامات عشرہ کہا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں توبہ، زہد، توکل، صبر، شکر، خوف، رجاء، فقر، قناعت، رضا، مقام رضا کے علاوہ بقیہ نو مقامات کے حصول تجلی افعال اور تجلی صفات کے ساتھ مربوط ہیں جب کہ مقام رضا کا حصول تجلی ذات اور محبت ذاتیہ کے ساتھ وابستہ ہے جس میں ایلام وانعام دونوں مساوی ہوتے ہیں بقول شاعر

یہ بلا ہرگز نہیں یہ ناز ہے
یہ بھی اک محبوب کا انداز ہے
ہائے کس کے ہوئے ایسے نصیب
جس پر بلا نازل کرے اس کا حبیب

مقامات عشرہ

توبہ

عربی لغت میں توبہ کے حقیقی معنی ''رجوع کرنے'' کے ہیں:

www.maktabah.org

اَلتَّوْبَةُ رَجُوْعٌ عَمَّا كَانَ مَذْمُوْماً فِي الشَّرْعِ اِلٰى مَا هُوَ مَحْمُوْدٌ فِيْهِ

(کتاب التعریفات ص ۳۲)

(یعنی) شریعت میں جو کچھ مذموم (برا کام) ہے اس سے لوٹ کر محمود (اچھا کام) کی طرف آ جانے کا نام توبہ ہے۔

بزرگان دین نے فرمایا اگر گناہ کرنے کے بعد آٹھ کام کیے جائیں تو گناہ کا کفارہ ہو جاتے ہیں ان میں سے چار کاموں کا تعلق دل سے ہے اور چار کا تعلق بدن سے۔

دل سے متعلق یہ ہیں:

۱...... سچی توبہ کرنا ۲...... آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم

۳...... گناہ کی وجہ سے خوف عذاب کا غلبہ ۴...... معافی کی امید

بدن سے متعلق یہ ہیں:

۱...... دو نفل نماز توبہ ۲...... ستر یا سو بار استغفار

۳...... سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ۴...... ایک دن کا نفلی روزہ رکھ کر صدقہ کرے اور آئندہ بری صحبت ترک کر دے۔

واضح رہے کہ توبہ وُصول الی اللہ کے لئے پہلی شرط ہے۔ سالک مقام توبہ میں سیر کرتا ہوا خدا تک پہنچتا ہے۔ فَمَنْ لَا تَوْبَةَ لَهٗ لَا سَيْرَ لَهٗ پس جس کی توبہ نہیں اس کی سیر نہیں۔

زہد

قَالَ الْاِمَامُ الْجُنَيْدُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَلزُّهْدُ اِسْتِصْغَارُ الدُّنْيَا وَمَحْوُ اٰثَارِهَا مِنَ الْقَلْبِ (رسالہ قشیریہ)

یعنی حضرت امام جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا کو حقیر جاننا اور دل سے اس

www.maktabah.org

کے نشانات محو کرنا زہد ہے۔

زہد ایک مرتبہ قلبیہ ہے اس مرتبے میں سالک کے قلب سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور وہ قلبی طور پر دنیا کی طرف التفات نہیں رکھتا۔ اس کے لئے فقر و غنا اور اخذ وعطا کی دونوں حالتیں برابر ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ قلبی طور پر طلب دنیا اور خواہشات نفس سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔ زھد کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ بندہ کا ہاتھ دنیا کے مال سے خالی ہو جائے اور کسب حلال چھوڑ کر محتاجی کی زندگی گزارے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یوں دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَزَهِّدْ نِیْ عَنْهَا (کشف المحجوب)

حضرت علامہ المناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فَلَیْسَ الزُّهْدُ تَجَنُّبَ الْمَالِ بِالْكُلِّیَّةِ بَلْ تَسَاوِیْ وُجُوْدُهٗ وَعَدَمُهٗ وَعَدَمُ تَعَلُّقِهٖ بِالْقَلْبِ اِلَیْهِ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۴/۷۲)

یعنی زھد، مال دنیا سے مکمل طور پر اجتناب کرنے کا نام نہیں بلکہ زھد یہ ہے کہ دنیا کے مال کا ہونا اور نہ ہونا سالک کے لئے برابر ہو جائے اس طرح کہ اس کا مال کے ساتھ قلبی تعلق نہ رہے تا کہ آفات دنیا سے محفوظ رہے۔

قناعت

حدیث میں ہے: اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفِدُ وَكَنْزٌ لَا یَفْنٰی (المقاصد الحسنہ ص ۳۱۵)

یعنی قناعت نہ ختم ہونے والا مال اور خزانہ ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مفقود چیز کی امید کو ترک کرنے اور موجود چیز کے ساتھ استغناء کا نام قناعت ہے۔

حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو رزق کسی انسان کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے اس پر راضی رہنے کا نام قناعت ہے۔

www.maktabah.org

توکل

توکل کی تعریف یوں ہے:

اَلتَّوَکُّلُ ھُوَ الثِّقَةُ بِمَا عِنْدَاللّٰهِ وَالْیَاْسُ عَمَّافِیْ اَیْدِی النَّاسِ

(کتاب التعریفات ص ۳۱)

یعنی توکل یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس پر اعتماد ہو اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوسی ہو۔

توکل ایک مرتبہء قلبیہ ہے جس میں متوکل بندہ اپنے امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیتا ہے اور تمام احوال میں اسی پر اعتماد کرتا ہے اور اپنی کوشش اور محنت کے بعد نتیجہ مسبب الاسباب پر چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا توکل اور اسباب کے درمیان کسی قسم کا تعارض نہیں کیونکہ توکل کا محل قلب ہے اور اسباب کا محل بدن ہے۔

بعض جہلاء کے نزدیک توکل، ترک اسباب، ترک علاج اور ترک جہد کا نام ہے (معاذ اللہ) توکل کا یہ مفہوم خلاف کتاب وسنت ہے۔

توکل علی اللہ سے دلوں میں سکون واطمینان پیدا ہوتا ہے خاص کر مصائب اور مشکلات کے وقت توکل علی اللہ بندے کیلئے آخری سہارا ثابت ہوتا ہے۔

اہل توکل کا وظیفہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ہے۔

صبر

صاحب کتاب التعریفات لکھتے ہیں: اَلصَّبْرُ ھُوَ تَرْکُ الشَّکْوٰی مِنْ اَلَمِ الْبَلْوٰی لِغَیْرِ اللّٰهِ (کتاب التعریفات ص ۵۷)

یعنی ابتلاء کے وقت لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہ کرنے کا نام صبر ہے۔

علماء نے صبر کی بہت سی اقسام بیان فرمائی ہیں ان تمام اقسام کا خلاصہ تین

www.maktabah.org

اقسام پر مشتمل ہے۔

الصبر علٰی الطاعات............(عبادات پر صبر)

الصبر علَی المصائب............(مصائب پر صبر)

الصبر عنِ المعاصی ....(گناہوں سے صبر)

غرضیکہ صبر انبیاء کی صفت ہے، اولیاء کی زینت ہے، فقراء کی خلعت ہے، حسنات کی کلید ہے، خیرات کی نوید ہے اور صابروں کی عید ہے۔

شکر

سرور دو عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کریں۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (ابوداؤد ا/۲۱۳)

صاحب کتاب التعریفات فرماتے ہیں:

اَلشُّکْرُ الْعُرْفِیُّ هُوَ صَرْفُ الْعَبْدِ جَمِیْعَ مَا اَنْعَمَهُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَیْهِ مِنَ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَغَیْرِهِمَا اِلٰی مَا خُلِقَ لِاَجْلِهٖ (کتاب التعریفات ص ۵۶)

یعنی اللہ تعالٰی کی تمام نعمتوں کو اسی مقصد کے لئے صرف کرنا جس کے لئے وہ نعمتیں پیدا کی گئی ہیں شکر کہلاتا ہے۔

شکر کی اجمالی طور پر تین اقسام ہیں۔

شکرُ اللسان (زبان سے شکر ادا کرنا)

شکرُ الارکان (اعمال کے ذریعے شکر کرنا)

شکرُ الجنان (دل سے شکر کرنا کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے)

www.maktabah.org

خوف

فاضل اجل حضرت شیخ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ خوف کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: تَوَقُّعُ حُلُوْلِ مَکْرُوْہٍ اَوْفُوَاتِ مَحْبُوْبٍ یعنی کسی ناپسندیدہ امر کے واقع ہونے یا کسی محبوب چیز کے فوت ہونے کو خوف کہا جاتا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْیَکُوْنُ الْخَوْفُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِمَعْرِفَۃِ صِفَاتِہٖ

یعنی بندے کو کبھی اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت خوف کے درجے پر پہنچا دیتی ہے۔ اسی مرتبے والوں کے حق میں فرمایا گیا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ (الفاطر ۲۸) یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء (معرفت والے) ہی اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتے ہیں۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کے لئے مناسب یہی ہے کہ خوف خدا کے سوا کوئی اور چیز اس پر غالب نہ ہو۔ نیز فرمایا صوفیاء کو خوف ہی کی بدولت بلند مرتبے ملے ہیں اگر اسے کھودیتے ہیں تو نیچے اتر آتے ہیں۔ (رسالہ قشیریہ)

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوف اور رجاء نفسوں کے لئے دو لگاموں کا کام دیتے ہیں تاکہ نفوس رعونت وتکبر اختیار نہ کریں۔

رجاء

قرآن حکیم میں ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَۃَ اللّٰہِ (البقرہ ۲۱۸)

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں اور اپنی راہ میں ہجرت اور جہاد کرنے والوں کو اپنی رحمت کا امیدوار قرار دیا ہے۔

www.maktabah.org

رجاء کے بارے میں صوفیاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ سے اس کے کرم کی امید کا نام رجاء ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے جلال کو جمال کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام رجاء ہے بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر خوشی کا اظہار کرنا رجاء ہے بعض نے کہا جس نے اپنے نفس کو صرف رجاء پر رکھا اس نے عمل چھوڑ دیا اور جس نے اپنے نفس کو صرف خوف پر رکھا وہ مایوس ہو گیا لہٰذا انسان کو خوف و رجاء دونوں رکھنے چاہیں کیونکہ ایمان خوف اور امید کی درمیانی (ملی جلی) کیفیت کا نام ہے۔

فقر

فرمان باری تعالیٰ ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (البقرہ ۲۷۳)

اس آیت میں فقراء کی تعریف میں فرمایا گیا ہے کہ فقیر وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا:

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (الاسرار المرفوعہ ص ۱۶۶) یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ نیز فرمایا فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ (جامع ترمذی ۲/۵۸)

غرضیکہ صوفیاء کرام کے نزدیک اپنے وجود اضافی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے فنا کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جانے کا نام فقر ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے:

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ (مکتوبات سعیدیہ) یعنی دونوں عالم میں سواد الوجہ (روسیاہ) ہو جانا فقر ہے۔ سواد الوجہ سے مراد دونوں عالم کے علائق سے پاک ہو کر ذات احدیت صرفہ میں محو اور فنا ہو جانا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول اَلْفَقِیْرُ لَا یَفْتَقِرُ اِلٰی نَفْسِهٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِهٖ (فقیر نہ اپنا محتاج ہوتا ہے

www.maktabah.org

نہ غیر کا) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

فقر سے مراد وہ فقر ہے جس کو حضور اکرم ﷺ نے اپنا فخر قرار دیا ہے نہ کہ فقر مکب (ذلیل کرنے والا) جس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

رضا

قرآن عظیم میں ہے: وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَر (التوبہ ۷۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو تمام نعمتوں سے بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ نیز فرمایا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنه (التوبہ ۱۰۰) اس آیت میں رضا کو متبادل قرار دیا گیا ہے کیونکہ حقیقی رضا کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جائے اور بندہ اللہ سے راضی ہو جائے تا کہ دونوں رضائیں متلازم اور مترابط ہو جائیں اور بندہ اللہ سے کبھی راضی نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہو۔

حضور سرور دو عالم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مرتبہ رضا حاصل کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور درج ذیل دعا کے تکرار کا حکم فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰى رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ (ابوداود ۲/۳۳۶)

یہ دعا پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(ماخوذ از البینات شرح مکتوبات مکتوب ۳۸ جلد دوم)

www.maktabah.org

وطے مقامات عشرہ منوط بایں تجلیات ثلثہ است تجلیء

اور مقامات عشرہ کا طے کرنا ان تجلیات ثلاثہ سے متعلق ہے تجلی افعال ،

افعال وتجلیء صفات وتجلیء ذات ۔ وازیں مقامات غیراز مقام

تجلی صفات اور تجلی ذات[16] ۔ اور یہ مقامات مقام رضا کے

رضا ہمہ وابستہ بتجلیء افعال وتجلیء صفات اند ، ومقام

علاوہ سب تجلی افعال اور تجلی صفات سے وابستہ ہیں اور مقام رضا تجلی

رضا منوط بتجلیء ذات است ، تعالیٰ وتقدس

ذات سے مربوط ہے وہ بلند اور پاک ہے

[16] **تجلیات ثلاثہ**

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تجلی فعلی ، تجلی صفاتی ، تجلی ذاتی کی تعریفات وتفصیلات بیان کردی جائیں۔

تجلی فعلی

اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو صفات فعلیہ ربوبیۃ میں سے کسی صفت کے ساتھ متجلی پاتا ہے اس مشاہدے میں سالک سے حول وقوت اور فعل وارادہ سلب ہوجاتا ہے اور وہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو متصرف وجاری دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی کُنتُ سَمعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ......الخ سے عیاں ہے۔

تجلی صفاتی

اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو امہات صفات میں متجلی پاتا ہے ۔علمائے

وبمحبت ذاتیه که مستلزم مساوات ایلام محبوب است

اور محبت ذاتیہ سے جو مستلزم ہے محبوب کی طرف سے ایلام (رنج) اور اس کے انعام

بانعام اونسبت بمحب - پس لاجرم رضا متحقق شود و

کی مساوات کو محب کے حق میں اس کے بعد لامحالہ رضا متحقق ہو جاتی اور ناپسندیدگی اٹھ

کراہت برخیزد - وہمچنیں بلوغ ایں جمیع مقامات بحد کمال

جاتی ہے اور اسی طرح ان تمام مقامات میں کمال کی حد تک رسائی تجلی ذاتی کے

در وقت حصول تجلی ذاتی است که فنائے اتم وابسته

حصول کے وقت نصیب ہوتی ہے کیونکہ فنائے اتم اس (تجلی ذاتی) کے ساتھ

بآنست - اما حصول نفس مقامات تسعه در تجلیء افعال و

وابستہ ہے لیکن نو مقامات کا نفس حصول تجلی افعال اور تجلی صفات میں ہو

ماتریدیہ کے نزدیک امہات صفات آٹھ ہیں یہی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا مؤقف اور کشف ہے آٹھویں صفت تکوین ہے ان کو صفات ثمانیہ حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

۱.....تکوین ۲.....حیات ۳.....علم ۴.....قدرت

5.....ارادہ ۶.....سمع ۷.....بصر ۸.....کلام

جبکہ علمائے اشاعرہ کے نزدیک صفات ذاتیہ حقیقیہ سات ہیں صفت تکوین صفات ذاتیہ میں شامل نہیں یہی حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کا مسلک اور کشف ہے۔

www.maktabah.org

تجلی صفات است۔ مثلاً ہر گاہ قدرت او را سبحانہ بر خود

جاتا ہے۔مثلاً جب اس (حق تعالیٰ) سبحانہ کی قدرت کو اپنے اوپر اور تمام اشیاء

وبر جمیع أشیا مشاہدہ نماید، بے اختیار بتوبہ وانابت رجوع

پر مشاہدہ کرتا ہے تو بے اختیار توبہ اور انابت کی طرف رجوع کرتا ہے اور خوف

کند، وخائف وترساں باشد، و ورع شیوۂ خودسازد، وبر تقدیرات

کھاتا ہے اور لرزتا ہے اور ورع کو اپنا شیوہ بنالیتا ہے اور اس کی تقدیر پر صبر کرتا

اوصبر پیش گیرد، وبے طاقتی بگذارد۔ وچوں مولائے نعم اورا

اور بے طاقتی سے رہائی حاصل کرلیتا ہے اور جب نعمتوں کا مالک اسی کو سمجھتا ہے

تجلی ذاتی

تجلی ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ بندے پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات بلاواسطہ وارد ہوتی ہیں درمیان میں وسائط نہیں ہوتے گو وہ تجلیات عین ذات نہیں ہوتیں لیکن وہ تجلیات صفات سے بہت بالا ہوتی ہیں۔

اس تجلی میں سالک فانی مطلق ہوکر اپنے علم، شعور اور ادراک سے بے تعلق ہو جاتا ہے عبد، فانی ہوجاتا ہے اور حق، باقی رہتا ہے۔اسی فنائیت کے بعد بقاباللہ کا مقام آتا ہے اس تجلی میں سالک اپنے آپ کو بلاتعین جسمانی وروحانی اطلاق کے رنگ میں پاتا ہے اور کمال توحید عیانی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

تجلی آفاقی وانفسی

سالک جب سیر انفسی کے دوران ولایت صغریٰ (ولایت ظلیہ) کے مقام کے

www.maktabah.org

دانند، واعطا ومنع ازو شناسد، سبحانہ، ناچار در مقام شکر

اور عطا کرنا اور روک لینا اسی سبحانہ سے جانتا ہے۔ لامحالہ مقام شکر میں آتا ہے

آید، ودر توکل قدم راسخ نہد۔ وچوں عطوفت ومہربانی

اور توکل میں راسخ قدم ہو جاتا ہے اور جب نرمی اور مہربانی جلوہ گر ہوتی ہے

متجلی شود در مقام رجا در آید، وچوں عظمت و کبریائی او

تو مقام رجا میں آتا ہے اور جب اس کی عظمت اور کبریائی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

مشاہدہ نماید، ودنیائے دنی در نظراو خوار و بے اعتبار در آید

اور کمینی دنیا اس کی نظر میں ذلیل اور بے اعتبار دکھائی دیتی ہے

ساتھ ممتاز ہوتا ہے تو وہ جو تجلی بھی دیکھتا ہے اپنی ذات میں دیکھتا ہے نیز معرفت یا حیرت بھی اپنی ذات میں ہی ملاحظہ کرتا ہے اور اس تجلی میں اس کی حیرت کی وجہ یہ ہے کہ وہ عالم وجوب کی بے کیف تجلی ہوتی ہے جو سالک کے عدم ادراک کی وجہ سے سبب حیرت بن جاتی ہے اس کو تجلی انفسی کہتے ہیں۔ اس مقام میں سالک کوشش کرتا ہے کہ تجلی آفاقی (جو تجلی انفسی کا ظل ہے) منقطع ہو جائے کیونکہ جب تک تجلی آفاقی منقطع نہ ہو جائے فنائے کامل حاصل نہیں ہوتی اور جب فنا ناقص ہوگی تو بقا بھی ناقص ہوگی اس لئے کہ بقا بقدر فنا ہوا کرتی ہے اور فنائے مطلق و مطلق فنا میں فرق یہ ہے کہ فنائے مطلق، فنائے تام ہے اور مطلق فنا، فنائے ناقص ہے۔ فنائے مطلق میں سالک کو ماسویٰ کا نسیان تام ہو جاتا ہے۔ اور اس کا لطیفہ اپنے مبداء فیض تک پہنچ جاتا ہے جبکہ مطلق فنا میں ایسا نہیں ہوتا۔ مولانا روم مست بادۂ قیوم علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

www.maktabah.org

ناچاربے رغبتی در دنیا پیداشود، وفقر اختیار کند ، وزہدیدن

لامحالہ دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوجاتی ہے اور فقر اختیار کر لیتا ہے اور زہد

خود گیرد، اما باید دانست کہ حصول ایں مقامات بتفصیل

کو اپنا شعار بنا لیتا ہے ۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ ان مقامات کا

وترتیب مخصوص بسالک مجذوب است ۔ ومجذوب

حصول تفصیل اور ترتیب کے ساتھ سالک مجذوب کے ساتھ مخصوص

سالک راطے ایں مقامات برسبیل اجمال است ۔ چہ او را

ہے اور مجذوب سالک ان مقامات کو اجمالی طور پر طے کرتا ہے کیونکہ اس کو

بے فنائے مطلق و جذب قوی
کے حریم وصل را محرم شوی

واضح ہو کہ عارف کا یہ شہود، سیر انفسی کے دوران ولایت صغریٰ (جس کو ولایت ظلیہ بھی کہتے ہیں) کے حصول کے وقت ہوتا ہے لیکن جس وقت عارف کمالات ولایت نبوت سے مشرف ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ شہود انفسی بھی ظلال مطلوب سے ایک ظل ہے اور مطلوب ابھی ماوراء ہے ۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۶)

....

مرتبۂ وجوب

یہ مرتبہ صفات کلیہ کا جامع مرتبہ ہے اور دائرہ اصل سے تعلق رکھتا ہے یہ عارف کے لئے مشاہدے کا مقام ہے اور وہ اس رتبے میں صفات حقیقیہ ثمانیہ کی سیر کرتا ہے ۔

www.maktabah.org

عنایت ازلی گرفتار محبتے ساختہ است، کہ بتفصیل آنہانمی

عنایت ازلی نے ایسی محبت میں گرفتار کیا ہے کہ ان (مقامات) کی تفصیل

تواند پرداخت، در ضمن آں محبت زبدۂ ایں مقامات، و

میں پڑنا اس کے لئے ممکن نہیں۔ اس محبت کے ضمن میں ان مقامات کا

خلاصۂ ایں منازل، بروجہ اتم او را حاصل ست۔ کہ صاحب

لب لباب اور ان منازل کا خلاصہ مکمل طور پر اسے حاصل ہے جو صاحب تفصیل

تفصیل را میسر نشدہ است۔ والسلام علی من اتبع الھدی.

کو بھی میسر نہیں ہوتا اور سلامتی ہو اس (شخص) پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

مشاہدہ

کسی امر کے استحضار اور یقینی تصور کا قلب سالک پر اس طرح غالب اور قوی ہو جانا کہ گویا وہ دل کی آنکھ سے اسے دیکھ رہا ہے مشاہدہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْىُ عَيْنٍ

(مسلم ۲/۳۵۵)

ہم لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جب دوزخ و جنت کا ذکر سنتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

وجوب کے مرتبے میں سالک کو دو قسم کا مشاہدہ ہوتا ہے کبھی صفات بدون تعلقات اس کی نظر میں بعنوان کلیت مشہود ہوتی ہیں اور کبھی صفات متعلق بہ معلومات و مقدورات بعنوان جزئیت نظر آتی ہیں۔

www.maktabah.org

قسم اول

پہلی قسم کے مشاہدے کو شہود صفات کلیہ کا نام دیتے ہیں ۔اس مرتبے میں صفات مجردہ مشہود ہوتی ہیں ان کا ممکنات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

قسم دوم

دوسری قسم کو شہود صفات جزئیہ کہا جاتا ہے اس مرتبے میں صفات کا ممکنات کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور سالک مشاہدہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم فلاں معلوم کے ساتھ اور صفت قدرت فلاں مقدور کے ساتھ تعلق رکھتی ہے علیٰ ہذا القیاس تمام صفات، ممکنات سے متعلق نظر آتی ہیں، سالکین کے نزدیک مشاہدے کی پہلی قسم (شہود صفات کلیہ) زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۴۲)

www.maktabah.org

منہا-۱۱

طالب رابايد كه اہتمام درنفئ آلہۂ باطلۂ آفاقی و

طالب کو چاہیئے کہ وہ آفاقی و انفسی باطل معبودوں کی نفی کااہتمام

انفسی نماید، ودرجانب اثبات معبود حق، ہرچہ در

کرے[۱] اور معبود برحق کے اثبات کے متعلق جو کچھ اس کے شعور اور وہم

حوصلۂ فہم و وہم اودرآید، آنرانیز درتحت نفی داخل

کے حوصلہ میں آئے اسے بھی نفی کے نیچے داخل کرے اور اسی کی

سازد، واکتفا بموجودیتِ آں نماید۔ اگرچہ وجود

موجودیت پر اکتفا کرے۔ اگرچہ اس مقام پر وجود

راہم دراں موطن گنجائش نیست۔

کی بھی گنجائش نہیں۔

۱ طالب حق کونصیحت

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ چونکہ طالب راہِ حقیقت کا مقصود فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے آفاقی اور انفسی (خواہشات نفسانیہ) معبودان باطلہ اور وہم وخیال اور مراقبات و واقعات کے دوران مشاہدہ ہونے والے سب باطل معبودوں کی نفی کرنا چاہیئے، اہل ہواونفس کا نفسانی خواہشات

www.maktabah.org

کو معبود قرار دینا آیت کریمہ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ هَوَاهُ سے ثابت ہے ان سب الہۂ باطلہ کو ساقط الاعتبار سمجھ کر لا کی تیغ سے نفی کرنا چاہئے تاکہ اِلَّا اللّٰہ کے ذریعے معبود حقیقی جل سلطانہ کا اثبات ہو سکے۔

تابجاروب لا نروبی راہ

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ سالک ہر ماسوی اللہ کی نفی کرے اسی لئے صوفیاء نفی اثبات کے ذکر کے دوران لاموجود الا اللّٰہ کے تصور سے بھی ذکر کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔

www.maktabah.org

ماورائے وجود باید طلبید۔ علمائے اہل سنت زیبا گفته

(ذات حق کو) وجود سے ماوراء تلاش کرنا چاہئے [2] علمائے اہل سنت

اند که وجود واجب تعالیٰ زائد است بر ذات اوسبحانه۔

نے خوب کہا ہے کہ واجب تعالیٰ کا وجود زائد ہے اس سبحانہٗ کی ذات

وجود را عین ذات گفتن، ووارائے وجود، امر دیگر اثبات

پر۔ وجود کو عین ذات کہنا اور وجود سے وراء کسی دوسری بات کا

ناکردن، ازقصور نظر است۔

اثبات نہ کرنا نظر کا قصور ہے۔

[2] حق تعالیٰ وجود سے ماوراء ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ طالب کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو وجود سے بھی ماوراء تلاش کرنا چاہئے اور وجود اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مشائخ نقشبندیہ اسماء وصفات کا سبق نہیں دیتے بلکہ پہلے روز ہی اسم ذات کی تعلیم دیتے ہیں۔

دراصل وجود عین ذات نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جو قائم بالذات اور زائد علی الذات ہے

حضرت امام ربانی کا موقف

چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

واجب تعالیٰ کا وجود جمہور متکلمین کے نزدیک اس کی ذات عزشانہ، پر زائد ہے اور حکماء...... اور شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ اور بعض صوفیاء کے نزدیک، یہ

www.maktabah.org

وجود عین ذات ہے اس فقیر کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ واجب تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ...... برخلاف باقی موجودات کے، کہ وہ سب وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ (معارف لدنیہ معرفت ۱۴)

یاد رہے کہ حضرت ابن عربی قدس سرہ' کا مؤقف یہ ہے کہ جس طرح ذات اور صفات ایک دوسرے کا عین ہیں ایسے وجود اور موجود ایک دوسرے کا عین ہیں یعنی کائنات اور ذات (اللہ) ایک ہے یہی حضرت ابن العربی قدس سرہ کے نظریہء وحدت الوجود کی بنیاد ہے۔

جب کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا مؤقف یہ ہے کہ ذات اور کائنات ایک نہیں وجود اور موجود ایک دوسرے کا عین نہیں ۔ وجود میں کثرت ہے اور موجود میں وحدت ہے اور وہ ذات حق ہے اس لئے وحدت الوجود کی بجائے اگر وحدت الموجود کہا جائے تو زیادہ موزوں ہے ۔اسی کو حضرت امام ربانی کا پیش فرمودہ نظریہء توحید ''وحدۃ الشہوذ'' کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن العربی کا مؤقف ہے کہ وجود واحد کے سوا کچھ مشہود نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام ربانی کے نزدیک ایک وجود کے سوا کچھ نظر نہ آنا یہ نظر کا قصور ہے کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں جیسے کہ جب آسمان ابر آلود ہو تو آفتاب نظر نہیں آتا لیکن ہوتا ہے چونکہ غلبہء شہود کی بنا پر کوئی شئی نظر نہیں آتی ۔ جیسے سورج کی روشنی کے سامنے ستارے وغیرہ ماند پڑ جاتے ہیں ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ کی موجودیت کا سورج سالک کو مشہود ہوتا ہے تو وجود کائنات ہونے کے باوجود نظر نہیں آتا اسی کو وحدت شہود کہتے ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ' نے پہلے کشفی طور پر جمہور متکلمین اہلسنت کے عقیدہ کو ثابت کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا وجود اس کی ذات کا عین نہیں بلکہ زائد علی الذات

www.maktabah.org

ہے اب جامع شریعت وطریقت حضرت شیخ علاوٗ الدولہ کا قول پیش فرما رہے ہیں۔

قول ملاحظہ ہو" فَوْقَ عَالَمِ الْوُجُوْدِ عَالَمُ الْمَلِکِ الْوَدُوْدِ "یعنی شہنشاہِ ودود جلّ سلطانہ کا عالم، عالم وجود سے بالا ہے۔

مذکورہ قول گرامی میں وجود اور ودود کو ہم وزن تزئین جملہ کیلئے لایا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ وجود کائنات، ذات ودود جلّ سلطانہ کا عین نہیں بلکہ ذاتِ ودود (حق تعالیٰ) کا عین کہنا ہمہ اوست ہے حضرت شیخ علاوٗ الدولہ نے اس نظریہ کے مقابلے میں ہمہ از اوست کا نظریہ پیش فرمایا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ذات اور کائنات ایک نہیں بلکہ کائنات ذات کے اسماء وصفات کے ظلال کا مظہر ہے بعد میں حضرت امام ربانی نے اس نظریہ کو کشف وتحقیق کے ذریعے مؤید ومؤکد فرمایا جس کی کماحقہ آج تک کوئی تردید نہیں کرسکا۔

www.maktabah.org

قال الشیخ علاء الدولة "فوق عالم الوجود عالم الملک الودود"

حضرت شیخ علاؤ الدولہ[3] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ملک ودود کا عالم، عالم وجود سے بالا ہے

[3] حضرت شیخ علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد اور کنیت ابوالمکارم ہے اور آپ شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی کے لقب سے مشہور ہیں آپ ۶۵۹ ھ میں متولد ہوئے۔ آپ کی اصل، سلاطین سمنان سے ہے پندرہ سال کی عمر میں سلطان وقت کے دربار سے وابستہ ہوئے دوران جنگ جب سلطان دشمن سے نبرد آزما تھا کہ آپ میں جذب کی کیفیت پیدا ہوگئی آپ ترک تعلق کر کے حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمان کسرقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد حاضر ہوئے جنہیں طریق سلوک کے امام ہونے کی وجہ سے کشف ودقائق پر پورا کمال حاصل تھا۔ آپ نے خانقاہ سکاکیہ میں سولہ سال بسر کیے آپ اپنے دور کے بہت بڑے شیخ اور علوم شریعت وطریقت کے امام تھے علوم ظاہری و باطنی میں اپنے زمانے کے پیشوا تھے حضرت ابن العربی کے نظریہء وحدت الوجود پر آپ نے ان کی شدید مخالفت فرمائی دراصل ابتداء میں آپ نے ہی توحید شہودی کے شرعی معارف وحقائق کو بیان فرمایا تھا۔

حضرت امام ربانی، حضرت ابن العربی کے علوم توحید کے مقابلے میں حضرت شیخ موصوف کے علوم ومعارف توحیدی کے ساتھ متفق ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ حضرت شیخ سمنانی، حضرت ابن العربی پر ملامت کرتے ہیں حضرت امام ربانی ان پر ملامت نہیں کرتے کیونکہ کچھ عرصہ آپ حضرت ابن العربی کے معارف توحیدی کے قائل رہے ہیں بلکہ بر بنائے خوش اعتقادی تاویل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معارف حضرت ابن عربی کے احوال ہیں نہ کہ عقائد نیز ان کی خطائے کشفی کو خطائے

www.maktabah.org

اجتہادی کی مانند قرار دیتے ہیں۔

حضرت شیخ سمنانی نے حضرت ابن العربی کے شریعت مطہرہ سے بظاہر متصادم علوم و معارف کے متعلق سخت اختلاف کے باوجود ان کی بزرگی اور ان کے روحانی کمال کا اعتراف بھی فرمایا ہے اس لئے آپ انہیں اَیُّھَا الصِّدِّیق ، اَیُّھَا الْمُقَرِّبُ ، اَیُّھَا الْوَلِیُّ جیسے القابات سے مخاطب کرتے ہیں۔

ایک درویش نے حضرت شیخ سمنانی سے دریافت کیا کہ حضرت ابن العربی نے خدا کو جو وجود مطلق کہا ہے کیا قیامت کے روز ان سے اس بات پر مواخذہ ہوگا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا میں اس قسم کی باتوں کو بالکل اپنی زباں پر نہیں لانا چاہتا کاش وہ ایسا نہ کہتے کیونکہ مشکل بات کا کہنا جائز نہیں لیکن جب کہہ دی گئی تو پھر اس کی تاویل کرنا ضروری ہے تاکہ درویشوں کے دل میں شبہات پیدا نہ ہوں اور وہ بزرگوں کے بارے میں بے اعتقاد نہ ہوں۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام عمداً گناہ کے صدور سے معصوم ہیں اور اولیاء عظام گناہ کی ذلت سے محفوظ! رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اَنْ تَغْفِرَ اللّٰھُمَّ فَاغْفِرْ جَمْعاً وَاَیُّ عَبْدٍ لَکَ لَا اِلْمَا یعنی اے پروردگار بخشتا ہے تو سب کو بخش دے تیرا کونسا بندہ ہے جو گناہ گار نہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس عاجز کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ بندہ خود کو مجرم اور قصور وار نہ سمجھے۔ (نفحات الانس)

آپ کا وصال بعمر ۷۷ سال شب جمعہ ۲ رجب ۷۳۶ھ صوفی آباد میں ہوا۔

انا اللہ و انا الیہ راجعون

www.maktabah.org

ایں درویش را،چوں ازعالم وجود بالا گذرانید ند تاچند گاہ

اس درویش کو جب عالم وجود سے بالا گذارا گیا[۲] جتنا عرصہ مغلوب الحال

کہ مغلوب حال بود خود را ازروئے علم تقلیدی ازاہل اسلام

رہا اپنے آپ کو علم تقلیدی کے اعتبار سے اہل اسلام میں شمار کرتا

می شمرد۔بالجملہ ہرچہ در حوصلۂ ممکن درآید بطریق

رہا۔ المختصر جو ممکن کے حوصلہ (شعور) میں آتا ہے وہ بطریق

اولٰی ممکن شاید۔

اولٰی ممکن ہی ہوگا۔

[۲] حضرت امام ربانی اور عالم وجود

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بھی ابتدائے سلوک میں غلبہء حال کی بناپر وجود کو عین موجود قرار دیا تھا مگر جب آپ کو عالم وجود سے اوپر عروج نصیب ہوا تو آپ نے اس قول سے رجوع فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کیا۔

ابتدائے سلوک میں عالم وجود سے وراء روحانی سیر سے قبل آپ کا اسلام تقلیدی تھا۔دراصل اسلام کی دوقسمیں ہیں۔

اسلام تقلیدی اور اسلام تحقیقی

فنائے ذات اور تزکیہء نفس سے پہلے سالک کا اسلام تقلیدی ہوتا ہے اس قسم کے اسلام کے زائل ہونے کا اندیشہ رہتا ہے جبکہ فنائے ذات اور تزکیہ نفس مقام مشاہدہ تک رسائی کے بعد سالک اسلام تحقیقی سے بہرہ یاب ہوتا ہے اسلام کی یہ قسم ہر قسم کے زوال سے محفوظ ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

فسبحان من لم یجعل للخلق الیه سبیلا الا بالعجز عن معرفته ۔

پس پاک ہے وہ ذات جس نے نہیں بنائی کوئی راہ مخلوق کیلئے اپنی طرف ماسوائے

گمان نکنند کہ ازیں فنافی اللّٰہ وبقا باللّٰہ ممکن واجب گردد

اپنی معرفت سے عجز کے ۵گمان نہیں کرنا کہ اس فنافی اللہ اور بقاباللہ سے ممکن واجب ہو گیا

۵ حضرت ابن عربی اور حضرت امام ربانی کا جدا جدا موقف

اگر کائنات اور ذات کو ایک دوسرے کا عین قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ممکن واجب ہو گیا اور واجب ممکن ہو گیا حالانکہ ممکنات اور کائنات کے ظرف میں جو کچھ آئے گا وہ محدود اور مقید ہو جائے گا اور واجب تعالیٰ حدود و قیود اور ثغور سے وراء ہے فلہٰذا جو محدود و ممکن میں آئے گا وہ بدرجہ اتم محدود اور ممکن ہو گا لہٰذا حق تعالیٰ ممکنات اور کائنات کی حدود سے وراء اور پاک ہے اس لئے سالک کو واجب تعالیٰ کا جتنا بھی قرب نصیب ہو گا وہ اتنا ہی ذات کی کنہہ' یافت اور ادراک کی معرفت سے قاصر اور عاجز آ جائے گا حضرت ابن العربی اور حضرت امام ربانی کا معرفت ذات کے متعلق اختلاف ہے حضرت ابن العربی کا موقف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی معرفت ممکن ہے بایں معنی کہ سالک کو ذات کا علم اور ادراک حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ نے خود کہا ہے کہ ہمیں ذات کا علم وادراک ہے اور العجز عن درک الادراک ادراک کے قائلین کو جاہل قرار دیا ہے۔ (فص شیثیہ)

www.maktabah.org

پس چوں ممکن واجب نگردد غیر از عجز از ادراک

پس جب ممکن واجب نہیں ہوسکتا تو واجب تعالیٰ کے ادراک سے درماندگی

واجب تعالیٰ نصیب ممکن نباشد

کے سوا ممکن کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

عنقا شکار کس نشود دام بازچیں

عنقا کسی کے شکار میں نہیں آتا جال اٹھا لو۔

کاینجا ہمیشہ بادبدست ست دام را

کیونکہ اس جگہ ہمیشہ ہوا ہاتھ میں آتی ہے جال کے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' کا مؤقف یہ ہے کہ بندے کے لئے ذات کی کنہہ کا ادراک ممکن نہیں اور ذات کی معرفت یہی ہے کہ اس کی معرفت سے عاجزی کا اعتراف واقرار کرلیا جائے اور اَلْعِجزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ کے قائل کی طرف جہالت کی نسبت کرنا بہت بڑی جسارت ہے کیونکہ یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے جو اس امت کے سب سے پہلے صوفی، عارف اور افضل البشر بعدالانبیاء ہیں۔ شتان بینھا ان دونوں نظریوں میں کس قدر فرق ہے۔

www.maktabah.org

چہ آں محال است ، ومستلزم قلب حقائق ۔بلند ہمتی

کیونکہ یہ محال ہے اور قلب حقائق کو مستلزم ہے[۶] بلند ہمتی کا

ہمیں طور مطلب رامی خواھد کہ ہیچ از و بدست نیاید،

تقاضا یہی ہے کہ کچھ پتہ اس (ذات حق) کا ہاتھ نہ آئے اور

وہیچ نام ونشان ازو پیدانشود۔

اس (ذات) کا کوئی نام ونشان ظاہر نہ ہو۔

۶ حضرت امام ربانی قدس سرہ ایک سوال کا جواب ارشاد فرمارہے ہیں کہ کیا سالک فنافی اللہ اور بقاباللہ کے بعد اللہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی قدس سرہ کا قول ہے فَوَقْتاً یَکُوْنُ الْعَبْدُ رَبّاً بِلَاشَکٍّ (فصوص الحکم کلمہ اسحاقیہ)

حضرت امام ربانی ارشادفرماتے ہیں کہ فنا اور بقا کے بعد ممکن واجب نہیں ہوتا بندہ، خدا نہیں بنتا بلکہ فنافی اللہ اور بقاباللہ کے بعد بھی بندہ، بندہ ہی رہتا ہے اور اللہ، اللہ ہی رہتا ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ ممکن واجب ہوجائے ورنہ قلب حقائق لازم آتا ہے۔ البتہ فنا و بقا کے بعد بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہوجاتا ہے۔

جب فنا و بقا کے بعد ممکن، ممکن ہی رہتا ہے اور واجب، واجب ہی رہتا ہے تو ممکن (سالک) کو واجب کے ادراک سے عاجز آنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اس لئے عینیت کے قول سے اجتناب کرنا چاہئے اور ذات حق جلّ سلطانہ کو ممکنات اور کائنات سے وراء ڈھونڈنا چاہئے۔

www.maktabah.org

جمعے ہستند کہ مطلبے می خواہند ، کہ آں را عین خود یا

ایک جماعت ایسی ہے جو دوسرا مطلب لینا چاہتی ہے وہ یہ کہ اس (ذات) کو اپنا عین

بند، وقرب ومعیت باوپیدا سازند

پاتے ہیں اور اس کے ساتھ قرب اور معیت پیدا کرتے ہیں۔ ے

آں ایشا نند ومن چنینم یارب

وہ کہاں اور میں کہاں یارب

تیری تلاش میں پھروں جنگل پہاڑ دشت میں
نہ ہی تیرا پتہ چلا نہ ہی تیری نشانیاں

کیونکہ ذات کی معرفت ایک ایسا بھنور اور گرداب ہے جس میں ہزاروں کشتیاں غرق ہوگئیں کہ آج تک ان کا کوئی اتا پتا بھی نہیں چل سکا۔

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

ے مسئلہ عینیت

صوفیاء کا ایک گروہ ممکن کو واجب قرار دے کر عینیت کا قول کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابن العربی قدس سرہ' کا قول ہے۔

فَاَنْتَ عَبْدٌ وَاَنْتَ رَبٌّ..........وَاَنْتَ رَبٌّ وَاَنْتَ عَبْدٌ

یعنی تو ہی بندہ ہے اور تو ہی رب ہے......اور تو ہی رب ہے اور تو ہی بندہ ہے

لہٰذا انہوں نے وجود کو حقیقت واحدہ قرار دے کر کہا کہ چونکہ کوئی شئی اپنی ذات کی ضد نہیں ہوتی پس حق تعالیٰ ہی رہا کوئی دوسری چیز نہ رہی اس لئے نہ کوئی ملا ہوا رہا

www.maktabah.org

اور نہ ہی کوئی جدا ہونے والا رہا۔ جیسا کہ فصوص الحکم میں ہے فَاِنَّ الْوُجُوْدَ حَقِیْقَةٌ وَاحِدَةٌ وَالشَّیْءُ لَایُضَادُ نَفْسَهٗ

فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا الْحَقُّ لَمْ یَبْقَ کَائِنٌ
فَمَا ثَمَّهٗ مَوْصُوْلٌ وَمَا ثَمَّهٗ بَائِنٌ

(کلمہ اسماعیلیہ)

عینیت کی بنا پر ہی قرب ومعیت ذاتی زمانی ومکانی کا قول کیا جاتا ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک قرب واحاطہ ومعیت ذاتی نہیں بلکہ علمی ہے اور یہی علمائے اہلسنت وجماعت کا موقف ہے جو نصوص محکمات سے ثابت ہے جیسا کہ آیات کریمہ وَقَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً اور اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۱۲

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس فرمودہ

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس فرماتے ہیں کہ مشائخ میں

اند کہ آئینۂ ہر یک از مشائخ را دو جہت ست و آئینۂ

سے ہر کسی کے آئینہ کی دو جہتیں ہیں اور میرے آئینہ کی

مرا شش جہت

چھ جہات ہیں [۱]

[۱] جہات قلب

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ الساری کے ایک ارشاد گرامی کی توضیح فرما رہے ہیں کہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے آئینہ (قلب) کی دو جہتیں ہوتی ہے جبکہ میرے آئینہ کی جہتیں چھ ہیں۔

لفظ ''مانا'' فارسی زبان میں دو معنوں کیلئے استعمال ہوتا ہے ایک شائد کے معنی میں اور دوسرا یقیناً کے معنی میں اگر شاید کا معنی لیں تو اس میں تھوڑا سا شبہ پایا جاتا ہے اور جب یقین کے معنی میں لیں تو شبہ ساکت ہو جاتا ہے بات یقینی ہو جاتی ہے زیر نظر منہا میں یقین کا پہلو ہی غالب ہے اس لئے ''مانا'' کا معنی یہاں یقیناً ہی لیا جائے گا۔

طریقت نقشبندیہ کے خلفاء میں سے کسی خلیفہ نے بھی حضرت خواجہء بزرگ

www.maktabah.org

کے اس کلمہ قدسیہ کے متعلق اشارۃً یا کنایۃً ،اجمالاً یا تفصیلاً کوئی کلام نہیں کی عدم فہم کی وجہ سے خاموش رہے۔

کسر نفسی اور عاجزی کے طور پر حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اپنے آپ کو قلیل البضاعۃ تحریر فرمایا ہے جس سے مراد، دوں ہمت، کم علم اور بے عمل وغیرھا مفہوم ہوتا ہے جبکہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز نے آپ کے متعلق کثیر العلم اور قوی العمل لکھا نیز آپ کے علم وعمل کا زمانہ معترف ہے جس پر آپ کی تصانیف لطیفہ اور مکتوبات شریفہ شاہد عادل ہیں ۔یہاں تک کہ آپ کے استاد گرامی حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سب سے پہلے مجدد الف ثانی لکھا یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے دور کے جلیل القدر، علماء، فضلاء، صوفیاء، اتقیاء، اقطاب واغیاث کے ملجا و ماویٰ تھے ۔کس قدر عالی ظرف اور عظیم وہ لوگ تھے جو علم وفضل اور تقویٰ وعمل کے لحاظ سے پہاڑ تھے ۔مگر از راہ عجز وانکسار خود کو فقیر، حقیر پر تقصیر اور قلیل البضاعۃ وغیرھا جسے الفاظ اور القاب سے نوازتے تھے کہ کہیں شیطانی تصرفات اور نفسانی خواہشات راہ راست سے ہٹانہ دیں آپ کا یہ انداز تحریر موجودہ دور کے ارباب علم وفضل کے لئے سبق آموز ہیں ورنہ علم وفضل کی وجہ سے انسان کے اندر تکبر، رعونت، خود پسندی، دعویٰ وتعلی جیسے روحانی واخلاقی امراض جنم لیتے ہیں جو روحانیت کے حصول اور بارگاہ قدس تک وصول کیلئے حجاب اکبر کا باعث ہوتے ہیں العیاذ باللہ سبحانہ بقول کسے

علم را بر تن زنی مارے بود علم را بر دل زنی یارے بود
صد کتب صد ورق در نار کن روئے دل را جانب دلدار کن

www.maktabah.org

مانا کہ ایں کلمہء قدسیہ را تا ایں زمان ہیچ یکے از خلفائے

یقیناً اس پاکیزہ کلمہ کو اس وقت تک اس بزرگ خانوادہ[۲] کے خلفاء میں سے کسی

ایں خانوادۂ بزرگ بیان نکردہ است، بلکہ باشارہ و رمز ہم

ایک نے بھی بیان نہیں کیا بلکہ اشارہ اور کنایہ سے بھی اس بارے میں

دراں باب سخن نراندہ ۔ایں حقیر قلیل البضاعۃ راچہ رسد کہ

بات نہیں کی۔ اس حقیر اور کم مایہ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس (کلمہ فرمودہ) کی

درشرح آں اقدام نماید و در کشف آں، زبان کشاید ۔اماچوں

شرح میں پیش دستی کرے اور اس کے کشف میں زبان کھولے ۔لیکن جب

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بمحض فضل خویش سرایں

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس معما کا راز اس

معما را برایں حقیر بکشود ، وحقیقت آں کما ینبغی وانمود،

حقیر پر کھول دیا اور اس کی حقیقت جیسا کہ چاہیے تھی ظاہر کردی،

۲ عنایت رحمانی برحضرت امام ربانی

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جب جلیل القدر خلفائے نقشبندیہ نے اس کلمہ قدسیہ کی شرح بیان نہیں فرمائی تو مجھ قلیل البضاعۃ کی کیا مجال کہ اس کی شرح تحریر کروں مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس لاینحل عقدہ کے راز کو میرے قلب پر القاء فرمادیا ہے اس لئے اب میں اس پوشیدہ راز کو سلک تحریر میں پرو رہا ہوں۔

www.maktabah.org

بخاطر ریخت کہ ایں دُرِّ مکنون را بہ بنان بیان در

دل میں آیا کہ اس گوہر پوشیدہ کو بیان کی انگلیوں سے تحریر کی لڑی میں

سلک تحریر کشد، وبزبان ترجمان درحیز تقریر آرد۔

پرو دے اور زبان ترجمان کے ساتھ تقریر کے مقام میں لے آئے

بعدازادائے استخارہ شروعے دراں باب نمودہ آمد۔ والمسئول

استخارہ کرنے کے بعد اس باب میں شروع ہوا اور اللہ سبحانہ سے استدعا ہے کہ وہ

من اللہ سبحانہ العصمۃ والتوفیق

غلطی سے بچائے اور حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔[۳]

۳۔ بزرگان دین کا یہ معمول رہا ہے کہ جب ان پر کوئی کشف، واقعہ یا خواب میں کوئی پوشیدہ اسرار کھلتے ہیں تو انہیں تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرنے یا احاطہ تحریر میں لانے سے قبل استخارہ کرتے ہیں جب استخارہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم ہو جائے تو اس راز کو بیان کر دیتے ہیں پس پردہ حکمت یہ کارفرما ہوتی ہے کہ اس میں بے شمار انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ پنہاں ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز استخارہ کے بعد حق تعالیٰ سے غلطی سے بچنے اور اس راز کے کھولنے کی طاقت واستعداد مانگ رہے ہیں۔

www.maktabah.org

بـایـد دانسـت کـه مراد از آئینه ، قـلـب عـارف ست کـه

جاننا چاہئے کہ آئینہ سے مراد عارف کا دل ہے جوبرزخ ہے روح

بـرزخ سـت بین الـروح والـنـفـس ، وازدوجہـت ، جہة

اور نفس کے درمیان اور دو جہت سے جہت

روح وجہة نفس مراد داشته اند۔

روح اور جہت نفس مرادلی ہے۔ ؎

؎ حضرت امام ربانی اور آئینہ قلب

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اس کلمہ قدسیہ کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آئینہ سے مراد عام لوگوں کا قلب نہیں بلکہ قلب عارف مراد ہے اور عارف کا قلب روح اور نفس کے درمیان برزخ ہے۔

برزخ اس دورخ حجاب اور پردے کو کہا جاتا ہے جو ایک طرف سے لیتا اور دوسری طرف دیتا ہے۔

جیسا کہ حضور اکرم ﷺ امکان اور وجوب، خالق اور مخلوق کے درمیان حجاب اور برزخ ہیں آپ جہت نورانیت کے اعتبار سے حق تعالیٰ سے فیض لیتے ہیں اور جہت بشریت کے اعتبار سے مخلوق کو فیض دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو برزخ البرازخ اور برزخ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

؎ اُدھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

ایسے ہی دیگچی میں پانی ڈال کر گرم کرنے کیلئے جب اسے چولہے پر رکھ

www.maktabah.org

دیا جاتا ہے تو دیگچی کا نچلہ حصہ (تلہ) پانی اور آگ کے درمیان برزخ کا کام کرتا ہے آگ سے حرارت وصول کر کے پانی کو حرارت دیتا ہے یونہی قلب، روح اور نفس کے درمیان برزخ کا کردار ادا کرتا ہے یعنی جو فیض روح پر نازل ہوتا ہے قلب اس فیض کو روح سے لے کر نفس کو دیتا رہتا ہے۔

قلب صنوبری

مضغہ ءگوشت کو قلب صنوبری بھی کہا جاتا ہے قلب صنوبری قلب نوری کیلئے ظرف کی مانند ہے جو بشری کثافت اور گناہوں کی غلاظت کی وجہ سے کثیف اور غلیظ ہو جاتا ہے اور نفس، اپنی فطری شرارت اور قلبی مجاورت کی وجہ سے بھی شریر اور کثیف ہے تو قلب عارف مصفی اور مزکی ہونے کی بنا پر مضغہ ءگوشت اور نفس دونوں کو فیض دے کر لطیف بناتا رہتا ہے۔ یوں قلب عارف روح اور نفس کے درمیان برزخ کا کردار ادا کرتا ہے۔

یہاں مشائخ سے مراد مطلق مشائخ ہیں یعنی دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ کے ساتھ ساتھ مشائخ نقشبندیہ بھی مراد ہیں۔ کیونکہ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہ قدس جل سلطانہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے اور وہ مقام مقام محبوبیت ہے اس لئے کہ یہ راز حضرت شاہ نقشبند پر کھلا اور آپ کے بعد حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر کھلا۔

مشائخ جب واصل باللہ ہوتے ہیں تو وصل کے متعدد درجات میں سے مقام قلب کے درجہ پر پہنچ کر آئینہ قلب کی دو جہتیں (روح اور نفس) منکشف ہو جاتی ہیں تو قلب سے مناسبت رکھنے والے دو جہتوں کے علوم و معارف روح اور نفس پر وارد ہوتے ہیں بخلاف ''حضرت شاہ نقشبند'' کے طریقہ کہ جس کے متعلق آپ خود ارشاد فرماتے ہیں ''مانہایت را در بدایت درج ساختیم''، یعنی جہاں مشائخ کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نقشبندیوں کی ابتدا ہوتی ہے مگر جزوی طور پر ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

پس مشائخ را در وقت وصول بمقام قلب ہر دو جہت آن

پس مشائخ کو مقام قلب میں وصول کے وقت اس کی دو جہتیں منکشف

منکشف می گردد، وعلوم ومعارف آں ہر دو مقام کہ مناسب

ہو جاتی ہیں اور ان دو مقاموں کے علوم و معارف جو قلب کے ساتھ

قلب است فائض می شود بخلاف طریقے کہ حضرت خواجہ

مناسبت رکھتے ہیں فائض ہوتے ہیں بخلاف اس طریقے کے کہ حضرت خواجہ جس

بآں ممتازند، ونہایت دراں موطن دربدایۃ مندرج است،

کے ساتھ ممتاز ہوئے ہیں اور نہایت اس مقام میں ابتداء میں درج ہے کہ قلب

آئینہ قلب را دراں طریق شش جہت پیدامی شود۔

کے آئینہ کی اس طریقہ میں چھ جہتیں۵ ظاہر ہو جاتی ہیں

۵ سلسلہ نقشبندیہ اور جہات قلب

سلسلہ نقشبندیہ میں آئینہ قلب کی چھ جہتیں ہوتی ہیں ۔ اکابرین طریقت نقشبندیہ پر یہ امر منکشف ہوا ہے کہ انسان جن چھ لطائف سے مرکب ہے وہ سب قلب میں مندرج ہیں۔

چھ لطائف سے مراد عالم امر کے پانچ لطیفے (قلب، روح، سر، خفی، اور اخفیٰ) اور عالم خلق کا لطیفہ نفس ہے عالم خلق کے بھی پانچ لطیفے ہیں نار، خاک، باد اور آب چونکہ چار لطیفے اکیلے نفس میں مندرج ہوتے ہیں۔ طے سلوک کے دوران لطیفہ نفس کے ضمن میں باقی چاروں لطائف (نار، خاک، آب، باد) طے کروادیتے ہیں چونکہ

www.maktabah.org

بیانش آن ست کہ بر اکابر ایں طریقہ علیّہ منکشف

اس کا بیان یہ ہے کہ اس بلند طریقہ کے اکابر پر منکشف کیا گیا ہے

گردانیدہ اند کہ ہرچہ در کلیّۃ افراد انسانی ثابت ست،از

کہ جو کچھ افراد انسانی کی کلیت میں ثابت ہے چھ لطائف

لطائف ستہ در قلب تنہا نیز متحقق ست،از نفس و قلب

سے تنہا قلب میں بھی متحقق ہے نفس، قلب، روح،

و روح و سر و خفی و اخفیٰ

سر، خفی اور اخفی سے

طریقت نقشبندیہ میں پہلے عالم امر کے لطائف طے کروائے جاتے ہیں اس کے دوران ہی عالم خلق کے لطائف میں طہارت اور لطافت آ جاتی ہے۔لطیفہ نفس کو علیحدہ طے کروایا جاتا ہے تاکہ تزکیہ کامل ہو جائے عالم امر کے پانچ لطیفے سینے میں ہیں۔اور لطیفہ نفس پیشانی میں ہے بعض بزرگوں کے نزدیک لطیفہ نفس زیر ناف ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تطبیق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لطیفہ نفس کے قدم زیر ناف ہوتے ہیں اور اس کا سر انسان کی پیشانی میں ہوتا ہے۔

عالم خلق اور عالم امر کے جملہ لطائف انسان میں ہوتے ہیں خواہ وہ مومن ہو یا کافر خواہ ان میں طہارت،نفاست،لطافت اور فنائیت آئے یا نہ آئے۔

غرضیکہ حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں وہ چھ لطائف میرے قلب میں چھ جہتیں بن کر جلوہ گر ہیں۔

چھ لطائف سے مراد قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ اور نفس ہیں۔ جو خواجہ نقشبند

www.maktabah.org

که از شش جهت ایں شش لطیفه مراد داشته اند۔ پس

جو چھ جہات ہیں یہ چھ لطائف مراد لئے ہیں۔پس تمام مشائخ کی سیر ظاہر

سیر سائر مشائخ برظاہر قلب ست، و سیرایں بزرگواراں

قلب پر ہے اور ان بزرگوں کی سیر باطن قلب میں ہے اوراس سیر کے ذریعے

درباطن قلب۔ و بایں سیر بابطن بُطون آں می رسند،

اس کے (قلب) ابطنِ بطون تک پہنچ جاتے ہیں

قدس سرہٗ العزیز کی برکت سے نقشبندی فقیر کو تنہا قلب کے ضمن میں طے کروادیئے جاتے ہیں۔

دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ کرام جن کے آئینہ قلب کی دو جہتیں ہوتی ہے ان کی سیر ظاہر قلب تک ہی ہوتی ہے جبکہ سلسلہ نقشبندیہ کے درویش جن کے آئینہ قلب کی چھ جہتیں ہوتی ہے ان کی سیر قلب کے باطن میں ہوتی ہے۔

اَبْطَنُ، اَفْعَلُ کے وزن پر اسم تفضیل کا صیغہ ہے جسمیں دوسروں کی نسبت زیادتی پائی جاتی ہے ابطن کا معنی سب سے زیادہ باطن (پوشیدہ) ہے یعنی ایک ہے قلب کا باطن اور ایک ہے اس باطن کے باطن کا بھی باطن جسے قلبِ قلب کہا جا سکتا ہے اور باطن القلب سے آگے ا بطنِ بطون ہے نقشبندی درویش کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ الصمد کی بدولت دوران سلوک جب باطنی طیر اور روحانی سیر نصیب ہوتی ہے تو وہ قلب کے باطن سے لے کر ابطن بطون تک پہنچ جاتا ہے۔ یوں مقام قلب سے مناسبت رکھنے والے ان چھ لطیفوں کے علوم ومعارف مقام قلب میں منکشف ہوجاتے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

وعلوم ومعارف ایں ہرشش لطیفہ درمقام قلب منکشف

لیکن یہ وہی علوم ہیں جو مقام قلب کے مناسب ہیں اور چھ لطیفوں میں سے ہر ایک

می گردند ، اما علومے کہ مناسب مقام قلب اند۔ ایں

کے علوم ومعارف مقام قلب میں منکشف ہوجاتے ہیں یہ ہے بیان حضرت

است بیان کلمۂ قدسیہ حضرت خواجہ قدس اللّٰہ تعالیٰ

خواجہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے کلمہ قدسیہ کا اس حقیر کو اس مقام میں ان بزرگوں

سرہ ۔ایں حقیر را دریں مقام ببرکت ایں بزرگواراں مزید

کی برکت سے اورزیادہ تدقیق ، تحقیق کے بعد حاصل ہے ۵ اورآیت

بر مزید است، وتدقیق بعد تحقیق وبحکم کریمہ " واما

کریمہ" واما بنعمة ربک فحدث " کے مصداق اس سے مزید ایک

بنعمة ربک فحدث" رمزے ازاں مزید واشارتے ازاں تدقیق

رمز اور اس تدقیق سے ایک اشارہ بیان کرتا ہوں اور اسی (اللہ) سبحانہ

می نماید ۔ومنہ سبحانہ العصمة والتوفیق ۔بدانکہ قلبِ قلب

سے عصمت اور توفیق کا خواستگار ہوں۔ جاننا چاہئے کہ قلبِ کا قلب بھی

نیز متضمن لطائف است برقیاس قلب ۔

لطائف کو شامل ہے قلب پر قیاس کرتے ہوئے۔

۵ حضرت امام ربانی پر قلبِ قلب کے اسرار کھلے ہیں

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے قول گرامی کی شرح تحریر کرنے کے بعد

www.maktabah.org

لیکن قلب درقلب قلب بواسطۂ تنگی دائرہ یا سرِّدیگر دو

لیکن قلب میں دائرہ کی تنگی کے واسطہ سے یا کسی اور راز کی وجہ سے مذکورہ

لطیفہ از لطائف ستہ مذکورہ بطریق جزئیۃ ظاہر نمی

چھ لطائف میں سے دولطیفے جزوی طور پر ظاہر نہیں ہوتے۔ وہ لطیفہ نفس

شوند ۔لطیفہ نفس و لطیفہء اخفیٰ ۔ وکذاالحالُ فی القلب

اورلطیفہ اخفیٰ ہیں یہی حال ہے اس قلب میں جو تیسرے مرتبے میں ہے مگر ظاہر نہیں

الذی فی المرتبۃ الثالثۃ اِلّا انّہ لایظھر فیہ الخفی ایضاً

ہوتا اس میں (لطیفہ) خفی بھی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی توجہات قدسیہ کی برکت سے ابطن بطون سے بھی مزید برمزید علوم و معارف عطا فرمائے گئے ہیں اور آپ کے کلمہ قدسیہ کے حقائق کشفی طور پر عیاں ہوئے ہیں اور جب دقت نظر کے ساتھ حقائق کے سمندروں میں مزید غواصی کی تو باریک دقائق اور پوشیدہ اسرار کے موتی اور بھی میرے ہاتھ لگے اس لئے تحدیث نعمت کے طور پر ان مخفی رازوں کو بیان کررہا ہوں کَلَامُنَا اِشَارَۃٌ وَبَشَارَۃٌ کے مصداق علوم ہم اشاروں اشاروں میں اپنے درویشوں کو خوشخبری سنادیتے ہیں۔

o...... دیگر مشائخ کرام کو ظاہر قلب تک سیر نصیب ہوئی اور حضرت شاہ نقشبند کو باطن قلب تک رسائی نصیب ہوئی اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز پر خواجگان نقشبندیہ کے طفیل قلبِ قلب کے بھی اسرار کھلے ہیں۔

www.maktabah.org

و كذاالحالُ فی القلب الذی فی المرتبة الرابعة الا انه لايظهر فيه

اور یہی حال ہے اس قلب میں جو چوتھے مرتبہ میں ہے مگر ظاہر نہیں ہوتا اس میں (لطیفہ)

السر ايضاً مع ظهورِ القلب والروح فيه وفی المرتبة الخامسة لا

سر بھی باوجودیکہ (لطیفہ) قلب اور (لطیفہ) روح اسمیں ظاہر ہوتے ہیں اور پانچویں

يظهر الروحُ فيه ايضاً فما بقی الا قلبٌ محضٌ وبسيطٌ صِرفٌ لا

مرتبہ میں (لطیفہ) روح بھی ظاہر نہیں ہوتا پس قلب محض ہی باقی رہ جاتا ہے جو بسیط

اعتبَار فيه لشئی اصلاً.

صرف ہے جس میں کسی شئی کا ہر گز اعتبار نہیں۔

لطیفہ نفس اور لطیفہ اخفی کا عدم شہود

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح عارف کے قلب میں چھ لطیفے ہوتے ہیں ایسے ہی قلب قلب بھی انہی چھ لطائف کو متضمن ہوتا ہے لیکن قلب قلب تنگیٔ دائرہ کے واسطہ سے یا کسی اور وجہ سے ان چھ لطیفوں (قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفس) میں سے دو لطیفے جزوی طور پر ظاہر نہیں ہوتے گو موجود ہوتے ہیں لیکن عدم ظہور کی وجہ سے ان کا شہود نہیں ہوتا وہ دو لطیفے لطیفۂ نفس اور لطیفۂ اخفی ہیں۔

لطیفۂ نفس عالم خلق کا آخری لطیفہ ہے اور لطیفہ اخفٰی عالم امر کا آخری لطیفہ ہے لطیفہ نفس کے مقام میں صوفیائے کرام کا اختلاف ہے جس طرح فقہاء کا اختلاف فقہی اجتہادی ہوتا ہے ایسے ہی صوفیاء کا اختلاف کشفی روحانی اجتہادی ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

ومـمّا ینبغی ان یُعلَم ھٰھنا من بعض المعارفِ العالیه لیتوسّل به الیٰ ماھو	اوران (باتوں) میں سے مناسب ہے کہ یہاں جانا جائے جن کے بعض بلند معارف کو
نھایۃُ النھایۃ وغایۃ الغایۃُ فاقولُ بتوفیقِ اللّٰہ سبحانہٗ اِنّ جمیع ماظھر	تاکہ ان کے توسل سے رسائی نصیب ہو نہایت النہایت اور غایت الغایت تک پس
فی العالمِ الکبیر تفصیلاً فھو ظاھرٌ فی العالم الصغیر اجمالاً۔	میں اللہ سبحانہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ وہ تمام جو ظاہر ہے عالم کبیر میں تفصیلی طور پر وہ ظاہر ہے عالم صغیر میں اجمالی طور پر

لطیفۂ نفس اور لطیفۂ اخفیٰ کے مقامات میں اختلاف

بعض صوفیاء کے نزدیک لطیفۂ نفس کا مقام متصل زیرناف ہے جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک لطیفہ نفس وسط پیشانی میں ہے آپ نے ان دونوں اقوال میں تطبیق دی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ صوفیاء کو کشف میں تھوڑا سا التباس ہو گیا ہے اس لئے ان پر پورا پورا کشف منکشف نہیں ہوا در اصل نفس امرِ واقعہ میں ایک شکل رکھتا ہے جو انسانی جسم کے اندر ہوتی ہے فلھٰذا لطیفۂ نفس کا سر وسطِ پیشانی میں ہے اور اس کے قدم متصل زیرناف ہیں چونکہ طریقت نقشبندیہ مجددیہ کے امام حضرت امام ربانی کی تجدید و تحقیق کے مطابق لطیفہ نفس وسط پیشانی میں ہے اس لئے حضرات مجددیہ کے نزدیک لطیفہ نفس کا مقام وسط پیشانی ہی ہے اس لئے جب وہ لطیفہ نفس پر ذکر کرتے ہیں تو وسط پیشانی میں ہی کرتے ہیں۔

لطیفۂ اخفیٰ کے متعلق بھی صوفیائے کرام کا اختلاف ہے بعض صوفیاء کے نزدیک لطیفۂ اخفی تالو میں ہے جبکہ حضرت امام ربانی کے نزدیک لطیفۂ اخفی کا مقام

www.maktabah.org

وسطِ سینہ میں ذرا اوپر کی جانب ہے۔

قلب قلبِ قلب کے پانچ میں سے تیسرے مرتبہ میں لطیفہ نفس اور لطیفہ اخفیٰ کے ساتھ ساتھ لطیفہ خفی بھی ظاہر نہیں ہوتا اور چوتھے مرتبہ میں لطیفہ سر بھی ظہور پذیر نہیں ہوتا۔

قلب محض ہر قسم کے اعتبارات سے پاک ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز راہ سلوک کی کیفیات اور واردات واحوال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ قلب میں یافت ہوتی رہتی ہے لطائف کا ظہور ہوتا رہتا ہے جبکہ قلب قلب میں لطائف ظہور کی بجائے بطون اختیار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ پانچویں مرتبہ میں لطیفہ روح بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے یہاں توحید خالص کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ دوران سلوک قلب قلب میں ایسا مقام بھی آتا ہے جس میں ان اشیاء کی ضرورت نہیں رہتی آخر کار قلب محض اور بسیط صرف یہی رہ جاتا ہے جو ترکیب واجزء سے پاک ہے جسمیں الوان، انوار، جہات، اطراف واکناف ہر قسم کے اعتبارات سے اٹھ جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

ونعنی بالعالم الصغیرِ الانسان فاذاصُقلَ العالمِ الصغیر ونوّر ظھر فیه

اورہماری مراد عالم صغیر سے انسان ہے پس جب عالم صغیر کا زنگ دور کردیا جاتا ہے اور

بطریقِ المِرٰاتیة جمیعُ ما فی العالم الکبیر تفصیلاً لانّه بالصِقالة

اسے منور کردیا جاتا ہے تو ظاہر ہوجاتا ہے اس میں بطریق آئینہ وہ سب کچھ جو عالم کبیر ٦

والتنویر قداتّسع وعاءُ ہٗ فزالَ حکم صِغرہٖ و کذاالحالُ فی القلبِ

میں تفصیلاً تھا کیونکہ صقالت اور تنویر کی وجہ سے اس کا ظرف وسیع ہوگیا ہے اس لئے اس

الذی نسبتُہٗ مع العالمِ الصغیر کنسبةِ العالم الصغیر مع العالمِ الکبیر

کے چھوٹا ہونے کا حکم زائل ہوگیا ہے اور یہی حال ہے اس قلب میں کہ جس کی نسبت عالم

مِن الاجمال و التفصیل۔

صغیر کے ساتھ ہے جیسی نسبت عالم صغیر کو عالم کبیر کے ساتھ ہے اجمالاً اور تفصیلاً۔

٦ انسان خلاصہء کائنات ہے

اب یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز قلب محض کے مقام پر حاصل ہونے والے بعض علوم ومعارف کو بیان فرمارہے ہیں تاکہ ان معارف کے توسل کی بدولت سالک نہایت النہایت اور غایت الغایت تک رسائی حاصل کرلے۔

معارف کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل چند ایک اصطلاحات پیش خدمت ہیں

عالم کبیر...... کائنات کو کہا جاتا ہے

عالم صغیر...... انسان کو کہا جاتا ہے

عالم اصغر...... انسانی قلب کو کہا جاتا ہے

www.maktabah.org

فاذا صقِل العالم الاصغرُ الذی ھو عالمُ القلب و دُسّت الظلمةُ الطاریة

پس جب عالم اصغر کا زنگ دور کر دیا جاتا ہے یہی عالم قلب ہے اور دور کر دی جاتی ہے

علیه ظھر فیه بطریق المراٰتیة ایضاًما فی العالم الصغیر تفصیلاً.

ظلمت اس پر چھائی ہوئی ظاہر ہو جاتا ہے اس میں بھی آئینہ کی طرح جو کچھ عالم صغیر

وھٰکذا الحالُ فی قلبِ القلب بالنسبة الَی القلب من الاجمالِ

میں ہے تفصیلی طور پر۔ اور یہی حال قلب قلب میں ہے کہ جو نسبت قلب کی ہے اجمالاً

والتفصیل وظھورِ التفصیل فیه بعداَنُ کان مُجملاً

اور تفصیلاً اور تفصیل ظاہر ہو جاتی ہے اس میں بعد اس کے کہ وہ مجمل ہو گیا۔

انسان کو عالم صغیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مجموعہ کائنات ہے چودہ طبق کی کائنات کے جملہ عناصر، معدنیات ونمکیات، عرش وفرش وغیرھا کو اللہ تعالیٰ قادر مطلق نے کمال قدرت وحکمت کے ساتھ اجمالی طور پر انسان میں درج فرما دیا ہے جیسا کہ تجربہ گاہوں میں تحقیقات ہو چکی ہیں کہ انسان میں پروٹین نمکیات (کیلشیم، سوڈیم، پوٹاشیم وغیرہا اور معدنیات (فولاد، سونا وغیرہا) کی کمی وبیشی انسانی صحت کو متاثر کرتی ہے۔

غرضیکہ کائنات میں جو کچھ تفصیلی طور پر پایا جاتا ہے وہ سب کچھ تنہا جسم انسانی میں اجمالی طور پر پایا جاتا ہے جیسے گٹھلی کے اندر درخت اجمالی طور پر ہوتا ہے اور اس کی تفصیل تناور درخت ہوتا ہے۔

ذکر وفکر، عبادت وریاضت، توجہات قدسیہ، سنت وشریعت کی متابعت سے سالک کی بشری کدورتیں، ثقالتیں اور کثافتیں دور ہو جاتی ہیں جسم انسانی کے صیقل ہونے کی وجہ سے اس کا تصفیہ ہو جاتا ہے جسم میں لطافت اور نورانیت آ جاتی ہے۔ بلکہ بعض

www.maktabah.org

بسببِ التصفية والنُورانية وعلیٰ هذا القياس القلبُ الذی فی المرتبةِ

تصفیہ اور نورانیت کے سبب سے اور اسی پر قیاس ہے (حال) اس قلب کا جو تیسرے مرتبہ میں

الثالثة والقلب الذی فی المرتبة الرَابعة فِی الاجمال والتفصيل وظُهور

ہے اور اس قلب کا جو چوتھے مرتبہ میں ہے اجمال اور تفصیل میں اور تفصیل کا ظہور جو سابقہ

التفصيلِ الذی فی المرَاتب السابقة فيهمَا بسببِ الصقالة والنُورانية

مرتبوں میں تھا ان دونوں (مرتبوں) میں بھی ہوتا ہے صقالت اور نورانیت کی وجہ سے،

اوقات نورانیت کے غلبہ کی بدولت سایہ بھی گم ہو جاتا ہے۔ حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

چو فنا در فقر پیرایہ شود
او محمد وار بے سایہ شود

تصفیہ کے بعد انسانی جسم آئینہ بن جاتا ہے

شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اور توجہات کی برکت سے طالب وسالک کا جسم جب صیقل اور منور ہو جاتا ہے تو آئینے کی مانند جسم انسانی میں کائنات کے سارے پرتو اور عکس نظر آتے ہیں تو سالک کو اشیائے کائنات کو دیکھنے کیلئے باہر نہیں دیکھنا پڑتا بلکہ وہ سب کچھ جملہ کائنات کو اپنے اندر ہی مشاہدہ کرتا ہے۔

چودہ طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
وچ بیڑے وچ چیڑے وچ ونج مہانے ہو

www.maktabah.org

وكذاالقلبُ الذی فی المرتبةِ الخامسة فانّه مع بساطتہٖ و عدم

اور ایسے ہی وہ قلب جو پانچویں مرتبہ میں ہے پس بلاشبہ وہ بھی اپنے بسیط ہونے کے

اعتبارِ شیءٍ فیہ یظهَر فیه بعد التصفیةِ الکاملة ماظهَر فی جمیع

باوجود اور کسی شئی کا اعتبار اس میں نہ ہونے کے باوجود ظاہر ہوجاتا ہے اس میں وہ کچھ

العوَالم من العالم الکبیر وَالصغیر وَالاصغر وَما بعد ها منَ العوالم

جو کامل تصفیہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے تمام جہانوں میں عالم کبیر، عالم صغیر، عالم اصغر اور اس کے بعد بھی جتنے جہاں ہوسکتے ہیں

جب سالک کے جسم میں صقالت، نورانیت اور مرأتیت آجاتی ہے تو اس کا ظرف اس قدر وسیع ہوجاتا ہے کہ اس کی صغریت اور چھوٹا پن کا حکم زائل ہوجاتا ہے۔

جو نسبت اجمال و تفصیل کی جسم انسانی کو کائنات اور ممکنات کے ساتھ ہوجاتی ہے وہی نسبت قلب سالک کو جسم انسانی کے ساتھ اجمال و تفصیل کے لحاظ سے حاصل ہوجاتی ہے۔

جب سالک کے قلب پر سے گناہوں کی ظلمت چھٹ جاتی اور تعلقات دنیا کی کثافت ہٹ جاتی ہے تو آئینے کی مانند قلب عارف میں ہر اس چیز کا ظہور شروع جاتا ہے جو تفصیلی طور پر جسم انسانی میں موجود ہوتی ہے۔

جس طرح اجمال و تفصیل کی نسبت قلب کو جسم کے ساتھ ہے ایسے ہی اجمال و تفصیل کا تعلق جسم کو کائنات کے ساتھ حاصل ہے یونہی قلبِ قلب جو تصفیہ و نورانیت کی وجہ سے اگرچہ مجمل ہوچکا ہوتا ہے اس میں تفصیل کا ظہور قلب کے اجمال و تفصیل کی طرح ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ تدریجاً پانچویں مرتبہ میں تکمیل تصفیہ کے بعد بسیط اور عدم اعتبار کے باوجود قلبِ قلب میں کائنات، جسم انسانی اور قلب تمام جہانوں کا ظہور

www.maktabah.org

كـمـا مـرَّا فهـو الـضيـقُ الاوسـع و البسيط الابسطُ و الاقلُ الاكثر

جیسا کہ گذر چکا ہے پس وہ (قلب قلب) تنگ ہے لیکن سب سے زیادہ فراخ ہے اور

ومـا خـلـقَ شیءٌ من الاشیاء بهٰذه الصفة وما وُجد احد اشدُّ مناسبة

ایسا بسیط ہے جو بسیط ترین ہے اور اقل ہو کر بھی اکثر ہے اور نہیں تخلیق کی گئی کوئی چیز اشیاء

بـصـانعهٖ تعالیٰ وتقدس من هذه اللطيفة البديعة فلا جَرم يظهر فيه

میں سے اس صفت پر اور نہیں پائی جاتی کسی کی اتنی زیادہ مناسبت صانع (خالق) تعالیٰ

مـن عـجـائـب 'ایـات صـانـعـهٖ سُبـحانه مالایظهَر فی احدمنُ خلقهٖ

وتقدس کے ساتھ اس عجیب وغریب لطیفہ سے پس لامحالہ ظاہر ہوتی ہیں اس میں صانع سبحانہ کی وہ عجیب نشانیاں جو ظاہر نہیں ہوتیں مخلوق میں سے کسی میں بھی۔

شروع ہو جاتا ہے بلکہ اس کے علاوہ جتنے بھی جہاں ہیں ان کا بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔

عالم کتنے ہیں؟

الـحـمـدالله رب العالمين کی تفسیر میں مفسرین کرام نے عالمین کے متعلق متعدد اقوال بیان فرمائے ہیں بعض نے اٹھارہ ہزار عالم بتائے ہیں جسے ہشت ہزار عالم کہا جاتا ہے بعض نے ۶۳ ہزار جہانوں کا قول کیا ہے بعض نے اس سے زیادہ عالم بتائے ہیں آیت کریمہ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ (المدثر ۳۱) کے تحت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے جہان ہیں کیونکہ تخلیق کائنات اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلیات سے مربوط ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَفِیْ شَاْنٍ (الرحمٰن) کے مطابق نہ جانے ہر تجلی سے کتنے جہاں تخلیق ہوتے ہیں اس لئے یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے کیا ہو چکا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو گا۔

www.maktabah.org

ولذاقالَ تعالیٰ فی الحدیث لَایسعُنی اَرُضی ولَا سمائی ولکن

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حدیث میں ارشاد فرمایا میری گنجائش نہیں رکھتی میری زمین نہ میرا

یسعُنی قلبُ عبدی المؤمن .والعالم الکبیر وان کان اوسعُ المرایا

آسمان لیکن میری گنجائش میرے بندۂ مومن کا دل رکھتا ہے اور عالم کبیر اگرچہ ظہور کیلئے تمام

للظھور الّا انه لکثرتهٖ وتفصیله

آئینوں سے زیادہ وسیع ہے مگر اپنی کثرت اور اپنی تفصیل کی وجہ سے اسے (عالم کبیر) کوئی

یہ وہ راز ہے جس کے متعلق آج تک کسی بزرگ نے لب کشائی نہیں فرمائی بس یہ علوم ومعارف حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے آئینہ قلب پر نازل ہوئے ہیں۔

والحمدللہ علیٰ ذالک

قلبِ قلب ہی تجلیات الٰہیہ کی گنجائش رکھتا ہے

غرضیکہ قلب قلب اپنی تنگی دائرہ کے باوجود سب سے وسیع ہے اجزاء سے بالا ہو کر بھی ابسط ہے اقلّ ہو کر بھی اکثر ہے مختصر یہ کہ چودہ طبق کی کائنات میں اس جیسی کوئی چیز بھی تخلیق نہیں کی گئی۔

مخلوق کی خالق کے ساتھ سوائے خالقیت اور مخلوقیت کے کوئی مناسبت نہیں لیکن اگر کائنات میں سب سے زیادہ کسی مخلوق کو اللہ کے ساتھ مناسبت ہے تو وہ قلب ہے۔

چونکہ قلب عجیب وغریب لطیفہ ہے اس لئے اسمیں اللہ تعالیٰ کی ان عجیب قدرتوں کا ظہور ہوتا ہے جو مخلوق میں سے کسی چیز میں بھی ظاہر نہیں ہوتا اس لطیفہ میں اس قدر وسعت ہے جتنی چودہ طبق کی کائنات میں بھی نہیں یہاں تک کہ قلب میں حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ظہور ہوتا ہے اس کے شیونات واعتبارات کا ظہور ہوتا ہے تجلی

www.maktabah.org

لامناسبة له مع من لا کثرة فیه اصلاً و لا تفصیل فیه رأسا والحری للمناسبة

مناسبت نہیں اس ذات (اللہ) کے ساتھ جس میں قطعاً نہ کثرت ہے اور نہ تفصیل ہے ذرہ بھر

ھو الضیق الاوسع والبسیط الابسط ولاقل الاکثر کما لایخفی فاذا بلغ

اور جو ذات کے مناسبت کے لائق ہے وہ تنگ لیکن بہت وسیع ہے بسیط ہے لیکن ابسط

العارف الاتم معرفة والاکمل شھود ھذا المقام العزیز وجودہ والشریف

ہے اقل ہے اور اکثر ہے جیسا کہ مخفی نہیں ۔ پس جب عارف اتم معرفت اور اکمل شہود تک پہنچ جائے اس مقام کا وجود نادر ہے اور شریف ہے۔

ذات کا ظہور ہوتا ہے اسی لئے حدیث قدسی ہے کہ زمین وآسمان میری گنجائش نہیں رکھتے جتنی گنجائش میرے بندۂ مومن کا قلب رکھتا ہے یعنی میرے جلووں کے تحمل اور برداشت کرنے کی طاقت وصلاحیت میرے بندے کا دل ہی رکھتا ہے۔

مضغہ ء گوشت جو چھوٹا سا ٹکڑا ہے اس کی بات نہیں ہو رہی بلکہ یہ تو اس قلب نوری کے آشیانے کی مانند ہے فلہٰذا قلب نوری ہی تجلیات الٰہیہ کے آئینہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے بقول شاعر

دوجہاں کی وسعتیں کہاں تجھ کو پا سکیں
اک میرا ہی دل ہے جہاں تو سما سکے

اقسام قلب

اہل طریقت نے قلب کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

قلب صنوبری اور قلب نوری

قلب صنوبری صنوبر کے پھل کی مانند مائل بہ بیضویت ہے جو انسان کے سینے

www.maktabah.org

میں بائیں طرف الٹا لٹکا ہوتا ہے اسلئے دل کی ظاہری ہیئت کی وجہ سے اسے قلب صنوبری کہا جاتا ہے اسے مضغہ ء گوشت بھی کہتے ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک قلب صنوبری کے متصل نیچے دو انگلیوں کے وسط میں مائل بہ پہلو ایک محل نور ہے جسے قلب نوری کہا جاتا ہے۔

صفائے قلب شیخ کی توجہات پر موقوف ہے

عالم ارواح میں ہم نوری شکلوں میں رہتے تھے وہ نور جو اس جہان میں ہمارے لئے قلب کا کام کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح کے اس نور کا تعلق جسم انسانی میں مضغہ ء گوشت کے ساتھ قائم کر دیا ہے اسی محل نور کا نام لطیفہ قلب ہے شیطانی تصرفات اور قلب صنوبری کی مجاورت کی وجہ سے قلب نوری پر بھی کثافتیں چھا جاتی ہیں اب ایسا شخص ہونا چاہئے تو نفی اثبات کے پانی اور توجہات کے صابن سے دھوبی کی مانند ان آلائشوں اور کثافتوں کو دھوئے جو قلب نوری کو صاف شفاف، مصفّٰی مزکّٰی کر کے اس کا تعلق دوبارہ عالم بالا کے ساتھ قائم کر دے اسی تصفیہ وتزکیہ کرنے والی شخصیت کو شیخ کامل کہا جاتا ہے جب شیخ کامل کسی سالک کے قلب کا تصفیہ کر دیتا ہے تو اہل دل کہتے ہیں کہ اس کا لطیفہ ء قلب روشن ہو گیا ہے اس کے لئے دو چیزیں شرط ہیں ایک مرید وسالک وطالب کی محنت اور اس سے بھی بڑھ کر محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل کسی طالب کے شاملِ حال ہو جائے تو اس کے عالمِ باطن کے لطائف اور جواہر چمک جاتے ہیں اس چمک اور روشنی سے آگے عجیب معاملہ ہے جو بیان وزبان اور تحریر وتقریر سے باہر ہے۔

قلبِ قلب جو ابطنُ البطون ہے بطون کے اعتبار سے اس میں سب سے زیادہ وسعت ہے لیکن عالم کبیر (کائنات) میں مرتبہ ظہور کے اعتبار سے اپنی کثرت

www.maktabah.org

وتفصیل کے پیش نظر تمام آئینوں سے زیادہ وسیع ہے مگران تمام تر کثرتوں اور تفصیلات کے باوجوداسے ذات حق تعالیٰ سبحانہ کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں جو ہر قسم کی کثرتوں اور تفصیلات سے قطعاً پاک ہے کیونکہ وہاں وحدت اوراحدیت ہے وہ ذاتِ حق ہر قسم کی ترکیب وتبعیض تجزی وتقسیم وتعدد وتحدد وتکثر سے وراء الوراء ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تعینات سے منزہ ہے

چونکہ حق تعالیٰ ابسطُ البسائط اور احدُ الاحاد ہے اس لئے اس کے ساتھ اسی قلب کو مناسبت ہوگی جو تنگ، بسیط اور اقل ہو کر بھی سب سے زیادہ وسعت والا، سب سے زیادہ پھیلاؤ والا اور اکثر ہو۔ لہٰذا عالم کبیر یعنی کائنات کو ذات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ یہی حضرت امام ربانی قدس سرہ کا مؤقف ہے جبکہ حضرت ابن العربی قدس سرہ کے نزدیک کثرت، عین وحدت ہے اور وحدت، عین کثرت ہے وحدت اور کثرت میں کوئی تمایز اور نقیض نہیں۔ پس جب کائنات سمٹی تو وحدت ہوگئی اور جب پھیلی تو کثرت ہوگئی جس طرح کہ کیمیائی عمل سے پانی کو برف بنایا جاتا ہے اور جب برف کو پگھلایا جائے تو پانی بن جاتی ہے۔ بس برف پانی ہے اور پانی برف ہے ایسے ہی وحدت، کثرت ہے اور کثرت، وحدت ہے ذات، ممکنات ہے اور ممکنات، ذات ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ وحدت الوجود کے مرتبہ میں ہم بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے۔ تنزل اور تعین کے اقوال سے مزا لیا کرتے تھے لیکن اب اس قسم کے معارف کو پڑھنے اور دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تنزلات اور تعینات سے پاک ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً لہٰذا بیج اور درخت اور برف اور پانی جیسی مثالیں اس کی شان کے لائق نہیں ہے۔

www.maktabah.org

جیسا کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ سے واضح ہے۔

جب اس عزیز الوجود مقام اور شریف تر مرتبہ پر عارف کی معرفت، اتمّ اور اس کا شہود، اکمل ہو جاتا ہے تو تمام جہار ا اور ظہورات قلب بن جاتے ہیں یعنی قلب کی مانند ہمہ وقت ان تمام مظاہر و الوان کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اس قسم کا عارف جب ولایت محمدیہ سے متحقق اور دعوات مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے مشرف ہوتا ہے تو سارے قطب، اوتاد، ابدال، افراد، احاد اس کے دائرہ ولایت اور انوار ہدیت کے تحت ہوتے ہیں کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے اس کی برابر رہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

www.maktabah.org

رتبتهٗ یصیر ذَالک العارف قلباً للعوالم کلّها والظهورات جمیعهَا وهو

اس مقام کا رتبہ وہ عارف ہوجاتا ہے قلب کل جہانوں اور تمام ظہورات کا

المتحقق بالولایۃِ المحمدیۃ والمشرف بالدعوات المُصطفویۃ علیٰ

اور وہ (عارف) ولایت محمدیہ سے متحقق اور دعوات مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ

صاحبها الصلوةُ والسلام والتحیةُ

والسلام التحیہ سے مشرف ہوجاتا ہے۔

فالا قطابُ والاوتاد والابدالُ داخلون تحتَ دائرۃ ولَایته والافراد

پس اقطاب، اوتاد اور ابدال داخل ہوتے ہیں اس کی ولایت کے دائرہ کے تحت، اور افراد،

والاٰحاد و سائرُ فرق الاولیَاء مندرجونَ تحت اَنوار هدَایته لمَا هو

احاد اور اولیاء کے جملہ گروہ درج ہوتے ہیں اس کی ہدایت کے انوار کے تحت کیونکہ وہ قائم

النائب منابَ رسول اللّٰه والمهدیُ بهدی حبیبِ اللّٰه .

مقام ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ کا اور ہدایت یافتہ ہوتا ہے اللہ کے حبیب ﷺ کی ہدایت سے

ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے ولایت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ولایت عامہ اور ولایت خاصہ، ولایت عامہ سے مراد مطلق ولایت ہے اور ولایت خاصہ سے مراد ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے یہ حضور اکرم ﷺ کی ولایت ہے جس میں فنائے تام اور بقائے اکمل حاصل ہوجاتی ہے اور یہ ولایت کا انتہائی درجہ ہے۔

یاد رہے کہ صاحب ولایت محمدیہ غیر محمدی المشرب سالک مجذوب کو تصرف

www.maktabah.org

وهذه النسبةُ الشريفة العزيز وجودُها مخصوصةٌ باحدالمرادين

اوراس شریف اور نادر نسبت کا وجود مخصوص ہے مرادوں میں سے کسی ایک کے ساتھ

وليس للمُريدين من هذاالكمال نصيبٌ .هٰذا هو النهايةُ العظمىٰ

اورنہیں ہے مریدوں کے لئے اس کمال سے کچھ حصہ یہ بڑی نہایت اور آخری غایت

والغايةُ القصوىٰ ليس فوقَه كمالٌ ولااكرمَ منه نوالٌ

ہے نہیں اس سے بالا کوئی کمال اور اس سے زیادہ عزت والی کوئی عطا (مرتبہ)

لو وُجد بعد اُلوف سنة مثلُ هذا العارف لاغتنَم ويسرى بركتهٗ

نہیں۔اگر پایا جائے ہزاروں سالوں کے بعد اس قسم کا عارف تو غنیمت ہے اور جاری

الٰى مدد مَديدة وآجال متباعدَة وهو الذى كلامُهٗ دواءٌ ونظرهٗ

رہتی ہے اس کی برکت مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہ وہ (ہستی) ہے جس کا کلام

شفاء وحضرتُ المهدى سيُوجد علٰى هذه النسبَة الشريفة من

دواء ہے اور اس کی نظر شفا ہے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ عنقریب پائے جائیں

هذه الاُمة الخَيرة

گے اسی نسبت شریفہ پر اس نیکی والی امت میں۔

فرما کر دائرہ ولایت محمدیہ میں داخل کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اپنے صاحبزادہ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کو ولایت موسوی علیہ السلام سے کھینچ کر ولایت خاصہ محمدیہ کے دائرہ میں داخل فرمادیا تھا۔(مزید تفصیلات البینات شرح مکتوبات مکتوب ۷ جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

ذلک فضلُ اللّٰہ یؤتیه من یشاء و اللّٰہ ذو الفضل العَظیم .وحصولَ هذه

یہ اللہ کا فضل ہے عطا کرتا ہے اس کو جسے چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔اور اس

الدولة القَصویٰ منوطٌ باِتمام طریقی السلوک و الجذبة تفصیلاً مرتبةً

بے مثال دولت کا حصول متعلق ہے سلوک اور جذبہ کے دونوں طریقوں کو تفصیلاً پورا کرنے

بعد مرتبة و اکمال مقام الفنَاء الاتمّ و البقاء الاکمَل درجةً بعد درجةٍ

کے ساتھ مرتبہ بمرتبہ اور فنائے اتم اور بقائے اکمل کے مکمل کرنے کے ساتھ درجہ بدرجہ

وهذا لا یتیسرُ الا بکمال متابَعة سیدالمُرسلین و حبیب ربّ العالَمین

اور یہ (دولت قصویٰ) میسر نہیں ہوتی مگر سید المرسلین اور حبیب رب العالمین کی کمال

علَیه و علیٰ 'اله من الصلٰوات افضلُها و من التسلیمَات اکملُها

اتباع کے ساتھ آپ پر اور آپ کی آل اطہار پر افضل صلوات اور اکمل تسلیمات ہوں

اَلحمدُ اللّٰہ الذیْ جعلنَا من متابعیهِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بنایا ہمیں ان کے تابع داروں میں سے

اقسام طالب

اللہ تعالیٰ کے طالبوں کے دو قسمیں ہیں۔مرید اور مراد

یہاں مرید اور مراد سے شیخ کے عقیدت مند مراد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور مراد ہیں۔

مرید اس طالب کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا ہے۔

مراد اس طالب کو کہتے ہیں خود اللہ تعالیٰ جس کی رضا تلاش کرتا ہے سبحان اللہ

www.maktabah.org

والمسئولُ من اللہ سُبحانہ کمالُ متابعتہ والثباتُ علیہ والاستقَامۃ

اورسوال ہے اللہ سبحانہ سے ان کے کمال اتباع اور اس پر ثابت قدمی کا اور انکی شریعت پر

علٰی شریعتہ ویرحمُ اللّٰہ عبداً قال 'امینا . وھٰذہ المعارفُ من

استقامت کا اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندے پر جو آمین کہے اور یہ وہ معارف ہیں باریک

الاسرار الدقیقۃ و الرمُوز الخفیّۃ ماتکلّم بھا احدٌ من اکابر الاَولیاء

اسرار اور پوشیدہ رموز میں سے نہیں کلام کیا ان کی بابت کسی نے بھی اکابر اولیاء میں سے

وما اشَار الیھا واحدٌ من اعَاظم الاصفیَاء استأثر اللہُ سبحانہٗ ھذا العَبد

اور نہ اشارہ فرمایا ان کے متعلق کسی نے بزرگ صوفیاء میں سے ۔ منتخب فرمایا اللہ سبحانہ

بھٰذہ الاسرَار وافشائھا بصَدقۃ حبیبہٖ علَیہ وعلٰی 'الہ الصلواتُ و

نے اس بندہ کو ان اسرار کے ساتھ اور ان کے اظہار پر اپنے حبیب کے صدقے ۔ ان

التسلیمات ولنعمَ ما قال فی الشعر الفارسی

پر اور ان کی آل پر صلوٰۃ وسلام ہوں اور بہت اچھا کہا ہے کسی نے فارسی شعر میں ۔

بقول اقبال مرحوم

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ولایت محمدیہ اور دعوات مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی عزیز الوجود، نادر اور کمیاب نسبت مرادوں میں سے بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

اگر پادشه بردر پیر زن بیاید تواے خواجه سبلت مکن

اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازے پر آجائے تو تو اے خواجہ اسے ملامت نہ کر

لیس قبولهُ تعالیٰ معللاً بشئی ولا مسبباً بسبب یفعلُ اللّٰہ مایشاء

نہیں قبولیت اس (اللہ) تعالیٰ کی معلّل کسی چیز کے ساتھ اور مسبب کسی سبب کے

ویحکم مَایرید واللّٰہ یختصُّ برحمته مَن یشاء واللّٰہ ذُوالفضل العَظیم

ساتھ۔اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم دیتا ہے جس کا ارادہ فرماتا ہے اور اللہ مخصوص فرمالیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ولایت محمدیہ حضرت امام ربانی کی نظر میں

ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات والتحیات ولایت کا وہ انتہائی مرتبہ ہے جسے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے نہایت عظمیٰ اور غایت قصویٰ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس سے اوپر ولایت کا کوئی مرتبہ نہیں۔

ولایت محمدیہ کا حامل عارف اگر صدیوں بعد پایا جائے تو اسے غنیمت جاننا چاہئے کیونکہ اسکا کلام قلبی آفات کے لئے دوء اور اس کی نظر روحانی امراض کے لئے شفاء ہے۔

الف سنة اور الوف سنة میں مطابقت

یاد رہے کہ بعد الوف سنۃ ہزارون سال بعد حضرت خواجہ محمد ہاشم جان رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی نسخہ میں بعد الف سنہ کے لفظ ہیں ہوسکتا ہے نقل در نقل میں پروف ریڈنگ کی غلطی ہو اور اگر الف سنۃ اور الوف سنۃ دونوں اقوال کے درمیان تطبیق دے لی جائے تو قریب الفہم مفہوم ہوتا ہے مطابقت یوں ہے کہ گو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے یہاں کوئی دعویٰ نہیں فرمایا۔ مگر ربط وضبط عبارات اور مکتوبات شریفہ

www.maktabah.org

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد والہ وسلّم وبارکَ وعلیٰ جمیع

اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے ہمارے سردار حضرت محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر اور سلامتیاں

الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکۃِ المقرّبین وعلیٰ عبادہ الصّالحین

اور برکتیں ہوں اور تمام انبیاء مرسلین پر اور ملائکہ مقربین پر اور اس کے صالح بندوں پر اور

والسلام علیٰ من اتبعَ الھدیٰ والتزم متابعۃَ المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلامَ

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور (حضرت) مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کو لازم جانے۔

کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ہزار سال بعد اس نسبت شریفہ کا کامل تر ظہور حضرت امام ربانی پر ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے ہزار سال بعد تجدید دین اور احیائے اسلام کا سہرا آپ کے ہی سر سجا اسی لئے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔

اور اگر بعد الوف سنۃ لیا جائے تو حضور اکرم ﷺ کے ہزاروں سال بعد اس نسبت شریفہ کا کامل ترین ظہور قرب قیامت میں وارث کمالات محمدیہ حامل نسبتِ صدیقہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ پر ہوگا۔ (واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال)

ولایت محمدیہ وہ دولت قصویٰ ہے کہ جس کے حصول کا مدار وانحصار سلوک وجذبہ کے رستوں کو تفصیلی وتدریجی طے کرنے کے دوران فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد حضور اکرم ﷺ کی کامل اتباع پر ہے۔

٥...... یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز متابعت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اور اس پر استقامت گزیں ہونے کی دعا کر رہے ہیں اور اس دعا کی قبولیت کے لئے آمین کہنے والوں کے لئے بھی دعائے رحم کا مژدہ سنا رہے ہیں۔

دراصل عبادت ومتابعت واطاعت پر استقامت، برکات کے نزول، حسنات

www.maktabah.org

کے وصول اور فیوضات کے حصول کا ذریعہ ہے اسی لئے صوفیائے کرام ارشاد فرماتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کہ استقامت، کرامت سے بڑھ کر ہے اللھم ارزقنا ایاھا۔ متابعت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کے سات درجات کی اجمالاً تفصیلات البینات شرح مکتوبات مکتوب جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے عجیب وغریب علوم ومعارف، اسرار وحقائق اور رموز ودقائق اولیائے کبار میں سے بھی آج تک کسی نے بیان نہیں فرمائے بلکہ ان کی طرف کسی نے اشارہ وکنایہ کے ساتھ بھی کلام نہیں فرمایا جو اسرار ورموز آپ نے بیان فرماتے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

جیسا کہ جملہ کتب تصوف کا مطالعہ کرنے سے عیاں ہوجاتا ہے۔

علوم ومعارف کیلئے حضرت امام ربانی کا چناؤ

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر اظہار فرما رہے ہیں کہ ان اسرار ومعارف کے ابواب اللہ تعالیٰ نے ہم پر وا کیے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی طفیل ان کے افشا واظہارر پر مامور بھی فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے فراست مومنانہ سے بھانپ کر قبل از وقت معترضین اور ناقدین کے منہ میں لگام دینے کیلئے فارسی شعر نقل فرمایا ہے کہ یہ میرا ذاتی کمال نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ اس نے اس قسم کے نادر وکمیاب معارف واسرار کو مجھ پر ظاہر فرمادیا ہے شعر درجذیل ہے۔

اگر پادشہ بر در پیر زن بیابد تو اے خواجہ سبلت مکن
اگر بڑھیا کے در پہ آئے سلطان تو اے خواجہ نہ ہو ہرگز پریشان

www.maktabah.org

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ولایت محمدیہ اور اس نادر الوجود نسبت شریفہ کے علوم و معارف اور اسرار و دقائق سے جو ہمیں مخصوص فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و رحمت اور فضل و ارادہ و قبولیت پر موقوف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کسی شرط کے ساتھ مشروط، کسی سبب کے ساتھ مسبب اور کسی علت کے ساتھ معلل نہیں یہی بنیاد ہے مقولہ قبولیت بلا علت کی۔ اس اجمال کی قدرے تفصیل یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے لئے جوانی اور بڑھاپے، عمر اور اوقات کے معیار نہیں دیکھے جاتے رنگ اور نسل، قلت اور کثرت کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جاتا، عبادت اور ریاضت، جبہ و دستار، تہجد گزاری اور شب زندہ داری کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اپنے قرب و حضوری و مشاہدہ اور معارف و رموز اور اسرار و علوم کے لئے مختص فرمالیتا ہے۔ بقول شاعر

جاگنے والے کو محروم دو عالم رکھا
سونے والے سے کہا ساری خدائی تیری

www.maktabah.org

منہا-۱۳

روح از عالم بے چونی است ، پس لامکانیت او را

روح عالم بے چون (بے کیف) سے ہے پس لامکانی ہونا اس کا

متحقق باشد - ہر چند بے چونیء او نسبت بمرتبہ ء

متحقق ہوگیا[1] اگرچہ اس کی بے چونی مرتبہء وجوب تعالت وتقدست

وجوب تعالت و تقدست عین چون ست - و لامکانیت

کی نسبت عین چون ہے اور اس (روح) کی لامکانیت لامکانی

او نظر بہ لامکانیء حقیقی جلّ سلطانہ عین مکانیت -

حقیقی جلّ سلطانہ کے سامنے عین مکانیت ہے

[1] روح مکانی ہی ہے

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ روح، عالمِ بے چون سے ہونے کی وجہ سے لامکانی ہے مگر مرتبہءِ وجوب کے اعتبار سے مکانی اور عین چون ہے یعنی روح واجب اور قدیم نہیں جیسا کہ بعض فلاسفہ نے روح کے قدم کا قول کیا ہے غالباً کسی مقام پر حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز نے بھی روح کے قدیم ہونے کا قول کیا ہے۔

www.maktabah.org

گویا عالم ارواح برزخ است درمیان آں عالم ومرتبہء بے

گویا روح کا جہان برزخ ہے درمیان اس عالم اور مرتبہ بے چون کے

چونی، پس ہر دو رنگ دارد۔ناچار عالم چون اورا بیچون

پس (عالم ارواح) دونوں رنگ رکھتی ہے لامحالہ عالم کیف اسے بیچون جانتا ہے

میداند،و نظر بمرتبہء بے چونی عین چون ست، واین

مرتبہ بے چونی کے اعتبار سے عین چون ہے اور یہ برزخیت کی نسبت اس کی،

نسبت برزخیت او را باعتبار فطرت اصلیء اوست۔

اسکی فطرت اصلی کے اعتبار سے ہے۔

سالک کا مشاہدہ روح

دراصل دوران سلوک سالک کی نظر جب عالم ارواح پر پڑتی ہے تو عالم ارواح کے مرتبہء وجوب کے ساتھ محض صوری مناسبت کی وجہ سے سالک اسی عالم ارواح کو حق سمجھ لیتا ہے اوراس عالم کے مشاہدہ کو مشاہدۂ حق جل سلطانہ تصور کر لیتا ہے اوراسی سے محظوظ اور لذت اندوز ہوتا ہے بعض مشائخ اسی مقام میں تیس سال تک روح کو خدا ،سمجھ کراس کی پرستش کرتے رہے اور جب انہیں اس مقام سے گذار دیا گیا تو اس کی برائی کا انہیں علم ہوا۔ (معارف لدنیہ معرفت ۲۷)

عالم ارواح اپنی فطری استعداد اور اصلی کمالات کی وجہ سے بے چون اور چون، لامکان اور مکان، مرتبہء وجوب اور عالم اجسام کے درمیان برزخ ہے۔

برزخ اس درمیانی حجاب، واسطے اور رابطے کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق دونوں طرف قائم ہو ایک طرف سے فیض لے اور دوسری طرف فیض دے۔

www.maktabah.org

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں روح کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تا کہ فہم منہا میں قارئین کیلئے سہولت رہے۔ وباللہ التوفیق

روح کیا ہے؟

روح ایک لاہوتی لطیفہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی جثے میں ودیعت فرمایا ہے وہ ذی شعور اور مدرک الحقائق ہے لیکن خود کیف وایـنیـت سے وراء ہے انسانی بدن سے اس کا تعلق بس تدبیر وتصرف کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقل انسانی اس کی حقیقت کا ادراک کرنے سے عاجز ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ سے عیاں ہے۔

روح کی تعریف

روح کا لفظ ریحٌ سے ماخوذ ہے ریح کا معنیٰ ''ہوا'' ہے روح بھی ہوا کی جنس سے ہے کتاب وسنت سے اس کا نفخ (پھونک) ہونا ثابت ہے کیونکہ روح کی پیدائش نفخ ملائکہ سے ہوئی اور ملائکہ کی تخلیق نور سے ہے لہٰذا روح، ملائکہ سے زیادہ لطیف ہوئی جیسے جسم انسانی کا سانس اس کے جسم سے زیادہ لطیف ہے ایسے ہی ملائکہ کا سانس ان کے جسم سے زیادہ لطیف ہے۔ روح بدن میں اس طرح سرایت اور نفوذ کر جاتی ہے جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو، زیتون میں تیل اور کوئلے میں آگ کا سریان ہوتا ہے۔

روح کے دو بدن

صوفیائے محققین کے نزدیک روح کے دو بدن ہیں ایک عنصری اور دوسرا مثالی ایک روح تو حیات دنیوی میں اس عنصری اور محدود بدن سے متعلق رہتی ہے اور اس بدن ظاہری کے فنا ہو جانے کے بعد مذکورہ بدن مثالی میں جو بدن ظاہری کی نسبت

www.maktabah.org

لطیف ہوتا ہے منتقل ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن بدنِ مثالی (برزخی) سے نکل کر دوبارہ بدن عنصری میں آ جائے گی۔

سب جانتے ہیں کہ انسان کا عنصری بدن نیند میں معطل اور بےکار ہو جاتا ہے اور انسان کو خواب میں جو بدن انسانی نظر آتا ہے وہ یہ بدن عنصری نہیں بلکہ وہی مثالی بدن ہوتا ہے لہٰذا روح دونوں بدنوں کی تدبیر کرتی ہے ورنہ بدن عنصری فاسد ہو جائے اور روح عالم مثال میں عالم ملکوت کے عجائبات کی سیر کرتی رہے۔

موت اختیاری

اولیائے کاملین کی روحیں اس بدن عنصری سے ذاتی اختیار کے تحت بھی جدا ہو سکتی ہیں اس حالت کو اصطلاح تصوف میں اِنتزاع اور اِنخلاع (الگ ہونا) کہتے ہیں اور اس قسم کی موت اختیاری ہوتی ہے جس پر مشق و ریاضت سے قدرت و اختیار حاصل ہو سکتا ہے۔

روح ایک یا زیادہ ہیں

یاد رہے کہ بعض صوفیائے وجودیہ اس بات کے قائل ہیں کہ روح واحد ہے اور ممکنات اسی کے مظاہر ہیں حالانکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ کے مطابق ہر روح ایک الگ اور مستقل حیثیت رکھتی ہے نیز روح جوہر فرد بھی نہیں کہ حدیث شریف میں کافر کی موت کے وقت روح کی کیفیت یہ بتائی گئی ہے تَتَفَرَّقُ فِیْ جَسَدِہٖ کہ میت کے بدن میں متفرق ہو جاتی ہے۔

(مزید تفصیلات البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۲ جلد اول میں ملاحظہ ہو)

روح قالب انسانی میں

حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہیکل ظلمانی اور بدن انسانی

www.maktabah.org

میں روح کو مقید کر دیا کہ روح کو جسم انسانی کا عاشق بنادیا اور جسم انسانی کو روح کا معشوق بنا کر باہمی اتصال ومجاورت کے ذریعے روح کی جلا اور چمک میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ باد بہاری کا

جیسا کہ آئینہ ساز، گرد آلود آئینے میں صفائی اور لطافت پیدا کرنے کیلئے اس کو خاک آلود کرتے ہیں حتی کہ ظلمتِ ترابیہ کی رگڑ سے شیشے کی صورتِ نورانیہ ظاہر ہو جاتی ہے پس جب حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ روح انسانی کو اپنے قرب وارتقاء کی منزلوں پر فائض کیا جائے تو اس ذات حق تعالیٰ نے جسموں سے پہلے روحوں کو تخلیق فرما کر ان کو عالم امر (لامکاں) میں قیام بخشا اور ان کی توجہات کو مرتبۂ وجوب کی جانب مبذول کر دیا لیکن چونکہ روحوں کو ذات کے مزید قرب ووصال کی تمنا تھی اور کمال قرب ووصال کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدے اور ریاضت پر موقوف کر رکھا تھا اور عالم قدس (عالم امر) مجاہدے کی مشقتوں اور کلفتوں سے پاک تھا بنابریں اللہ تعالیٰ نے روح کو عالم امر کی نورانیتوں سے نکال کر عالم خلق میں انسانی بدنوں کی ظلمتوں میں داخل کر کے نفس کی مخالفت پر مامور کر دیا۔

حضرت بوعلی قلندر اور روح

روح نے اپنے معشوق ظلمانی میں فنائیت اور استغراق کی وجہ سے اپنی لامکانیت ونورانیت کو فراموش کر دیا اور بے چونی کا رنگ اس سے پوشیدہ ہو گیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اسی بنا پر روح کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

چند باشی از مقام خود جدا
چند گردی در بدر اے بے حیا

www.maktabah.org

حضرت مولانا روم اور روح

جب روح بدن انسانی میں پھنس کر اپنی بے چونی اور نورانیت کو کھو بیٹھی تو روح کی بے چینی، بے قراری اور آہ وزاری کی حالت کو حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے تمثیلی انداز میں مثنوی شریف کے آغاز میں یوں بیان فرمایا۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
و ز جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

ترجمہ: بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے اور جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے کہ جب سے مجھے بانس کے جنگل سے کاٹا ہے میری آہ وزاری سے مرد وعورت سارے ہی روتے ہیں۔ میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو فراق سے پارہ پارہ ہوتا کہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں۔

یعنی روح ہجر وفراق اور ابتلاء وآزمائش کو بیان کر رہی ہے کہ مجھے عالم ارواح سے نکال کر انسانی پنجرے میں قید کر دیا گیا مزید برآں دنیاوی آلائشوں، جسمانی کدورتوں، بدنی ظلمتوں اور گناہوں کی کثافتوں اور غلاظتوں کے چرکے اور زخموں سے میرا سینہ چھلنی ہو گیا ہے اب میں اپنی فطری برزخیت ونورانیت کو گم کر کے تمہارے جیسی ہو گئی ہوں۔

مولانا روم کے نزدیک مرشد کون ہوتا ہے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال کے ذریعے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ ایک شہزادہ کسی بھنگن کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنے عزیز واقارب اور والدین وسلطنت کو خیر باد کہہ دیتا ہے اور بھنگن کے

www.maktabah.org

ساتھ مل کر نجاستوں اور گندگیوں کے ٹوکرے سر پر اٹھا کر باہر پھینکتا ہے اور بھنگی بن جاتا ہے لیکن جب اسے کوئی ماہر استاد بھنگن کے دیس سے نکال کر اس کے اصلی دیس میں لے جاتا ہے اور اسے سمجھاتا ہے کہ تو بھنگی نہیں تو تو شہزادہ ہے تجھے بھنگن کی محبت اور عشق نے بھنگی بنا دیا ہے فرماتے ہیں کہ روح ایک شہزادہ ہے جو عالم وجوب کا باسی تھا اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات میں محو رہتا تھا اس بھنگن دنیا کے عشق میں مبتلا ہو کر ادھر کا ہی ہو کر رہ گیا ہے یہ دنیا نجس اور پلید ہے یہ روح اس دنیا بھنگن پر فریفتہ ہو کر ناپاک ہو گئی ہے۔

اب اگر اسے کوئی ماہر تجربہ کار استاد مل جائے جو اسے بھنگن دنیا سے نکال کر وطن اصلی کی سیر کرا دے اسے دوبارہ عالم بالا میں پہنچا دے اسی کو مرشد اور پیر کہتے ہیں۔

انبیاء واولیاء وطن اصلی کے نمائندے

اگر روح انسانی پنجرے کے استغراق میں باقی رہ کر فنائیت مطلقہ تک نہ پہنچی تو اس کیلئے یقیناً ہلاکت اور بربادی ہے کیونکہ وہ اپنے وطن اصلی سے دور رہ کر اپنی استعداد وصلاحیت کے جوہر کو ضائع کر رہی ہے اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو اپنی طرف دعوت دینے کا فریضہ سونپا اور لوگوں کو ان کے وطن اصلی کی یاد دلانے کا حکم دیا حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہر کسے کہ دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

چنانچہ اہل سعادت کی روحیں انبیاء واولیاء کی دعوت پر اپنے وطن اصلی کی طرف عروج کر جاتی ہیں اور صالحین ومقربین کا مقام حاصل کر لیتی ہیں اور اہل شقاوت کی روحیں دعوت سے اعراض وانکار کر کے اپنے معشوق ظلمانی (جسم) کی قید میں رہ کر فاسق وفاجر اور عاصی وکافر کا خطاب پاتی ہیں۔

www.maktabah.org

اما بعداز تعلق بایں بدن عنصری و گرفتاری بایں ہیکل

لیکن اس کے بدن عنصری کے ساتھ تعلق اور اس کے ظلمانی ہیکل (تاریک ڈھانچہ)

ظلمانی او از برزخیت برآمده است، وبتمام بعالم چون

کے ساتھ گرفتاری کے بعد وہ برزخیت سے نکل آتی ہے اور پوری کی پوری

فرود آمده، ورنگ بیچونی از وے متواری گشته۔

عالم چون کے ساتھ نیچے اتر آئی اور بیچونی کا رنگ اس سے پوشیدہ ہوگیا۲۔

۲ روح کی اقسام

روح کے بدن میں استغراق کی دو قسمیں ہیں اگر روح اپنے وطن اصلی کو مکمل طور پر فراموش کردے اور کچھ بھی یاد نہ رکھے تو ایسے لوگوں کو طائفہ ناسیاں کہتے ہیں اور اگر روح اپنے وطن اصلی کو بالکل فراموش نہ کرے تو ان کو طائفہ سابقاں کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

مثل اومثل ہاروت ماروت است کہ بواسطہء بعضے

اس (روح) کی مثال ہاروت و ماروت کی مثل ہے کہ بعض حکمتوں

حکم ومصالح ارواح ملائکہ بحضیض بشریت فرود آمدہ

اور مصلحتوں کے واسطے فرشتوں کی روحیں بشریت کی پستی میں نیچے اتر

اند۔چنانچہ گفتہ اندپس اگرعنایت خداوندی جلّ شانہ

آئی ہیں ۳؎ جیسا کہ بعض (اہل سیر) نے کہا ہے اگر عنایت خداوندی جل شانہ

دستگیری نماید وازیں سفر رجوعے واقع شود

دستگیری فرمائے۔اور اس سفر سے واپسی واقع ہوجائے۔

۳؎ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح ہاروت اور ماروت فرشتوں کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بشریت کا جامہ پہنا کر دنیا میں بھیجا گیا ایسے ہی روح کو مختلف حکمتوں و مصلحتوں کی بناپر جسم انسانی میں قید کردیا گیا۔

یادر ہے کہ عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ ہاروت وماروت کا قصہ یہود کا من گھڑت ہے اس لئے یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے اور اسرائیلی روایات ناقابل التفات ہیں امرِ واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ ہاروت وماروت کو تعلیم سحر کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا جس سے نیک وبد کی آزمائش مقصود تھی۔جیسا کہ آیت کریمہ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (البقرہ ۱۰۲) سے عیاں ہے۔

جب روح کو عالم ارواح سے لاکر انسانی جسم میں داخل کردیا تو جسمانی ظلمت

www.maktabah.org

وازیں تنزل عروجے فرماید ،نفس ظلمانی وبدن عنصری نیز

اور اس تنزل سے عروج کرے ہے نفس ظلمانی اور بدن عنصری بھی اس

بمتابعت اوعروجے خواہند نمود ، وطے منازل خواہند فرمود

کی اتباع میں ایک قسم کا عروج کرینگے اورمنزلیں طے کرلیں گے اسی

دریں ضمن آنچہ مقصود از تعلق روح وتنزل اوست بظہور

ضمن میں جو کچھ مقصود ہے روح کے تعلق سے اور اس کے تنزل سے ظاہر ہو

خواہد آمد ، واماره باطمینان خواہد پیوست ۔

جائے گا اور (نفس) اماره کو اطمینان مل جائے گا۔

اور نفسانی مجاورت کی وجہ سے روح کی نورانیت مکدر اور غلیظ ہوگئی جسے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

ہکے لامکان مکان اساڈا ایتھاں آن بتاں وچہ پھاسے ہو
اس نفس شیطان پلید چا کیتا باہو کوئی اصل پلید تے ناسے ہو

ہے روح کا عروج

اب جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیخ کامل کی توجہات اور لطائف میں ذکر کی بدولت روح بیدار ہو کر عالم قدس کی طرف پرواز کرتی ہے تو نفس کو بھی اپنے ساتھ عروج کراتی ہے اور سیر عروجی کے ذریعے نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اور جسم میں لطافت اور نورانیت آجاتی ہے چنانچہ نفس مزکی ومطہر ہو کر نزول کرتا ہے اور روح مزید کمالات قرب حاصل کرنے کیلئے عروج کرتی رہتی ہے یوں یہ دونوں (روح ونفس مع الجسد) اپنے اپنے مقامات اصلیہ وکمالات علیہ پر پہنچ کر روحی ونفسی عروج ونزول

www.maktabah.org

وظلمانی بنورانی مبدل خواهد گشت - وچوں روح ایں

اور ظلمت نورانیت کے ساتھ بدل جائے گی اور جب وہ اس

سفر را تمام کند وآنچہ مقصود از نزول بود بانجام رساند، بہ

سفر کو مکمل کرے گی اور جو کچھ نزول سے مقصود تھا انجام تک پہنچائے گی

برزخیت اصلی خواہد رسید، ونہایت دررجوع بہ بدایت

تو اصلی برزخیت تک پہنچ جائے گی اور نہایت رجوع میں

خواہد یافت،

بدایت کو پالے گی۔

(جسدی) سے مشرف ہو کر فنا و بقائے نفسی وروحی سے شادکام ہو جاتے ہیں والحمد للّٰہ علیٰ ذالک اور روح کے جسد میں نزول سے جو مقصود تھا وہ پورا ہو جاتا ہے اور روح اپنی اصلی برزخیت میں پہنچ جاتی ہے۔ بقول شاعر

دل اپنی طلب میں صادق تھا گھبرا کے سوئے مطلوب گیا
دریا ہی سے یہ موتی نکلا دریا میں ہی جا کے ڈوب گیا

جب روح عروجی منازل اور روحانی مدارج طے کرتی ہوئی دوبارہ عالم ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو اس کی انتہاء، ابتداء کی طرف لوٹ جاتی ہے اور نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے بدن عنصری میں لطافت آ جاتی ہے تو روح کے جسم میں قید کرنے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اب ذہن میں سوال آتا ہے کہ روح کو دوبارہ عالم ارواح میں کیسے پہنچایا جائے صوفیائے کرام نے اس کے متعلق دو بنیادی باتیں بیان فرمائی ہیں۔

ا......سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل محض بندے کے شامل حال ہو۔

www.maktabah.org

وچوں قلب از عالم ارواح است، نیز در برزخیت توطن

اور چونکہ قلب عالم ارواح سے ہے وہ بھی برزخیت میں قیام پذیر ہو جائے گا

خواہد نمود، ونفس مطمئنہ کہ رنگے از عالم امر دارد چه او

اور نفس مطمئنہ جو عالم امر سے ایک طرح کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ وہ برزخ

برزخ ست میان قلب وبدن نیز ہما نجا اقامت خواہد نمود،

ہے قلب اور بدن کے درمیان بھی اسی جگہ قیام پذیر ہوگا۔

۲......دوسری بات یہ ہے اولیائے طریقت نے راہ سلوک کا جو طریقہ وضع فرمایا ہے اور اس کے لئے جو نصاب مرتب فرمایا ہے اس پر پوری اخلاص وتندہی سے پابندی کی جائے لیکن یہ سب کچھ کسی شیخ طریقت کی زیر نگرانی ہونا چاہئے وبدونہ خرطُ القتاد

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہء معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
تو شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

پیری مریدی سے مقصود

پیری، مریدی سے مقصود شجرے، جبّے، قبّے، عبائیں، قبائیں، دستاریں، نیازیں، تعویذ دھاگے، اوراد و وظائف وغیرہا نہیں۔ بلکہ لوگوں کے دل بہلانے کیلئے یہ سب کھلونے ہیں اور نہ ہی پیری مریدی کا مقصد عوام کالانعام سے نذرانے بٹورنا اور روپیہ پیسہ ہتھیانا ہے اور نہ ہی تصوف کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کمانا ہے بلکہ یہ سب دنیادار پیروں کے طلسمات اور شعبدے ہیں جن کا تصوف وطریقت وحقیقت و

www.maktabah.org

شریعت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

پیری مرید کا مقصد نمود ونمائش بھی نہیں بلکہ یہ جہالت کی پیداوار اور شیطانی افکار ہیں اس قسم کے سب کام حرام ہیں جن کے تصور سے بھی شرک کی بو آتی ہے بقول اقبال مرحوم

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

درحقیقت شجرے، دستاریں، اوراد و وظائف اوراذکار وغیرھا اس ڈگڈگی کی مانند ہیں جس کو بجا کر مداری شعبدے دکھاتا ہے مقصود اس سے بالا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح بدن کی تاریکی اور گناہوں کی آلودگی سے روحانی توجہات اور ذکر وفکرو مراقبات، سنت وشریعت پر پابندی وغیرھا کے ذریعے پاک ومطہر کر کے دوبارہ اسکا تعلق عالم ارواح سے کر دیا جائے گناہوں میں لتھڑی ہوئی انسانیت کا پھر سے خدا کے ساتھ سے رابطہ استوار کر دیا جائے اس لئے سلاسل طریقت کے مقرر کردہ سلوک نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کو طے کروایا جاتا ہے عالم امر اور عالم خلق کے لطائف میں توجہات دی جاتی ہیں۔ مگر ہائے افسوس! طریقت کے راہ نوردوں کو جبہ و دستار اور چلوں تک محدود کر دیا گیا ان کو حقیقت سے آگاہی نہ بخشی گئی۔ "اٹھا میں مسجد وخانقاہ سے نمناک" کے مصداق خانقاہیں اور مساجد ومدارس کسی صاحب نظر صوفی اور کسی صاحب توجہ درویش کی منتظر ہیں کہ جن کی ایک توجہ سے دل ودماغ میں انقلاب پیدا ہو جائے لیکن بقول اقبال مرحوم صد افسوس

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری!

www.maktabah.org

شیخ کامل مکمل

حقیقت یہ ہے کہ شیخ کامل مکمل (بکسر میم) وہ ہے کہ جس کی ایک ہی باطنی توجہ سے مرید کے قلب ونظر میں انقلاب پیدا ہو جائے اور وہ مرید کے قلب کو ذاکر بنا دے بلکہ خالص نقشبندی فقیر اور پیر تو وہ ہے جو تصرف فرما کر مرید کے قلب سے شیطانی اثرات ،نفسانی خواہشات ووسواس کو ہٹا کر اس کے دل پر اسم اللہ نقش کر دے اور اسے دنیا ومافیہا سے بے نیاز کر دے اور نسیانِ ماسوی اللہ کے مرتبے تک پہنچا دے جو شیخ یہ کام کرے مرید کے لئے وہی اپنے زمانے کا امام ہے۔ بقول اقبال مرحوم

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام بر حق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

اور مرید کے متعلق اہل طریقت نے تحریر فرمایا ہے

اَلْمُرِیْدُ مَنْ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اللّٰہ یعنی مرید وہ ہے جو شیخ سے اللہ کے قرب کے سوا کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے۔

روح کی عالم امر تک رسائی

جب روح کی عالم ارواح تک رسائی ہو جاتی ہے تو قلب کے عالم ارواح سے تعلق کی وجہ سے وہ مقام برزخیت پر براجمان ہو جاتا ہے۔ روح کے عالم امر (عالم ارواح) تک رسائی کے دوران نفس بھی رام ہوتا جاتا ہے اور عالم امر کے رنگ سے رنگا جانے کی وجہ سے مطمئنہ ہونے کی بنا پر وہ قلب اور بدن کے درمیان برزخ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

www.maktabah.org

جب عالم امر کے لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ) کی رسائی عالم ارواح تک ہو جاتی ہے اور نفس بھی ان کی اتباع میں لطیف اور مطمئنہ ہو جاتا ہے تو لطائف کے عالم قدس کی طرف پرواز کر جانے کے بعد قفس عنصری خالی رہ جاتا ہے تو عارف ہر قسم کی بشری کدورتوں اور نفسانی شرارتوں سے پاک اور محفوظ ہو جاتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کے حضور یوں گویا ہوتا ہے بقول شاعر

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

جب حق تعالیٰ اس کے قلب میں جلوہ فرماتا ہے تو وہ ظاہری طور پر دنیا میں رہتا ہے لیکن باطنی طور پر حق کے ساتھ ہوتا ہے۔

جیہدے دل وچہ توں آوسیوں اوہ دنیا وچہ نہ وسدے نیں
اک وار جو پھائیوں اڈ جاون مڑ دوجی وار نہ پھسدے نیں

www.maktabah.org

وبدن عنصری کہ مرکب از عناصر اربعہ است بعالم

اور بدن عنصری جو مرکب ہے چار عناصر سے عالم کون و مکان میں

کون ومکان استقرار خواہد یافت، وبطاعت وعبادت

قرار پائے گا اور اطاعت وعبادت میں مشغول ہوجائے گا[۵] اس

خواہد پرداخت۔ بعدازیں اگر سرکشی ومخالفت واقع

کے بعد اگر کوئی سرکشی اور مخالفت واقع ہو تو (وہ)

شود فی الجملہ منسوب بطبائع عناصر خواہد بود،

عناصر کی طبیعتوں کی طرف منسوب ہوگی۔

۵ لطائف اور عناصر اربعہ

لطائف پروارد ہونے والے انوار وتجلیات بدن عنصری (خاک، باد، نار، آب) پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں نتیجتاً جسم اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مصروف ہوجاتا ہے۔

عالم امر کے لطائف کے تصفیہ، نفس کے تزکیہ اور عالم خلق کے عناصر اربعہ پر انوار کے غلبہ کے باوجود، ان چاروں عناصر کی بغاوت، ثقالت، کثافت، رذالت، جو دب گئی تھی کبھی کبھی وہ پھر ابھرتی اور جوش مارتی ہے دراصل یہ ان جواہر وعناصر کی فطرت میں شامل و داخل ہے جو صوفی وسالک کو گناہ پر آمادہ کرتی اور احکام الٰہیہ کی مخالفت پر کمر بستہ کردیتی ہے جس کی وجہ سے درویش سے کوئی نہ کوئی خطا وقصور واقع ہوجاتا ہے۔

www.maktabah.org

مثلاً جزو ناری کہ بالذات سر کش و مخالفت طلب ست

مثلاً آتش جزو جو ذاتی طور پر سرکش اور مخالفت کا طالب ہے[٦]

دررنگ ابلیس لعین ندائے انا خیر منه خواہد برآورد، ونفس

ابلیس لعین کی طرح انا خیر منہ کی صدا لگائے گا اور نفس مطمئنہ جو سرکشی سے

مطمئنہ کہ از سرکشی بازمانده است چہ او از حق جلّ

باز آ گیا ہے کیونکہ وہ حق جل سلطانہ سے راضی ہوگیا ہے اور حق سبحانہ

سلطانہ راضی گشتہ، وحق سبحانہ ازوے راضی و مرضی

اس سے راضی اور وہ (نفس مطمئنہ) اس (حق تعالیٰ) سے راضی ہوگیا ہے

گشتہ، وسرکشی ازراضی ومرضی متصور نیست۔ اگر

اور سرکشی کا ایک دوسرے سے راضی ہونے والوں سے تصور نہیں ہے اگر سرکشی

سرکشی است از قالب ست۔

ہے تو قالب (جسم عنصری) سے ہے۔

٦ عنصر ناری

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز عناصر اربعہ میں عنصر ناری کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بغاوت اور مخالفت نار کی سرشت میں داخل وشامل ہے یہی وجہ کہ شیطان لعین کی مانند اپنی خیریت وفضیلت کا دعویٰ کرتا ہے دراصل شیطان جنات میں سے ہے اور جنات کی تخلیق نار سے کی گئی ناری مخلوق ہونے کی وجہ سے سرکشی وبغاوت دشمنی ومخالفت اس کی طبیعت میں داخل ہے یہی وجہ ہے کہ جب اسے حق تعالیٰ

www.maktabah.org

کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے بہتر و اعلیٰ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جیسا کہ آیات کریمہ وَكَانَ مِنَ الْجِنِّ اور اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (ص ۷٦) سے واضح ہے۔

نفس اور انسان

یاد رہے کہ بدن انسانی کی تکمیل نفس کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اس کو بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا البتہ نفس کے سرکش گھوڑے کے منہ میں عبادات و ریاضات، اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کی لگام دے دی جاتی ہے تا کہ اس کی بغاوت و مخالفت دب جائے یوں نفس کا ازالہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا امالہ ہو سکتا ہے یوں اسے گناہوں کی دلدل سے نکال کر نیکی کی راہ پر گامزن کر دیا جاتا ہے۔

اسلام اور عصبیت

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ شیطان نے لاکھوں سال عبادت کرنے کے باوجود اپنی طبعی بغاوت کی وجہ سے انا خیر منہ کی متکبرانہ صدا بلند کر دی ایسے ہی دنیادار لوگ زاہد و عابد ہونے کے باوجود برادری ازم کے پجاری ہوتے ہیں، خدا اور رسول ﷺ سے بھی اپنی برادری کو مقدم سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے مخصوص خونی مزاج کی وجہ سے ان میں اکھڑپن، تکبر، ظلم، بغاوت، شرارت وغیرھا جیسی اخلاقی کمزوریاں اور روحانی بیماریاں ہوتی ہیں خواہ کوئی شخص ولی بھی بن جائے اس کا خاندانی مزاج پھر بھی اس میں کچھ نہ کچھ رہتا ہے گو اسلام میں ادنیٰ اور اعلیٰ کا تصور نسل، برادری، رنگ اور قوم نہیں بلکہ فضیلت کا معیار تقویٰ ہے جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات ۱۳) سے عیاں ہے اس لئے برادری، رنگ نسل کی پوجا سے اجتناب کرنا چاہئے۔ بقول شاعر

www.maktabah.org

ے تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے
غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تم مسلمان بھی ہو

فضیلت کا معیار

اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (الحجرات ۱۳) کے مطابق برادریاں اور قبیلے محض باہمی تعارف کیلئے بنائے گے اس لئے معیار فضیلت برادری نہیں بلکہ پرہیز گاری ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ جب صحابی رسول حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے انکا شجرہ نسب پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا سلمان بن اسلام بن اسلام شاید اسی لئے سید المرسلین ﷺ نے انہیں سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ کا مژدہ سنا کر اپنی اہلبیت میں شامل فرمالیا سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمان جامی قدس سرہٗ السامی نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے:

ے بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

جب کسی خوش قسمت کو عشق الٰہی کی دولت میسر آتی ہے تو اَلْعِشْقُ نَارٌ یَّحْرِقُ مَاسِوَی اللّٰہ کے مقولہ کے مصداق اس کی ساری روحانی واخلاقی کمزوریاں و بیماریاں ختم ہو جاتی تو اس کی دعا مستجاب، توجہ اکسیر اور نگاہ شفا بن جاتی ہے اور جملہ کائنات

www.maktabah.org

اور موجودات کی کرامت وسیادت کا تاج اس کے سر پر سجایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد
شادباش! اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما
ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

اہل بیت کی اقسام

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی مرحوم نے اہل بیت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

ا...... اصلِ اہل بیت

۲...... داخلِ اہل بیت

۳......لاحقِ اہل بیت

اصل اہل بیت

اصل اہل بیت تیرہ افراد ہیں نو ازواجِ مطہرات اور چار بناتِ طیبات

داخل اہل بیت

داخل اہل بیت تین افراد ہیں۔ حضرت سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرات

www.maktabah.org

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

لاحق اہل بیت

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نجاستوں اور گناہوں سے کلیۃً پاک کر دیا ہے اور ان کو کمال تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرمائی ہے خواہ وہ سادات ہوں یا غیر سادات چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ سید نہ تھے لیکن ناپاکی سے کمال طہارت کی وجہ سے اہل بیت سے لاحق تھے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **سلمان مناا هل البیت** سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ (سبع سنابل)

www.maktabah.org

مانا که سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمّھا

شاید سید البشر علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتسلیمات اتمھا واکملھا

واکملھا (تعبیر بجہاد) اکبر ازیں سرکشئی ابلیسی

نے جہاد اکبر سے اس ابلیسی سرکشی کو تعبیر فرمایا ہو جس کا منشاء

فرمودہ باشند کہ منشاء آں جزو قالبی است۔ وآنکہ

جزو قالبی ہے اور وہ جو فرمایا ہے اسلم شیطانی (میرا شیطان مسلمان

فرمودہ اند " اسلم شیطانی" مرادا زاں یاشیطان آفاقی ست

ہوگیا ہے) اس سے مراد یا آفاقی شیطان ہے۔

نفس مطمئنہ میں سرکشی کا امکان

نفس، مطمئنہ ہوکر خدا تعالیٰ کی طرف سے راضی اور مرضی کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے جیسا کہ آیات کریمہ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً سے واضح ہے تو اس سے بغاوت ممکن نہیں لہٰذا اگر سرکشی کا امکان ہوتا ہے تو وہ جسم عنصری سے ہی متوقع ہے چونکہ شیطان جسم انسانی پر تسلط وتصرف کر کے اس پر وساوس اور خواہشات کے لشکروں سے جملہ آور ہوتا ہے جیسا کہ ارشار نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ یعنی شیطان بدن انسانی میں خون کی رگوں میں گردش کرتا ہے۔

اس لئے شیطانی اثرات کی وجہ سے بھی انسانی جسم میں بغاوت پیدا ہو جاتی ہے شاید اسی سرکشی اور ابلیسیت کی بنا پر اس کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے

www.maktabah.org

که قرین اوست علیه الصلوٰۃ والسلام ومراد ایں جا شیطان

جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرین ہے اور مراد اس جگہ انفسی شیطان ہے

انفسی است، ہر چند صولت ایں شیطان نیز شکستہ

اگرچہ اس شیطان کا زور بھی شکستہ ہے اور سرکشی سے باز آ گیا ہے لیکن جو

است واز تمرد بازماندہ اما ما بالذات لاینفک عن الذات

چیز ذاتی ہوتی ہے وہ ذات سے جدا نہیں ہوتی۔

جہادِ اکبر سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یعنی کفار کے خلاف جہادِ اصغر کیا ہے اب آؤ شیطانی اثرات اور نفسانی خواہشات کے خلاف اعمال صالحہ بجالا کر جہادِ اکبر کریں۔

ایک سوال: حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہاں ایک سوالِ مقدر کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں سوال یہ ہے کہ بدنِ انسانی میں شیطانی تصرف کی وجہ سے جو بغاوت وغفلت پیدا ہوتی ہے جس کے خلاف اعمال صالحہ بجالا کر جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر اس جہاد کو جہادِ اکبر فرمایا گیا ہے ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے اَسْلَمَ شَيْطَانِی جب آپ ﷺ کا شیطان مسلمان ہو گیا ہے جس کے بدن میں تصرفات کے خلاف جہاد کرنا ہوتا ہے تو پھر آپ کے لئے فضیلت جہاد نہ رہی۔

حضرت امام ربانی کا جواب

اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں جہاد کرنے کے حوالے سے شیطان کی دو قسمیں ہیں۔

شیطان انفسی اور شیطان آفاقی

www.maktabah.org

سیاہی از حبشی کے رود که خود رنگ ست

سیاہی حبشی سے کیسے دور ہو کیونکہ وہ بذات خود رنگ ہے

ویا مراد ازاں شیطان انفسی است

اور یا مراد اس سے انفسی شیطان ہے

واسلام آں مستلزم انتفائی سر کشی بالکلیه نیست ،

اسکا مسلمان ہو جانا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ سرکشی کا انتفاء کلی طور پر ہو گیا ہے

شیطان انفسی

وہ شیطان جس کے خلاف ہمہ وقت جہاد جاری رکھنا ہے اس سے مراد شیطان انفسی ہے اور میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے اس کے متعلق دو قول ہیں یا تو شیطان آفاقی ہے یا شیطان انفسی ہے۔

شیطان آفاقی

شیطان آفاقی جسے حدیث نبوی ﷺ میں قرین فرمایا گیا ہے اسے ہمزاد بھی کہتے ہیں اس کی تفصیل درجذیل حدیث شریف میں بیان فرمائی گئی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ ......الخ یعنی تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کے ساتھ اس کا مصاحب (ہمزاد) جنوں اور فرشتوں میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو۔

www.maktabah.org

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان

ایک روایت میں حضرت ابن مریم علیہ السلام کے نام کی وضاحت ہے:

مَامِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخاً مِنْ مَّسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمِ وَابْنِهَا (مشکوٰۃ باب الوسوسہ)

یعنی ابن آدم میں کوئی مولود ایسا نہیں مگر وقت ولادت، شیطان اس کو چھوتا ہے اور اس چھونے کی وجہ سے وہ چیختا ہے سوائے حضرت مریم اور ان کے صاحبزادے کے۔

جب حضرت عیسیٰ بن مریم کے قریب ان کا ہمزاد آنے لگا تو هَمَزَكَهٗ جِبْرِیْلُ اِلٰی عَدَنِ تو سیدنا جبریل علیہ السلام نے ٹھوکر مار کر اسے عدن میں پھینک دیا۔

حضور اکرم ﷺ اور شیطان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا وَاِیَّاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے؟ فرمایا اِیَّایَ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے لیکن اَتَانِیْ میرا ہمزاد میرے پاس آیا تھا۔ فَلَمَّا رَاٰنِیْ اَسْلَمَ شَیْطَانِیْ یعنی جب اس نے میرے جمال کو دیکھا تو میرا شیطان مسلمان ہو گیا۔

یہ حضور اکرم ﷺ کی شان تخصیص ہے کہ آپ کا شیطان مطیع و مسلمان ہو گیا اس لئے اس کے اثرات وتصرفات کا حضور پر اثر نہیں ہوتا۔ سُبحان اللہ

جہاد اکبر والی حدیث میں جس شیطان سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد شیطان انفسی ہے۔

شیطان کے خلاف ہمہ وقت جہاد سے اگر چہ شیطان کی صولت وبغاوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے مگر آیت کریمہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کے مطابق اس کی شرارت وعداوت بالکل ختم نہیں ہوتی کیونکہ یہ اس کی سرشت میں داخل ہے اور جو

www.maktabah.org

باوجود اسلام اگر ترک عزیمت خواهد ومرتکب رخصت

اسلام لانے کے باوجود اگر عزیمت ترک کر دے اور رخصت کا مرتکب

گردد جائز است ،واگر صغیرہ بوجود آید کہ درآں حسنہ

ہو جائے جائز ہے^8 اور اگر کوئی ایسا صغیرہ سرزد ہوجائے کہ جس میں

نباشد ہم گنجائش دارد۔ بلکہ حسنہ ابرار کہ نزد مقربان

حسنہ (نیکی) نہ ہوتو بھی گنجائش رکھتا ہے بلکہ ابرار کی نیکی مقربین کے نزدیک

سیّہء است نیز ازیں قبیل است۔

سیہء (بدی) ہے بھی اسی قبیل سے ہے۔

چیز کسی کی ذات اور طبیعت ہو وہ کبھی بھی ختم نہیں ہوتی جس طرح حبشی کے بدن کی سیاہ رنگت ہزار جتن کرنے سے بھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ جو چیز کسی کی ذاتی ہو وہ جاتی نہیں ایسے ہی شیطان انفسی اور شیطان آفاقی (جسے اسلم شیطانی کا مژدہ ملا ہے) رام اور مطیع تو ہو جاتا ہے مگر اس کی طبعی عداوت وشیطنت ختم نہیں ہوتی۔

اسلم شیطانی والی حدیث میں شیطان سے مراد شیطان آفاقی ہو یا انفسی اس کے اسلام لانے اور مطیع ہو جانے کے باوجود وہ ذاتی خباثت، جبلی شرارت اور طبعی عداوت سے باز نہیں رہتا کیونکہ کلی طور پر اس کی سرکشی اور بغاوت ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ جزوی طور پر مسلمان ہوا ہے۔

8 شیطان کا رخصت پر عمل کروانا

اگر ایسی حالت میں سالک عزیمت کو چھوڑ کر رخصت پر عمل پیرا ہو جائے تو ایسا ممکن ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ

www.maktabah.org

ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز فجر سوئے ہوئے قضا ہوگئی جب بیدار ہوئے تو سخت پریشاں و پشیمان ہوئے اور سارا دن جنگل میں سرگرداں پھرتے رہے غفلت پر نادم ہوئے اللہ کے حضور توبہ کی دوسرے روز علی الصبح کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا دروازے پر تشریف لاکر پوچھا تو کون ہے؟ جواب ملا شیطان ہوں آپ نے ارشاد فرمایا تیرا جگانے سے کیا تعلق؟ کہنے لگا کل بھی میں نے سلائے رکھا لیکن نماز کے قضا ہونے پر آپ نے جو آہ وزاری کی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی ہے آپ کو بے شمار اجر وثواب مل گیا ہے جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوئی ہے میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اتنا زیادہ ثواب ملے بروقت نماز ہی ادا کرو اس لئے جگانے آیا ہوں۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان نے رخصت پر عمل کروایا ہے عزیمت پر عمل نہیں کروایا۔

شیطان انفسی جو جزوی طور پر مطیع ہوا ہے اپنی جبلی سرکشی کی وجہ سے اگر صوفی کو عزیمت سے نہ روک سکے تو اسے رخصت پر ہی گامزن کر دیتا ہے اور اگر وہ کبیرہ گناہ نہ کروا سکے تو صغیرہ گناہ کا ہی مرتکب بنا دیتا ہے اور مقربین بارگاہ قدس جلّ سلطانہ سے ابرار جیسے اعمال کروا دیتا ہے جو مقربین کے نزدیک سیئات کے قبیل سے ہوتے ہیں جیسا کہ مقولہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْن سے عیاں ہے یعنی مقربین سے ان کے مرتبہ ومقام کے لائق اعمال نہیں کرنے دیتا بلکہ انہیں نچلے مرتبے جو کہ ابرار کا مرتبہ ہے میں لا کر ان سے وہ کار خیر سرانجام دلاتا ہے جو مقربین کے نزدیک گناہ ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

این ہمہ اقسام سر کشی است واین بقائے سر کشی از وے

یہ تمام سرکشی کی قسمیں ہیں اور اس سرکشی کا باقی رہنا اس سے اس کی

از برائے اصلاح وترقیء اوست -چہ بعد از حصول ایں امور

اصلاح اور ترقی کے لئے ہے کیونکہ ان امور کے حاصل ہونے کے

کہ نہایت نقص دراں بحصول ترک اولیٰ است آں قدر

بعد ان میں انتہائی کمی ترک اولیٰ کے حصول سے ہے اس قدر

ندامت وپشیمانی وتوبہ واستغفار دست می دہد، کہ

شرمندگی ، پشیمانی ، توبہ اور استغفار ہاتھ آتی ہے و جو بے انتہاء

موجب ترقیات بے نہایت می گردد۔

ترقیوں کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ١٠

و سرکشیٔ شیطان کی اقسام

اس کی متعدد اقسام ہیں

○...... مقربین سے ابرار والے اعمال کرواتا ہے

○...... بڑی نیکیوں والوں سے چھوٹی نیکیاں کرواتا ہے

○...... کبائر کے مرتکبین سے صغائر کا ارتکاب ہی کروا دیتا ہے

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز بدن انسانی میں شیطانی بغاوت کے باقی رہنے کا دوسرا پہلو بیان فرمارہے ہیں کہ جب شیطان اپنی فطری عداوت کی وجہ سے صوفی سے عزیمت کی بجائے رخصت اور مقربین سے ابرار کے سے کام کرواتا

www.maktabah.org

ہے تو اس پر صوفی پریشان اور پشیمان اور نادم وشرمندہ ہوتا ہے تو صغائر کا ارتکاب اور وسوسوں کا اکتساب وغیرھا بندۂ مومن کے لئے اصلاح کا باعث بن جاتے ہیں اوران پرانفعال وندامت ترقی درجات کا موجب ہوجاتی ہے۔

گناہ گار کا نادم ہونا

بلکہ بعض اوقات نیکوکار عابد اور زاہد قسم کے لوگ اپنے علم اور تقوے پر نازاں ہوکر خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں نبی اور مہدی بن بیٹھتے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ کبھی کبھی شیطان کو اس قسم کے بندوں کے حوالے سے ڈھیل دیتا رہتا ہے اور اندر اندر سے اپنے بندوں کو الہام کرتا رہتا ہے کہ تم غلطی کررہے ہو واپس آجاؤ بالآخر ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ بندۂ مومن اور صوفی ہر قسم کے تکبر وغرور ونخوت وبغاوت پر شرمندگی اورندامت کے آنسو بہا کر حق تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے روتا اور گڑگڑاتا ہے آنسو بہاتا ہے جو ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اِنَّ دَمْعَةَ الْعَاصِیْ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ کے مصداق اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کردیتا ہے اور شرف قبولیت پالیتا ہے، بقول اقبال مرحوم

ے موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

وہ دردوعشق اورآہ وفغاں وہ نعمت عظمیٰ اور دولت قصویٰ ہے جس سے ملائکہ بھی محروم ہیں مولانا روم مست بادۂ قیوم فرماتے ہیں۔

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی در خورد نیست

علامہ اقبال مرحوم نے غالباً اسی لئے کہا تھا

www.maktabah.org

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

۱۰ بعض خطاؤں پر بلندئ درجات

انابت، ندامت، رجوع، توبہ، آہ وزاری اور درماندگی وانکساری وہ اعلیٰ مرتبہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں کو مقربین کی صفوں میں لا کھڑا کرتا ہے چوروں کو قطب بنالیا جاتا ہے یوں شیطان کی ساری سازشیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے وہ صوفی گناہوں سے کنارہ کش ہو کر راہِ حقیقت وہدایت پر گامزن ہو جاتا ہے اس طرح اس کی خطائیں اور غلطیاں اس کی اصلاح اور بلندئ درجات کا زینہ بن جاتی ہیں۔

عزیمت کی بجائے رخصت اور اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف رجوع جو ترک اولیٰ کے قبیل سے ہیں کے اکتساب سے صوفی کے مقامات ومدارج میں جو نقص اور کمی واقع ہوتی ہے جب صوفی سے ترک اولیٰ کا ارتکاب ہو جاتا ہے اور اعلیٰ مقامات تک رسائی حاصل نہیں کر پاتا تو اس پر پشیمان ونادم ہوتا ہے اللہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار اور آہ وفریاد کا اظہار کرتا ہے تو اعلیٰ مقامات اور بے شمار درجات حاصل کر لیتا ہے شاید اقبال مرحوم نے اسی مقام کے متعلق کہا تھا۔ ؎

؎ متاع بے بہا ہے درد وسوز وآرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

www.maktabah.org

وچوں بدن عنصری در مقرخود استقرار یافت، بعدازمفارقت

اور جب بدن عنصری اپنے جائے قرار میں قرار پاتا ہے۔ چھ لطیفوں سے جدائی اوران

لطائف ستہ وعروج آنہا در عالم امر ہر آئینہ خلیفہء آنہادریں

کے عالم امر میں عروج کے بعد ہرآئینہ جو ان (لطائف) کا خلیفہ ہے!!

عالم ہمیں بدن خواہد ماند و کارہمہ آنہا خواہد کرد

اس جہاں میں یہی بدن رہ جائے گا اورا ن تمام کے کام کرے گا۔

!! لطائف ستہ کا خلیفہ

جب صوفی کے جسم سے لطائف ستہ (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفس) عالم امر کی طرف عروج کر جاتے ہیں تو ان میں سے ہر ہر لطیفے کا خلیفہ یہی بدن عنصری ہوتا ہے چونکہ اصل والے کام سرانجام دیتا ہے نور وظہور وسرور وحضور، عبادات وطاعات اور ترقیات وغیرھا جیسے سارے کام بدن انسانی خلیفہ بن کے ہی کرتا ہے۔

جب لطیفہ قلب (قلب نوری) عالم امر کی طرف عروج کر جاتا ہے اسے حقیقت جامعہ قلبیہ کہتے ہیں تو وہ اپنے انوار اور اثرات قلب صنوبری پُر چھوڑ جاتا ہے جسے مضغہ ء گوشت بھی کہتے ہیں خلیفہ ہونے کی وجہ سے قلب نوری والی صلاحیتیں اور استعدادیں مضغہ ء گوشت میں پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے اگر الہام نازل ہوتا ہے تو مضغہ ء گوشت پر ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

بعدازیں اگرالہام است برہمیں مضغہ است کہ خلیفہء

اور بعد اس کے اگر الہام آتا ہوتا ہے اسی مضغہء گوشت پر آتا ہوتا ہے

حقیقت جامعہ قلبیہ است، وآنچہ درحدیث نبوی ع یہ

جو خلیفہ ہے حقیقت جامعہ قلبیہ کا۔اور وہ جو حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ و السلام آمدہ است "من اخلص للّٰہ اربعین صباحا ظھرت

میں آیا ہے جومخلص ہوااللہ کیلئے چالیس صبحیں ظاہر ہوجاتے ہیں حکمت کے

ینا بیع الحکمۃ من قلبہ علیٰ لسانہ" مراد ازیں قلب واللّٰہ سبحانہ

چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر مراد اس قلب سے اور اللہ سبحانہ

اعلم" ہمیں مضغہ است

زیادہ جانتا ہے یہی مضغہ ہے۔ ۱۲

۱۲ مضغہ ءگوشت پرالہام

مضغہ ءگوشت پر وارد ہونے والے الہام کی مثال حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے حدیث شریف سے بیان فرمائی ہے زیر نظر حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے آپ پر اس طرح کنٹرول کرے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی مرضیات، عبادات اور اعمال صالحہ کے اور کوئی کام نہ کرے کسی قسم کے گناہ کی آلائش سے ملوث نہ ہو مخلوق خدا کی ایذا رسانی سے اجتناب کرے چالیس دن تک ہر قسم کے گناہوں سے باز رہے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹتے اور دانائی کے سوتے اُبلتے ہیں جن کا اظہار و اعلان اسکی زبان سے ہوتا ہے اس کا ایک ایک کلمہ دلوں پر اثر کرتا ہے اس کی

www.maktabah.org

وعظ و نصیحت قلب و نظر میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے اس کے درس و تدریس کا ایک ایک لفظ دل و دماغ پر نقش ہوتا جاتا ہے اور اس کی تحریر و تقریر سے بھٹکے ہوئے راہ راست پر آجاتے ہیں اسی لئے حضو اکرم ﷺ نے رمضان کا پورا مہینہ اعتکاف فرمایا۔ بعض لوگ ۴۰ کا عدد پورا کرنے کیلئے ماہ رمضان کی آمد سے قبل ہی ۱۰ دن اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں اور بعض لوگ پورا ماہ رمضان اعتکاف بیٹھنے کے علاوہ مزید دس دن اعتکاف کرتے ہیں تا کہ ماہ شوال کے چھ روزے بھی رکھ لیں اور ۴۰ کا عدد بھی پورا ہو جائے۔ یوں جو شخص حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے پیش نظر ۴۰ روز اعمال صالحہ اور افعال حسنہ بجالاتا ہے تو اس کے قلب پر حکمت الٰہیہ کا نزول شروع ہو جاتا ہے اس قلب سے مراد مضغہ گوشت ہی ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ قلب سے مراد حقیقت جامعہ قلبیہ نہیں بلکہ مضغہء گوشت ہے۔

www.maktabah.org

ودر احادیث دیگر ایں مراد متعین است، کما قال

اور دوسری حدیثوں میں یہ مراد متعین ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد

علیہ الصلوٰۃ والسلام "انہ لیغان علی قلبی"

فرمایا بلاشبہ میرے دل پر (ہلکا سا) غبار طاری کر دیا جاتا ہے [۱۳]

۱۳ انہ لیغان علی قلبی کی وضاحت

درج ذیل حدیث مبارکہ میں قلب سے مراد مضغہ گوشت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِیْ یعنی بے شک میرے قلب پر ہلکا سا پردہ طاری کر دیا جاتا ہے۔

اس حدیث میں قلب سے مراد قلب قلب نہیں کہ جس پر غبار آتا ہے بلکہ وہ قلب تو ہمہ وقت جلوؤں میں محو رہتا ہے کیونکہ وہ تو کلیۃً غبار سے محفوظ ہو گیا ہے یہاں غین جس قلب پر آتا ہے اس سے مراد مضغہ گوشت ہے۔

قلب پر غبار آنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ امت کے حال پر انتہائی شفقت و مہربانی سے پیش آنے کی وجہ سے ان کی کثافت کو اپنی طرف کھینچ لیتے جو غبار کی طرح نظر آتا تھا جسے غین سے تعبیر فرمایا گیا۔

حجاب قلبی کی اقسام

حضرت امام ابو نصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے قلبی حجاب کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱ ''ختم'' اور ''طبع'' یہ حجاب کی قسم کفار کے دلوں پر چھاتی ہے۔

۲ ''رین'' اور ''قسوۃ'' حجاب کی یہ قسم منافقوں کے دلوں پر چھاتی ہے۔

www.maktabah.org

۳...... ''صدأ'' اور ''غشاوہ'' حجاب کی یہ قسم مومنوں کے دلوں پر چھاتی ہے۔

۴...... ''غین'' حجاب کی یہ قسم حضور انور ﷺ کے قلب اقدس پر چھاتی ہے۔

قلب اقدس پر بادل (حجاب) چھانے کی مثال آئینہ کی سی ہے کہ جب آئینے کے سامنے انسان سانس لے تو وہ ہلکا سا دھندلا جاتا ہے مگر چند لمحوں کے بعد پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے۔

صحبت کا اثر

صوفیائے کرام اپنے مریدین ومتوسلین وسالکین کو جو صحبت ناجنس سے باز کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ برے لوگوں کے قلبی اثرات، نفسانی وسواس وخطرات نامعلوم اور پوشیدہ طریقہ سے سرایت کرتے رہتے ہیں نتیجتاً باطنی مزاج بگڑ جاتا ہے روحانی پرواز میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

جبکہ صالحین کی صحبت اپنا رنگ دکھاتی ہے اور برے لوگوں کی صحبت غبار لاتی ہے حضور اکرم ﷺ نے اچھی اور بری صحبت کے اثرات کو تمثیلاً یوں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو!

مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ

(مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ)

اچھے اور برے مصاحب کی مثال مُشک اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے کستوری اٹھانے والا تمہیں کچھ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس کی عمدہ خوشبو آئے گی بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس کی ناگوار بدبو آئے گی۔

عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کا ترجمہ پنجابی زبان میں یوں کیا ہے

www.maktabah.org

نیکاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا بھانویں مول نہ لییّے حلے آؤن ہزاراں
برے لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں کنج کنج بییّے چنگاں پین ہزاراں

کسی فارسی شاعر نے اہل اللہ کی صحبت وزیارت کی شان کو یوں بیان فرمایا ہے

گرد مستاں گرد اگر مے کم رسد بوئے رسد
گرچہ بوئے ہم نباشد رویت ایشاں بس است

ترجمہ بو ہی کافی ہے اگر مے کش نہیں دیتے شراب
بو بھی گر حاصل نہیں، دیدار سے ہو فیضیاب

www.maktabah.org

عروض غین بر مضغه است نه بر حقیقت جامعه که او

غین (غبار) کا عارض ہونا مضغہء گوشت پر ہے نہ کہ حقیقت جامعہ پر کیونکہ

بکلیة از غین بر آمده است و در احادیث دیگر آمده از

وہ مکمل طور پر غین سے باہر آ گئی ہے اور دوسری حدیثوں میں قلب کا پلٹنا آیا

تقلب قلب کما قال علیه الصلوٰة والسلام "قلبُ المومن بین

ہے[۱۴۱] جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مومن کا قلب دو انگلیوں کے

اصبعین من اصابع الرحمن" ......الخ

درمیان ہے رحمٰن کی انگلیوں میں سے۔

۱۴۱ قلب مومن کا تقلب

درجذیل حدیث پاک میں ہے کہ قلب سے مراد متعین مضغہء گوشت ہے جو الٹتا پلٹتا رہتا ہے کیونکہ حقیقت جامعہ الٹ پلٹ سے پاک ہے۔

حدیث پاک یوں ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَآءُ (مومن کا قلب رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس طرح چاہتا ہے اس کو پلٹتا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک متشابہات میں سے ہے متشابہات کے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا موقف کیا ہے اس کیلئے ملاحظہ ہو۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۷۷ جلد دوم)

www.maktabah.org

وقال صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم قلبُ المؤمن کُرِیُشة فی ارض

اور حضورِ ﷺ نے فرمایا مومن کا دل اس ریشہ (پرندہ کے پر کا معمولی حصہ) کی مانند

فلاة ......الخ . وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللھم یامقلبَ القلوب ثبُت

ہے جو بیابان میں (پڑا) ۱۵؎ ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے اللہ اے

قلبی علٰی طاعتک

دلوں کے پلٹنے والے ثابت رکھ میرے دل کو اپنی اطاعت پر۔

۱۵؎ قلب مومن

زیرنظر حدیث پاک بھی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنے اس موقف کیلئے پیش فرمارہے ہیں کہ قلب سے مراد متعین مضغہء گوشت ہے۔یعنی بندۂ مومن کا قلب پرندہ کے اس پر کی مانند ہے جو کسی جنگل بیابان میں پڑا ہو۔جس طرح ہوائیں پر کے اس کٹے ہوئے ریشہ کو اڑائے پھرتی ہیں ایسے ہی مومن کا دل دنیا کے جنگل میں اڑتا پھرتا ہے جس طرف سے دباؤ پڑتا ہے اسی طرف ہو جاتا ہے گویا قلب کی کیفیت یوں ہوتی ہے۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

زیرنظر حدیث مبارک کے دعائیہ جملے میں الٹنے پلٹنے اور اڑنے والے دل کے اطاعت الٰہی پر ثبات وقرار کی التجا کی جارہی ہے اے خدایا! گو قلوب کی تقلیب وتغیر تیری مشیت پر موقوف ہے لیکن تیرے حضور ہم ملتجی ہیں کہ ہمارے قلوب اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر ہی لگائے رکھنا۔اللھم آمین

مذکورۃ الصدر احادیث مبارکہ سے اس امر کی وضاحت ہوگئی ہے کہ تلوینات وتقلیبات اور ثبات وعدم ثبات مضغہء گوشت کیلئے ہی ہے کیونکہ حقیقت جامعہ مقام اطمینان پر براجمان ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے تقلیبات وتلوینات سے بالا ہے۔

www.maktabah.org

والتقلبُ وعدم الثبات ثابتةٌ لهذه المضغة لانَّ الحقيقة الجامعة

اوردل کا پلٹنا اور عدم ثبات ثابت ہے اسی گوشت کے ٹکڑے کیلئے کیونکہ حقیقت جامعہ

لاتقلب لها اصلاً بل هی مطمئنةٌ راسخة عَلَی الاطمینان و الخلیل علٰی

کیلئے ہرگز الٹ پلٹ نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت جامعہ مطمئنہ ہے اطمینان پر راسخ ہے۔

نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام حیث طلبَ الاطمینان للقلبِ اراد بهٖ

اور حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اطمینان قلب کی درخواست کی

المضغةَ لاغیرَ لانّ قلبهُ الحقیقی قد کان مطمئناً بلاریبٍ بل نفسهٗ

تھی ان کی مراد اس سے مضغہ گوشت تھا[۱۶] نہ کہ کوئی اور چیز کیونکہ ان کا قلب حقیقی

ایضاً کانت مطمئنة بسیاسة قلبه الحقیقی .

تو بلاشبہ مطمئن تھا بلکہ ان کا نفس بھی مطمئن تھا ان کے قلب حقیقی کی سیاست کی بنا پر۔

[۱۶] ایک سوال

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک سوال مقدر کا جواب بیان فرما رہے ہیں سوال یہ ہے کہ جد الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے احیاء موتی کے ذریعے اطمینان قلبی مانگا تھا اس سے مراد حقیقت جامعہ ہے یا مضغہ گوشت ہے

حضرت امام ربانی کا جواب

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ یہاں قلب سے مراد مضغہ گوشت ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قلب حقیقی یقیناً مقام اطمینان پر فائز المرام تھا بلکہ قلب حقیقی کی تربیت

www.maktabah.org

وسیاست کی وجہ سے ان کا تو نفس بھی مطمئنہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ (البقرہ ۲۶۰) یعنی اور ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کیا یقین کیوں نہیں لیکن یہ چاہتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔

اس آیت مبارکہ میں اطمینان قلب سے مراد مضغہ گوشت کا اطمینان ہے کیونکہ آپ کا نفس تو پہلے ہی مطمئنہ تھا۔

www.maktabah.org

قال صاحب العوارف قدس سرهٗ "اِنّ الالھامَ صفةُ النفس

صاحب العوارف قدس سرہٗ نے فرمایا بے شک الہام صفت ہے اس نفس مطمئنہ کی جس

المطمئنة التی عرجَتْ فی مقام القلب وان التلوینَات والتقلیبَات"

نے مقام قلب میں عروج کیا ہو[17] اور بے شک تمام رنگتیں اور تبدیلیاں اس وقت

ح تکون صفات النفس المطمئنة وهو كمَا ترى مخالفٌ للاحاديثِ

ہوتی ہیں صفات نفس مطمئنہ کی اور یہ جیسا کہ آپ نے دیکھا مخالف ہے احادیث

المذكورة ولوتيّسرالعروجُ من هٰذا المقام الذی اخبر الشيخُ عنه

مذکورہ کا اور اگر (انہیں) عروج میسر ہو جاتا[18] اس مقام سے جس کے متعلق شیخ نے

لعلِمَ الامرَ كما هو عليه ولَا حَ صدقُ مااخبرتْ به وطابق الكشف

خبردی ہے تو ضرور انہیں حقیقت حال کا علم ہو جاتا جس کی انہوں نے بات کی ہے اور

والالهام بالاخبارَاتِ النبوية علىٰ صاحبها الصلوات والسلام والتحية

ظاہر ہو جاتی صداقت اس کی، خبر دی ہے میں نے جس کی اور مطابق ہو جاتے کشف

اور الہام احادیث نبویہ کے (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ)

17 حضرت امام ربانی کا صاحب عوارف کے قول پر تبصرہ

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز صاحب عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ العزیز کے ایک قول پر تبصرہ فرما رہے ہیں دراصل حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ہر حال میں کتاب وسنت کی تعلیمات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں صوفیائے کرام کے مکشوفات والہامات کا قرآن وحدیث سے موازنہ کرتے

www.maktabah.org

ہیں اگر الہامات وغیرھا کتاب وسنت کے عین موافق ہوں تو انہیں قبول کر لیتے ہیں اور جو مکشوفات والہامات، کتاب وسنت سے متصادم ہوں انہیں رد کر دیتے ہیں۔ اس لئے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی، قطب ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی حضرت صدرالدین قونوی کے شریعت مطہرہ کے مخالف مکشوفات والہامات کو قابل رد سمجھتے ہیں لیکن ان حضرات کی عظمت کے پیش نظر انکا ذکرِ خیر نہایت احترام سے کرتے ہیں اور ان کی کشفی خطا کو فقہاء کی خطائے اجتہادی کی مانند گردانتے ہیں اور اسے غلبہء حال اور سکروقت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں تاکہ ان اولیائے عظام کا ادب واحترام لوگوں کے قلب و نظر میں جاگزیں رہے اور ان کی عقیدت وجذبات میں کسی قسم کا کوئی فتور واقع نہ ہو۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز تبصر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ' العزیز کے نزدیک جب نفس مطمئنہ کو مقام قلب تک رسائی نصیب ہو جائے تو الہامات وتلوینات وتقلیبات وتغیرات اور رنگ آمیزیاں نفس مطمئنہ پر وارد ہوتی ہیں حالانکہ گذشتہ احادیث مبارکہ میں تلوینات وتقلیبات کا محل مضغہ گوشت ہے لہٰذا ان کا یہ قول حدیث کے خلاف ہے۔

١٨ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا روحانی مقام

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز احتراماً حضرت شیخ کے قول کی بابت فرماتے ہیں کہ دراصل حضرت شیخ نفس مطمئنہ کے مقام پر فائز تھے اس لئے انہوں نے اپنے مقام ومرتبے کی خبر دی ہے البتہ اگر انہیں نفس مطمئنہ کے مقام سے اوپر عروج نصیب ہوتا تو ان پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی اور ان کا کشف والہام احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے مطابق ہو جاتا۔

www.maktabah.org

ولقد تعلم ان ما اخبرتُ به من خلافۃِ المضغۃ وورود الالهام علیها و

اور البتہ تحقیق تمہیں علم ہو گیا یقیناً اس چیز کا میں نے خبر دی جس کے بارے میں ۱۹ مضغہ

صیرورتها صاحبَ احوالٍ وتلوینات ممّا کُبر علی المتعصّبین

گوشت کی خلافت کی اور الہام کا ورود اسی پر ہوتا ہے اور ہو جاتا ہے وہ احوال وتلونیات

الجاهلین القاصرین عن حقیقۃِ الامر وثُقل علَیهم فماذا یقولون فی

والا۔ یہ باتیں اگر مشاق ہوں متعصب جاہل حقیقت حال سے قاصر لوگوں پر اور یہ ان

الاخبار النبویۃ علیه وعلٰی 'اله الصلٰوۃ والسلام

پر گراں گذریں پس وہ کیا جواب دیں گے احادیث نبویہ کا علیہ وعلٰی الہ الصلٰوۃ والسلام

۱۹ حضرت امام ربانی کی تحقیق قلب

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میری بیان فرمودہ گذشتہ تحقیق سے عیاں ہو گیا ہے کہ مضغہء گوشت، حقیقت جامعہ قلبیہ کا خلیفہ بن جاتا ہے فلہٰذا الہام کا مورد بھی مضغہ گوشت (قلب صنوبری) ہی ہوتا ہے اس لئے صاحب احوال وتلوینات وتقلیبات بھی یہی قلب صنوبری ہوتا ہے۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رنج وملال وافسوس کا اظہار فرمارہے ہیں کہ ہماری تحقیق حقیقت حال سے قاصر، جہال اور متعصبین پر بڑی گراں اور ثقیل گذرتی ہے دراصل تعصب ایسا اخلاقی وروحانی مرض ہے۔ جس میں مبتلا انسان اپنی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی کی وجہ سے غلط بات پر ڈٹ جاتا ہے بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتا اسلئے حقیقت حال سے محروم رہتا ہے سالک اور صوفی کو اس قسم کی باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

www.maktabah.org

حیث قال "اِنّ فی جسد بنی 'ادم لمضغۃً اذا صلُحت صلح الجسدُ

جیسا کہ ارشاد فرمایا بے شک جسم میں بنی آدم کے مضغہ ء گوشت ہے جب وہ درست

کلُّہ و اذا فسدتْ فسد الجسدُ کلہ آلاوھی القلب "جَعَلَ صلّٰی اللّٰہ

ہوجائے تو سنور جاتا ہے سارا جسم اور جب خراب ہوجائے تو بگڑ جاتا ہے سارا جسم

تعالٰی علَیہ والہ وسلم المضغۃَ ھی القلب علٰی سبیل المبالغۃ وناطَ

آ گاہ رہو وہ قلب ہے قرار دے دیا آپ ﷺ نے مضغہ کو قلب بر سبیل مبالغہ اور منحصر

صلاحَ الجسد وفسادہ بصلَاحھا و فسادھا ،

فرمادیا جسم کی اصلاح اور فساد کو اس کی درستگی اور خرابی کے ساتھ۔

؎ تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے

بعض لوگ بے علمی اور نادانی کی وجہ سے کسی غلط مؤقف پر اڑ جاتے ہیں اور بعض لوگوں میں حقیقت حال تک پہنچنے کیلئے روحانی استعداد اور علمی قابلیت نہیں ہوتی اس لئے وہ بھی اپنے غلط مؤقف پر ڈٹے رہتے ہیں اس قسم کے جاہل اور احمق لوگوں کا آپ شکوہ فرمارہے ہیں۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جاہل اور نادان لوگوں کو اگر میری تحقیق سے اختلاف ہے تو وہ اس حدیث مبارکہ کا کیا جواب دیں گے جس میں واضح طور پر مضغہ گوشت کو قلب فرمایا گیا ہے لٰہذا ہماری بیان فرمودہ تحقیق ہی کتاب وسنت کے عین مطابق ہے۔(وللّٰہ الحمد)

حدیث پاک کے الفاظ درج ذیل ہیں:

www.maktabah.org

فَیَجُوزُ لِھٰذِہِ المضغۃِ مایجوزُ للقلب الحقیقی وانْ کان علٰی سبیل

پس جائز ہوگا اس مضغہ کیلئے جو جائز ہوگا قلب حقیقی کے لئے اگر چہ ہو نیابت اور

النیابۃِ وَالخلافۃِ. واعلمُ ان الروحَ لَمّا فارقَ

خلافت کے طریق پر جان لو بیشک روح [20] جب جدا ہو جاتی ہے۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ لَمُضْغَۃً ...... اَلَا وَھِیَ الْقَلْب

یہی مضغہ ءگوشت جسے مبالغۃً قلب فرمایا گیا ہے خیر و شر اور صلاح و فساد کا محل ہے جس کے صلاح و فساد پر جسم کی صحت و عدم صحت کا دارومدار ہے لہٰذا یہ بات عیاں ہوگئی کہ جو الہامات و پیغامات قلب حقیقی پر وارد ہوتے ہیں ان الہامات کا ورود مضغہ ء گوشت پر بھی ہوتا ہے اگر چہ نیابت و خلافت کے طور پر ہی ہو۔

[20] روح

روح ایک ایسی شئی ہے جس کے متعلق آیت کریمہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً کے مطابق ان قلیل لوگوں کو علم دیا گیا ہے جنہیں راسخین فی العلم کہا جاتا ہے۔

روح عالم امر سے ہے جس کا تعلق دائرہ وجوب سے ہے جو ممکنات و مخلوقات کی آمیزش سے بالا ہے۔

اقسام روح میں اختلاف

روح کی لاتعداد اور بیشمار اقسام ہیں جو احاطہ ءادراک سے باہر ہیں۔ حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک روح واحد ہے اور وہ روح محمدی ہے علٰی صاحبہا الصلوات والتحیات اور روح کی اقسام سے مراد روح کے

www.maktabah.org

تعینات ہیں۔ جیسے درخت کا بیج ایک ہوتا ہے اور اس بیج سے درخت کا پھیلاؤ اسی بیج کے تعینات ہیں۔ لہٰذا شاخ، تنا، پتا، پھول، پھل، کانٹا وغیرہا سب بیج کے تعینات ہیں۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ علمائے متکلمین اہل سنت کی تائید میں فرماتے ہیں کہ کہ روح ایک نہیں بلکہ ارواح متعدد و متکثر ہیں آپ کے نزدیک روح محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات حقیقۃ الحقائق ہے جسے روح اعظم بھی کہا جاتا ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْاَرْوَاحَ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ (یعنی ارواح لشکروں کی صورت میں ہیں) سے ارواح کے متعدد ہونے کی دلیل شرعی ہے جس سے روح واحد کے قول کی نفی ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کا قول کہ روح ایک ہے دلیل کشفی سے ثابت ہے دلیل کشفی سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے جبکہ دلیل شرعی سے علم قطعی ویقینی حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

روح کی اقسام بلحاظ بدن

اجمالی طور پر روح کی دو قسمیں ہیں۔

۱...... وہ ارواح جن کا تعلق ابدان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ارواح انسانیہ حیوانیہ ہیں جو متصرفہ بدن ہوتی ہیں۔

۲...... وہ ارواح جن کا تعلق ابدان کے ساتھ نہیں ہوتا وہ متصرفہ بدن نہیں ہوتیں انسانی جسم ان کے تصرف کا محتاج نہیں ہوتا اس سے مراد ملاء اعلیٰ کی ارواح ہیں جنہیں ملائکہ کہا جاتا ہے یہ بھی ارواح کی ایک قسم ہے انہیں ارواح مہیمنہ کہتے ہیں جو ملاء اعلیٰ میں رہتے ہیں۔ ملاء اعلیٰ ارواح کا دیس ہے اور یہ ایک ولایت ہے جن اولیائے کرام کو ملاء اعلیٰ کی ولایت نصیب ہوتی ہے ان کا تعلق ان ارواح سے ہوتا ہے۔

۵...... حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سالک کی روح

www.maktabah.org

الجسد بالموتِ الذی ہو قبل الموتِ وجد العارفُ الواصل روحَهٗ

جسم سے اس موت کے ذریعے [۱] جو قبل از موت ہو پاتا ہے عارف واصل اپنی روح کو

غیرَ داخلٍ فی الجسد ولا خارج عَنہ ولا متّصل مَعَهٗ و لامنفصلٍ عَنه

نہ جسم میں داخل نہ اس سے خارج اور نہ پیوستہ اس سے اور نہ جدا اس سے اور پاتا ہے

دوران سلوک عروجی منازل طے کرتی ہوئی عالم بالا تک رسائی حاصل کر لیتی ہے تو اسے فنا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے جسے موت قبل از موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

[۱] اقسام موت

روح کے جسم سے نکلنے کے اعتبار سے موت کی دو قسمیں ہیں۔

صورتِ موت اور حقیقتِ موت

صورت موت

اس موت میں نفس، غلبہء محبت کے ظہور اور صاعقہء احدیت کے نزول کے باعث ماسوا کی دید و دانش سے آزاد ہو جاتا ہے اور انانیت سے گذر جاتا ہے بلکہ اپنا کوئی نام ونشان بھی نہیں چھوڑتا اور غیب ہویت کی تیغ آرزو سے مقتول ہو جاتا ہے اَوَمَنْ کَانَ مَیْتاً فَاَحْیَیْنَاہُ (الانعام ۱۲۳) کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا) کی خوشخبری اور مَنْ قَتَلْتُهٗ فَاَنَادِیَتُهٗ (جس کو میں قتل کرتا ہوں اس کی دیت میں خود ہوں) کی بشارت اس طرح کے مقتول و گم شدہ کو سر بلند کر دیتی ہے اور اس کے معاملے کو سب سے آگے کر دیتی ہے اس موت میں گو روح عالم بالا تک پہنچ جاتی ہے مگر اس کا تعلق و نگرانی جسم کے ساتھ بدستور قائم رہتا ہے اس موت کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کو فنائے مطلق بھی کہتے ہیں۔

www.maktabah.org

و وجد ان للروح تعلقاً مع الجسد لصلاح الجسد بل لغرض یعود

روح کا تعلق جسم کے ساتھ جسم کی اصلاح کیلئے بلکہ اس غرض کے لئے بھی کہ واپس

الی الروح کماله ایضاً و ذٰلک التعلقُ ھو منشاءُ الصلاح والخیر فی

آ جائے روح کی طرف اس کا کمال بھی اور اس تعلق کی یہی منشا ہے کہ جسم میں اصلاح

الجسد ولولا ذٰلک التعلق لصَار الجسدُ بحَذافیرہٖ شراً و نقصاناً.

اور بھلائی ہو اور اگر نہ ہو یہ تعلق تو ہو جائے جسم مکمل طور پر شر اور نقصان۔

حقیقت موت

وہ موت ہے جس میں انسان کی وفات پر اس کی تجہیز وتدفین کا اہتمام کیا جاتا ہے اسے طبعی موت بھی کہا جاتا ہے جس میں اولیائے کرام نقل مکانی کرتے ہیں جیسا کہ روایت میں ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یُّنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ یعنی آگاہ رہو کہ یقیناً اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ بقول شاعر

ہیں دونوں گھر انہی کے جس گھر میں جی چاہا جا بیٹھے
کبھی اِس گھر میں آ بیٹھے کبھی اُس گھر میں جا بیٹھے

www.maktabah.org

وهٰكذا الحال للواجب تعالٰی معَ الروح وغيره فانهٗ تعالٰی غيرُ داخل فی

یہی حال ہوتا ہے واجب تعالیٰ کا روح وغیرہ کے ساتھ پس یقیناً اللہ تعالیٰ نہ داخل عالم

العالم ولا خَارج عنه ولَا متصل معه ولا مُنفصل عنه ولَهٗ سبحانه تعلقٌ

ہے اور نہ خارج ہے اس سے اور نہ پیوستہ ہے اس سے اور نہ منفصل ہے اس سے اور اس

مع العالم خلقاً وابقاءً و افاضةً للكمالات وايلاءً للنعم والخيرَات فانْ

سبحانہ کا تعلق ہے عالم کے ساتھ پیدا کرنے کا، باقی رکھنے کا اور کمالات کے فیضان کا

قلت انّ علماء اهلِ الحق ماتكلموا فی الروح مثل هذا الكلام بل

اور استعداد پیدا کرنے کا نعمتوں اور بھلائیوں کے لئے۔ [۲۲] اگر تم کہو کہ علمائے اہل

كادُوا لم يجوزُوه وانت ملتزمٌ وفاقَهم فی القليل والكثير فما وجههٗ.

حق نے روح کے متعلق نہیں کلام کیا مثل اس کلام کے بلکہ تقریباً انہوں نے جائز نہیں

قلتُ العالم بحقيقة الروح قليلٌ منهم فهُمْ مع قلّتهم انّما لم يتكلّموا

فرمایا ایسا (کلام کرنے کو) اور آپ لازم جانتے ہیں موافقت قلیل وکثیر پس کیا وجہ ہے

بكشف الكمالات الروحية

اس کی؟ [۲۳] میں کہتا ہوں حقیقت روح کے عالم قلیل ہیں ان میں سے لہٰذا انہوں نے اپنی قلت کے باوجود نہیں کلام فرمایا [۲۴] روحی کمالات کے اظہار کا۔

[۲۲] عارف کے احساسات

جب عارف کو عالم قدس تک وصل نصیب ہو جاتا ہے تو وہ باطنی طور پر اپنی روح کے متعلق یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ نہ میرے جسم میں داخل ہے اور نہ جسم سے باہر ہے نہ

www.maktabah.org

واکتفوا بالاجمال اجتناباً عن سُوء فهم العَوام ووقُوعهم فی الضّلال

اور اکتفا فرمایا انہوں نے اجمال پر، اجتناب کرتے ہوئے عوام کی کج فہمی پر اور گمراہی میں

فان الکمالات الروحیة شبیهةٌ صورةً بالکمالات الوجوبیة والفرق

مبتلا ہونے کے اندیشہ سے، بے شک روحی کمالات مشابہ ہیں صورۃً وجوبی کمالات سے (ان

دقیقٌ لا یطلع علیه الّا الرّاسخُون من العلماء

دونوں میں) فرق بہت ہی باریک ہے مطلع نہیں ہوئے اس پر سوائے علمائے راسخین کے

جسم سے متصل ہے اور نہ اس سے جدا ہے کیونکہ چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا وغیرہا روح مع الجسد کے کام ہیں۔

٥...... جب عارف واصل کو روح کے جسم کے ساتھ اندر، باہر، اتصال وانفصال کا کچھ بھی علم نہیں ہوتا تو وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق صرف جسم کی اصلاح ودرستی کے لئے ہے بلکہ عارف کو اپنے اندر ایک اور غرض ہوتی ہے کہ روح کی کلی طور پر جسم سے بالکل مفارقت مقصود نہ تھی بلکہ روح کے مرتبہء کمال تک پہنچ جانے کے بعد پھر جسم کی طرف عود کرنا تھا تاکہ جسم کی صلاح وخیر ودرستگی قائم رہے اور اگر روح کا جسم کے ساتھ یہ تعلق نہ ہوتا تو سارا جسم شر ونقصان وفساد کا محل ہو جاتا خیر وصلاح اس میں بالکل نہ رہتی۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ جس طرح روح کا جسم کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ سبحانہ کا روح اور کائنات کے ساتھ تعلق قائم ہے جب عارف واصل روح کے متعلق یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ نہ جسم کے اندر ہے نہ باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے وہ حیرت میں مبتلا

www.maktabah.org

فرأوا المصلحةَ فی الاجمال بل فی اِلانکار عمَّنْ بیّنَہٗ و کشف

پس انہوں نے مصلحت اجمال میں ہی جانی بلکہ انکار کردیا اس کے بیان کرنے سے

عن حقیقتہ فلا ینکرون کمالاتہ التی سبقَ ذکرھا . والعبد

اوراس کی حقیقت کھولنے سے۔پس وہ منکر نہیں اس (روح) کے کمالات کے جس کا

الضعیف انّما بیّنہ و کشف عن بعض خواصہ اعتماداً علٰی علمہ

پہلے تذکرہ ہو چکا۔اوراس بندۂ ضعیف نے جواس (روح) کے متعلق بیان کیا اوراس

الصحیح و کشف الصریح

کے بعض خواص کومنکشف کیا ہے بایں وجہ اعتماد کرتے ہوئے علم صحیح اور کشف صریح پر

ہوجاتا ہے اسے سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کہوں۔

اسی مقام پر فلاسفہ نے روح کے قدیم ہونے کا قول کردیا۔حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ العزیز نے بھی کسی مقام پر روح کو مجرد عنِ المادۃ قرار دے کر اسے قدیم کہہ دیا۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا یہ خصوصی کمال ہے کہ وہ اپنے کشف کو آوارہ اور بے لگام نہیں ہونے دیتے اگر آپ کا کشف شریعت مطہرہ کے احکامات اور متکلمین علمائے اہلسنت کی تحقیقات کے مطابق درست ہو تو اسے تسلیم کرلیتے ہیں ورنہ اسے رد کردیتے ہیں چنانچہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نہ کائنات میں داخل ہے نہ خارج نہ متصل ہے نہ منفصل وہ تعالیٰ اتصال وانفصال واتحاد سے پاک ہے بس خدا خدا ہے اور کائنات، کائنات ہے تعلق ہے تو بس اتنا کہ اللہ خالق ہے اور کائنات مخلوق ہے اللہ رازق اور یہ مرزوق ہے اللہ رب ہے اور وہ مربوب ہے لہٰذا روح وغیرھا کے

www.maktabah.org

قدم کا قول عبث اور فضول ہے۔

۲۳ علمائے اہلسنت اور روح

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ علمائے متکلمین اہلسنت نے روح کے متعلق نہ ہی کلام کیا ہے اور نہ اس کے متعلق کلام کے جواز کا قول کیا ہے آپ ان علمائے اہل حق کے ساتھ موافق ہونے کے باوجود روح کے متعلق کیوں گفتگو فرمارہے ہیں؟۔

۲۴ حضرت امام ربانی اور روح

آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ حقیقت روح کو جاننے والے علماء بہت کم ہیں اس لئے انہوں نے اپنی قلت کے پیش نظر روحی کمالات کی تفصیلات کو بیان نہیں فرمایا فقط اجمال پر ہی اکتفا فرمایا ہے کہ کہیں عوام کالانعام سوئے فہم کی وجہ سے گمراہی میں مبتلا نہ ہو جائیں ۔چونکہ وجوبی کمالات (کمالات الٰہیہ) کے ساتھ روحی کمالات صورت کے اعتبار سے (حقیقت کے اعتبار سے نہیں) بہت مشابہت رکھتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان فرق بہت باریک ہے بنابریں اس باریک اور دقیق فرق پر مطلع ہونے والے علماء نے تفصیلات میں جائے بغیر اجمال میں ہی مصلحت دیکھی بلکہ علمائے راسخین نے بربنائے احتیاط خود بھی اس کے متعلق گفتگو نہیں فرمائی اور اس کے متعلق کلام کرنے والوں اور اس کی حقیقت کو بے نقاب کرنے والوں کا سرے سے انکار ہی کر دیا تاکہ فتنہ کا دروازہ بند ہو جائے اور لوگ اس قسم کی باریکیوں میں الجھ کے نہ رہ جائیں ورنہ وہ روحی کمالات کے ہرگز منکر نہ تھے۔

○...... حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز از راہ عجز خود کو بندۂ ضعیف فرمارہے ہیں کہ ہم نے روح کے متعلق جو کلام کیا ہے اور اس کے بعض خواص کو کھولا ہے اور اللہ کی امداد وتوفیق اور حضور اکرم ﷺ کے طفیل اپنے کشف صریح اور علم صحیح پر اعتماد کرتے ہوئے

www.maktabah.org

بعون اللّٰه سُبُحانه وتوفيقه وصَدقة حبيبه علَيها الصلوٰة والسلامُ

اللہ سبحانہ کی مدد اور اس کی توفیق اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام والہ

وَالہ الکرام مع ازالة شُبهة مانَعة عن البيان فافهم .وممّا ينبغی

الکرام کے صدقہ سے شبہ کے ازالہ کے ساتھ ساتھ جو بیان سے مانع تھا پس خوب سمجھ لو۔

ان یعلم ان الجسد کما استفاد من الروح کمالات لاتحصیٰ

اور مناسب یہ ہے کہ جانا جائے کہ جسم جس طرح استفادہ کرتا ہے روح کے کمالات سے

فالروح ایضاً اکتسب من الجسد فوائد عُظمیٰ حیثُ صار

بے شمار پس روح بھی اکتساب کرتی ہے ۲۵ جسم سے عظیم فوائد کا اس حیثیت سے کہ ہوگئی

سمیعاً بصیراً متکلماً متجسداً بجسد مکتسباً مباشراً لافعال

سننے والی ، دیکھنے والی ، کلام کرنے والی ، مجتسم ہوگئی جسد کے ساتھ اکتساب کرنے والی،

ناسبت بعالم الاجسَاد.

بذات خود سنبھالنے والی ہے افعال کو جو مناسبت رکھتے ہیں عالم اجسام کے ساتھ۔

تحدیث نعمت کے طور پر بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ اسے بیان کرنے سے جو شبہ مانع تھا اس کا بھی ازالہ کر دیا ہے اور آپ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً (الاسراء ۸۵) کے مصداق راسخین فی العلم میں سے ہونے کا اشارہ فرمایا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

۲۵ روح وجسد کا باہمی استفاضہ واستفادہ

جسم اور روح دونوں ایک دوسرے سے مستفیض اور مستفید ہوتے ہیں جہاں

www.maktabah.org

جسم روح کے ذریعے بے شمار کمالات حاصل کرتا ہے وہاں روح کو جسم سے کئی فائدے ملتے ہیں روح جسم میں آ کر متجسد ہو جاتی ہے اور جسم کے حواس سے سنتی، دیکھتی اور کلام کرتی ہے جو کہ بغیر جسم کے نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ روح تو فطری طور پر اپنے آپ سے بھی بے خبر ہے اسے دوسروں کی کیا خبر ہو گی۔

غرضیکہ روح اور جسد کے باہمی استفاضہ واستفادہ سے ایسا قریبی رابطہ ہو جاتا ہے کہ بقول حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز

روحیں جسم بن جاتی ہیں اور جسم روحیں بن جاتے ہیں۔

بلکہ اولیائے طریقت یوں فرماتے ہیں اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا . اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا یعنی ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں اور ہماری روحیں ہماری جسم ہیں۔

جب عارف واصل باللہ ہو جاتا ہے تو انوار وتجلیات وفیوضات وبرکات اور لطافت ونورانیت کے بدولت اس کی روح ایسے افعال اختیار کر سکتی ہے جو اجسام کے افعال کے مناسب ہوتے ہیں وہ اسی جسد مکتسب کی قسم سے ہیں اور اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی روحانی امداد بھی اسی قسم کے جسمانی افعال کی مناسبت سے ہے کہ مختلف وجوہات کی بنا پر مختلف طریقوں سے انہوں نے دشمنوں کو ہلاک کیا اور دوستوں کی امداد فرمائی وغیرہ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۳۹)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

عارف باللہ بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں شہداء کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِہِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَآءُوْنَ وَ یَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَاءَ ھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَ ھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی قوت دیتا ہے وہ زمین آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں

www.maktabah.org

وچوں نفس مطمئنّہ بروحانیاں ملحق شد، چنانکہ بالا

اور جب نفس مطمئنہ روحانیوں کے ساتھ ملحق ہوجاتا ہے جیسا کہ اوپر

گذشت، عقل بجائے اودر عالم اجساد بخلافت اونشست

گذرا عقل اس کی جگہ عالم اجسام میں اس کی خلیفہ بن کر بیٹھتی ہے اور

وعقل معاد نام یافت ۔

عقل معاد کا نام پاتی ہے ۲۶

ان شاء اللہ تعالیٰ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الحدید ۱۹) کے مطابق اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبۂ صدیقیت اور درجۂ شہادت پر فائز ہوتے ہیں وہ بھی اپنے مریدوں کی امداد اور ان کے دشمنوں کو برباد کرتے ہیں۔

۲۶ روح ونفس مطمئنہ کا خلیفہ

جب روح عالم ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو اس کی جگہ نفس مطمئنہ مسند خلافت پر متمکن ہوجاتا ہے اور جب روح کی اتباع میں نفس مطمئنہ بھی عالم ارواح میں رسائی حاصل کرلیتا ہے تو جسم میں اسکا خلیفہ عقل معاد ہوتی ہے۔

عقل کی اقسام

اہل طریقت نے عقل کی دو قسمین بیان فرمائی ہیں۔ عقل معاش اور عقل معاد

عقل معاش

وہ عقل ہے جسے ہمہ وقت پوشاک، خوراک، عیش و آرام، طعام اور ضروریات

www.maktabah.org

زندگی کی فکر دامنگیر رہے دین اور آخرت سے کوئی سروکار نہ ہو اس قسم کی عقل خالص دنیاداروں کی ہوتی ہے جو نیکوکار لوگوں کو خواہ اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہو بے وقوف گردانتے ہیں جس طرح منافق لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہتے تھے اور طعنے دیتے تھے کہ انہوں نے دنیا چھوڑ رکھی ہے۔ ہمہ وقت مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جواباً ارشاد فرمایا اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ یعنی آگاہ رہو یہی لوگ بے وقوف ہیں۔

یاد رہے کہ دنیاداروں کی زندگی یاد خدا سے غافل ہونے کی وجہ سے قلبی سکون اور ذہنی اطمینان سے یکسر خالی ہوتی ہے کسی شاعر نے ان دنیاداروں کی زندگی کی کیا خوب عکاسی کی ہے

؎ یہ بھی کوئی زندگی ہے بے نظام و بے اساس
جذبۂ تقلید مغرب میں زبون و بد حواس
آہ بھرتی زندگی ، آنسو بہاتی زندگی
موت کی دلدل کی تہہ میں کلبلاتی زندگی

دنیا اور دنیاداروں کی مذمت کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰه (ابن ماجہ ۳۰۲)

حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کا مفہوم یوں منظوم فرمایا ہے۔ ؎

اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین
لعنۃ اللّٰہ علیھم اجمعین

عقل معاد

وہ عقل ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی بنا پر ہر وقت آخرت کی فکر رہتی ہے

www.maktabah.org

اس کی سوچ کا مرکز ومحور دنیا کی بجائے دین اور آخرت ہوتا ہے۔

دراصل یہ حال مست اور اہل اللہ کی عقل ہوتی ہے جنہیں نہ عزت مطلوب ہوتی ہے نہ ذلت کی پرواہ۔ تخت شاہی پر بٹھا دو کوئی خوشی نہیں بوریے پر بٹھا دو کوئی غم نہیں، ہر وقت مرضیءمولا پیش نظر ہوتی ہے علامہ اقبال مرحوم نے اس قسم کے لوگوں کے متعلق خوب کہا ہے۔

؎ بر تر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

یاد رہے کہ صوفی شعراء نے عقل پر بڑی تنقید کی ہے اور عقل اور عشق کا بڑا موازنہ کیا ہے عقل سے اظہار نفرت فرمایا ہے اس سے مراد وہ عقل ہے جو دنیا کے دھندوں، اندیشوں اور مصلحتوں میں مصروف کار رہتی ہے۔ جسے حضرت رومی کی زبان میں عقل چالاک بھی کہا گیا ہے۔ عقل معاد کی کسی نے بھی مخالفت و مذمت نہیں کی۔ بلکہ اسے عقل پاک اور عشق پاک کے ناموں سے معنون فرمایا ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے عقل و عشق کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

عقل عیار ہے، سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم

حدیث پاک میں عقل کو خلق اول فرمایا گیا ہے جیسا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ سے عیاں ہے اکثر صوفیاء کرام کے نزدیک عقل اول حضور انور ﷺ کی ذات ہے جسے حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کہا جاتا ہے۔

عقل کی تعریف

فاضل اجل حضرت علامہ شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عقل کی تعریف

www.maktabah.org

کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اَلْعَقْلُ مَا يَعْقَلُ بِهٖ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ قِيْلَ مَحَلُّهُ الرَّأْسُ وَقِيْلَ مَحَلُّهُ الْقَلْبُ

یعنی عقل وہ قوت ہے جسکے ذریعے حقائق اشیاء کا ادراک ہوتا ہے بعض نے اس کا محل سر (دماغ) کہا ہے اور بعض نے اسکا محل قلب کہا ہے۔

محل عقل

ائمہ مجتہدین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا عقل کا محل دماغ ہے یا دل ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقل کا محل دماغ ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقل کا مستقر قلب ہے حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے۔

علمائے متکلمین نے ان مختلف اقوال کے درمیان تطبیق بیان فرمائی ہے۔ کہ علم کے کواسب قوائے دماغیہ ہیں لیکن اسکا مستقر قلب ہے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے عقل کو دماغ میں پیدا فرمایا ہے اور اسکا نور قلب میں ہے۔

(تاج العروس جلد ثامن)

حضرت خطیب الاسلام کی تطبیق

خطیب الاسلام ابوالکلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ قدس سرہٗ العزیز وارث مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ پاکستان تطبیق دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ عقل کی دو قسمیں ہیں۔

عقل کلی اور عقل جزئی

www.maktabah.org

عقل جزئی

عقل جزئی کا مرکز سر (دماغ) ہے جہاں سے وہ حواس خمسہ کے ذریعے عالم کثرت سے رابطہ پیدا کرتی ہے اور عالم رنگ و بو اور دنیائے صوت وصورت کے مشاہدہ میں محو رہتی ہے تا آنکہ وہ اپنے آپ کو اسی دنیائے آب وگل کا مکین یقین کر لیتی ہے۔

عقل کلی

عقل کلی کا مرکز دل ہے اور اس کا مقصود مکان کی بجائے لامکان اور عالم کثرت کی بجائے دنیائے وحدت ہے روح انسانی سر کے ذریعے عالم کثرت سے تعلق قائم رکھتی ہے اور دل کے ذریعے عالم وحدت سے مربوط رہتی ہے۔ (مقالات خطیب الاسلام)

حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جس دل کو عقل کلی کا مرکز قرار دیا ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی دل کو جوہر نورانی، عقل مستفاد، مطلع انوار، منبع اسرار اور عرش رحمانی کہا ہے۔

دل بہ معنی جوہر روحانی است
دل نہ از جسم است و نے جسمانی است
آنکہ دانا گفت عقل مستفاد
در حقیقت داں کہ دل بودش مراد
دل چہ باشد مطلع انوار حق
دل چہ باشد منبع اسرار حق
پیش سالک عرش رحمان است دل
جملہ عالم چوں تن و جاں است دل

o...... جب عقل معاد مسند خلافت پر براجمان ہوتی ہے تو اس وقت عقل معاد کی سوچ وبچار اور اندیشہ وافکار دنیوی نہیں رہتے بلکہ اخروی ہو جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

این زمان فکر و اندیشه او ہمہ برائے آخرت مقصود

اس وقت اس کی تمام فکر و سوچ ۲۷؎ آخرت کیلئے محدود ہو جاتی ہے او دنیوی

گشت، واز اندیشہ معیشت فارغ آمد،

اسباب کے فکر سے فارغ ہو جاتی ہے۔

۲۷؎ فکر کی اقسام

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب میں سوچ و فکر کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

فکر لاہی اور فکر الٰہی

فکر لاہی : یہ خالص دنیا داروں کی سوچ ہوتی ہے جو اپنی کجی ٔ فکر کی وجہ سے اچھی بات کا بھی غلط مفہوم لیتے ہیں اور یہ عقل معاش کا نتیجہ ہوتا ہے۔

فکر الٰہی: جب کسی صوفی اور سالک کا تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہو جاتا ہے تو وہ بری بات کا بھی اچھا اور مثبت مفہوم لیتا ہے یہ عقل معاد کا ثمرہ ہوتا ہے۔

سالک اور عقل

جب سالک کو عقل معاد نصیب ہوتی ہے تو وہ دنیوی فکروں اور معاشی اندیشوں سے آزاد و بے نیاز ہو جاتا ہے اور ہر چہ بادہ باد کے مصداق کسی قسم کے نفع و نقصان کی پرواہ نہیں کرتا۔ بقول اقبال مرحوم

؎ برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

پھر اسے نور فراست میسر آتا ہے۔

www.maktabah.org

وشایان فراست شد، بواسطہء نوریکہ اوراعطا فرمودہ اند۔ایں

اور فراست کے لائق ہو جاتی ہے [۲۸] اس نور کے واسطہ سے جو اسے عطا ہو

مرتبہ نہایت مراتب کمالات عقل ست ناقصے ایں جا

جاتی ہے یہ مرتبہ کمالات عقل کے انتہائی مرتبوں میں سے ہے۔ کوئی ناقص

اعتراض نکند، کہ نہایت مراتب کمالات عقل می باید کہ

اس جگہ اعتراض نہ کرے کہ کمالات عقل کے انتہائی مرتبوں میں چاہئے کہ

درنسیان معاش ومعاد متحقق شود، کہ درمبداء اندیشہ او

معاش اور معاد کے نسیان میں پختہ ہو جائے۔ کیونکہ ابتدا میں اس کی فکر سوائے

غیر حق سبحانہ وتعالیٰ ہیچ نباشد، چہ دنیاوچہ آخرت۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کے کوئی نہیں ہوتی خواہ دنیا خواہ آخرت۔

۲۸ اہل حقیقت اور فراست

فاضل اجل حضرت شیخ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فراست کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اَلْفِرَاسَةُ هِيَ مُكَاشَفَةُ الْيَقِيْنِ وَمُعَايَنَةُ الْغَيْبِ (کتاب التعریفات)

یعنی اہل حقیقت کی اصطلاح میں یقین کے مکاشفہ اور غیب کے معائنہ کا نام فراست ہے اور یہ طریقت کی اصطلاح ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے ثابت ہے چنانچہ روایت میں ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ یعنی مومن کی فراست سے بچو

www.maktabah.org

بے شک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مومن کی فراست سے بچنے کا مطلب ہے ہوشیار رہو، الحذر یعنی ڈرو ہے مومن کی فراست کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رہنمائی اللہ کا کرتا رہتا ہے جو اس کی فکر کو جلا بخشتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ یعنی جن لوگوں کا شرح صدر ہو جاتا ہے انہیں باطنی طور پر ایسا نور دکھائی دیتا ہے کہ جس معاملے کو وہ سمجھنا چاہیں یا چلنا چاہیں تو اللہ کا نور شانِ فراست کے ساتھ ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

فراست کی اقسام

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ امام الطائفہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فراست کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

اہل معرفت کی فراست اور اہل جوع وریاضت کی فراست

اہل معرفت کی فراست

اہل معرفت کی فراست کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال سے ہے سالکین وطالبین کی باطنی استعداد معلوم کرنے اور اولیائے واصلین کی شناخت کرنے سے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کو ملاحظہ مخلوق سے محفوظ رکھا ہے اور ان کو اپنی جناب قدس جل سلطانہ کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور ان کو اپنے ماسویٰ سے جدا کر کے اپنی جانب مشغول کر لیا ہے اگر یہ اہل حقیقت مخلوق کے احوال کے درپے ہو جائیں غیرت حق کی وجہ سے ان میں جناب قدس کی حضوری کی صلاحیت باقی نہ رہے۔

اہل ریاضت کی فراست

جبکہ اہل ریاضت اور اربابِ جوع کی فراست صورتوں اور احوال ومغیبات کے کشف کے ساتھ مخصوص ہے کہ جن کا تعلق مخلوقات سے ہے چونکہ اکثر مخلوق جناب

www.maktabah.org

قدس جلّ سلطانہ‘ سے اپنا تعلق منقطع کئے ہوئے ہیں اور دنیا میں مشغول ہیں۔اس لئے ان کے دل بھی صورتوں کے کشف اور مخلوقات کی مغیبات کی جزؤں کی طرف مائل ہیں یوں یہ معاملہ ایسے لوگوں کے نزدیک بہت بڑا کمال ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ یہ اہل خوارق اہل اللہ اور خواص میں سے ہیں۔

حالانکہ فضیلت اہل خوارق کے لئے نہیں بلکہ معارف کیلئے ہے۔حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ‘ العزیز نے لکھا ہے کہ بعض اولیائے کرام جن سے کرامات وخوارق کا ظہور بہت ہوا ہے اپنے آخری وقت میں وہ ان کرامات کے ظہور سے نادم وشرمندہ ہوئے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش یہ تمام خوارق ہم سے ظہور میں نہ آتے۔

اگر فضیلت خوارق کے بکثرت ظہور کے باعث ہوتی تو ان کے ظہور پر شرمندگی کے کیا معنی؟۔ (ماخوذ از مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۹۲)

یادر ہے کہ جب شرح صدر کی بدولت سالک کو دنیوی فکروں سے فراغت کے بعد نور فراست ملتا ہے تو یہ عقل معاد کے کمالات میں سے اس کا آخری اور انتہائی مرتبہ ہوتا ہے۔ **اللھم ارزقنا ایاھا**

حضرت امام ربانی کی فراست

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ‘ العزیز کی علوم اسلامیہ اور معارف روحانیہ پر کس قدر گہری نظر ہے کہ ممکنہ سوالات خود ہی اٹھاتے ہیں اور خود ہی جوابات ارشاد فرماتے جارہے ہیں۔یہاں بھی آپ نے ایک اعتراض اٹھایا ہے کہ اگر کوئی ناقص العقل اور قاصر الفہم کہے کہ جب عقل معاد آخری کمالات تک پہنچ جاتی ہے تو اسے نہ دنیا کی فکر رہنی چاہئے اور نہ ہی آخرت کی فکر ہونا چاہئے دونوں کا نسیان ہو جانا چاہئے اور فقط ذات حق ہی یاد رہنی چاہئے۔

آپ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے معترض! دنیا وعقبٰی دونوں کا

www.maktabah.org

نسیان جن کی بابت تم بات کررہے ہو یہ تو اثنائے راہ فنافی اللہ کے مرتبے میں پیچھے رہ گیا ہے فنا کا مقام تو مرحلوں پیچھے رہ گیا ہے بقا کا مقام فنا کے مرتبے۔سے۔بہت زیادہ متجاوز ہے۔ہم فنافی اللہ کے بعد جو بقاباللہ کا مرتبہ آتا ہے اس کی بات کررہے ہیں کہ جس میں اندیشہ دنیا تو بھول جانا ہے مگر آخرت کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی ہے۔

جب سالک مقام بقا پر پہنچ جائے تو فنائے اتم کے بعد اس کی عقل معاد انتہائے کمال کو چھوتی ہے تو دوران سلوک اثنائے راہ میں جن جن علوم کا نسیان ہو گیا تھا وہ سب عود کر آتے ہیں۔

چند اصطلاحات فنا و بقا کے متعلق

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے یہاں چند اصطلاحات طریقت کو بیان فرمایا ہے جن کی قدرے وضاحت ہدیۂ قارئین ہے۔

جہل سے مراد فنا ہے اور علم سے مراد بقا ہے۔

جمع سے مراد فنا ہے اور فرق سے مراد بقا ہے۔

کفر طریقت کو مقام جمع کہا جاتا ہے اور فرق کا دوسرا نام اسلام حقیقی ہے۔

عروجی منازل میں سالک پر انوار و تجلیات اور فیوضات و برکات وغیرھا کے ورود کی بدولت دوران فنا ہر چیز کا نسیان ہوتا جاتا ہے جسے جہل سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن نزولی مراتب میں فیضان نبوت اور کمالات رسالت کی وجہ سے جب سالک لوگوں کی رشد و ہدایت کیلئے نیابت و خلافت کی مسند پر براجمان ہوتا ہے تو وہ علم جس کا نسیان ہو گیا تھا دوبارہ اسے واپس لوٹا دیا جاتا ہے اسی کو بقا کہا جاتا ہے اسی مرتبے کو مقام دعوت و ارشاد سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

www.maktabah.org

گویم کہ ایں نسیان دراثنائے راہ او را حاصل شدہ بود در

میں کہتا ہوں کہ یہ نسیان دوران راہ اس کو حاصل ہوا تھا ۔ فنا فی اللہ

مرتبہء فنافی اللہ، وایں کمال بمراحل ازاں متجاوزاست ۔ایں

کے مرتبہ میں اور یہ کمال بدرجہا اس سے آگے ہے اس

جا رجوع علم ست بعد از حصول جہل وعود فرق است

جگہ علم کا رجوع ہے بعد حصول جہل کے اور لوٹنا فرق کا ہے

بعداز تحقق جمع،

تحقق ۲۹ جمع کے بعد

۲۹ مقام جمع اور مقام فرق

حضرت ابن العربی قدس سرہ العزیز کے نزدیک ممکن اور واجب میں عینیت ثابت کرنا مقام جمع ہے اور ممکن اور واجب میں تمیز کرنا مقام فرق ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے ہاں نفس اور روح کا باہم جمع ہونا مقام جمع ہے اور نفس اور روح کا جدا ہونا مقام فرق ہے۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت ابن العربی قدس سرہ العزیز کے نزدیک کثرت میں وحدت جلوہ گر ہے یعنی مظاہر کثرت کے آئینوں میں اسماء و صفات کے ظلال کو انہوں نے ذات سمجھ لیا ہے کائنات اور ذات، ممکن اور واجب کو ایک ہی گردانتے ہیں۔

یاد رہے کہ اگر کوئی اور شخص یہ بات کہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا چونکہ حضرت ابن العربی قدس سرہ العزیز کا یہ بیان عقیدہ نہیں بیان حال ہے کیونکہ

www.maktabah.org

انکی نیت میں فتور نہیں وہ حقیقت میں مخلوق کو خدا نہیں مانتے خدا کو خدا مانتے ہیں اور بندے کو بندہ جانتے ہیں دراصل انہیں دوران کشف خدا کے سوا کچھ مشہود ہی نہیں ہوتا اس لئے وہ عینیت کا قول کردیتے ہیں۔

یادرہے کہ جب کوئی شخص خالی الذہن ہو کر صرف حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کا مطالعہ کرتا ہے تو ان کے علوم ومعارف کے آفتاب کے آگے انسان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ وہ علوم ومعارف کے سمندر اچھالتے ہیں اور علوم ومعارف کے پہاڑ گراتے ہیں اس پائے کے عظیم انسان ہے حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز لیکن جب حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز گویا ہوتے ہیں تو وہ سمندروں کو کوزے میں بند کردیتے ہیں ظاہر شریعت سے متصادم علوم ومعارف کے گرائے ہوئے پہاڑ کو ذرہ بنا کر اڑا دیتے ہیں اور متضاد علوم ومعارف کے قائلین کے اقوال کی تاویل کر کے انہیں کفر وشرک کے فتووں سے بچاتے ہیں چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں ایک کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تو یوں کیوں کہتے ہو کہ کوئی اور ہے ہی نہیں۔

بلکہ یوں کہو کہ ہمیں بس وہی نظر آتا ہے اگلا حکم نہ لگاؤ کہ کچھ اور ہے ہی نہیں ہمیں تو خدا بھی نظر آتا ہے اور ماسویٰ بھی نظر آتا ہے لہٰذا ہمیں خدا، ماسویٰ میں نظر نہیں آتا بلکہ ذاتِ خدا، ماسویٰ سے وراء ہے اور ماسواء اس کے مقابلے میں گردِ راہ ہے اس لئے کہ ذات خدا ماسویٰ کے محدود آئینوں میں نہیں سما سکتی جیسا کہ آیت کریمہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

وحصول اسلام حقیقی است بعد از کفر طریقت که

اور اسلام حقیقی [30] کا حصول ہے کفر طریقت [31] کے بعد جو کہ

درمرتبہء جمع است،

مرتبہ جمع میں ہوتا ہے۔

۳۰ اسلام حقیقی

جب صوفی اور سالک پر وحدت اور کثرت کا فرق واضح ہو جائے اور خالق اور مخلوق کے درمیان تمیز سمجھ میں آ جائے تو اسے اسلام حقیقی کہتے ہیں۔

۳۱ اہل طریقت نے کفر کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

کفر طریقت اور کفر شریعت

کفر طریقت

کفر شریعت یہ ہے کہ بندہ ضروریات شریعت کا انکار کر دے جبکہ کفر طریقت یہ ہے کہ بندہ فنائے مطلق کے بعد مشہود تجلیات میں ماسویٰ کا انکار کر دے۔ شاید اقبال مرحوم نے کفر طریقت کے متعلق ہی کہا تھا

ع اگر ہو عشق، تو ہے کفر بھی مسلمانی

کفر شریعت

کفر شریعت میں بندہ کافر اور مردود ہو جاتا ہے جبکہ کفر طریقت میں بندہ مقبول اور محبوب ہو جاتا ہے۔

www.maktabah.org

وفلاسفہء کثیر السفہ کہ درعقل مراتب اربعہ ثابت کردہ

اور احمق فلاسفہ نے عقل کے چار مرتبے [۳۲] ثابت کیئے ہیں اور کمالات

اند، وکمالات عقل را دراں منحصر دانستہ اند ،از کمال

عقل کو ان میں منحصر سمجھا ہے یہ کمال نادانی ہے، حقیقت عقل کو

نادانیست ۔حقیقت عقل راباکمالات تابعہء اوبعقل ووہم

اس کے توابع کمالات کے باوصف عقل اور وہم سے

نمی تواں دانست۔

نہیں سمجھا جاسکتا۔

۳۲ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز فلسفیوں کی مذمت فرمارہے ہیں حالانکہ فلسفی لوگ بڑے عقل منداور دانش ور ہوتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ عقل معاد سے محروم ہوتے ہیں اور عقل معاش کے بندے ہوتے ہیں کیونکہ عقل معاش حقیقت کے چہرے سے نقاب نہیں الٹ سکتی اس لئے انہیں رازتک رسائی نصیب نہیں ہوتی علمائے اہلسنت وجماعت نے لکھا ہے کہ(صانع تعالیٰ جل سلطانہ) کے وجودکو ثابت کرنے کا انحصار دوطریقوں پر ہے عقل اور ریاضت

عقل سے وجود باری تعالیٰ ثابت کرنے کے دوطریقے ہیں۔

o...... جولوگ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت وسیرت اور دلائل عقلیہ سے شہادت لاکر وجود باری تعالیٰ کو ثابت کرتے ہیں انہیں متکلمین کہا جاتا ہے۔

o...... جولوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کی اطاعت کے بغیر محض دلائل عقلیہ سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں انہیں حکماء اور مشائین اور فلاسفہ کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

٥...... جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی اور ریاضات شاقہ کے ذریعے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں انہیں صوفیاء کہا جاتا ہے۔

جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کی پیروی کے بغیر صرف ریاضت سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں انہیں اشراقین کہا جاتا ہے

علامہ اقبال مرحوم جرمنی کے مشہور مجذوب فلسفی نٹشے کے متعلق لکھتے ہیں۔

؎ اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

بوعلی سینا جو بہت بڑا فلسفی گذرا ہے جس نے مختلف موضوعات پر سو سے زائد کتابیں لکھیں حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا۔

مَا تقُول فِیْ حَقِّ اِبْنِ سِینَا قَالَ ﷺ هُوَ رَجُلٌ اَرَادَ یَصِلَ اِلَی اللّٰهِ بِلَا وَاسِطِیْ فَحَجَبْتُ بِیَدِیْ هٰكَذَا فَسَقَطَ فِی النَّار

یعنی آپ ابن سینا کے حق میں کیا فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ایک شخص تھا جس نے میرے واسطے کے بغیر خدا تک پہنچنے کا ارادہ کیا بس میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے اس طرح روک دیا کہ وہ دوزخ میں گر گیا۔ (نفحات الانس مترجم ص ۶۶۴)

www.maktabah.org

کشف صحیح والہام صریح در کار است' که مقتبس از

(اس کے لئے) کشف صحیح اور الہام صریح درکار ہے ۳۳؎ جو مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے

انوار مشکوٰۃ نبوت است۔ صلوات اللّٰہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ

مقتبس ہو اللہ تعالیٰ کی صلوات اور اس کی تسلیمات ہوں تمام انبیاء ومرسلین پر عموماً

جمیع الانبیاء والمرسلین عموماً وافضلھم حبیب اللّٰہ خصوصاً.

اور ان میں سب سے افضل اللہ کے حبیب پر خصوصاً۔

۳۳؎ فلسفی اور عارف

فلسفی کائنات کی چھان بین عقل کے ذریعے کرتے ہیں چونکہ عقل معاش کے آئینوں میں حقائق مندرج نہیں ہو سکتے اس لئے وہ حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں

جب کہ عارف اور صوفی سینہء کائنات چیر کر اشیائے کائنات کی حقیقتوں تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا مانگا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ یعنی اے اللہ ہمیں اشیاء کی حقیقتیں دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔ چنانچہ عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سرو کے درخت کے بالکل سیدھا ہونے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

؎ سرو آزاد حیران کھلوتا پیر زمیں وچ گڈھے
اچا ہو ہو رستہ ویکھے یار کتوں سر گڈھے

سینہء کائنات میں پوشیدہ اسرار کو اگلنے والے عارفوں کے متعلق شان قدرت کہتی ہے بقول اقبال مرحوم

www.maktabah.org

ے تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کردیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہء کائنات میں

حدیث پاک میں ان عارفوں کو جواسیسُ القلوب فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں میں چھپے ہوئے رازوں اور ارادوں کو بھی جان لیتے ہیں۔روایت میں ہے:

اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى هِمَمِكُمْ

یعنی جب تم اہل صدق کی مجلس میں بیٹھو تو صدق نیت کے ساتھ بیٹھا کرو کیونکہ یہ لوگ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوجاتے ہیں اور تمہارے ارادوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ محققین صوفیاء توبحر تو حید میں غوطہ زن ہوکر ایسے ایسے گوہر نکالتے ہیں کہ جنہیں سن کر انسان ورطہء حیرت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔جبکہ کچھ صوفی بحر توحید میں ایسے غوطہ زن ہوئے انہیں موتی کیا نکالنا تھے وہ اپنا آپ ہی گم کر بیٹھے یعنی عروجی مرتبوں میں ہی مقام فنائیت پر رہ گئے لیکن نزولی مرتبوں میں کمالات نبوت سے فیضیاب ہوکر مسند دعوت وارشاد پر جلوہ گر ہونے کی فضیلت سے محروم رہ گئے۔

یادرہے کہ اصل میں سانحہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اسی قسم کے صوفیوں کے ڈھنڈورے پیٹے ہیں انہیں لوگوں کی ولایت کے دنیا میں ڈنکے بج رہے ہیں جو مقام جمع پر گئے لیکن مقام فرق کی طرف واپس نہیں لوٹے، کفر طریقت تک گئے لیکن اسلام حقیقی سے مشرف نہ ہوئے۔فنا کی طرف گئے لیکن بقا کی طرف واپس نہیں آئے، جہل کی طرف گئے لیکن علم کی طرف نہیں آئے۔

مگر ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ وہ اولیاء کاملین جو فنا کے بعد بقا کی طرف آئے، جہل کے بعد علم کی طرف لوٹے، جمع کے بعد فرق کی طرف عود کیا، کفر طریقت کے

www.maktabah.org

بعد اسلام حقیقی سے مشرف ہوئے ،فنا کے بعد بقا کی طرف مراجعت فرمائی لوگ انہیں ولی ہی نہیں مانتے بلکہ اپنے جیسا تصور کرتے ہیں۔ الا ماشاء اللّٰہ (فیاللعجب)

افضل ولی کون؟

کتنا بڑا المیہ ہے کہ جو سب سے زیادہ افضل ولی ہیں انہیں مخلوق میں کوئی خاص شہرہ حاصل نہیں ہوتا اور جو فنا میں ہی رہ گئے ، راہ میں ہی رہ گئے ان کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

جو شخص تصوف وروحانیت کی باریکیاں جانے ،شریعت وطریقت کا عالم ہو' معرفت وحقیقت کی گتھیاں سلجھائے ،اسرار ورموز کے دریا بہائے ،اسے ملا کہہ کے ٹال دیا جاتا ہے۔

اگر لوگوں سے پوچھا جائے کہ اصل بندہ کون ہے؟ تو کہتے ہیں کہ جو گونگا اور ننگا ہو وہ سب سے بڑا ولی ہوتا ہے۔عوام تو رہے ایک طرف خواص بھی یہی سمجھ بیٹھے ہیں۔لوگوں کی عقلوں پر ایسا پردہ آ گیا ہے کہ اصل کی پہچان ہی نہیں رہی۔

حضرت امام ربانی اور علماء وصوفیاء کی عقول میں فرق

ساری گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز جس مقام پر پہنچ کر بات کررہے ہیں زمانے کے غوث، ابدال، اوتاد، وہاں تک نہیں پہنچتے بلکہ زمانے کے قطب اور ابدال آپ کے دریوزہ گر ہیں۔

لیکن نادان مولوی جن کے پاس عقل معاش تو ہے مگر عقل معاد سے محروم ہیں کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کو کیا حق تھا کہ بڑے بڑے اولیاء کرام کے مقامات کی تلاش کے بعد ان پر نقد ونظر کرتے ہیں۔کبھی حضرت ابن العربی قدس سرہ کے کشف پر تبصرہ کرتے ہیں کبھی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

www.maktabah.org

پرتنقید کرتے ہیں کبھی حضرت رابعہ بصریہ پرتنقید کرتے ہیں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کو کیا پتہ اصل بات کیا ہے؟ وہ خواہ مخواہ مولوی کی طرح نقاد بن کر صوفیوں پرتبصرہ کرتے ہیں۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ اگر حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز ہزار سال کے مجدد ہوکر بھی امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ نہ کرتے تو اور کون کرتا؟ اور صوفیاء کے ان مکشوفات والہامات جو کتاب وسنت سے متصادم ہیں کی نشاندہی اگر آپ نہ کرتے تو اور کون کرتا؟ نیز ان کے شطحیات اور مخالف شریعت کلمات کی تاویل کر کے مسلمانوں کو سوئے ظن کے فتنہ سے آپ نہ بچاتے تو اور کون بچاتا اور اغیار اور معاندین کے منہ میں لگام اور آپ نہ دیتے تو اور کون دیتا؟۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز بقول اقبال مرحوم یہ کنے میں حق بجانب ہیں۔

بہت مدت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا!
کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

ایک سوال

ہم حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کے مقام ومرتبہ سے نا آشنا متعصبین سے پوچھتے ہیں کہ بقول شما حضرت امام ربانی کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ صوفیوں پر تبصرے کریں ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز پرتنقید کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے تم کس شمار میں ہو؟۔

تلاش جواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کے ناقدین کی جہالت اپنی جگہ مسلم ہے اس کے پس پردہ راز یہ ہے کہ وہ صوفیاء جن کی خوارق عادات اور کرامات کے دنیا میں ڈنکے بجے رہے ہیں انکی عظمت کو ہمارا اسلام ہو ہم ان کی گرد راہ کے مقابلے میں بھی

www.maktabah.org

کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی رسائی مقام قلب تک ہوئی ہے۔ یہ لوگ مقام جمع پر جلوہ گر ہیں، مقام فنا پر براجمان ہیں، مقام صفات کے مسند نشین ہیں اور صفات کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہے کیونکہ یہ صفات کی تجلیات سے ظاہر ہوئی ہیں اور کرامات بھی صفات کی تجلیات سے ظاہر ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس مقام صفات پر براجمان حضرات سے کمالات اور کرامات کا ظہور زیادہ ہوتا ہے۔

اور وہ صوفی جو مقام ذات کی سیر میں تجلیات ذاتیہ سے مشرف ہوتے ہیں ان کا ممکنات اور کائنات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسی لئے ان سے کرامات کا ظہور بہت کم ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمہ وقت ذات کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ وہ تو کمالات نبوت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور نبوت کی نیابت اور رسالت کی خلافت کے جانشین ہوتے ہیں چونکہ نبیوں سے معجزات اور کمالات کا ظہور کم ہوا ہے اس لئے نبوت کی اتباع میں ان سے بھی کرامات کا ظہور کم ہوتا ہے بلکہ یہ لوگ ہمہ تن گوش مخلوق خدا کی رشد و ہدایت اور تبلیغ و دعوت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ترویج شریعت، تائید ملت، احیائے سنت، تخریب بدعت ان کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔ تصرف کر کے لوگوں کے دلوں میں ہدایت القاء کرنا، انسانیت کو ظاہر شریعت کی طرف دعوت دینا ان کی منصب میں شامل ہوتا ہے اس لئے نبوت کی نیابت میں افضل لوگ یہی ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تجلیات ذاتیہ سے سیراب ہیں اور کمالات نبوت سے فیضیاب ہیں اس لئے آپ ترویج شریعت اور حفاظت دین کی خدمت پر مامور ہیں اور یہ کام اُولوالعزم رسولوں کا ہوتا ہے اسی لئے نبیوں اور رسولوں سے معجزات و کمالات کا ظہور کم ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب قوموں نے نبیوں کو کمالات و معجزات دکھانے پر مجبور کیا تو انہوں نے قوموں کو ٹال دیا۔ جب قوم نے حضور اکرم ﷺ سے معجزات اور عجائبات

www.maktabah.org

کا مطالبہ کیا تو آپ خدا کی طرف متوجہ ہوئے تو بارگاہ قدس جل سلطانہ سے یوں جواب دے کر ٹال دینے کا ارشاد ہوا۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ

یعنی اگر میں اتنا غیب دان ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح دنیوی مال واسباب جمع کر لیتا اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے کوئی بیماری و تکلیف نہ آتی۔ (الاعراف ۱۸۸)

نادانو! چلے جاؤ یہاں سے کیوں میری راہ میں روڑے اٹکاتے ہو میں محض غیب بتانے، کمالات اور معجزات دکھانے نہیں آیا میں تو دین اسلام کی تبلیغ و تکمیل کرنے آیا ہوں۔

ان حقائق کو مثال کے ذریعے یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے۔

مثال کے ذریعے افہام و تفہیم

اگر کوئی عالم دین طلباء کو دینی کتب کی تدریس کر رہا ہو کوئی جاہل اور احمق آ کر اس سے قسما قسم کے سوالات پوچھنا شروع کر دے تو وہ عالم دین اپنے مشن کے پیش نظر سوچے گا کہ یہ میرے مشن میں خلل ڈال رہا ہے۔ میں تو کچھ ذہن تیار کرنا چاہتا ہوں علم کیلئے کچھ سینے تیار کرنا چاہتا ہوں کچھ فکر دینا چاہتا ہوں اور یہ لوگ میری راہ میں حائل ہو رہے ہیں۔ تو وہ تنگ آ کر کہے گا بابا مجھے کچھ نہیں آتا۔ مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس عالم کو کچھ آتا نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ میری ڈیوٹی نہیں مجھے الجھاؤ نہیں مجھے اپنا کام کرنے دو یوں ہی جب نبیوں سے کمالات کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا ہم کوئی مداری اور شعبدے باز نہیں ہماری ڈیوٹی تکوینی امور پر نہیں ہم تو تشریعی امور پر مامور ہیں معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کا منصب بہت بلند ہے جو صوفیاء منصب نبوت والے کام کرتے ہیں ان سے کرامات و تصرفات کا ظہور کم سے

www.maktabah.org

بھی کم ہوتا ہے وہ عام لوگوں کی طرح نظر آتے ہیں لوگ ان سے بدظن بھی ہو جاتے ہیں انہیں برا بھلا بھی کہتے ہیں لیکن وہ لوگوں کی طعن وملامت کی پرواہ کیئے بغیر شریعت وسنت کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

کرامت ولایت کی دلیل نہیں

امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ قصر عارفاں میں آپ کے کمالات وکرامات کو دیکھنے کیلئے ایک شخص بارہ سال رہا کہ کوئی کرامت دیکھوں گا تو بیعت ہوں گا۔ دنیادار لوگوں کا بھی عجیب مزاج ہوتا ہے ان کے نزدیک ولی وہ ہوتا ہے جو ہتھیلی پہ سرسوں جمائے، ہوامیں اڑکر دکھائے، مردے زندہ کرے وغیرھا۔

حضور شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی تکوینی امور پر نہ تھی بلکہ وہ تو دعوت وارشاد کی مسند پر متمکن، ولی اور عارف بنانے پر مامور تھے مردے زندہ کرنا منصب نہ تھا مردہ دلوں کو زندہ کرنا ڈیوٹی تھی کیونکہ مردے زندہ کرنا آسان کام ہے لیکن مردہ دل زندہ کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔

ے دل مردہ دل نہیں ہے ، اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

وہ شخص بارہ سال کے بعد ایک سرد آہ بھر کر اجازت کا خواہاں ہوا آپ نے فرمایا چاہتے کیا ہو کہنے لگا میں تو کوئی کمال اور کرامت دیکھنے آیا تھا وہ یہاں دیکھی کوئی نہیں آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کمال تجھے نظر آیا یا نہیں آیا ذرا ہمیں یہ بتا کہ تو نے بارہ سال کے عرصے میں ہمیں سنت وشریعت کے خلاف کوئی کام کرتے دیکھا ہے عرض کرنے لگا یہ تو میں نے واقعی کوئی نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا ''اس سے بڑی کرامت اور کیا ہوگی'' جب بات سمجھ میں آگئی تو آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے

www.maktabah.org

مشرف ہوا۔

اصل بات یہ کہ استقامت، کرامت سے بڑھ کر ہے اور اصل کرامت، شریعت پر استقامت ہے۔

عصر حاضر اور ترویج شریعت

موجودہ دور میں دنیا چھوڑ کر کون بیٹھتا ہے بس وہی بیٹھتا ہے جسے دین کی لو لگی ہوئی ہو جو اس ڈیوٹی پر مامور ہو جسے شریعت وسنت کی ترویج اور خدمت دین پر استقامت نصیب ہو۔ ان سے بڑا ولی کون ہے یہی لوگ تجلیات ذاتیہ سے حصہ پاتے اور رسول اللہ ﷺ کی کچہری میں بیٹھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی توجہ خدا و مصطفےٰ ﷺ اور خدمت دین کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے لوگوں کی طرف کم ہوتی ہے اسلئے لوگوں کے کام بھی کم کرتے ہیں اگر کوئی ان سے دنیوی کام لینا چاہے تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں اگر کبھی پھنس جائیں تو بادل ناخواستہ تعویذ، دھاگہ اور دم درود بھی کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نبیوں کو دنیا دار لوگوں کو ٹال دینے کے لئے فرماتا ہے جیسا کہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام مسند خلت پر جلوہ فگن تھے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ آپ کی بارگاہ میں آ کر عرض گذار ہوئے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ عذاب کو ٹال دے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس محکمے سے تعلق نہ رکھتے تھے اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے اصرار پر مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عذاب ٹالنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

یَا اِبْرَاھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا اِنَّھُمْ اٰتِیْھِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (ھود ۷٦)

یعنی اے ابراہیم یہ تیری ڈیوٹی نہیں ہے ان باتوں کو چھوڑو اپنا کام کرو۔

www.maktabah.org

اس قسم کی آیات مبارکہ کو پڑھ کر بعض معاندین اپنی ازلی شقاوت اور قلبی قساوت کی بنا پر نبیوں، ولیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہ تھا۔ حالانکہ اختیار کی بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس ڈیوٹی پر مامور نہیں تھے ہاں البتہ جو اولیائے کرام تکوینی امور پر مامور ہوتے ہیں وہ کائنات میں باذنِ اللہ تصرف کر کے کرامات وکمالات کا ظہور کرتے رہتے ہیں۔

ایسے ہی عامۃ الناس تشریعی امور پر مامور اولیائے کرام کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں حالانکہ ان کے پاس سب کچھ ہوتا ہے تکوینی امور میں تصرف کرنا انکی ڈیوٹی میں شامل نہیں ہوتا۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز عقل کے متعلق فلاسفہ کی فلسفیانہ موشگافیوں کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حقیقتِ عقل کو فہم وعقل کے ذریعے نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ کمالات عقل کو جاننے کیلئے کشف صحیح اور الہام صریح درکار ہے ایسا کشف والہام جو کتاب وسنت کے عین مطابق ہو وبدونہ خرط القتاد

www.maktabah.org

اگر پرسند که در عبارات مشائخ واقع شده است که "عقل

اگر لوگ پوچھیں کہ مشائخ کی عبارات میں واقع ہے کہ عقل روح کی ترجمان

ترجمان روح است" معنی آن چه باشد۔

ہے اس کا معنی کیا ہے؟ ۳۴

۳۴ حضرت امام ربانی سے سوال اور آپ کا جواب

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہاں ایک سوال کا جواب مرحمت فرما رہے ہیں۔سوال یہ ہے کہ اگر لوگ پوچھیں کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ عقل روح کی ترجمان ہے اس کا مطلب کیا ہوگا۔

آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن علوم و معارف کا روحانی القاء کے ذریعے ورود ہوتا ہے چونکہ قلب کا عالمِ روحانیت سے تعلق ہے اس لئے وہ (قلب) ان علوم و معارف کو اخذ کر لیتا ہے عقل ان علوم و معارف کے اجزاء کو باہم ترتیب دے کر تلخیص تیار کر کے ضبط تحریر میں لاتی ہے تا کہ عالم خلق کے باسیوں کے لئے ان علوم و معارف کا سمجھنا آسان ہو جائے اگر عقل، قلب کی ترجمانی نہ کرے تو لوگوں کیلئے ان علوم و معارف کو سمجھنا نہ صرف دشوار ہو بلکہ محال ہو جائے چونکہ قلب پر وارد شدہ علوم و معارف کی ترتیب و تلخیص کر کے عقل قابل فہم بناتی ہے اسلئے قلب کی ترجمان عقل ہے روح کی ترجمان نہیں۔

www.maktabah.org

گویم کہ علوم ومعارف کہ بتلقی روحانی ازمبدء فیاض

(جوابا) میں کہتا ہوں کہ وہ علوم ومعارف جو روحانی تلقی کے ذریعے مبداء فیاض ۳۵ سے

فائض می شود، قلب کہ از عالم ارواح است اخذ می کند،

سے فائض ہوتے ہیں قلب جو عالم ارواح سے ہے (انہیں) اخذ کرتا ہے

۳۵ مبداء فیاض

مبداء فیاض کی قدرے وضاحت ہدیہ قارئین ہے مبداء کا معنی جائے بدایت یعنی کسی شئی کے منبع اور سرچشمہ کو مبداء کہتے ہیں۔ فیاض (بفتح یاء) بہت زیادہ فیض دینے والا مراد اللہ تعالیٰ ہے مبداء فیاض کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو جو ظاہری برکات اور باطنی انعامات میسر ہوتے ہیں وہ سب رزق، مال ودولت، عہدہ، صحت، جسم، روح، علم، ایمان، اسلام وغیرہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتے ہیں۔

جب عارف کا مضغہ گوشت حقیقت جامعہ قلبیہ کا قائم مقام بن جاتا ہے تو اس (مضغہ گوشت) میں اصل کی سی استعداد وصلاحیت پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا مبداء فیاض سے جن علوم ومعارف کا ورود مضغہ گوشت پر بواسطہ حقیقت جامعہ ہوتا ہے وہ تلقی روحانی کے ذریعے ہوتا ہے یعنی روح کی طرح کی تلقی ہوتی ہے۔ جسے مشائخ نے سمجھا کہ روح عقل کو تلقی کر رہا ہے اور عقل روح کی ترجمانی کر رہی ہے اسی لئے انہوں نے "عقل ترجمان روح ہے" کا قول کر دیا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ جب مضغہء گوشت قلب حقیقی کا خلیفہ بن کر جو تلقی کرتا ہے وہ روحانی تلقی ہوتی ہے کیونکہ قلب عالم ارواح میں ہے تو یہی کہا جائے گا کہ روح نے تلقی کی ہے حقیقت میں وہ تلقی روح کی نہیں

www.maktabah.org

قلب ہی کی ہوتی ہے جس کی ترجمان عقل ہوتی ہے لہٰذا عقل روح کی ترجمان نہیں بلکہ قلب کی ترجمان ہے۔

یہاں مشائخ کرام اور حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے باہمی اختلاف کی وضاحت بیان فرمائی جارہی ہے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ مبداء فیاض سے فیض پہلے روح کو ملتا ہے جس کی ترجمان عقل ہوتی ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ مبداء فیاض سے فیض پہلے قلب کو ملتا ہے حقیقت جامعہ کے عالم ارواح میں سے ہونے کی وجہ سے قلب اس کا جانشین ہوجاتا ہے جن پر وارد شدہ علم وعرفان کی ترجمان عقل ہوتی ہے۔

غرضیکہ یہ بات دونوں طرح جائز ہے اگر یوں کہہ لیں کہ فیض پہلے روح پر وارد ہوتا ہے پھر قلب کی طرف منتقل ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے اور گر یوں کہا جائے کہ فیض قلب پر وارد ہوتا ہے جس کی ترجمانی عقل کرتی ہے یوں بھی درست ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ عارف کو یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہے کہ جب عقل، قلب کی ترجمان ہوجاتی ہے تو عقل معاد پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جس میں اسے نفس مطمئنہ کی ہمسائیگی ومجاورت کا شوق دامنگیر ہوتا ہے بالآخر یہ شوق عقل معاد کو نفس مطمئنہ کے مقام تک پہنچا دیتا ہے باقی قالب محض خاکی ڈھانچہ رہ جاتا ہے اب سمجھنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت بھی عقل معاد کی بجائے مضغہ گوشت کو ہی حاصل ہوجاتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ سے واضح ہے۔

www.maktabah.org

ترجمان آں عقل ست، کہ آں رامحرر وملخص ساختہ

اس (قلب) کی ترجمان عقل[36] ہے کہ ان (علوم ومعارف) کو ضبط

شایان فہم گرفتاران عالم خلق می سازد، کہ اگر او

تحریر میں لاکر اور خلاصہ تیار کرکے عالم خلق کے گرفتاروں کی فہم کے لائق

ترجمانی نہ کند فہمیدن آں متعسر ست بلکہ متعذر وچوں

بناتی ہے کہ اگر وہ (عقل) ترجمانی نہ کرے سمجھنا ان کا دشوار بلکہ محال ہو

مضغہ قلبیہ، خلیفۂ حقیقت جامعہ قلبیہ است، حکم اصل

جائے اور جب مضغہ گوشت جامعہ قلبیہ کی حقیقت کا خلیفہ ہے اصل کا حکم

پیدا کردہ است، وتلقی اونیز تلقی روحانی گشتہ ومحتاج بہ

پیدا کر لیا ہے اور اس کا اخذ کرنا بھی روحانی تلقی ہو گیا ہے اور

ترجمان آمدہ است۔

وہ محتاج ہوگیا ہے ترجمان کا۔

۳۶ ترجمان قلب

جب عالم امر کے لطائف، نفس مطمئنہ اور عقل معاد عالم قدس کی طرف پرواز کر جاتے ہیں تو اب علوم ومعارف، فیوضات وبرکات وحسنات وانعامات اور پند ونصائح کا مورد یہی قلب ہوتا ہے لہٰذا نہ کوئی روح کا ترجمان ہوتا ہے نہ عقل کا ترجمان ہوتا ہے عقل، نفس اور روح بھی یہی مضغہ (قلب) ہوتا ہے بس اس میں خلافت ونیابت کی وجہ سے استعدادات اور صلاحیتیں ودیعت کردی جاتی ہے اس لئے یہ قلب اپنا

www.maktabah.org

باید دانست که زمانے برعقل معاد می آید که باعث شوق

جاننا چاہئے کہ ایک وقت عقل معاد پر ایسا بھی آتا ہے جو باعث ہوتا ہے نفس مطمئنہ کی

به مجاورت نفس مطمئنه می گردد، بحدیکه او را بمقام آں می

مجاورت کا یہاں تک کہ اسے (عقل معاد کو) اس (نفس مطمئنہ) کے مقام تک پہنچا

رساند، قالب راتهی وخالی می گذارد، وایں زمان تعقل

دیتا ہے (عقل معاد) قالب کو تہی اور خالی چھوڑ دیتی ہے اور اس وقت سمجھنا اور

وتذکر نیز بمضغه قلبیه قرار می یابد۔ انّ فی ذٰلک لذکریٰ لمن

یاد رکھنا بھی مضغہ گوشت میں قرار پکڑتا ہے یقیناً اس میں نصیحت ہے اس شخص

کان له قلبٌ۔ وح ہماں قلب خود ترجمان خود گردد۔

کیلئے جو قلب رکھتا ہے اور اس وقت وہی قلب خود اپنا ترجمان ہوتا ہے

ترجمان خود ہوتا ہے۔

گو عارف کے جسم میں جملہ اجزائے لطیفہ نے عالم بالا تک رسائی حاصل کر لی مگر ان کا تعلق قالب کے ساتھ باقی رہتا ہے اس لئے عالم امر و نفس مطمئنہ والے اطاعت وانقیاد کے سارے تقاضے قالب میں جلوہ گر ہونے کی وجہ سے یہ قالب بھی گویا ایک لطیفہ ہی بن جاتا ہے لہٰذا عبادت و ریاضت، ذکر و فکر کی بدولت وارد ہونے والے انوار و تجلیات کا متحمل یہی قالب ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

دریں وقت عارف را معاملہ باقالب افتد، جزوناری آنکہ

اس وقت عارف کا معاملہ قالب کے ساتھ پیش آتا ہے آتشی جزو

ندائے "انا خیرٌ منہ "از نہاد آں ظاہر می شد۔روبانقیاد

کہ اس کی طبیعت سے اَنَا خیرٌ مِنْہُ کی ندا ظاہر ہوتی تھی۔ فرماں

می آرد وبتدریج بشرفِ اسلامِ حقیقی مشرف می

بردار ہونے لگتا ہے ۳۷ اور تدریجاً اسلام حقیقی کے شرف

گردد پس خلعت ابلیسی را ازوے زائل گردانیدہ،

سے مشرف ہوجاتا ہے پس ابلیسی جامہ اس سے اتار دیا جاتا ہے۔

۳۷ لطیفہ ءنار کا مسلمان ہونا

عارف کا جب معاملہ قالب کے ساتھ پڑ جاتا ہے اور قالب خاک، باد، آب اور نار کا مجموعہ ہے ان عناصر اربعہ میں سے جز وناری جس کی سرشت سے اَنَا خیرٌ مِنْہُ کی صدا بلند ہوتی ہے سرکشی وبغاوت کو ترک کر کے آہستہ آہستہ اسلام حقیقی سے مشرف ہوجاتا ہے اور لطیفہ نار کی خلعت ابلیسی اتار کر پھینک دی جاتی ہے اس لئے وہ بغاوت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوجاتا ہے۔

جب عارف کے عالم خلق کا لطیفہ ءآگ اسلام حقیقی سے مشرف ہوجاتا ہے تو اسے نفس مطمئنہ تک رسائی عطا کر کے اس کا خلیفہ بنادیا جاتا ہے لہٰذا اب عارف کے قلب میں قلب حقیقی کا خلیفہ مضغہ ءگوشت (قلب) ہوگا اور نفس مطمئنہ کا خلیفہ لطیفہ نار ہوجائے گا۔

یادرہے کہ جس طرح عمل کیمیا کے ذریعے تانبے کو تدریجاً سونا بنایا جاتا ہے

www.maktabah.org

ایسے ہی جب بندۂ مومن کے قلب میں طلب حقیقی اور عشق الٰہی کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے تو آہستہ آہستہ عالم امر کے لطائف کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو ان لطائف کے اثرات وانوار کی بدولت جسم کا تانبا بھی سونا ہو جاتا ہے نتیجتاً خاک، افلاک بن جاتی ہے، ذرہ آفتاب ہو جاتا ہے قطرہ سمندر بن جاتا ہے بقول شاعر ۔

دل اپنی طلب میں صادق تھا گھبرا کے سوئے مطلوب گیا
دریا ہی سے یہ موتی نکلا تھا دریا ہی میں جا کے ڈوب گیا

یاد رہے کہ دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی سیر عالمِ خلق سے شروع ہوتی ہے جس کی وجہ سے سیر تفصیلی ہو جاتی ہے اور سالک کا معاملہ طویل ہو جاتا ہے جبکہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم، سالک و طالب کو سیر عالم امر کے لطائف سے شروع کرواتے ہیں اور انہی کے ضمن میں عالم خلق کے لطائف بھی طے کروا دیتے ہیں۔

یوں ان حضرات کی توجہات قدسیہ اور صحبت کے اثرات و برکات کی بدولت سالک کے قلب وقالب کا تانبا سونا بنتا جاتا ہے اسی لئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ہماری نسبت کبریت احمر (سرخ گندھک) سے بھی زیادہ نایاب ہے جس کے سمجھنے سے بھی اکثر افراد قاصر ہیں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ۔

تو نقش نقشبنداں را چہ دانی — تو طفلی کار مرداں را چہ دانی
گیاہ سبز داند قدر باراں — تو خشکی قدر باراں را چہ دانی
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست — حقائق ہائے ایماں را چہ دانی

www.maktabah.org

بمقام اصلی نفس مطمئنه می رسانند ونائب مناب آں می

نفس مطمئنہ کے اصلی مقام تک پہنچا دیتے ہیں اور اس (نفس مطمئنہ) کا قائم مقام

سازند۔پس درقالب خلیفہء قلب حقیقی مضغه آمد،

بنادیتے ہیں پس قالب میں قلب حقیقی کا خلیفہ مضغہ گوشت ہوا اور نفس مطمئنہ

ونائب مناب نفس مطمئنه جزو ناری گشت

کا قائم مقام آتشی جزو بن گیا۔

زرشد مس وجود من از کیمیائے عشق

سونا بن گئی میرے وجود کی خاک کیمیائے عشق سے

وجزو ہوائی مناسبت بروح دارد۔

اور ہوائی جزو روح کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ ۳۸

۳۸ لطیفہ باد

انسانی قالب کے عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر ہوا ہے جو روح کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اس لئے جب سالک کو لطیفہ باد تک رسائی اور وصل نصیب ہوتا ہے تو لطیفہ باد میں فنائیت پر سالک کبھی کبھی لطیفہ باد کو عنوانِ حقانیت جاننا شروع کر دیتا ہے یعنی لطیفہ باد میں سیر کے دوران سالک غلط فہمی کی بنا پر باد (ہوا) کو خدا سمجھ لیتا ہے۔ (معاذاللہ)

یہ وہ نازک مقام ہے جہاں صوفی اور سالک پھسل جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور شیخ کامل کی توجہات قدسیہ شامل حال ہو جائیں تو وہ بچ سکتا ہے ورنہ

www.maktabah.org

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار

جس طرح لطیفہ ہوا میں فنائیت پر سالک کو یہ ہوش نہیں رہتی کہ یہ میرے لطیفے کا مقام ہے یا یہ مقام خدا ہے تو وہ اسے خدا سمجھ بیٹھتا ہے ایسے ہی کچھ اسی طرح کا معاملہ دوران سلوک مقام روح میں سالک کو پیش آتا ہے۔ یہاں تک کہ مقام روح میں رکے ہوئے بعض مشائخ لطیفہ روح میں اس قدر متحیر ہوئے کہ انہوں نے لطیفہ روح کے انوار کو خدا سمجھ کر باطنی طور پر اس کی پوجا شروع کردی۔

www.maktabah.org

لہٰذا در وقت وصول سالك وعروج آں بمقام ہوا، گاه باشد

لہٰذا سالک وصول کے وقت اوراس کے مقام ہوا تک عروج پر کبھی اسی

که ہمیں ہوا را بعنوان حقانیت بداند، و گرفتار آں بماند، چنانچه

ہوا کو عنوان حقانیت سمجھ لیتا ہے اور اس میں گرفتار ہو جاتا ہے چنانچہ مقام

درمقام روح ہمیں شہود دست می دہد و گرفتار می ماند۔

روح میں یہی شہود ہاتھ آتا ہے اور اس میں گرفتار ہو جاتا ہے بعض مشائخ نے

بعضے از مشائخ گفته اند که سی سال روح را بخدائی پرستیدم

فرمایا کہ میں تیس سال روح کو خدا جان کر پرستش کرتا رہا۔ ۳۹

۳۹ خدااورروح کےانوار میں ظاہری مماثلت

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ مقام روح میں رکے ہوئے صوفی تیس تیس برس تک روح کے انوار کو خدا سمجھ کر سجدے کرتے رہے ہیں لیکن جب انہیں اس مقام سے آگے گذارا گیا جب ان پر حقیقت حال عیاں ہوئی تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور اس کفر وشرک سے توبہ کی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ دنیوی زندگی میں ہی معاملہ کی حقیقت ہم پر واضح ہوگئی ہے اگر کوئی سالک روح کے انوار کو خدا سمجھ کر پوجا کرنے کے دوران وفات پا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے روز اسے مشرکوں کی صفوں میں کھڑا نہیں کرے گا کیونکہ وہ مقام روح میں فنائیت کے دوران اس قدر مستغرق ومحو ومدہوش ہوگئے کہ حواس کے عدم توازن کی وجہ سے وہ معبود اور غیر معبود میں امتیاز نہ کر سکے اس لئے انہوں نے حیرت میں مبتلا ہو کر مقام روح کو خدا سمجھ کر سجدہ کیا ہے جان بوجھ کر ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ ایسا

www.maktabah.org

وچوں ازاں مقام گزرانید ند حق از باطل جدا شد، وایں جزو

اور جب اس مقام سے گذار دیا تو حق باطل سے جدا ہوگیا اور یہ ہوائی جزو

ہوائی بواسطۂ مناسبت بمقام روحی دریں قالب قائم مقام

مقام روحی کے ساتھ مناسبت کے واسطہ سے اس قالب میں روح کا قائم

روح می گردد، ودربعض امور حکم روح پیدا می کند،و جزو

مقام ہوجاتا ہے اور بعض امور میں روح کا حکم پیدا کرلیتا ہے اور جزو آبی جامعہ

آبی مناسبت بحقیقت جامعہ قلبیہ دارد، ولہذا فیض او بجمیع

قلبیہ کی حقیقت سے مناسبت رکھتا ہے لہٰذا اس کا فیض تمام اشیاء کو پہنچتا ہے اور ہم نے

اشیا می رسد "وجعلنا من الماءَ کلّ شئی حی" باز گشت او نیز

پانی سے تمام اشیاء کو زندہ کیا اس کی بازگشت بھی مضغہ گوشت ہے اور جزو خاکی

بمضغۂ قلبیہ است،وجزو ارضی که جزو اعظم آں قالب است

(مٹی) جو اس قالب کا جزو اعظم ہے۔

نہیں کیا اس لئے ان کی بخشش ونجات ومغفرت کی قوی امید ہے۔

شرک تو تب ہوتا کہ وہ شئ کو شئ جان کر، مخلوق کو مخلوق سمجھ کر پھر خدا کہتے جیسے مطلق مجذوب غلبہء جذب واستغراق واستہلاک کی وجہ سے نماز، روزہ وغیرھا ادا نہیں کرپاتے انہیں شریعت مطہرہ کی طرف سے احکامات شرعیہ معاف ہیں۔

یاد رہے کہ اس قسم کے مجذوب مقام صفات پر جلوہ گر ہوتے ہیں اس لئے انہیں مستہلکین کہا جاتا ہے گو ان کا شمار اولیاء میں ہوتا ہے لیکن یہ کامل نہیں ناقص ولی ہوتے ہیں

www.maktabah.org

بعد از تطہیر از تلویث دناء ت وخست که از صفات

کمینگی اور خست کی آلودگی جو اس کی ذاتی صفات ہیں سے پاک ہو کر

ذاتیہ اویند، حاکم وغالب دریں قالب او می گردد، و ہر چہ

اس قالب میں حاکم اور غالب ہو جاتا ہے اور جو کچھ ہے قالب میں ہے اسی

ہست درقالب حکم اوپیدا می کند، و رنگ آں می گیرد

کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور یہ اس کے

وایں بواسطۂ جامعیت تامۂ اوست۔ جمیع اجزائے

جامعیت تامہ کے واسطہ سے ہے قالب کے تمام اجزاء حقیقت میں

قالب فی الحقیقت اجزائے اویند، ولہذا کرہ ء ارضی

اسی کے جزو ہیں اسی لئے کرۂ زمین عناصر اور افلاک کا مرکز ہے اور اس

مرکز عناصر وافلاك آمد ومرکز اومرکز عالم۔

(زمین) کا مرکز، عالم کا مرکز ہے۔

جبکہ راجعین صوفیاء مسند دعوت وارشاد پر متمکن فیضان نبوت سے سیراب ہوتے ہیں۔

چونکہ مجذوب حضرات گو، راہ میں پڑے ہوتے ہیں لیکن محبوب حقیقی (حق تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ میری راہ میں تو ہیں اس لئے ان کو معاف کر دیتے ہیں اہل طریقت وشریعت کا ان کے متعلق مبنی بر احتیاط یہی مؤقف ہے جو اسلم واوفق ہے۔

جب مقام روح میں رکے ہوئے صوفیاء کا اس سے آگے گذر ہوتا ہے تو ان پر حق اور باطل کا امتیاز ہو جاتا ہے کہ جس مقام پر ہمیں غلط فہمی ہوئی وہ تو لطیفہ ہوا اور

www.maktabah.org

دریں وقت معاملہء قالب نیز بانجام رسید ونہایت عروج

اس وقت قالب کا معاملہ بھی انجام کو پہنچ جاتا ہے اور عروج ونزول کی

ونزول متحقق گشت ، وکمال تکمیل نقد وقت آمد۔ این

انتہاء ثابت ہوجاتی ہے اور تکمیل کا کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے یہ ہے وہ انتہا

ست نہایتے کہ رجوع بہ بدایت دارد۔بداں کہ روح

جو ابتداء کی طرف رجوع رکھتی ہے ۔جاننا چاہئے کہ روح اپنے مراتب اور

بامراتب وتوابع خود ہر چند بطریق عروج بمقر خود رسیدہ

توابع کے ساتھ اگرچہ عروج کے طریقے پر اپنی جائے قرار پر ہوتی ہے لیکن

بود ، اماچوں ہنوز تربیت قالب درپیش داشت توجہے

چونکہ ابھی اسے قالب کی تربیت درپیش ہوتی ہے ۔ (لہٰذا) اس عالم کی طرف توجہ

بایں عالم درکار بود ۔ وچوں معاملہ قالب بانجام رسید ،

درکار ہوتی ہے اورجب قالب کا معاملہ انجام کو پہنچ جاتا ہے

لطیفہ روح کے مقامات تھے مقام ذات کہیں اس سے بالا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ جس طرح عالم خلق کا لطیفہ مضغہء قلب عالم امر کے حقیقت جامعہ قلبیہ کے تحت آجاتا ہے ایسے ہی عالم خلق کا لطیفہء باد، عالم امر کے لطیفہ روح کے نیچے آجاتا ہے غرضیکہ تدریجاً دوران سلوک عالم خلق کے جملہ لطائف، عالم امر کے لطائف کے تحت آجاتے ہیں لہٰذا جب عالم امر کے لطائف طے ہوجاتے ہیں تو ان کی برکت سے یہ بھی طے ہوجاتے ہیں۔

www.maktabah.org

مشائخ نقشبندیہ کا لطائف طے کروانا

اس مقام پر حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا یہ فرمان سمجھ میں آتا ہے کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین عالم ارواح کے لطائف کو جب طے کرتے ہیں تو ان کے ضمن میں عالم خلق کے لطائف از خود طے ہو جاتے ہیں۔

عالم خلق کے اجزائے اربعہ میں سے جزو ہوائی مقام روح کی مناسبت کے واسطہ سے عارف کے قالب میں روح کا خلیفہ بن جاتا ہے تو بعض معاملات وامور میں مناسبت ونیابت کی وجہ سے روح کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔

o...... بدن انسانی میں ایک عنصر آب (پانی) ہے جو حقیقت جامعہ قلبیہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے یعنی عالم خلق کا لطیفہ آب، عالم امر کے قلب حقیقی کے ماتحت ہے اور قلب حقیقی (حقیقت جامعہ قلبیہ) بدن انسانی (قالب) میں سب سے زیادہ جامع اور جملہ فیوض وبرکات کا حامل ہے۔ بدن عارف میں جزو آب (پانی) چونکہ حقیقت جامعہ قلبیہ کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے پانی کی اصل یہی حقیقت جامعہ قلبیہ ہے اور پانی قالب (جسم) کے جملہ معاملات کی اصل ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور ہم نے ہر زندہ شئی کو پانی سے بنایا ہے یہاں تک کہ انسانی تخلیق بھی اچھلتے پانی (نطفہ) سے ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ سے واضح ہے نیز تخلیق کائنات سے قبل اللہ تعالیٰ کا عرش بھی پانی پر ہی تھا جیسا کہ آیت کریمہ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ سے عیاں ہے۔

o...... عارف کے قالب میں حقیقت جامعہ قلبیہ کا خلیفہ مضغہ قلبیہ ہوتا ہے جو کہ عالم خلق سے ہے اور لطیفہ آب بھی حقیقت جامعہ قلبیہ کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے یہ بھی عالم خلق سے ہے جزو آبی (پانی) اور مضغہ گوشت (قلب) دونوں عالم خلق سے ہیں اس لئے پانی کی جائے بازگشت مضغہ قلبیہ کے تحت آ جاتی ہے۔

www.maktabah.org

o...... انسانی قالب (جسم) میں عناصر اربعہ میں سے چوتھا لطیفہ خاک (مٹی) ہے جو بدن کا سب سے بڑا اجزو ہے بے حیائی، کمینگی اور پستی اس کی فطرت میں شامل ہے۔ عالم امر کے لطائف، عالم خلق کے عناصر ثلاثہ (نار، باد، آب) کے تصفیہ اور نفس کے تزکیہ کے فیوضات و برکات واثرات کی بدولت لطیفہ خاک (مٹی) اپنی طبعی کمینگی وذلت سے تدریجاً پاک ہوجاتا ہے نتیجتاً طہارت، نفاست ونورانیت کی بناپر قالب عارف قلب اور روح کی مقام میں ہوجاتا ہے اس لئے جسمِ عارف میں حکومت وغلبہ مٹی کا ہی ہوجاتا ہے اور قالب (بدن عارف) میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کے حکم میں ہوجاتا ہے اور اسی کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔

o...... عارف کے قالب میں جو حکومت، رنگت، غلبہ وتفوق لطیفہ خاک کو حاصل ہوا ہے وہ لطیفہ خاک کو جامعیت تامہ کے واسطے سے ہوا ہے جس طرح قلب حقیقی کا خلیفہ مضغہ ء گوشت ہے ایسے ہی مضغہ ء گوشت کے اثرات وانوار وبرکات کی بدولت لطیفہ ء خاک قلب کا مقام پیدا کرلیتا ہے لہٰذا اس لطیفہ خاک میں بھی جامعیت آجاتی ہے گو یہ جامعیت عالم خلق کے اعتبار سے ہے اسی جامعیت کی بناپر قالب کے تمام اجزاء وعناصر درحقیقت اسی لطیفہ خاک کے اجزاء قرار پاتے ہیں۔

o...... بدن انسانی کو عالم صغیر کہا جاتا ہے اور کائنات کو عالم کبیر کہا جاتا ہے چونکہ انسان، کائنات کا خلاصہ ہے اور انسانی قالب میں عناصر اربعہ میں سے جزو خاکی کو جامعیت تامہ حاصل ہے عنصر خاکی کی جامعیت تامہ کی وجہ سے ہی کرۂ ارض (زمین) معدنیات اور کانوں کا مرکز بن گیا ہے اور تمام آسمانوں کی نگاہوں کا مرکز بھی یہی جامعیت تامہ ہے سورج اپنی روشنی اور چاند اپنی چاندنی زمین پر ہی پھینک رہے ہیں۔ غرضیکہ جملہ ممکنات اور مخلوقات میں زمین کو بڑی خصوصیت اور جامعیت حاصل ہے۔

www.maktabah.org

مرکز موجودات

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ مٹی کا مرکز تمام کائنات کا مرکز ہے یعنی جملہ موجودات میں خانہ کعبہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے دراصل زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل ہر طرف پانی ہی پانی تھا مشیت ایزدی سے سطح آب پر جھاگ نمودار ہوئی جس سے زمین بن گئی اور پانی سے جو بخارات اٹھے ان سے آسمانوں کی تخلیق ہوئی خانہ کعبہ زمین کے وسط میں یوں ہے جیسے بدن انسانی میں ناف ہوتی ہے جس طرح بچے کو ماں کے شکم میں ناف کے ذریعے غذا ملتی ہے ایسے ہی خانہ کعبہ کی بدولت کائنات کو ہدایت وایمان، یقین وعرفان ظاہری عنایات اور باطنی انعامات ملتے ہیں اسی بنا پر خانہ کعبہ کو سرۃ الارض کہا جاتا ہے نیز اسی وجہ سے خانہ کعبہ کی طرف انبیاء، اولیاء، صلحاء، ملائکہ اور دیگر مخلوق خدا کھنچی چلی جارہی ہے یعنی خانہ کعبہ کو مرکزیت اور جائے امن ہونے کا اعزاز حاصل ہے آیات کریمہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا اور اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ سے واضح ہے بقول شاعر

مرکز توحید پہلے دن سے ہے بیت الحرام
مشرق و مغرب میں ہے پھیلا ہوا جس کا نظام

○...... عالم امر کے انوار وتجلیات واثرات کی برکت سے انسانی قالب سے خست، دناءت، رذالت، کدورت، کثافت، رخصت ہوجاتی ہے تو اس کا سارا جسم ہر قسم کے عیوب ونقائص، اخلاق رذیلہ اور عادات قبیحہ سے پاک ہوجاتا ہے حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا۔

؎ ہر کہ را جامہ ز عشق چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

www.maktabah.org

۵...... جب بدن عارف کی کمینی حرکتیں، بری خصلتیں اور ردی عادتیں ختم ہو جاتی ہیں تو انسان فرشتہ سیرت بن جاتا ہے اب وہ خاکی ہو کر افلاکی ہے بشری ہو کر نوری ہے۔

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے صید زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

مسند دعوت وارشاد

جب عارف کی عروجی منازل اور نزولی مراتب کے بعد تکمیل ہو جاتی ہے عارف کا معاملہ انجام و انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو عارف کا لطیفہ قالبیہ عالم قدس کی طرف سے فیوض و برکات لے کر واپس عالم دنیا میں دعوت وارشاد کی مسند پر متمکن ہوتا ہے جو کہ نبوت کا منصب ہے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت پر مامور ہوتا ہے، لوگوں کا تصفیہ و تزکیہ کرتا ہے، لوگوں کی فکروں کے زاویے بدلتا اور سوچوں میں انقلاب برپا کرتا ہے شعور کو جلا بخشتا اور ذوق کو آگہی سے نوازتا ہے مجالس، محافل، مدارس کا اہتمام کرتا ہے اور درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کر کے لوگوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرتا ہے اور گناہوں سے اجتناب کی تلقین کرتا ہے توجہات قدسیہ کے ذریعے لوگوں کے دلوں کی تطہیر کر کے حریم یار سے آشنا کرتا ہے اور قافلوں کے قافلے بارگاہ قدس تک پہنچاتا ہے یوں ہی ان کے فیض یافتہ خلفاء مزید دیے سے دیا جلاتے رہیں گے قیامت تک رجال کار تیار ہوتے رہیں گے اور لوگوں کے لئے رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت کا سامان ہوتا رہے گا۔

www.maktabah.org

روح با سر وخفی واخفیٰ وبا قلب ونفس وعقل متوجه جناب

روح، سر، خفی، اخفیٰ، قلب، نفس اور عقل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی بارگاہ قدس جلّ

قدس خداوندی جلّ سلطانه گشت، وبکلیة ازیں قالب اعراض

سلطانہ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اس قالب سے پوری طرح منہ پھیر لیتی ہے

نمود، وقالب نیز بکلیت خود متوجه مقام عبودیت آمد،

اور قالب بھی ہمہ تن مقام عبودیت ؎ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے

؎ مقام عبودیت

مقامِ عبودیت سے مراد احکامات شرعیہ اور مقامات عشرہ (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تقویٰ، صبر، شکر، توکل، رضا، قناعت وغیرھا) کا اکتساب ہے اس مقام پر سالک کا بدن اعمال صالحہ بجالاتا اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہے اور نیک کاموں کی طرف خود بخود کھنچا چلا جاتا ہے اب وہ ہر قسم کی ذاتی مصروفیات اور دنیوی دھندوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سنت وشریعت میں مشغول ہو جاتا ہے۔

جن لوگوں کا قالب مقام عبودیت پر فائز نہیں ہوتا انکا نفس بغاوت، دناءت اور خساست سے باز نہیں آتا وہ دنیوی ذلتوں میں گرفتار رہتے ہیں ان کا احکام شرع کی طرف رجحان ہی نہیں ہوتا، اعمال صالحہ کیطرف طبیعت مائل ہی نہیں ہوتی شعار اسلام کو بوجھ سمجھتے ہیں متشرع ومتدین لوگوں کو دیکھ کر آوازے کستے ہیں۔ اس قسم کے بدنہاد اور زبان دراز لوگ دوزخ کے قابل ہوتے ہیں۔

عبادت اور عبودیت میں فرق

امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت اور

www.maktabah.org

عبودیت کا فرق یوں بیان فرمایا ہے

عبادت میں طلبِ وجود ہوتا ہے جبکہ عبودیت میں تلفِ وجود ہوتا ہے بلکہ آپ سے یوں بھی منقول ہے کہ اگرچہ نماز روزہ حق تعالیٰ کے قرب کا سبب ہیں لیکن ہمارے نزدیک اپنے وجود کی نفی اور دوسروں کا اثبات اقرب طریق ہے آیت کریمہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ میں اسی طرف اشارہ مفہوم ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ اگر وجود باقی (اپنی ذات کی نفی نہیں) ہے کوئی عمل نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتا اور ظاہری آداب، باطنی آداب کا عنوان ہیں چنانچہ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد تشریف لائے تو سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کیلئے تشریف لائے دیکھا کہ ان کے مریدین ان کے اشارہ اور حکم کے منتظر باادب کھڑے ہیں حضرت شیخ جنید نے کہا کہ اَدَّبْتَ اَصْحَابَكَ اَدَبَ الْمُلُوْكِ یعنی آپ نے اپنے مریدوں کو بادشاہوں جیسے آداب سکھا رکھے ہیں شیخ ابوحفص نے جواباً کہا لَا يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَلٰكِنْ حُسْنَ الْاَدَبِ فِى الظَّاهِرِ عُنْوَانُ اَدَبِ الْبَاطِنِ یعنی اے شیخ جنید میں نے انہیں ملوکانہ آداب نہیں سکھائے لیکن ظاہری حسن ادب باطنی ادب کا عنوان ہے۔

(نوادر المعارف ص ۴۸)

www.maktabah.org

پس روح بامراتب خود در مقام شہود وحضور متمکن

پس روح اپنے مراتب کے ساتھ شہود و حضور کے مقام پر متمکن ہو جاتی ہے اور

ست ، واز دید ودانش ماسویٰ ، بکلیت معرض ، وقالب

غیر حق کی دید و دانش سے روگرداں ہو جاتی ہے اور قالب پورے طور پر

به تمام بمقام طاعت وبندگی راسخ است ۔ این ست

اطاعت اور بندگی کے مقام پر راسخ ہو جاتا ہے یہ ہے فرق بعد الجمع کا مقام [۱۳۱]

مقام فرق بعد الجمع ۔ واللہ سبحانہ الموفق للکمالات

اور اللہ سبحانہ ہی کمالات کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

[۱۳۱] فرق بعد الجمع

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ سالک کی روح اپنے دیگر توابع سمیت عروجی منازل میں اپنے مقام اصلی (عالم ارواح) تک رسائی حاصل کر لیتی ہے لیکن ابھی روح کے پیش نظر جسم سالک کی اصلاح و درستی و تربیت ہوتی ہے جسم کو طہارت ، لطافت و روحانیت کے لئے تیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حضور اکرم ﷺ کی متابعت پر ابھارنا ہوتا ہے اسلئے روح عالم بالا کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے اور بدن سالک کی طرف بھی متوجہ رہتا ہے۔

جب روح کے ذریعے قالب کی تربیت ، تہذیب و تطہیر ہو جاتی ہے تو وہ اطاعت و فرمانبرداری میں پوری طرح آمادہ ہو جاتا ہے یوں قالب کا معاملہ انجام کو پہنچ جاتا ہے اسی لئے روح کو انسانی بدن کے قفس میں قید کیا گیا تھا

جب روح قالب کی تربیت کو مکمل لیتی ہے تو وہ عالم امر کے دیگر لطائف ، نفس

www.maktabah.org

اور عقل سب کو لے کر قالب سے منہ موڑ کر اور اسے چھوڑ کر بارگاہ قدس جلّ سلطانہ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

جب روح بدن عارف کی تربیت کے بعد کلیۃً قالب سے اعراض کر کے عالم بالا کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو قالب بھی ہمہ تن گوش مکمل طور پر مقام عبودیت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

جب روح اپنے مرتبوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے اور غیر حق سے کلیۃً روگردانی کر کے مقام مشاہدہ پر متمکن ہو جاتی ہے اس لئے دنیا اور ماسویٰ کی طرف للچائی ہوئی نظریں اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔

جب روح ماسویٰ سے منہ موڑ کر مقام مشاہدہ پر جلوہ فگن ہو جاتی ہے تو عارف کا بدن ذکر و فکر، تعلیم و تدریس اور اطاعت و پیروی وغیرھا میں مکمل طو پر ملکہ و رسوخ حاصل کر لیتا ہے۔

جب روح دیگر لطائف سمیت مقام مشاہدہ و حضور پر فائز المرام ہو جائے اور قلب بندگی پر براجمان ہو جائے اسی کو مقام فرق بعد الجمع کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن العربی قدس سرہ العزیز اور حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا اس مقام فرق بعد الجمع کے بارے اختلاف ہے۔

حضرت امام ربانی اور حضرت ابن عربی کا موقف

حضرت ابن العربی قدس سرہ العزیز کے نزدیک واجب اور ممکن میں عینیت واتحاد مقام جمع ہے اور واجب اور ممکن میں امتیاز ہو جانا مقام فرق ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے نزدیک روح اور قالب (نفس) کا اتحاد مقام جمع ہے اور روح کا عالم قدس کی طرف متوجہ ہو جانا اور قالب کا اطاعت میں

www.maktabah.org

مشغول ہوجانا مقام فرق بعد الجمع ہے۔ اللهم ارزقنا ایاها

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں کہ مقام فرق بعد الجمع میں ہمیں ایک خاص مقام حاصل ہے سیاق کلام سے معلوم ہورہا ہے کہ مقام فرق میں ایک مقام عام ہے اور ایک مقام خاص ہے۔

حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز اوران کے متبعین کے نزدیک مقام جمع ولایت کا انتہائی مقام ہے اسلیئے یہ اسی مقام کو ترجیح دیتے ہیں اوران کے نزدیک یہی کمال ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک مقام فرق سب سے کامل مقام ہے اس لئے آپ اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور آپ کے نزدیک یہی کمال ہے۔

مقام جمع مرتبہء ولایت کا کمال ہے جبکہ مقام فرق مرتبہ نبوت کا کمال ہے مقام جمع میں عارف مخلوق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے جبکہ مقام فرق میں عارف اللہ تعالیٰ سے ہوکر مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

مقام فرق کے مراتب

مقام فرق میں دو مرتبے ہیں مرتبہء عام اور مرتبہء خاص

مرتبہء عام میں عارف کی روح قربت کا مقام حاصل کرلیتی ہے اور اس کا قالب (بدن عنصری) مقام عبودیت پر متمکن ہوجاتا ہے۔

جبکہ مرتبہ خاص جس میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کو مقام خاص اور قدم خاص حاصل ہے مقام فرق کے مرتبہء عام میں عارف کی روح عالم قدس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور قالب عبودیت میں مصروف ہوجاتا ہے مرتبہء خاص جس پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فائز المرام ہیں اس میں روح اپنے توابع سمیت

www.maktabah.org

عالم قدس سے عالم خلق کی طرف رجوع اور عود کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسند دعوت پر بٹھایا جاتا ہے اس مقام کے جانشینوں کو راجعین اِلَی الدعوۃ کہا جاتا ہے۔

چونکہ مقام فرق کے مرتبہء عام میں عارف کو مقام مشاہدہ اور مرتبہءِ حضوری سے مزید ارتقاء نصیب نہیں ہوتا اس لئے اس کی روح مع التوابع طریق انبیاء کے مطابق عود کرتی ہے اور دیگر لوگوں کے توجہات قدسیہ کی بدولت تصفیے وتزکیے کر کے قافلوں کے قافے حریم یار تک پہنچاتے ہیں یوں یہ فیضان نبوت اور کمالات رسالت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

مقام خاص میں جب عارف کی روح دعوت وارشاد کیلئے قالب کی طرف واپس لوٹتی ہے اور قالب کے تابع ہو جاتی ہے۔تو قالب پہلے ہی عبادت، اطاعت و عبودیت میں مشغول ہوتا ہے لہٰذا اب روح بھی قالب کے ساتھ مل کر دعوت و عبودیت میں مصروف ہو جاتی ہے۔

www.maktabah.org

وایں درویش را دریں مقام قدم خاص ست ، وآں رجوع روح

اور اس درویش کو اس مقام میں خصوصی رسائی حاصل ہے اور وہ روح کا

است بامراتب خود بعالم خلق تابحق جلّ وعلا ایشاں را

اپنے مراتب کے ساتھ عالم خلق کی طرف لوٹنا ہے تاکہ انہیں حق تعالیٰ کی

دعوت نماید، و روح دریں وقت حکم قالب پیدا می کند

طرف دعوت دے اور روح اس وقت قالب کے حکم میں ہوجاتی ہے اور اس کی

وتابع اومی گردد، وکار تابجائے می رسد کہ اگر قالب

تابع ہو جاتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اگر قالب حاضر ہے

حاضر ست روح نیز حاضر است۔

روح بھی حاضر ہے۔۴۲

۴۲ روح اور قالب میں مطابقت

جب روح قالب کی طرف رجوع کر کے اس کی متابعت میں دعوت وعبودیت میں مشغول ہوتی ہے تو معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ دونوں حالتیں وکیفیتیں ایک جیسی ہوجاتی ہیں کہ جس کام میں قالب مشغول ہو روح بھی اسی کام میں مشغول ہو جاتی ہے اور جس کام میں روح مصروف ہو قالب بھی اسی کام میں مصروف ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اگر روح حاضر ہے تو قالب بھی حاضر ہے اگر قالب غافل ہے تو روح بھی غافل ہے اگر قالب حضوری میں ہے تو روح بھی حضوری میں ہے اگر قالب مہجوری میں ہے تو روح بھی مہجوری میں ہے غرضیکہ جو جو کیفیات وواردات قالب پر وارد ہوتی

www.maktabah.org

واگر قالب غافل ست روح نیز غافل ۔مگر دروقت ادائے

اور اگر قالب غافل ہے روح بھی غافل ہے مگر نماز ادا کرنے کے وقت روح

نماز کہ روح بامراتب خود متوجہ جناب قدس است جلّ

اپنے مراتب کے ساتھ بارگاہ قدس جلّ شانہ کی طرف متوجہ ہوجاتی

شانہ، قالب اگرچہ غافل باشد، زیرا کہ نماز معراج مومن ست

ہے اگرچہ قالب غافل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے ۳۴۳۔

ہیں وہی کیفیات روح پر بھی نازل ہوتی رہتی ہیں۔مقام دعوت وارشاد میں گو توجہ عالم خلق کی طرف رہتی ہے مگر عالم قدس سے تعلق ٹوٹتا نہیں جیسے کوئی شخص اپنے گھر سے دفتر میں آتا ہے گو وہ اپنی دفتری مصروفیات میں مشغول رہتا ہے لیکن اس کا گھریلو تعلق بدستور قائم رہتا ہے۔

۳۴۳ نماز میں راحت کا سبب

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہاں ایک استثنائی امر بیان فرمارہے ہیں کہ گو جو کیفیات قالب پر وارد ہوتی ہے وہی کیفیات روح پر بھی وارد ہوتی ہیں مگر اس مقام فرق پر براجمان عارف جب نماز ادا کرتا ہے اگرچہ اس کا قالب غافل ہی کیوں نہ ہو مگر اس کی روح لطائف سمیت حریم قدس جلّ سلطانہ کی طرف متوجہ رہتی ہے حالت نماز میں کبھی بھی غافل نہیں ہوتی حق تعالیٰ کے مشاہدے میں مصروف رہتی ہے یہی مومن کی معراج کا مقام ہے جیسا کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے عیاں ہے روح کا اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں مشغول ہوجانا ہی حقیقت نماز اور اصل نماز ہے۔ بقول شاعر

www.maktabah.org

بـایـد دانسـت کـه ایں رجوع واصل کـه بکلیت واقـع شود از

جاننا چاہئے کہ یہ واصل کا رجوع جو پورے طور پر واقع ہوتا ہے دعوت کے

کمال مقامات دعوت ست- ایں غفلت سبب حضور جمع

سب سے کامل مقامات میں سے ہے یہ غفلت جمع کثیر کے حضور کا

کثیر ست-غافلان ازیں غفلت غافل اند وحاضراں ازیں

سبب ہے غافل اس غفلت (کی حقیقت) سے غافل ہیں اور حاضر

رجعت جاہل-

اس رجعت سے جاہل ہیں

اصل نماز ہے یہی، روح نماز ہے یہی
میں تیرے روبرو رہوں تو میرے روبرو رہے

یہی وجہ تھی کہ جب نماز کا وقت قریب آتا تو حضور اکرم ﷺ بے قرار ہو کر فرماتے اَیْنَ بِلَال کہ بلال (رضی اللہ عنہ) کدھر ہیں جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہو جاتے تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے اَرِحْنَا یَابِلَال اے بلال ہمیں راحت پہنچاؤ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سمجھ جاتے کہ آپ فرما رہے کہ اذان دو تا کہ ہم نماز ادا کریں کیونکہ اس سے آپ کو راحت ملتی تھی یعنی حالت نماز میں آپ مقام قرب و مشاہدے پر فائز ہوتے تھے۔ اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے کس قدر قابل افسوس ہے یہ بات کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میں راحت اور ٹھنڈک ہے اور امتی کہتا ہے کہ نماز میں سکون ہی نہیں۔ (معاذ اللہ استغفر اللہ)

www.maktabah.org

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے امتی کہلانے والے لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے عاری ہیں۔ ادب ونیاز، سوز وگداز، دیوانگی ووارفتگی سے خالی ہیں یہی چیزیں تو اصل میں مومن کی میراث ہے۔ بقول اقبال مرحوم

قلب میں سوز نہیں ، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

حقیقت نماز سے بے خبر

حقیقت نماز سے بے خبر غیر نماز میں راحت وچین تلاش کرنے والے لوگوں سے مخاطب ہو کر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

''اس طائفہ کی ایک کثیر جماعت نے اپنے اضطراب وبے قراری کی تسکین کو سماع ونغمہ اور وجد وتواجد میں تلاش کیا اور اپنے مطلوب کو بھی نغموں کے پردوں میں تلاش کرنا چاہا اور رقص ورقاصی کو اپنا مسلک بنالیا ہے حالانکہ انہوں نے سنا ہوگا مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِي الْحَرَامِ شِفَاءً (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی) ہاں اَلْغَرِيْقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيْشٍ وَحُبُّ الشَّيْءِ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کردیتی ہے) اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر منکشف ہوجاتی تو وہ ہرگز سماع ونغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد وتواجد کو یاد نہ کرتے۔

ع جب حقیقت نہ ملی ڈھونڈلی افسانے کی راہ

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۶ جلد اول)

اقسام صوفیاء

صوفی دو قسم کے ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

کچھ تو وہ ہیں جو بیرونی سہاروں کے ذریعے اپنے اندر درد اور لذت پیدا کرتے ہیں محفل سماع کروا کر، طبلے کی تھاپ، سارنگی کی تار، ڈھول کی ڈم ڈم وغیرھا کے ذریعے آتش عشق کو بھڑکاتے ہیں جیسا کہ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ محفل سماع کروایا کرتے تھے مزامیر اور سارنگی کی تھاپ پر وجد کرتے تھے علمائے وقت نے قوالی کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیا سلطان شمس الدین التمش نے اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب کو عرض کیا کہ آپ اپنا موقف بیان فرمائیں تو حضرت خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان، حق ہے علماء کا فتویٰ، سچ ہے لیکن میں علمائے کرام سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہو کہ حلال شئی کوئی نہ ملے اور حرام میں ہی اس کا علاج ہو تو کیا ایسی مجبوری کی حالت میں حرام کھانا جائز ہے یا کہ ناجائز ہے۔

علمائے کرام نے کہا کہ ہاں حالت اضطرار میں بقدر کفایت حرام حلال ہو جاتا ہے تو حضرت خواجہ قطب نے کہا کہ میں مرض عشق میں مبتلا ہوں جس کا علاج قوالی کے بغیر ممکن نہیں اب بتلایئے میرے متعلق کیا حکم ہے؟

علماء نے کہا کہ آپ صالح اور صادق شخص ہیں اگر واقعی آپ کی مرض کا یہی علاج ہے تو آپ کچھ دیر کے لئے قولی کروالیا کریں۔

یوں حضرات چشتیہ دل کی تار کو چھیڑنے کیلئے باہر کی تاریں چھیڑتے ہیں اور لذت و درد حاصل کر کے وجد و رقص کرتے ہیں۔

جبکہ کچھ صوفی سُر اور ساز کے اہتمام اور محافل کا انعقاد کئے بغیر درد اور لذت حاصل کرتے ہیں انہیں بیرونی سہاروں کی ضرورت نہیں پڑتی وہ تو ہر وقت عشق کی آگ میں جلتے رہتے ہیں یہی نقشبندی مزاج اور مذاق ہے۔ بقول شاعر

سُر کیسی، ساز کیسا، کیسی بزم سامعین

www.maktabah.org

سوزِ دل کافی ہے ہم کو یار منانے کیلئے

یہ لوگ نغمہ وسماع کی بجائے قرآن پڑھ اور سن کر درد اور لذت حاصل کرتے ہیں اور نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

ان بزرگواروں کا آرام وچین عبادات میں ہے اور ان کی تسکین بندگی و طاعات کے حقوق کی ادائیگی میں ہے ان کو سماع و وجد کی کچھ حاجت نہیں ان کی عبادات ان کے لئے سماع کا کام کرتی ہیں اور اصل کی نورانیت عروج سے کفایت کرتی ہے اہل سماع و وجد کے مقلدوں کا ایک گروہ جو ان بزرگواروں کی عظیم شان سے واقف نہیں ہے وہ اپنے آپ کو عشاق میں سے سمجھتے ہیں اور ان کو زاہدوں میں سے جانتے ہیں گویا یہ لوگ عشق ومحبت کو رقص و وجد میں منحصر سمجھتے ہیں۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۶ جلد اول)

خود نبی اکرم ﷺ کی نماز میں یہ حالت ہوتی تھی حدیث پاک میں آتا ہے کہ دورانِ نماز حضور اکرم ﷺ کا سینہ اقدس ایسے کھولتا تھا جیسے ہنڈیا چولہے پر کھولتی ہے۔

ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حالت نماز میں رویا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ یہ صوفیائے کرام کے اپنے اپنے باطنی مزاج اور روحانی مذاق ہیں ان پر تنقید سے احتراز کرنا چاہئے۔

عارفین کی نماز

جب ان پر انوار وتجلیات ، برکات وفیوضات کا ورود ہوتا ہے تو قالب کی بشریت مضمحل ہو جاتی ہے اسلئے اسے ماسویٰ کی دید و دانش کی ہوش نہیں رہتی بنا بریں وہ غافل ہو جاتا ہے جبکہ دوران نماز عارف کی روح مرتبہ حضور اور مقام مشاہدہ پر فائز

www.maktabah.org

ہوتی ہے۔اس کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے آپ کے مکان کو آگ لگ گئی شعلے بھڑک اٹھے مکان جل کر خاکستر ہو گیا لوگوں نے شور مچایا۔امام صاحب باہر تشریف لائیے آپ نماز میں اس قدر محو تھے کہ چھت کا ملبہ آپ پر گر گیا لوگوں نے آپ کو نیچے سے نکالا آپ فرمانے لگے کیا ہوا عرض کی گئی حضور مکان کو آگ لگ گئی تھی فرمایا مجھے تو کوئی خبر نہیں۔

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے جسم میں دوران جنگ تیر پیوست ہو گیا لوگوں نے تیر نکالنا چاہا لیکن سخت تکلیف کی وجہ سے تیر نہ نکال سکے۔احباب نے باہمی مشورہ سے دوران نماز تیر نکالنے کا فیصلہ کیا چنانچہ آپ ادائے نماز کیلئے مصلیٰ پر کھڑے ہوئے۔روح مبارک مشاہدۂ جمال میں محو تھی اور جسم اقدس ماسوٰی سے غافل ہونے کے وجہ سے بے حس تھا لوگوں نے آپ کے جسم اقدس سے تیر نکالا مصلیٰ خون سے لت پت ہو گیا لباس اور جسم اقدس خون آلود ہو گیا۔سلام کے بعد حیران ہو کر پوچھا یہ کیا،عرض کیا،حضور آپ کے جسم اقدس سے تیر نکالا ہے۔

مختصر یہ کہ جب عارف کی روح مشاہدے میں مستغرق ہو جاتی ہے تو قالب اپنی خاکی اصلیت کی وجہ سے مشاہدے کی تاب نہ لا کر کَالْمَیِّتْ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے آگے اس کے احساسات کی ساری توانائیوں کا نسیان ہو جاتا ہے اسی کو اہل طریقت کی زبان میں غفلت کہا جاتا ہے یہاں عام لوگوں کی غفلت مراد نہیں۔

www.maktabah.org

این مقام از قبیل مدح بمایشبهُ الذم است فهم ہر کوتہ

یہ مقام ایسی مدحت کے قبیل سے ہے جو مذمت کے مشابہہ ہے ہر کوتاہ اندیش

اندیش ایں جانہ رسد۔ اگر کمالات این غفلت رابیان

کی فہم اس جگہ تک نہیں پہنچتی ہے اگر اس غفلت کے کمالات میں بیان کروں

کنم ہرگز کسے آرزوئے حضور نکند۔

کوئی بھی حضور کی تمنا نہ کرے۔

انوار کا برداشت، روح کی استعداد پر موقوف ہے

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی مزید وضاحت فرمارہے ہیں کہ جب عارف واصل کی روح دیگر لطائف سمیت مقام فرق کے بعد جب مکمل طور پر واپس لوٹتی ہے تو لوگوں کی رشد وہدایت کیلئے مصروف ہوجاتی ہے یہ مقام دعوت کے کامل ترین مقامات میں سے ہے یعنی اس مقام میں روح واصل ہوتی ہے اور جسم غافل ہوتا ہے اس بات کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے

ادھر اللہ سے واصل، ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

چونکہ روح وجوب کے دیس سے تعلق رکھتی ہے اس لئے اس میں انوار وتجلیات کو برداشت کرنے کی صلاحیت واستعداد ہوتی ہے مگر جسم عدم مناسبت کی وجہ سے برداشت کی صلاحیت نہیں رکھتا تو کلی طور پر غافل ہوجاتا ہے چونکہ عارف کا قالب ہوتا ہے اس لئے وہ مشاہدے سے قطعاً محروم نہیں رہتا بلکہ انوار وتجلیات کے آگے مغلوب ہوجاتا ہے جیسا کہ کوہ طور پر حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بے ہوش

www.maktabah.org

ہو گئے تھے جب افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حضور پکار اٹھے تُبْتُ اِلَیْکَ میری توبہ! اب دیدار کا مطالبہ نہیں کروں گا یہ بھی مقام فرق تھا سبحان اللّٰہ لیکن سید المرسلین ﷺ دَنٰی فَتَدَلّٰی کی خلوتوں اور قربتوں میں پہنچ کر بھی باہوش رہے جیسا کہ آیت کریمہ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی سے عیاں ہے۔

موسیٰ ز ہوش رفت یک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری و در تبسمی

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استعداد تھی ادھر سید عالم ﷺ کی استعداد تھی کہ عین مشاہدہ میں بھی هَلْ مِنْ مَزِيْد کا نعرہ لگاتے رہے۔ معلوم ہوا کہ سب کا مقام استعداد ایک جیسا نہیں بلکہ جدا جدا ہے علامہ اقبال مرحوم نے حضور اکرم ﷺ کی اس کیفیت مشاہدہ کو یوں بیان کیا ہے۔

گرچہ عین ذات را بے پردہ دید
رب زدنی از زبان او چکید

www.maktabah.org

ایں آں غفلت ست کہ خواص بشر را بر خواص ملک فضیلت

یہ وہ غفلت ہے کہ جس نے خواص بشروں کو خواص فرشتوں پر فضیلت دے

بخشید، ایں آں غفلت است کہ محمد رسول اللہ ﷺ

دی ہے ۴۵ یہ وہ غفلت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام عالموں

را رحمت عالمیاں گردانید، ایں آں غفلت است

کی رحمت کے منصب پر فائز کر دیتی ہے یہ وہ غفلت ہے کہ جو ولایت

کہ از ولایت بہ نبوت می رساند،

سے نبوت تک پہنچاتی ہے۔

۴۵ غفلت کی عظمت

یہاں کامل اور واصل عارفین کی غفلت کی عظمت بیان ہو رہی ہے کہ ان کی روح ہوشیار اور حاضر ہوتی ہے اور ان کے قالب غافل اور بے خبر ہوتے ہیں بلکہ ان کی یہ غفلت بہت زیادہ حضور کا باعث ہو جاتی ہے جمع کثیر کا مطلب جمع در جمع، جمع در جمع کیا مطلب ان واصلین عارفین کی یہ غفلت حضور در حضور، حضور در حضور کا سبب بنتی ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نہایت فصیح و بلیغ انداز میں غفلت کا ذکر فرمارہے ہیں کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی یاد و حضور و شہود سے بالکل بے خبر ہیں وہ بھی غفلت کے اس عظیم مقام سے بے خبر ہیں اور جن صوفیوں کو مشاہدہ و حضور کا مقام حاصل ہے وہ بھی مقام فرق پر متمکن عارفوں پر طاری ہونے والی غفلت سے ناواقف ہیں۔

دعوت کا وہ مقام جس میں عارف واصل کی روح حاضر اور جسم غافل ہو جاتا ہے یہ ایسی غفلت ہے جس کی حقیقت کا نہ غافلوں کو علم ہے نہ حاضروں کو یہ ایسا مقام ہے جو

www.makhtaban.org

ایں آں غفلت است کہ از نبوت بہ رسالت می رساند،

یہ وہ غفلت ہے۔ جو نبوت سے رسالت تک لے جاتی ہے یہ

ایں آں غفلت است کہ اولیائے عشرت را براولیائے عزت

وہ غفلت ہے جو اولیائے عشرت کو گوشہ نشین ولیوں پر فضیلت بخشتی ہے۔

مزیّت می بخشد، ایں آں غفلت ست کہ محمد رسول اللّٰہ

یہ وہ غفلت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو (سیدنا) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم را بر صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ

سبقت دیتی ہے۔ بعد اس کے کہ وہ گھوڑے کے دونوں

سبقت می دہد۔ بعد ما کانا کاذُنَیْ فرس۔

کانوں کی مانند تھے۔

مدح بمایشبہُ الذم کے قبیل میں سے ہے یعنی یہ غفلت ایسی مدحت ہے جو مذمت سے مشابہت رکھتی ہے جیسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہو کہ خدایا میں تیرا عاجز، گناہگار، سیاہ کار، جاہل اور غافل بندہ ہوں میرے جیسا تو بدکار ہے ہی کوئی نہیں یہ دعائے مذمت ہے جو بندہ اپنے رب کے حضور کررہا ہے لیکن اس مذمت پر ہزاروں تعریفیں قربان یہ وہ مدح ہے جو ذم کا لباس پہنے ہوئے ہے لیکن اصلی بندہ وہی ہے جو خود کو گناہگار وسیاہ کار کہے بس اسی کو مدح بمایشبہُ الذم کہا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس غفلت کی ہم بات کررہے ہیں وہ تو حضوری سے بھی افضل ہے۔ جس سے حضور والے بھی بے خبر ہیں کوتاہ فہم کی یہاں رسائی کہاں؟۔

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر ہم اس غفلت کے کمالات کے راز کھول دیں تو بارگاہ قدس جل سلطانہ میں حاضر باش عارف وواصل حضوری کو چھوڑ کر اس غفلت کی تمنا کرنے لگ جائیں۔

افضلیت بشر بر ملائکہ

اسی غفلت کی وجہ سے خواص بشروں کو خواص فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز اس عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

اتفاق اہل سنت وجماعت وجمہور مشائخ طریقت انبیاء وآنان کہ محفوظ اند از اولیاء فاضل تر اند از فرشتگان
(کشف المحجوب ص ۲۶۰)

یعنی اہل سنت وجماعت اور جمہور مشائخ طریقت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام اور وہ اولیائے عظام جو محفوظ ہیں فرشتوں سے افضل ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

جمہور علمائے اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ "خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہیں"

جبکہ امام غزالی، امام الحرمین عبداللہ جوینی اور صاحب فتوحات مکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ خاص فرشتے خاص انسانوں سے افضل ہیں۔

جو کچھ اس فقیر پر ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فرشتہ کی ولایت نبی علیہم الصلوات والتسلیمات کی ولایت سے افضل ہے لیکن نبوت ورسالت میں نبی کے لئے ایک ایسا درجہ ہے کہ جس تک فرشتہ نہیں پہنچا ہے اور وہ درجہ عنصر خاک کی وجہ سے ظاہر ہوا ہے جو

www.maktabah.org

بشر کے ساتھ مخصوص ہے۔اور اس فقیر پر یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ''کمالات ولایت'' ''کمالات نبوت'' کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں کاش کہ ان کے درمیان وہ نسبت ہی ہوتی جو قطرہ کو دریا کے محیط ئے ساتھ ہے مگر ایسا نہیں ہے پس وہ فضیلت جو نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اس فضیلت سے کئی گنا زائد ہے جو ولایت کی وجہ سے حاصل ہے لہٰذا فضیلت مطلق انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کا حصہ ہے اور جزئی فضیلت ملائکہ کرام کے لئے ہے پس درست وہی ہے جو علمائے کرام شکر اللہ سعیہم نے فرمایا ہے۔(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

غفلت کی کرم فرمائیاں

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی بدولت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار پائے جیسا کہ آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ سے عیاں ہے شب معراج حضور اکرم ﷺ نے عالم بالا کی رفعتوں، ملاء اعلیٰ کی جلوتوں اور دنٰی فتدلٰی کی قربتوں کو خیر باد کہہ کرامت کی رشد و ہدایت کی لئے تشریف لائے حالانکہ آیت کریمہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ کے مصداق آپ کا دیس اصلی من اللہ تھا مگر امت پر شفقت اور رحمت کے غلبہ کے باعث آپ عالم دنیا میں تشریف لائے تا کہ امت کو تزکیہ وایمان کی دولت سے نوازا جا سکے۔

؎ وہ ہر عالم کی رحمت تھے کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی وجہ سے واصلین عالم قدس کو چھوڑ کر کمالات فیض نبوت سے سیراب و فیضیاب ہوتے ہیں اور مخلوق خدا کی ہدایت کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔(واللہ اعلم)

www.maktabah.org

یہ وہی غفلت ہے جو نبیوں کو مقام نبوت سے اٹھا کر رسالت کے درجوں پر فائز کردیتی ہے اور کاملین امت کے لئے یوں بھی ہوسکتا ہے کہ جو راجعین الی الدعوۃ اور کاملین عارفین جو فیض نبوت سے سرفراز ہیں، کو بھی کمالات رسالت سے شاد کام اور فائز المرام کردیتی ہے کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بالا ہے۔(واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال)

نبوت، ولایت سے افضل ہے

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی بدولت نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیا جاتا ہے نبوت ولایت سے افضل ہے یا ولایت، نبوت سے افضل ہے اس مسئلہ میں صوفیائے کرام کا اختلاف ہے۔

بعض صوفیاء کے نزدیک مطلق ولایت، نبوت سے افضل ہے۔

جبکہ حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک، نبوت ولایت سے افضل ہے خواہ ولایت نبی کی ہو یا ولی کی ہو۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے اس مسئلہ میں بیان فرمودہ معارف آپ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کئے چنانچہ آپ کے فرمودات کا خلاصہ پیش خدمت ہے آپ فرماتے ہیں۔

"ولایت، نبوت سے افضل ہے" کے قائلین ارباب سکر اور اولیائے غیر مرجوعین میں سے ہیں اور مقام نبوت کے کمالات سے بے خبر ہیں، مقام نبوت کو مقام ولایت کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی کہ غیر متناہی کو متناہی کے ساتھ ہے۔ نبوت،

www.maktabah.org

ہبوط (نزول) کے مرتبہ میں کلی طور پر مخلوق کی طرف متوجہ ہے اور ولایت کو ہبوط کے مرتبہ میں مخلوق کی طرف پوری توجہ نہیں ہے بلکہ اس کا باطن حق کی طرف ہے اور اس کا ظاہر مخلوق کی طرف اس کا راز یہ ہے کہ صاحب ولایت نے مقامات عروج کو پوری طرح طے نہیں کیا اور نزول کرلیا ہے اس لئے لازمی طور پر اس کو فوق کی نگرانی ہر وقت دامنگیر ہے اور کلی طور پر اس کی توجہ خلق کے ساتھ ہونے میں مانع ہے برخلاف صاحب نبوت کے کہ اس نے عروج کے تمام مقامات طے کر کے ہبوط فرمایا ہے لہٰذا وہ پورے طور پر مخلوق کو حق جل سلطانہ کیطرف دعوت دینے میں متوجہ ہے۔

ولایتِ اولیاء اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف سراغ دیتی ہے اور ولایت انبیاء حق تعالیٰ کی اقربیت کا نشان بتاتی ہے اور ولایت اولیاء شہود کی طرف دلالت کرتی ہے اور ولایت انبیاء اس مجہول کیفیت (بے کیفی و بے رنگی) کی نسبت کا ثبوت دیتی ہے اور ولایت اولیاء اقربیت کو نہیں پہچانتی کہ کیا ہے اور جہالت کو نہیں جانتی کہ کہاں ہے اور ولایت انبیاء اقربیت کے باوجود قرب کو عین بُعد جانتی ہے اور شہود کو عین غیبت سمجھتی ہے۔ (مزید تفصیلات البینات شرح مکتوبات مکتوب ۷۷ جلد دوم میں ملاحظہ ہوں)

www.maktabah.org

ایں آں غفلت ست کہ صحو را بر سکر ترجیح می

یہ وہ غفلت ہے جو صحو کو سکر پر ترجیح دیتی ہے[۴۶] یہ وہ غفلت ہے

نماید، ایں آں غفلت ست کہ نبوت را بر ولایت افضل می

جو نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیتی ہے کوتاہ

گرداند ۔علیٰ رغمِ القاصِرین ،

اندیشوں کے برخلاف۔

۴۶ بوجہ غفلت صحو کی سکر پر فضیلت

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی بنا پر صحو کو سکر پر ترجیح وفضیلت حاصل ہے۔

حالت سکر میں ولی بے ہوشی کے عالم میں دعوے کرتا ہے جبکہ صاحب صحو از راہ تواضع اپنے تہی دامن ہونے کا اظہار کرتا ہے صحو کا مرتبہ نبیوں کا ہے کہ جب کفار نا ہنجار نے معجزات وکمالات کے ظہور کا مطالبہ کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی میں تو بندہ بشر ہوں بس یہی ''غفلت'' ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو ساری دنیا سے ممتاز کر دیا۔

سکر وصحو کی قدرے وضاحت پیش خدمت ہے۔

انوار غیب کے غلبے سے ظاہری وباطنی احکام میں امتیاز اٹھ جانا سکر ہے اور غیبت کے بعد کسی وارد قوی کے سبب امتیاز واحساس کا واپس لوٹ آنا صحو ہے حالت سکر میں غلبہ احوال کی بنا پر اہل سکر سے جو اقوال وافعال صادر وسرزد ہوں وہ پایہء اعتبار سے ساقط اور نا قابل سند ہوتے ہیں ایسی حالت میں صادر ہونے والے کلمات کو شطحیات کہتے ہیں اور حالت صحو میں ان کا تدارک لازم ہوتا ہے۔ سکر اولیاء کے

www.maktabah.org

مرتبے سے تعلق رکھتا ہے اور صحو انبیاء کے مرتبے سے متعلق ہے یہی حق الیقین کا مرتبہ ہے جہاں سالک ممکن کو ممکن اور واجب کو واجب جانتا ہے اور اس پر مقام عبدیت اور مقام بقا کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲ جلد اول)

یہ وہی غفلت ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس کی دعائیں کرتے ہیں کہ اے کاش میں (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نہ ہوتا بلکہ سہو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتا۔

ذات رسالت مآب اور نسیان

احادیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسیان کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے اَقُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کل ذالک لم یکن فرمایا کچھ بھی نہیں ہوا۔ (موطا امام مالک)

نسیان کی وجہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔

اِنِّیْ لَاَنْسٰی اُنَسّٰی لِاَسُنَّ (موطا امام مالک کتاب السہو)

یعنی میں اس لئے بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ کوئی سنت قائم کر دوں۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں لَسْتُ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی (الشفاء جلد دوم)

میں بھولتا نہیں لیکن بھلایا جاتا ہوں۔

یاد رہے کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ امور تبلیغیہ میں آپ پر سہو اور نسیان طاری نہیں ہو سکتا کہ آپ رشد و ہدایت کی

www.maktabah.org

تبلیغ فرمائیں اور کوئی غلط بات بتلا دیں البتہ دنیوی معاملات اور عبادات میں بعض اوقات آپ پر نسیان طاری ہو جاتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ علی الفور آپ کو امر واقعہ سے آگاہ فرما دیتا تھا اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ امورِ اعتقادیہ میں آپ پر نسیان نہیں آ سکتا۔ (شرح مسلم للنووی جلد اول)

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کے سامنے حضور، ادنیٰ ترین خادم کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ حضور میں عارف کو بارگاہ قدس کی حاضری نصیب ہوتی ہے جبکہ غفلت میں حضور کے بعد نزول ہوتا ہے۔

یہ وہی غفلت ہے کہ جس میں عارف واصل کو حضور وشہود کے بعد مسند دعوت وارشاد پر متمکن کرنے کیلئے عالم قدس سے عالم خلق کی طرف بھیجا جاتا ہے تو بظاہر یہ تنزل ہوتا ہے لیکن حقیقت میں رفعت اور بلندی ہوتی ہے۔

یہ وہی غفلت ہے کہ اس غفلت کا وصول اس کے حصول کا زینہ ہے۔

(وصول اور حصول کے درمیان فرق اگلے منہا میں ملاحظہ فرمائیں)۔

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی بدولت قطب ارشاد کو قطب ابدال پر فضیلت نصیب ہوتی ہے جبکہ بعض لوگوں کا مؤقف یہ ہے کہ قطب ابدال قطب ارشاد سے افضل ہوتا ہے۔ قطب ارشاد اور قطب ابدال کی قدرے وضاحت ہدیہء قارئین ہے۔

www.maktabah.org

ایں آں غفلت ست کہ بسبب آں قطب ارشاد از قطب

یہ وہ غفلت ہے جس کی بدولت قطب ارشاد قطب ابدال ؒ پر

ابدال افضلیت پیدا می کند، ایں آں غفلت است کہ

فضیلت حاصل کر لیتا ہے یہ وہ غفلت ہے کہ جس کی تمنا سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آرزوئے آں می نماید، آنجا کہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اس مقام پر فرماتے ہیں اے کاش!

می فرماید "یَا لَیْتنی کنتُ سهوَ مُحمّد" ایں آں غفلت ست کہ

میں حضرت محمد (ﷺ) کی بھول ہوتا یہ وہ غفلت ہے کہ حضور،

حضور کمینہء خادم اوست، ایں آں غفلت ست کہ

اس کا ادنی خادم ہے یہ وہ غفلت ہے کہ وصول اس کے حصول کا پیش

وصول مقدمہ حصول اوست، ایں آں غفلت ست کہ

خیمہ ہے یہ وہ غفلت ہے جو بظاہر تنزل ہے لیکن حقیقت

بصورت تنزل ست و بحقیقت ترفع،

میں عروج ہے۔

ؒ قطب ارشاد

یہ اولیائے ظاہرین میں سے ہوتا ہے خلافت الٰہیہ اور نیابت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے سرفراز ہوتا ہے مخلوق کیلئے ہر قسم کے ایمان وہدایت اور حسنات وبرکات کا ذریعہ اور گناہوں سے مغفرت کا وسیلہ ہوتا ہے دینی اور تشریعی اموراس کے تصرف

www.maktabah.org

ایں آں غفلت ست کہ خواص رابعوام مشتبہ می سازد و

یہ وہ غفلت ہے جو خواص کو عوام کے مشابہ بنادیتی ہے اور ان کے کمالات

قباب کمالات ایشاں می گردد۔

کا لباس (حجاب) ہو جاتی ہے۔

گربگویم شرح ایں بے حدشود

اگر میں اس کی شرح بیان کروں تو بے حساب ہو جائے۔

القلیلُ یدلُّ علٰی الکثیر والقطرۃُ تنبیءُ عنِ البحرِ الغَدیر والسلامُ علٰی

قلیل، کثیر پر دلالت کرتا ہے اور قطرہ بحر بے کنار کی خبر دیتا ہے اور سلامتی ہو اس پر جو

من اتّبعَ الھدٰی والتزم متابعۃَ المُصطفےٰ علیہ وعلٰی آلہ من الصلوات

ہدایت کی پیروی کرے اور (حضرت) مصطفےٰ ان پر اور ان کی آل اطہار پر اتم اور اکمل

والتسلیمات اتمّھا واکمَلھا .

درود وسلام ہو کی اتباع کو لازم کرے۔

میں ہوتے ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں قطب ارشاد ہدایت وارشاد (دعوت) سے متعلق امور میں وصول فیض کا واسطہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال

قطب ابدال ان فیوض وبرکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے جو عالم کے وجود اور اس کی بقا سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا پیدائش، رزق رسانی، مصائب کو دور کرنا، بیماریوں کو دور کرنا اور صحت وعافیت کا حصول قطب ابدال کے مخصوص فیوضات سے تعلق رکھتے

www.maktabah.org

ہیں دنیوی اور تکوینی اموراس کے تصرف میں ہوتے ہیں۔

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی برکت سے اولیائے عشرت، اولیائے عزلت سے فضیلت پاتے ہیں اولیائے عزلت اور اولیائے عشرت کی قدرے وضاحت پیش خدمت ہے۔ اولیائے عزلت یہ وہ ولی ہوتے ہیں جو دنیوی تعلقات اور معاملات سے کنارہ کش ہوکر پہاڑ کی کھوہ اور جنگلات میں یادالٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

جبکہ اولیائے عشرت وہ ولی ہوتے ہیں جو دنیا میں رہ کر دنیوی معاملات اور تعلقات کو بھی سنبھالتے ہیں اور وعظ و تبلیغ، درس و تعلیم کے ذریعے مخلوق خدا کیلئے رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت کا سامان بھی بہم پہنچاتے ہیں جنہیں علمائے ربانیین بھی کہا جاتا ہے۔

ان کی کیفیت کچھ یوں ہوتی ہے۔

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی وجہ سے کاملین اور خواص عامۃ الناس کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں کہ لوگوں کیلئے ان کاملین اور عام لوگوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے اس لئے وہ انہیں اپنے جیسا تصور کرکے انکار و اعتراض کے گرداب میں پھنس جاتے ہیں چنانچہ منکرین نے زبان طعن دراز کرتے ہوئے یوں کہہ دیا جیسا کہ آیات کریمہ فَقَالُوا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا اور وَقَالُوْا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ سے عیاں ہے۔ سعادت مند ہیں وہ لوگ جو حدت بصر اور تیزی نظر کے باعث اہل اللہ کی باطنی صفات کو ملاحظہ کرتے ہیں، دراصل اہل اللہ مصر کے دریائے نیل کی مانند ہیں جو مجوبین کیلئے طوفانِ بلا اور محبوبین کیلئے آب شفا ہیں بقول شاعر

www.maktabah.org

آب نیل ست و بقبطی خون نمود
قوم موسیٰ را نہ خوں بود آب بود
بن گیا خونی جو قبطی کیلئے
نیل ہی تھا قوم موسیٰ کے لئے

اگر اہل اللہ کی عوام کالانعام کے ساتھ مشابہت ومناسبت نہ ہوتی اور افادہ اور استفادہ کی راہیں مسدود ہوجاتیں تو لوگوں کے قلوب کا تصفیہ اور نفوس کا تزکیہ کیسے ہوتا۔

یہ وہی غفلت ہے کہ جس کی بناپر حضور اکرم ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے گئے حالانکہ آپ کے ساتھ جسمانی قرب کی وجہ سے سفر وحضر، جلوت وخلوت، صلح وجہاد، امن وغزوات وغیرھا میں مساوی اور متوازی تھے یہ اسی غفلت کا نتیجہ وثمرہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں تک گئے جہاں تک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تصور بھی نہ جاسکا۔ اللہ اکبر!

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ مقام غفلت وہ عظیم الشان مرتبہ ہے اگر میں اس کی تفصیلات وتشریحات کرتا چلا جاؤں تو وہ شمار وحصار سے وراء ہونگی یہاں جو چند مثالیں بیان کی گئی ہیں یہ ایسے ہی ہیں جیسے قلیل، کثیر پر اور قطرہ، غدیر (حوض) پر دلالت کرتا ہے اس شخص پر سلامتی ہو جو راہ ہدایت اور اتباع نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات پر گامزن رہے۔ اللھم ارزقنا ایاھا

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۱۴

حضرت رسالت خاتمیت صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انبیائے

درمیان سائر انبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات

کرام علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کے درمیان تجلی ذاتی کے ساتھ

بتجلیٔ ذاتی ممتاز است، وبایں دولت که فوق جمیع

ممتاز ہیں [1] اور اس دولت کے ساتھ جو تمام کمالات سے بلند ہے مخصوص

کمالات است مخصوص ، و کمل تابعان او را ازیں مقام

ہیں اور ان کے کامل تابعداروں کیلئے اس مقام

خاص نصیب ست۔

خاص سے حصہ ہے۔

[1] حضور اکرم ﷺ کا خصوصی امتیاز

اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی رحمۃ للعالمین ، ختم المرسلین حضرت محمد مصطفٰی علیہ التحیۃ والثنآء کے اس خصوصی امتیاز کو بیان فرمارہے ہیں کہ جس کی بدولت آپ جملہ انبیائے کرام ورسل عظام علیہم الصلوات والتسلیمات میں ممتاز ہیں اور وہ خصوصی اختصاص تجلی ذاتی ہے جوتمام کمالات سے بالا ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ کی

www.maktabah.org

گفتہ نشود کہ بریں تقدیر لازم می آید، کہ کمل ایں امت

یہ نہ کہا جائے کہ اس تقدیر سے لازم آتا ہے کہ اس امت کے کاملین تمام

افضل باشند از سائر انبیاء ،وایں خلاف معتقد اہل سنت

نبیوں سے افضل ہو گئے اور یہ اہل سنت وجماعت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

و جماعت ست، رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین

کے اعتقاد کے خلاف ہے۔

امت کے کامل تابعداروں کو بھی اس مقام خاص سے حظ وافر نصیب ہوتا ہے۔تجلی ذاتی کے بارے میں قدرے وضاحت ہدیہء قارئین ہے۔تجلی کی تعریف کرتے ہوئے عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

اَلتَّجَلِّیُّ: ظُهُورُ الشَّیِٔ فِیْ الْمَرْتَبَةِ الثَّانِیَةِ كَظُهُورِ زَیْدٍ فِی الْمِرْاٰة

یعنی کسی شئی کے دوسرے مرتبہ میں ظہور کو تجلی کہا جاتا ہے جیسے زید کی صورت کا آئینے میں ظاہر ہونا۔(تفسیر مظہری جلد سوم)

ذاتی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو تجلی بلاواسطہ ہو اسے تجلی ذاتی کہا جاتا ہے جیسا کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات نور ذاتی سے عبارت ہے۔آپ ﷺ کے نور ذاتی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نور بغیر کسی مادے اور واسطے کے پیدا فرمایا ہے۔

تجلی کی اقسام

اہل طریقت نے تجلی کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱۔تجلی آثاری ۲۔تجلی افعالی ۳۔تجلی صفاتی ۴۔تجلی ذاتی

www.maktabah.org

وایں فضل نہ جزئی ست تا بآں رفع شبہہ

اور یہ جزوی فضیلت نہیں کہ اس سے شبہ کو دور کیا جائے بلکہ کلی (فضیلت)

کردہ شود، بلکہ کلی ست۔ زیرا کہ تفاضل رجال

ہے کیونکہ بندوں کی ایک دوسرے پر فضیلت قرب الٰہی جلّ سلطانہ

بقرب الٰہی ست جلّ سلطانہ، ہر فضیلتے کہ

کی بدولت ہوتی ہے جو فضیلت بھی ہے اس

ہست دون آں فضیلت ست۔

فضیلت سے کم ہے۔

تجلی ذاتی انتہائے قرب کا نام ہے۔

حضرت ابن عربی اور تجلی ذاتی

حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک تجلی ذاتی خاتم الولایت کے ساتھ مخصوص ہے اور خاتم الولایت سے مراد وہ اپنی ذات لیتے ہیں بعض وجودی صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضرت ابن العربی کی خاتم الولایت سے مراد غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں اور بعض کے نزدیک خاتم الولایت سے مراد وارث کمالات محمدیہ، حامل نسبت صدیقیہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ واللہ اعلم

www.maktabah.org

درجواب گویم که لازم نمی آید ازیں که کمل ایں امت را

جواب میں ، میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس امت

ازاں مقام نصیب است وصول اینها بآں مقام ۔ وفضیلت

کے جن کاملین کو اس مقام سے حصہ ملتا ہے ان کا اس مقام تک

مربوط بوصول است ۔ نهایت عروج کمل ایں امت که

وصول ہوگیا ہے ۔ اورفضیلت وصول کے ساتھ مربوط ہے اس امت ،

خیر الامم است

جو تمام امتوں سے بہتر ہے،

حضرت امام ربانی اور تجلی ذاتی

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک تجلی ذاتی خاتم رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے اولیائے کرام میں سے کسی کے ساتھ بھی تجلی ذاتی مخصوص نہیں البتہ حضور اکرم ﷺ کی نیابتؔ وتبعیت ووراثت میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے اولیائے کاملین کو تجلی ذاتی کا حصہ ملتا ہے اس ضمن میں اگر حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کو تجلی ذاتی سے حصہ ملا تو انکار نہیں لیکن تجلی ذاتی ان کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اولیائے کرام بھی اس مرتبہ سے مشرف ہیں۔

www.maktabah.org

تا تحت اقدام انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات۔

کے کاملین کا انتہائی عروج انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے قدموں

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ افضل جمیع بشر است،

کے نیچے تک ہے ۲صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو نبیوں علیہم الصلوات والتسلیمات

بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات، نہایت

والتحیات کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان کا انتہائی عروج کسی نبی کے

عروج او تا تحت قدم نبی است کہ دون جمیع انبیاء ست۔

قدم کے نیچے تک ہے جو تمام نبیوں سے کم ہیں۔

۲ ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ایک اعتراض کا تذکرہ فرمار ہے ہیں اعتراض یہ ہے کہ انبیاء کرام میں سے تجلی ذاتی صرف حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے کامل اولیاء کو بھی اس تجلی ذاتی سے حصہ نصیب ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کاملین کو انبیائے کرام علیہم السلام پر کلی فضیلت حاصل ہے کیونکہ فضیلت کا باعث قرب الٰہی جلّ سلطانہ ہے اولیاء کی انبیائے کرام پر کلی فضیلت کا قول اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز جواباً ارشاد فرماتے ہے کہ جو کاملین امت تجلی ذاتی سے سرفراز ہوئے ہیں اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ تجلی ذاتی کے مقام تک واصل ہو گئے کیونکہ کسی مقام کا حصول اور چیز ہے اور وصول اور چیز ہے کسی مقام کا حاصل ہونا اور ہے، واصل ہونا اور ہے۔ تجلی ذاتی تک اولیائے کرام کا حصول ہے

www.maktabah.org

غایۃُ ما فِی الباب کمل تابعان ایں امت رادر مقام تحت از

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس امت کے کامل پیروکاروں کو نیچے

کمالات مقام فوق الفوق کہ مخصوص بہ پیغمبرؑ ایشاں

کے مقام میں مقام فوق الفوق کے کمالات جو ان کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ

ست علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ نصیب تمام ست. خادم ہرجا باشد

والسلام کے ساتھ مخصوص ہیں سے پورا حصہ ملتا ہے خادم خواہ کہیں ہو اسے مخدوم کا

اُولش مخدوم باوخواہد رسید ، خادم دور بطفیل مخدوم

پس خوردہ پہنچ جاتا ہے دور کا خادم مخدوم کے طفیل وہ کچھ پاتا ہے جو قریبیوں کو

آں یابد کہ نزدیکاں را بے دولت خدمت میسر نہ گردد

خدمت کی دولت کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔

وصول نہیں حضور اکرم ﷺ کو تجلی ذاتی کا وصول حاصل ہے حصول میں واسطہ ہوتا ہے چونکہ اولیاء کرام کو حضور اکرم ﷺ کی وساطت سے تجلی ذاتی حاصل ہوتی ہے اس لئے ان کی فضیلت کا قول درست نہیں فضیلت انبیاء کرام کیلئے ہی ہے۔(وللہ الحمد)

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنے بیان فرمودہ جواب کو مزید مؤکد فرمارہے ہیں کہ اہل طریقت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے زیر قدم ہوتا ہے تو امت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے کاملین انتہائے عروج کے باوصف پھر بھی کسی نہ کسی نبی (علیہ السلام) کے زیر قدم ہی ہونگے بلکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو نبیوں کے بعد سب سے افضل بشر ہیں اور تمام امتوں میں سب سے اعلیٰ ہیں انکا انتہائے عروج بھی کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زیر

www.maktabah.org

درقافلۂ کہ اوست دانم نہ رسم

وہ جس قافلہ میں ہے میں جانتا ہوں کہ نہیں پہنچوں گا

ایں بس کہ رسد زدور بانگ جرسم

بس یہی ہے کہ مجھ تک دور سے گھنٹی کی آواز پہنچے

باید دانست کہ مریدان راگاہ ہست کہ این توہم

جاننا چاہئے کہ مریدوں کو کبھی یہ وہم اپنے پیروں کے بارے

درحق پیران خود پیدا می شود، وحصول مقامات پیران،

میں پیدا ہو جاتا ہے اور پیروں کے مقامات کا حصول ان کو برابری کے

ایشاں را در تخیل مساوات اندازد

خیال میں ڈال دیتا ہے۔

قدم ہی ہے لہٰذا جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جوامت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) میں سب سے افضل ہیں وہ کسی نبی سے فضیلت نہیں رکھتے تو دیگر اولیائے کاملین انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟

اولیاء انبیاء کرام کے زیر قدم ہوتے ہیں

اولیاء اللہ، انبیائے کرام کے وارث اور نائب ہوتے ہیں اور انبیاء سے ہی اقتباس فیض کرتے ہیں جس ولی کو جس نبی سے فیض ملتا ہے اس کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں ولی فلاں نبی کے قلب پر یا زیر قدم ہے چنانچہ جو ولی حضرت آدم علیہ السلام

حقیقت معاملہ این ست کہ مذکور شد۔حصول

www.maktabah.org

حقیقت معاملہ یہی ہے جو مذکور ہوا ۔ برابری کا حصول اس تقدیر پر ہوتا

مساوات بر تقدیر وصول بآں مقامات است ، نہ بر تقدیر

ہے جب ان مقامات تک واصل ہو نہ کہ ان مقامات کے حصول کی صورت

حصول آں مقامات ، کہ حصول طفیلی است۔

میں کیونکہ حصول طفیلی ہے۔

کے زیر قدم ہو، اسے آدمی المشرب کہا جاتا ہے جو ولی حضرت نوح علیہ السلام کے زیر قدم ہو، اسے نوحی المشرب کہا جاتا ہے جو ولی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہو، اسے ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے جو ولی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہو، اسے موسوی المشرب کہا جاتا ہے جو ولی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہو اسے عیسوی المشرب کہا جاتا ہے اور جو ولی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر قدم ہو، اسے محمدی المشرب کہا جاتا ہے۔

اولیاء کی اقسام بلحاظ مشرب

یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء کی دو قسمیں ہیں:

ا......محمدی المشرب ۲......غیر محمدی المشرب

محمدی المشرب اولیاء

یہ اولیاء محبوب بالذات ہوتے ہیں سرور عالم ﷺ کے زیر قدم ہیں اور آپ کے ہی مشرب اور مبداء فیض سے اقتباس فیض کرتے ہیں اس لئے ان کے مبادی فیوض ”ظلال شیونات علم“ ہیں۔

غیر محمدی المشرب اولیاء

www.maktabah.org

یہ اولیاء محبوب بالعرض یا محبّ ہوتے ہیں دیگر انبیاء ومرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات کے زیر قدم ہیں اوران کے مشارب مبادیٔ فیوض سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کے مبادیٔ فیوض ''ظلال صفات ثبوتیہ'' ہیں۔

(البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۱،۴)

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اب ماسابق کا خلاصہ اور لب لباب بیان فرمارہے ہیں کہ کاملین امت نبیوں کے زیر قدم ہوتے ہیں انبیائے کرام کے بلند سے بلند تر کمالات سے کیسے حصہ پاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ شریف وعزیز وکریم لوگوں کے کھانے کا دستر خوان بچھتا ہے توان کے کھانا تناول کر لینے کے بعد جو پس خوردہ ہوتا ہے ان کے مخدوموں کے صدقے وہ خدام کو بھی تبرک مل جاتا ہے ایسے نبی جنہیں تجلی ذاتی کا مقام حاصل ہوتا ہے ان سے وہ اولیائے کاملین جو خوشہ چین اور زیر قدم ہوتے ہیں انہیں بھی تجلی ذاتی سے کچھ نہ کچھ امتی اور خادم ہونے کی حیثیت سے حصہ مل ہی جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نثر میں برمحل اشعار استعمال فرماتے ہیں جو آپ کے ادیبانہ ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف لطیفہ کو فارسی ادب میں خاص مقام حاصل ہے۔

زیر نظر شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین امت کو مقام تجلی ذاتی تک وصول تو نہیں ہوتا لیکن حضور اکرم ﷺ کے طفیل انبیائے کرام کے زیر قدم ہونے کی بدولت تجلی ذاتی سے کچھ حصہ تو مل ہی جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اصالت اور ہے اور طفیلیت اور ہے بقول شاعر

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

www.maktabah.org

ازیں جا کسے گمان نہ کند کہ مرید مساوی پیر خود

اس جگہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ پیر اپنے مرید کے برابر نہیں ہو سکتا ۳ے ایسا

نباشد نہ چنیں است، بلکہ مساوات مجوزست ،بلکہ واقع

نہیں ہے بلکہ مساوات جائز ہے بلکہ ایسا ہوا ہے لیکن اس مقام کے حصول

لیکن فرق درمیان حصول آں مقام ووصول بآں مقام بسیار

اور اس مقام کے وصول کے درمیان بہت باریک فرق ہے ۔ ہر مرید کو یہ

دقیق ست، ہر مرید بایں دولت مہتدنیست ، کشف

دولت نصیب نہیں ہوتی ۔ اس فرق کو جاننے کے لئے کشف صحیح اور الہام

صحیح والہام صریح دریں فرق در کار است ، واللہ سبحانہ

صریح درکار ہے اللہ سبحانہ درست بات الہام کرنے والا ہے اورسلام ہو اس

الملهم بالصواب والسلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

۳ے اپنے آپ کو شیخ کے برابر سمجھنا وہم ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ فرمارہے ہیں وہ یہ ہے کہ کبھی کبھار مرید خود کو اس مقام میں دیکھتے ہیں جس مقام پر انکا شیخ جلوہ افروز ہوتا ہے اس لئے وہ مشائخ کی برابری کے زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ مریدوں کا یہ مقام حصول ہوتا ہے اور مشائخ کا مقام وصول ہوتا ہے۔ مقام وصول کا تعلق اصالت کے ساتھ ہے اور مقام حصول کا تعلق نیابت وتبعیت کے ساتھ ہے قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز نے اس سلسلہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ العزیز اوران کے شیخ مکرم حضرت سرّی سقطی قدس سرہٗ العزیز کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔

www.maktabah.org

ایک مرتبہ حضرت شیخ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں ان کے مریدین نے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے وعظ و نصیحت کی درخواست کی مگر انہوں نے اپنے شیخ کی موجودگی میں وعظ کہنے سے انکار کردیا چنانچہ ایک شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو انہوں نے وعظ کہنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا خدا نے تمہارے کلام کو مخلوق خدا کیلئے ذریعہ نجات بنایا ہے جب بیدار ہوئے تو دل میں خیال آیا شاید میرا مقام میرے شیخ طریقت سے بلند تر ہوگیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کہنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کے ذریعے پیغام بھیجا کہ مریدوں کے کہنے پر وعظ شروع نہ کیا مشائخ بغداد کی سفارش بھی رد کردی میرے حکم کی بھی تعمیل نہ کی اب تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، بجالاؤ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ متنبہ ہوگئے کہ شیخ سرّی ان کے ظاہری و باطنی احوال سے آگاہ ہیں انکا درجہ مجھ سے بلند تر ہے کیونکہ وہ جنید کے اسرار سے واقف ہیں اور جنید ان کے حال سے بے خبر ہے چنانچہ حضرت جنید، شیخ سرّی کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وعظ کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا خواب میں ہاتف غیب نے بتایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنید کو حکم وعظ فرمانے گئے ہیں تاکہ بغداد کے لوگ مستفید ہوں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ اپنے مرید کے ہر حال سے باخبر ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ بعض اوقات مرید اس زعم فاسد میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ جو مقام و مرتبہ مجھے حاصل ہوا ہے وہ میری ذاتی محنت و ریاضت وکوشش کا ثمرہ ہے جو دلیل محرومی ہے بلکہ بسا اوقات دلیل بدبختی بھی بن جاتا ہے حالانکہ مرید کو جو بھی مرتبہ و مقام ملتا ہے وہ شیخ کی وساطت اور توجہات کی بدولت ملتا ہے۔

ایک شبے کا ازالہ: حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں ایک شبے کا ازالہ فرمارہے ہیں وہ یہ کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ مرید مرتبے میں شیخ کے برابر ہوہی نہیں سکتا آپ فرماتے ہیں کہ مرید روحانی مدارج اور باطنی منازل میں شیخ کے

www.maktabah.org

برابر ہوسکتا ہے بلکہ ایسا ہوا بھی ہے۔

لیکن یہ بہت ہی شاذ ہے جو اخصِ خواص کے ساتھ مخصوص ہے امت میں معدودے چند افراد ہونگے جو اس شرف سے مشرف ہونگے نیز اپنے شیخ پر اپنے شیخ ہی کی بدولت یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ حضرت امام ربانی قدس سرہ' کا اپنی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے جو ہزار سال کے مجدد، عارف اکمل اور قیوم ہیں اور اقطاب واوتاد کے قدوہ اور ابدال وافراد کے قبلہ ہیں کہ جن کی آمد کی بشارت خود سرور عالم ﷺ نے اپنے ارشادات عالیہ میں بیان فرمائی ہے جیسا کہ یَکُوْنُ رَجُلٌ فِی اُمَّتِیْ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَ کَذَا (جمع الجوامع ،طبقات کبریٰ جلد ہفتم) سے واضح ہے۔

یادر ہے کہ بعض اوقات مرید مرتبے میں اپنے شیخ سے آگے بھی بڑھ جاتا ہے مگر اس میں شیخ کی دعائیں اور توجہات شامل حال ہوتی ہیں چنانچہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس سے حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز کا علو مرتبت معلوم ہوتا ہے۔

میاں شیخ احمد آفتابی است کہ مثل ماہزاراں ستارگان درضمن ایشان گم است واز کمل اولیائے متقدمین خال خالے مثل ایشان گذشتہ باشند

ترجمہ: میاں شیخ احمد (سرہندی) ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے ضمن (انوار) میں گم ہیں اور کاملین اولیاء متقدمین میں ان جیسا کوئی خال خال ہوا ہوگا یعنی بہت کم۔ (زبدۃ المقامات دراحوال میر محمد نعمان، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۲۹)

جب کبھی مرید کو بھی اس مقام تک رسائی نصیب ہوجائے جہاں اس کا شیخ پہنچا ہو لیکن دونوں کے پہنچنے میں فرق ہے مرید کو مقام حصول نصیب ہوا ہے اور شیخ کو مقام وصول میسر ہے وصول اور حصول کے درمیان فرق اس قدر دقیق اور باریک ہے کہ جس کے درمیان امتیاز کرنا ہر مرید کے بس کا روگ نہیں ان کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کشف صحیح اور الہام صریح درکار ہے اللہ تعالیٰ ہی درست کشف والہام فرمانے والا ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۱۵

درویشے پرسید، کہ سبب چیست؟ کہ روندۂ ایں راہ

ایک درویش نے دریافت کیا کہ اس کا سبب کیا ہے کہ اس راہ پر چلنے والے پر

راحالتے رُو می دہد وزمانے می ایستد، وبعدازاں متواری

ایک حالت ظاہر ہوتی ہے اور ایک زمانے تک برقرار رہتی ہے اور اس کے بعد پوشیدہ

می گردد، وپس از مدتے بازہماں حالت آشکارا می شود،

ہو جاتی ہے اور ایک مدت کے بعد پھر وہی حالت ظاہر ہو جاتی ہے اور کچھ عرصہ بعد

وبعداززمان باز متواری می گردد، وھٰکذا الی ماشاء اللہ تعالیٰ

پھر غائب ہو جاتی ہے اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے[1] جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

[1] ایک سوال اور اس کا جواب

زیرِ نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک سوال کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں سوال یہ ہے کہ کسی درویش نے آپ سے پوچھا تھا کہ جب سالک راہ طریقت، سنت وشریعت کے احکام اور شیخ کے بتائے ہوئے اسباق کو پابندی کے ساتھ بجالاتا ہے تو اس پر احوال و کیفیات کا ورود ہوتا ہے تو سالک خوشحال اور محظوظ ہوتا ہے لیکن اچانک وہ احوال غیب ہو جاتے ہیں اور کیفیات پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو سالک پریشاں ہو جاتا ہے یونہی بار باران احوال و کیفیات کا ظہور واخفاء ہوتا رہتا

www.maktabah.org

جوابش آنست کہ آدمی راہفت لطیفہ است ومدت

جواب اس کا یہ ہے کہ آدمی کے سات لطیفے ہوتے ہیں اور ہر لطیفے

دولت وسلطان ہرلطیفہ جداست پس اگر واردے برالطف

کی حکومت اور غلبہ جدا جدا ہے پھر ان میں لطیف ترین لطیفے پرکوئی

اینہا ورود نمود، وحالتے قوی نزول فرمود ، کلیت سالک

وارد ہوتی ہے اور کوئی قوی حالت نزول فرماتی ہے سالک کی

برنگ آں لطیفہ منصبغ می گردد، وآں حال درجمیع لطائف

مجموعی کیفیت اس لطیفے کے رنگ میں رنگی جاتی ہے اور وہ حال تمام

سرایت می کند،

لطیفوں میں سرایت کرجاتا ہے۔

ہے باطنی حالت ایک جیسی نہیں رہتی اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان عالم خلق اور عالم امر کے سات لطائف کا مجموعہ ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱......قلب۲......روح ۳......سر۴......خفی ۵......اخفیٰ ۶......نفس ۷......قالبیہ

امام الطریقہ، غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز کے قول ”خدا تک پہنچنے کے سات قدم ہیں“ سے مراد یہی سات لطائف ہیں۔

لطائف کا غالب ومغلوب ہونا

سات لطائف میں سے کبھی لطیفہ قلب کو دیگر لطائف پر علبہ وتفوق حاصل

www.maktabah.org

وتا زمانے کہ دولت آں لطیفہ ثابت است آں حال

اور جتنے عرصے تک اس لطیفے کی سلطنت قائم رہتی ہے وہی حال برپا رہتا

برپاست ۔ وچوں دولت آں لطیفہ منقضی گشت آں حال

ہے اور جب اس لطیفے کی حکومت پوری ہوجاتی ہے وہ حالت زائل ہوجاتی ہے

زائل می شود، وبعد ازمدتے اگر آں حال رجوع نمایداز

اور ایک مدت بعد اگر وہی حالت طاری ہوجائے دو حال سے خالی نہیں

دوحال خالی نیست، یابر ہماں لطیفۂ اولیٰ رجوع نماید،

ہے یا اسی پہلے لطیفے کی طرف رجوع کرتی ہے۔

ہوجاتا ہے اور دوسرے لطیفے مغلوب ہوجاتے ہیں تو جو کیفیت اس لطیفہ پر طاری ہوتی ہے وہی کیفیت دیگر لطائف پر طاری ہونے کی وجہ سے سالک شادمانی وفرحت سے سرشار ہوتا ہے بقدر استعداد اس لطیفہ کی دوسرے لطائف پر حکومت وغلبہ رہتا ہے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی حکمت وعنایت سے کوئی اور زیادہ قوی لطیفہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پہلے غالب لطیفے کو مغلوب کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر لطائف پر بھی چھا جاتا ہے اس طرح سب لطائف کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے اب سالک پر جو نئی کیفیت طاری ہوتی ہے وہ پہلی کیفیت سے مختلف ہوتی ہے یوں ان لطائف سبعہ کا باہمی غالب ومغلوب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

مختلف لطائف کے جوش مارنے کی وجوہات

o...... بعض لطائف ازخود اچھل پڑتے ہیں۔

www.maktabah.org

دریں وقت راہ ترقی بر آں سالک مسدود است۔ و اگر بر
اس وقت ترقی کی راہ اس سالک پر مسدود ہو جاتی ہے اور اگر دوسرے
لطیفہ دیگر وارد شد راہ ترقی مفتوح گشت، و دراں
لطیفے پر وارد ہو تو ترقی کا رستہ کھل جاتا ہے اور اس دوسرے لطیفے میں
لطیفہ دیگر نیز معاملہ لطیفہ اولیٰ است ، چہ
بھی پہلے لطیفے کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے کیونکہ زائل
بعد از زائل شدن آں حال ،اگر ہماں حال رجوع نماید
ہونے کے بعد اس حالت کے اگر وہی حال لوٹ آئے۔

o...... شیخ کی نگاہ عنائت کارفرما ہوسکتی ہے۔
o...... شیخ کی دعا شامل حال ہوسکتی ہے۔
o...... شیخ کی توجہات قدسیہ کا عمل دخل ہوسکتا ہے۔
o...... سالک کی اپنی محنت وریاضت بھی ہوسکتی ہے۔
o...... محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہوسکتا ہے۔

لطائف کے ایک دوسرے پر غالب ومغلوب ہونے کے دوران سالک کبھی کیفیت قبض سے دوچار ہوتا ہے اور کبھی کیفیت بسط سے سرشار ہوتا ہے اس دوران شیخ کی صحبت کے اثرات وتوجہات کی بدولت سالک کا دینی کاموں میں رجحان زیادہ ہوجاتا ہے محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جوش مارتی ہے اعمال صالحہ اورافعال پسندیدہ بجالانے میں جوش وخروش ہوتا ہے اسے کیفیت انبساط کہتے ہیں مگر بعض اوقات حکمت الٰہیہ کے تحت وہ کیفیت سلب کرلی جاتی ہے جوش مانند پڑجاتا ہے جذبات سرد

www.maktabah.org

از دوحال سابق خالی نیست ، وهکذا حال جمیع اللّطائف . پس

(تو) سابقہ (مذکورہ) دوصورتوں سے خالی نہیں ہے اور یہی حالت تمام لطیفوں کی ہوتی ہے

اگر آں وارد درجمیع لطائف بطریق اصالت سریان نمود، از

پھر اگر وہ وارد تمام لطیفوں میں اصالۃً سرایت کر جائے تو (سالک) حال سے مقام کی

حال بمقام انتقال فرمود ، واز زوال محفوظ گشت ۔ واللّٰہ

طرف منتقل ہو جاتا ہے اور زوال سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ حقیقت حال کو سب سے

سبحانه اعلم بحقیقة الحال والصلوٰة والسلام علی سید البشر واله الاطهر.

زیادہ جانتا ہے اور درود وسلام ہو انسانوں کے سردار اور آپ کی آل اطہار پر ۔

ہو جاتے ہیں اسے کیفیت انقباض کہا جاتا ہے یہ کیفیت کبھی نقصان دہ بھی ثابت ہوتی ہے سالک اور صوفی جہالت کی بنا پر شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے داڑھی منڈا کر سر سے عمامہ اتار پھینکتا ہے نمازیں ترک کر کے گمراہ، آوارہ اور بے دین ہو جاتا ہے

العیاذ باللّٰہ سبحانه

ایسی حالت میں اگر اللہ تعالیٰ کی عنائت دستگیری فرمائے اور اپنے شیخ کی توجہات اور مہربانیاں شامل حال ہو جائیں تو وہ گمراہی سے بچ جاتا ہے لطائف میں پھر جوش اور جذبہ وغلبہ پیدا ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا باطنی ارتقاء رک گیا تھا اب روحانی ترقی پھر سے شروع ہو گئی ہے۔

مزا تو تب ہے کہ جس لطیفے میں پہلے جوش پیدا ہوا تھا، جس لطیفے کا پہلے احیاء ہوا تھا اس کے بعد وہ لطیفہ سرد ہو جائے اور دوسرے لطیفے میں گرمی اور جوش پیدا ہو یوں ہی درجہ بدرجہ ساتوں لطائف نئی کیفیات وواردات سے شاد کام اور فائز المرام ہوں۔

www.maktabah.org

بقول شاعر

بگفت احوال ما برق جہاں است
دمے پیدا و دیگر دم نہاں است

لطائف کے ایک دوسرے پر غالب ومغلوب ہونے کے دوران سالکین پر مختلف کیفیات واحوال وارد ہوتے رہتے ہیں۔اس لئے وہ کبھی آہ وبکا کرتے اور کبھی خوش وخرم نظر آتے ہیں کبھی مایوس سے ہوجاتے ہیں اور کبھی پرامید ہوجاتے ہیں کبھی دنیوی علائق سے منقطع ہوکر جنگلوں میں ڈیرا لگا لیتے ہیں اور لوگوں سے میل جول سے کتراتے ہیں اور کبھی مخلوق خدا میں یوں گھل مل کر رہنا پسند کرتے ہیں کہ دنیا دار نظر آتے ہیں یوں صوفیاء پر احوال کا تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔

پھر اس کے بعد اگر کسی زیادہ استعداد والے لطیفے پر انوار کا نزول اور احوال وفیوضات کا ورود ہوجائے تو وہ دیگر لطائف کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔تو اس کی برکات دیگر لطائف پر غالب آجاتی ہیں اور سالک مکمل طور پر اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے جب تک اس لطیفہ کے احوال کی دوسرے لطیفوں پر حکومت وغلبہ رہتا ہے وہی کیفیت وحال قائم رہتا ہے۔

جب اس الطف لطیفے کا غلبہ وتفوق وحکومت ختم ہوجاتی ہے تو وارد شدہ حال غائب اور کیفیت زائل ہوجاتی ہے۔

اور اگر کچھ عرصہ بعد وہی حال دوبارہ سالک پر آجائے تو اس وقت سالک کی حالت وکیفیت دوحال سے خالی نہیں ہوگی اگر اسی پہلے لطیفے پر ہی احوال عود کر آئیں تو سالک کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی باطنی ارتقاء رکی ہوئی ہے مزید ترقی کی طرف گامزن نہیں اور اگر کسی دوسرے لطیفے پر وارد قوی نازل ہوا اور وہ لطیفہ جوش مار کر دیگر لطائف پر اپنا رنگ جمالے تو اسوقت سالک کو باطنی عروج اور روحانی ترقی نصیب ہورہی ہے۔

www.maktabah.org

دوسرے لطیفہ کا معاملہ بھی پہلے لطیفہ کی مانند ہی ہے یعنی اگر دوسرے لطیفے سے کچھ عرصہ کے لئے وہ حال گم ہو جائے اور پھر اسی پر ہی لوٹ آئے تو ترقی کی راہ مسدود ہے اور دوسرے لطیفے پر غیوبت کے بعد اگر تیسرے لطیفے پر کوئی قوی وارد اور تجلی نازل ہو تو سالک کیلئے روحانی ارتقاء کی راہ وا ہے اگر یہی صورت حال باری باری تمام لطائف پر اصلی اور حقیقی طور پر وارد ہوتی رہے اور تمام لطائف منصبغ اور ممتزج ہوتے جائیں اور جملہ لطائف کو حکمرانی اور غلبے کی دولت نصیب ہو جائے تو اب سالک اور صوفی حال سے مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے یعنی درجہ بدرجہ لطائف کی رنگت وحکومت کے دوران سالک صاحب حال ہوتا ہے اور لطیفوں کے غلبے کے زوال سے محفوظ ہو کر ایک مقام پر قرار و تمکین مل جانے پر صاحب مقام بن جاتا ہے آگے حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اربابِ تلوین و تمکین

انہی تغیرات احوال کو اصطلاح تصوف میں تلوین کہا جاتا ہے صاحبانِ تلوین صوفیاء ولایت صغریٰ کے مرتبے میں ہوتے ہیں ارباب تلوین کو صاحبانِ حال بھی کہا جاتا ہے جن صوفیاء کے احوال ایک جگہ پر بدستور قائم رہیں انہیں صاحبان تمکین کہا جاتا ہے۔

تلوین لون سے مشتق ہے سالک کا احوال وواردات کی وجہ سے باطنی طور پر مختلف رنگوں سے رنگا جانا تلوین کہلاتا ہے صاحب تلوین کو صاحب حال بھی کہتے ہیں۔

تمکین مکان سے ماخوذ ہے تو ایک جگہ پر پکا ہو جانا تمکین کہلاتا ہے صاحب تمکین کو صاحب مقام کہا جاتا ہے۔ صاحب مقام کو صاحب حال پر فضیلت حاصل ہے

(تلوین اور تمکین کی مزید تفصیلات البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۸ جلد اول میں ملاحظہ فرمائیں

www.maktabah.org

صاحبِ حال و صاحبِ مقام

صاحب حال وہ صوفی ہوتا ہے جس کی توجہات کے اثرات دوسروں پر پڑتے ہیں مگر توجہات کے کمزور و ناقص ہونے کی وجہ سے تاثیر کم ہوتی ہے وہ حالات، واقعات اور جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے "گویا چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی" کے مصداق کسی کو بدل نہیں سکتا بلکہ خود بدل جاتا ہے۔ بقول شاعر

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا
وہ تو خود ہے گردش افلاک میں خوار و زبوں

چونکہ صاحب حال تصرف کرتا ہے اس لئے اسے ابن الوقت کہا جاتا ہے۔

جبکہ صاحب مقام حال پر تصرف کرتا ہے جو حالات کے دھارے بدلتا اور جبین وقت پر مہر لگاتا ہے اس لئے اسے ابوالوقت کہا جاتا ہے۔ بقول شاعر

ع حالات کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

چونکہ صاحب مقام لوگوں کی تقدیریں بدلنے پر مامور ہوتا ہے اس کی نظر کیمیا، توجہ اکسیر اور دعا مستجاب ہوتی ہے اس لئے اس کے طفیل برکتوں کا نزول اور رحمتوں کا ورود ہوتا ہے لوگوں کی مصیبتیں دور اور پریشانیاں کافور ہوتی ہیں اس قسم کے صوفیاء خال، خال اور بہت کم ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

مِنها - ۱۶

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی " یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنٰکُمْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا'' اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں

وَاشْکُرُوْلِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ یحتمل ان یکونَ الشرطیة قیدًا للامر

رزق کے طور پر عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا شکر بجالاؤ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو'' یہ

بالاکْلِ اِیْ کُلُوْا مِنْ مُسْتَلَذَّاتِ مَارَزَقْنٰکُمْ

آیت احتمال رکھتی ہے کہ شرطیت، امر بالاکل (کھانے کا حکم) کیلئے قید ہو یعنی لذیذ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے۔[1]

[1] اسرار قرآنی اور تزکیہ نفس

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ایک آیت کریمہ کی صوفیانہ انداز میں تفسیر وتشریح فرمارہے ہیں اس کے علاوہ بھی آپ نے اپنی تصانیف عالیہ اور مکتوبات شریفہ میں مختلف مقامات پر آیات کریمہ کی تفسیر نہایت باریک ولطیف انداز میں بیان فرمائی ہے جس سے آپ کی مفسرانہ عظمت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے دراصل جب تک صوفی اور سالک بشری کثافتوں اور گناہوں کی نجاستوں سے کلیۃً پاک نہیں ہوجاتا نفسانی خباثتوں اور شیطانی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہوتا اس کے قلب کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہوکر لطائف ونورانیت کا پیکر نہیں بن جاتا اس کے قلب پر علوم الہامیہ، معارف لدنیہ، اشارات لطیفہ، رموز نہانی اور اسرار قرآنی کا نزول وورود

www.maktabah.org

ان صحّ منکُم اَنْ تخصُوہ بالعبَادۃ ولو لم یصحّ منکم ذٰلک بَلْ کُنتم

اگر تمہاری طرف سے یہ بات صحیح ہو کہ تم عبادت کیلئے اسی (اللہ تعالیٰ) کو مخصوص کرتے ہو

عَابِدِی مُلْهِیَاتِ اَنْفُسِکُمْ فَلاَ تَاْکُلُوْا من مستلذاتہٖ لکونکم مرضٰی

اور اگر تمہاری طرف سے یہ بات صحیح نہ ہو بلکہ تم اپنے نفس کی خواہشات کے پرستار ہو تو

بالمرض الباطنی والمستلذاتُ من المرزوقات سمٌّ قاتلٌ

اس کی لذیذ چیزوں سے نہ کھاؤ کیونکہ تم باطنی بیماری کے مریض ہو اور (بطور) رزق دی گئی لذیذ چیزیں تمہارے لئے زہر قاتل ہیں۔

نہیں ہوتا جیسا کہ آیت کریمہ لَایَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ س ۷۹) سے عیاں ہے بقول شاعر

عروسِ معنائے قرآن حجاب آنگہ بر اندازد
کہ دارالملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

علامہ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی، نہ صاحبِ کشاف

امام ربانی کا علمی مقام

یہ منہا عربی زبان میں تحریر فرمایا گیا ہے جس سے آپ کی عربی زبان کے ساتھ گہری دلچسپی کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے رسالہ تہلیلیہ اور رسالہ اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ آپ کے زمانہ طالب علمی کی تصانیف ہیں نیز مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف لطیفہ میں متعدد مقامات نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھے گئے

www.maktabah.org

لَکُمْ واذا زالَ المَرضُ الباطنیُّ منکم صحَّ لکم تناوُلُ المستلذّات ،

اور جب تمہاری باطنی بیماری جاتی رہے تو لذیذ چیزوں کا کھانا تمہارے لئے درست

فَسّر صاحبُ الکشّاف الطیباتِ ھٰھنا بالمستلذَات نَظَراً الیٰ طلبِ الشُکر.

ہوجائے گا۔صاحب کشّاف نے اس مقام پر طیبات کی تفسیر مستلذات سے کی

ہے شکر کے مطالبہ کے پیش نظر۔

ہیں ایسے اقتباسات اور مکتوبات بھی ملتے ہیں جو آپ کے ادیبانہ ذوق اور زبردست

علمی قابلیت کا بین ثبوت ہیں۔

چنانچہ آپ کے ایک معاصر فاضل فیضی نے تفسیر غیر منقوطہ سو اطع الالہام لکھنا شروع کی مولانا جمال الدین تلوی لاہوری وغیرہم جیسے علماء اس کے معاون تھے دوران تفسیر ایک مقام پر رک گئے اور مزید لکھنے سے قاصر تھے اعتراف عجز کرتے ہوئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں تحریری معاونت کے خواستگار ہوئے تو آپ نے قلم برداشتہ شرح وبسط، مقصد وشانِ نزول کے ساتھ بے نقط تفسیر لکھ دی۔ جسے پڑھ کر وہ علماء وفضلاء حیران رہ گئے اور آپ کی علمیت کے معترف ہوگئے۔

تفسیر آیت

آیت کریمہ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْامِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰاکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ (البقرہ۱۷۲) کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

اس آیت میں احتمال ہے کہ کلوا من طیبات کو ان کنتم ایاہ تعبدون کی شرط کے ساتھ مشروط کیا گیا ہو یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت صدق نیت واخلاص قلب کے ساتھ محض اسی کی رضا وخوشنودی کی خاطر کرتے ہو اور تمہاری عبادت ریا کاری، دکھلاوے اور تصنع وغیرہا جیسی روحانی امراض اور باطنی آلائشوں سے کلیۃً پاک ہو جس

www.maktabah.org

میں عابد حضور قلب سے مسرور اور خشوع وخضوع سے محفوظ ہو اور ارشاد نبوی علیٰ
صاحبہا الصلوات والتسلیمات اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ (صحیح بخاری ۱/۱۲) کی
کیفیت سے شادکام اور ایمان حقیقی پر فائز المرام ہو۔ بقول شاعر

ذوق طاعت بے حضور دل نیابد ہیچ کس
طالب حق را دل حاضر دریں درگاه بس

جب عابد ان کیفیات سے سرشار ہو تو اب عابد جو لذیذ طعام تناول کرے گا تو وہ مزید حضور وسرور ونور کا باعث ہوگا اور اس قسم کے عابدوں کو ہی صحیح معنوں میں لذیذ کھانے تناول کرنے کا حق ہے۔

عامۃ الناس کیلئے مستلذات زہر قاتل ہیں

اگر کسی عابد کی عبادت، ریاکاری سے معمور، تصنع سے بھرپور، خشوع وخضوع سے عاری اور حضور قلب سے خالی ہو بلکہ وہ نفسانی خواہشات اور اندرونی وبیرونی جھوٹے خداؤں کا پجاری ہو تو اسے لذیذ کھانے، کھانے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ وہ قلبی امراض اور روحانی بیماریوں میں گھرا ہوا ہے جب تک باطنی مرضوں اور نفسانی خواہشوں کا ازالہ وعلاج نہیں ہو جاتا لذیذ کھانے اس کے لئے زہر قاتل ثابت ہونگے۔

عارف کے لئے مستلذات سبب نور وحضور ہوتے ہیں

جب کسی شیخ کامل کی مسلسل صحبت وخدمت اور توجہات قدسیہ کے طفیل قلبی امراض اور نفسانی خواہشات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ لطائف کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے کثافت پر لطافت اور ظلمت پر نورانیت کے تقاضے غالب آجاتے ہیں بقول شاعر

سعی کن تا لقمہ را سازی گہر
بعد ازاں چندانکہ میخواہی بخوار

www.maktabah.org

طہارت، نفاست، لطافت اور نورانیت کے غلبے کی وجہ سے اس قسم کا عابد اور عارف جو بھی لذیذ طعام تناول فرمائے گا تو حضور و نور کا ہی سبب ہوگا۔

روایت ہے کہ ایک روز جانشین امام ربانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ العزیز آم کا پھل بڑے شوق و رغبت سے تناول فرما رہے تھے حاضرین میں سے کسی کے دل میں خیال آیا کہ اہل اللہ کو غذا کے ساتھ اس قدر میلان کا کیا مطلب؟ ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اِتَّقُوا فَرَاسَةَ الْمُومِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ اور فَاِنَّهُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْب کے مصداق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فراست مومنانہ سے اس شخص کے قلبی وسوسہ اور نفسانی خطرہ کو بھانپتے ہوئے ارشاد فرمایا اولیاء اللہ جو کچھ تناول فرماتے ہیں وہ نور ہی بنتا ہے اور نور جتنا بھی زیادہ ہوگا بہتر ہے حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آن خورد گردد پلیدی زو جدا
این خورد گردد ہمہ نور خدا

حضرت امام ربانی اور تعمیل سنت

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں کہ ہم بعض اوقات ترک طعام کا ارادہ کرتے تھے لیکن اس کی اجازت نہیں ملی کیونکہ غذا اعضائے جسمانی اور قوائے روحانی کیلئے ممد و معاون ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُومِنَ الْقَوِیَّ مِنَ الْمُومِنِ الضَّعِيْفِ فلھٰذا عابد و سالک کیلئے ضروری ہے کہ مفاد معنوی اور قوت روحانی کیلئے اکلِ طعام کا اہتمام کرے نہ کہ محض مفاد ظاہری وصوری و جسمانی کے پیش نظر کھانا کھائے ورنہ یہ نفس امارہ کے لئے تو سودمند ثابت ہوگا

www.maktabah.org

جس کے ساتھ عداوت ومخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر روحانی توانائی حاصل نہیں ہوگی۔

حضوراکرم ﷺ غذا کھانے کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عَوْناً عَلٰى طَاعَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ عَوناً عَلٰى مَعْصِيَتِكَ

چونکہ طریقت نقشبندیہ میں نسبتاً زیادہ شریعت وسنت کا التزام کیا جاتا ہے اس لئے ترک جلالی وجمالی کی بجائے مطعومات ومشروبات سنت کے مطابق تناول کیے جاتے ہیں کیونکہ مطعومات ومشروبات کا سرے سے ترک قدرے آسان ہے مگر دستر خوان پر چنے ہوئے مختلف قسم کے مرزوقات ومشروبات کا سنت کے مطابق کھانا نہایت مشکل ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اِنَّ الْمُومِنَ يَأْكُلُ فِي مِعاً وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ (صحیح بخاری)

طیبات سے مراد

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بھی طیبات سے مراد مستلذات لی ہیں اور علامہ جار اللہ زمخشری نے بھی یہی مراد لی ہے گو دونوں حضرات کے نزدیک طیبات سے مراد مستلذات ہیں لیکن مستلذات (لذیذ کھانے) کا معنیٰ علامہ زمخشری کیا ہے اس لئے کہا کیونکہ لذیذ کھانے شکر کا تقاضا کرتے ہیں جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے مستلذات کے کھانے کو اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (البقرہ ۱۷۲) کی شرط کے ساتھ مشروط فرمایا۔

شکر، منعم کی زبان یا ہاتھ یا دل سے تعریف کرنے کو شکر کہا جاتا ہے صرف زبان سے شکر، شکر کرنا شکر نہیں بلکہ احکام خداوندی کی تعمیل اور عبادات کی بجا آوری کا نام شکر ہے اہل سنت وجماعت کے علمائے شریعت اور مشائخ طریقت کے مطابق عقائد

www.maktabah.org

کی درستگی، احکامات کی تعمیل، قلبی تنویر اور باطنی تطہیر کا اہتمام کرنا سالک کیلئے ضروری ہے تا کہ حق تعالیٰ منعم حقیقی کا شکر ادا ہو سکے اور وہ انعامات کی کثرت اور عنایات کی زیادت کا باعث ہو۔ واللہ الموفق

یاد رہے کہ شکر اللسان، شکر الارکان اور شکر الجنان سب عبادات و اعمال کے قبیل سے ہیں چونکہ عادت اور عبادت کے درمیان تمیز نیت کرتی ہے اس لئے نیت کا درست کرنا نہایت ضروری ہے اور اعمال کی قبولیت کا دارومدار اسی پر ہے جیسا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے عیاں ہے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک سارا دین علم، عمل اور اخلاص (صدق نیت) پر مشتمل ہے علم اور عمل علماء اہل سنت سے ملتا ہے اخلاص مشائخ اہل سنت سے ملتا ہے اس لئے اہل سنت و جماعت علماء سے بھی شرف تلمذ حاصل کرتے ہیں اور صوفیاء و اولیاء کے بھی نیاز مند ہوتے ہیں۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

علامہ جاراللہ زمخشری کا مختصر تعارف

ابوالقاسم محمود بن عمر ۲۷ رجب ۴۶۷ھ کو خوارزم میں پیدا ہوئے مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ کے قرب وجوار میں رہ کر علوم دینیہ حاصل کئے اسی لئے جاراللہ (اللہ کے ہمسائے) کے لقب سے شہرت پائی عربی زبان، ادب اور علوم دین کے بڑے ماہر تھے مگر اعتزال کی طرف مائل تھے اہل علم کے نزدیک علامہ زمخشری، صاحب کشاف کے نام سے مشہور ہوئے قرآن مجید کی تفسیر ''کشاف'' کے نام سے تحریر فرمائی جس میں انہوں نے بڑے بڑے عقدے حل کئے اور گرہیں کھولی ہیں اس لئے ان کو صاحب کشاف کہا جاتا ہے علامہ اقبال مرحوم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

www.maktabah.org

؎ تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

عرفہ کے روز ۵۳۸ھ جرجانیہ کے مقام پر خوارزم میں وفات پائی۔

چند شبہات کا ازالہ

یہاں چند شبہات ہیں جن کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خلوص نیت اور صدق دل سے عبادت نہیں کرتے یا جو لوگ مالی لحاظ سے خوشحال ہیں یا جو لوگ گناہ گار ہیں کیا انہیں لذیذ کھانے، کھانے کی اجازت نہیں صرف نیکوکار ہی لذیذ کھانے کھا سکتے ہیں آسودہ حال لوگوں کو بھی لذیذ کھانے نہیں کھانے چاہیں کیا وہ روکھی سوکھی کھا کر گذارہ کریں؟

ان تمام سوالات اور شبہات کا ایک بنیادی اور اصولی جواب پیش خدمت ہے۔

جب کوئی شخص کم علمی و نادانی کی وجہ سے عبادت کا صحیح مفہوم سمجھ نہیں پاتا عبادت کی حقیقت سے ناواقف ہی رہتا ہے ظاہری طور پر عبادات کو بھی بجا لاتا ہے بلکہ عادت اور عبادت کے درمیان عدم امتیاز کی وجہ سے محض ضبط اوقات کی بناپر بزعم خویش خود کو بڑا پرہیزگار اور نیکوکار سمجھتا ہے کہ عامۃ المسلمین بلکہ بسا اوقات صلحاء وعلماء کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کے نہاں خانۂ شعور میں عبادت کا غرور اور نیت کا فتور ہوتا ہے اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے دینی معاملات میں بے جا مداخلت کرتا ہے دینی طلباء اور سادہ لوگوں پر اپنی جھوٹی عبادت کا رعب جماتا ہے اور اگر کسی معاملہ میں اس کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے اور اس کے لایعنی مشورہ کو تسلیم نہ مانا جائے تو وہ اپنی انا کی خاطر ایک متوازی نئی انتظامیہ بنالیتا ہے اور دھڑے بازی اور گروپ سازی سے بھی نہیں چوکتا اس ضمن میں اگر مساجد و مدارس اور فلاحی امور کا نظام درہم برہم ہوتا ہے تو ہو جائے وہ اپنی انا کی تسکین کی خاطر ہر غیر اخلاقی حرکت

www.maktabah.org

سے بھی باز نہیں آتا اس قسم کے لوگوں کے بارے قرآن مجید میں ہے **اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوَاہُ** (الجاثیہ ۲۳) یعنی کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا ہے۔

دراصل ان صفات مذمومہ اور اخلاق ناپسندیدہ کا مالک شخص اپنی خواہشات کا پجاری ہے اور قلبی امراض اور نفسانی خواہشات کا پرستار ہے اس لئے جب بھی وہ لذیذ مطعومات ومرزوقات کھائے گا تو حظ نفس کی خاطر کھائے جس سے اس کے نفس کی خوہشات مزید پروان چڑھیں گی جو اسے اور بھی معصیت ونافرمانی پر ابھاریں گی۔ اس لئے وہ روحانی اور قلبی طور پر مزید بیمار ہوجائے گا معلوم ہوا مستلذات اور لذیذ غذائیں اس قسم کے لوگوں کیلئے نقصان دہ ہیں۔

جبکہ اخلاص نیت اور صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعات کو بجالانے والے صالحین وکاملین جب لذیذ کھانے کھاتے ہیں تو محض اس لئے کھاتے ہیں تاکہ **کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنٰکُم** (البقرہ) کے حکم کی تعمیل ہوجائے حضور اکرم ﷺ کی سنت ادا ہوجائے وہ اس خیال سے پاکیزہ اور مستلذات کو کھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ نعمت بھیجی ہے لہٰذا میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کی نعمت کھا کر اس کا شکر ادا کروں یہی وجہ ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے ہیں تو بسم اللہ پڑھتے ہیں اور جب لقمہ حلق سے نیچے اترتا ہے تو الحمد للہ کہتے ہیں یوں کھانا کھا کر ان کے جسم میں توانائی اور طاقت آتی ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاقت پر آمادہ اور مستعد کرتی ہے۔

ایسے ہی دینی مدارس کے طلباء اور اہل اللہ کی خانقاہوں کے صوفیاء بالکل سادہ دال روٹی کھاتے ہیں تو ان میں عاجزی اور مسکینی پیدا ہوتی ہے۔ **(واللہ ورسولہ اعلم بحقیقة الحال)**

حضور اکرم ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو وہ غذا نور بنتی تھی نظام انہضام کے

www.maktabah.org

عمل سے گذر کر جب قضائے حاجت کی صورت میں جسم اقدس سے مس ہو کر خارج ہوتی تو وہاں سے عنبر اور کستوری کی خوشبوئیں آتی تھیں اس غذا سے جو خون اور پیشاب بنتا تھا۔ وہ بھی پاک ہوتا تھا اور لوگوں کیلئے باعث شفا، نار جہنم سے نجات ابدی کا سامان بنتا تھا مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ے این خورد گردد پلیدی زیں جدا
آں خورد گردد ہمہ نور خدا

یادر ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا پسینہ، آپ کا خون، آپ کا بول و براز سب امت کے حق میں طاہر اور پاک ہیں البتہ خون اور بول و براز آپ ﷺ کے حق میں موجب حدث تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے خروج پر آپ ﷺ استنجاء، وضوء اور غسل فرماتے تھے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کَانَ فِیُ رَسُوُلِ اللّٰہِ ﷺ خِصَالٌ وَلَمُ یَکُنُ فِی طَرِیقِ فَسلَکَہُ اَحَدٌ اِلَّا عَرِفَ اَنَّہ سَلَکَ مِنُ طِیُبِ عِرُقِہٖ اَوُرِیُحِ عِرُقِہٖ (دلائل النبوہ جلد دوم)

رسول اللہ ﷺ میں متعدد خصوصیات تھیں آپ جس رستہ میں ہوتے تو اس رستہ سے گذرنے والے کو آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو یا پسینہ کی ہوا کی خوشبو سے پتہ چل جاتا کہ آپ ﷺ اس رستہ سے گذرے تھے۔

جس چمن وچہ یار سوہنے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو تھیں بھر کے جھولیاں

بلکہ جن اہل اللہ کے قلوب واذھان انوار نبوت اور اسرار ولایت سے منور ومعنبر ہیں آج بھی مدینہ طیبہ میں حضور اکرم ﷺ کی خوشبوئیں ان کی مشام جان کو معطر کرتی ہیں۔ بقول شاعر

www.maktabah.org

عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گذرے تھے
اس وقت بھی گلیوں میں خوشبو ہے پسینے کی

روایات میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لئے (بیت الخلاء) جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل لیتی اور اس جگہ ایک پاکیزہ خوشبو پھیل جاتی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گھر کے ایک جانب برتن میں پیشاب کرتے تھے ایک شب میں پیاسی اٹھی اور میں نے لاعلمی میں اس برتن میں جو تھا پی لیا جب صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ام ایمن اٹھو اور اس برتن میں جو کچھ ہے اس کو باہر پھینک دو میں نے عرض کیا قَدْ وَاللّٰہِ شَرِبْتُ مَافِیْھَا قسم بخدا اس برتن میں جو کچھ تھا میں نے اس کو پی لیا ہے کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہنسے حتیٰ کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں اور آپ نے فرمایا ''اَمَّا اِنَّکِ لَا تَتَّجِعِیْنَ بَطْنَکِ اَبَداً سنو! تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔ (دلائل النبوۃ جلد دوم)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل اضافہ کے ساتھ یوں روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے برکہ (ام ایمن) سے فرمایا ''تم جہنم پر حرام ہوگئیں'' (خصائص کبریٰ جلد دوم)

یاد رہے کہ انا لااشعر کے الفاظ اسی روایت میں ہیں الاستیعاب جلد چہارم کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

٥...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور زخمی ہوگیا تو ان کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک چوس کر نگل لیا۔

ان سے کہا گیا کہ تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا نَعَمْ اَشْرَبُ دَمَ رَسُوْلِ

www.maktabah.org

اللّٰہ ﷺ ہاں میں رسول اللہ ﷺ (کے زخم) کا خون پی رہا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَالَطَ دَمِیْ دَمَهٗ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اس کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے اب اس کو آگ نہیں چھوئے گی۔ (مجمع الزوائد جلد ہشتم)

مجمع الزوائد کی ایک روایت میں فَضَحِکَ کے لفظ کا اضافہ ہے۔

غرضیکہ حضور اکرم ﷺ کا خون مبارک پینے کا شرف حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سفینہ، حضرت سالم، حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ملا۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے جس کسی کو بھی بول مبارک یا خون مبارک کی سعادت نصیب ہوئی وہ کسی ضرورت سے نہیں تھی بلکہ نبی اکرم ﷺ سے محبت اور عشق کی وجہ سے خون یا بول پیا تھا اور عمداً پیا تھا۔

بعض دیگر روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الدَّمَ كُلَّهٗ حَرَامٌ

ان الفاظ سے عام آدمی کا خون مراد ہے نہ کہ حضور اکرم ﷺ کا خون مبارک کیونکہ آپ کے خون مبارک کا طاہر ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

نیز حرمت، طہارت کے خلاف ہے اور نہ ہی نجاست کو مستلزم ہے مثلاً انسان کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن نجس نہیں ہے یوں ہی بلا اجازت یا ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانا حرام تو ہے مگر نجس نہیں۔

حرمت کی اقسام

علماء کرام نے حرمت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:

حرمت باعتبار نجاست اور حرمت باعتبار کرامت

حرمت باعتبار نجاست

ایسی حرمت جو کسی چیز کے نجس اور ناپاک ہونے کی وجہ سے ہو جیسے شراب اور

www.maktabah.org

خنزیر وغیرہا۔

حرمت باعتبار کرامت

ایسی حرمت جو نجاست کی وجہ سے نہ ہو بلکہ بزرگی اور عظمت کی بنا پر ہو جیسے انسان کا گوشت۔ یہاں تک کہ شیخ الاسلام حضرت الشیخ البلقینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَاللّٰہِ لَوْ وَجَدْتُ شَیْئاً مِنْ بَوْلِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَغَائِطِہٖ لَاَکَلْتُہٗ وَشَرِبْتُہٗ خدا کی قسم اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ (بول و براز وغائط) میں سے کچھ بھی پالیتا تو اس کو کھالیتا اور پی لیتا اس مضمون کی تائید طبرانی کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ بُنِیَتْ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَجْسَامِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہمارے جسم اہل جنت کے جسموں پر پیدا کئے گئے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز فرمانے کی جگہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (الیواقیت والجواہر جلد دوم)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال لطافت کا یہ عالم تھا جو چیز بھی آپ کے جسم اطہر سے بنتی تھی وہ بھی لطیف اور نظیف ہو جاتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم سایہ کی وجہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس میں کثافت نام کی کوئی شئی نہ تھی یہی وجہ ہے کہ سایہ کثافت کا ہوتا ہے لطافت کا سایہ نہیں ہوتا جتنی کوئی شئی لطیف ہوتی جائے گی اس کا سایہ غائب ہوتا جائے گا چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم الطف اللطافت کے مقام پر فائز تھے اس لئے سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں آپ کے جسم انور کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔

اسی طرح حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

ہر چند بدقت نظر صحیفہء ممکنات عالم را مطالعہ نمودہ

www.maktabah.org

می آید وجود آنسرور آنجا مشهود نمی گردد (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

یعنی جس قدر بھی باریک نظری کے ساتھ ممکنات عالم کے صحیفے کا مطالعہ کیا جاتا ہے حضور ﷺ کا وجود مبارک عالم ممکنات میں دکھائی نہیں دیتا۔

اسی مکتوب گرامی میں چند سطور کے بعد آپ فرماتے ہیں:

وچوں وجود آنسرور علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام درعالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد نا چار او راسایہ نبود

یعنی جب حضور سرور عالم ﷺ کا وجود مبارک عالم ممکنات میں سے نہیں بلکہ اس عالم سے بلند ہے تو لازماً آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ نے سرور عالم ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ کا وجود مبارک عالم ممکنات سے بلند ہے اور شمس وقمر کا نظام ممکنات کے ساتھ وابستہ ہے

بود برتر ز انجم و افلاک

زاں نیفتاد سایہ انش بر خاک

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا وجود مبارک نور ہونے کی بناء پر تمام ممکنات سے لطیف ہے لہٰذا آپ کے جسم مبارک کی اعلیٰ لطافت کی وجہ سے آپ کا سایہ کیسے ہوتا کیونکہ سایہ جسم سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور آپ کا جسم مبارک سائے سے بھی زیادہ لطیف تھا۔

حضور انور ﷺ کے طفیل ہر دور میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں کہ جوں جوں انکا تعلق عالم امر سے ہوتا جاتا ہے توں توں ان کے جسموں میں لطافت ونورانیت کا غلبہ ہوتا جاتا ہے بشری کدورتیں ختم ہوتی

www.maktabah.org

جاتی ہیں اور وہ صوفی نوری بشر ہو جاتا ہے کہ اس کا سایہ بھی نہیں رہتا جیسا کہ صوفیاء کرام کا مقولہ ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ یعنی جب فقیر فنائیت تامہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی بشری کدورتیں اور کثافتیں ختم ہو جاتی ہیں پس اللہ ہی رہتا ہے اسی بنا پر اس کا سایہ گم ہو جاتا ہے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

چو فنا در فقر پیرایہ شود

او محمد وار بے سایہ شود

سائے کا نہ رہنا کراماتاً نہیں بلکہ اصالتاً ایسا ہوتا ہے یعنی ایسا نہیں ہوتا، کہ کرامت کے طور پر اس کا سایہ نظر نہ آئے بلکہ واقعی اسکا سایہ نہیں رہتا جیسا کہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے کہ شمس الہند حضرت سیدنا چنن شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ تاجدار آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں رہتا تھا چنانچہ جب کبھی آپ دھوپ میں باہر تشریف لاتے تو اپنے آپ کو چھپانے کیلئے چھتری سر پر تانے رکھتے تا کہ چھتری کا سایہ ہی لوگوں کو نظر آئے۔

یہ وہی خاص مقام الطف ہے جس میں غایت درجہ فنائیت کی بنا پر غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے قُمْ بِاِذْنِیْ فرما کر مردے کو زندہ کر دیا تھا۔

جب صوفی احکام شرعیہ کی پابندی کرتا اور اعمال صالحہ بجالاتا ہے تو اس کے جسم سے گناہوں کی نجاستیں اور بشری کدورتیں زائل ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (صحیح مسلم ۱/۱۲۵) اور خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (طبرانی کبیر ۱/۹۲) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

حضرت امام اعظم کی کیفیت مشاہدہ

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چونکہ اہل مشاہدہ وکشف میں سے تھے اس لئے لوگوں کے آب وضوء کو دیکھ کر گناہوں کو پہچان لیتے جو اعضائے وضوء سے دھل کر پانی میں گرتے قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں روایت پہنچی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد کوفہ کے حوض پر تشریف لے گئے ایک شخص وضوء کر رہا تھا حضرت امام نے اس کے وضوء کے بہتے ہوئے پانی کو دیکھ کر فرمایا اے بیٹے! ماں باپ کو ایذاء دینے سے توبہ کر، اس نے فوراً توبہ کر لی، ایک دوسرے آدمی کا غسالہ دیکھ کر فرمایا اے بھائی زنا سے توبہ کر۔ ایک اور شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا اے بندے! شراب پینے اور مزامیر سے توبہ کر، وہ دونوں تائب ہو گئے۔ (المیزان الکبری، مزید تفصیلات کیلئے البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۹ جلد اول ملاحظہ ہو)۔

غرضیکہ جوں جوں کدورت، نجاست اور کثافت ختم ہوتی جاتی ہے توں توں طہارت، نفاست اور لطافت کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اس لئے اس قسم کے صوفی اور ولی کے جسم کو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی اس کے جسم میں کثافت ہو تو مٹی، مٹی کو کھائے مٹی تو اس چیز کو اپنی لپیٹ میں لیتی (کھاتی) ہے جو اس کی جنس سے ہو زمین (مٹی) والی جنس تو اس عارف کے جسم میں رہتی ہی نہیں اس لئے مٹی اس کے جسم کو کھاتی نہیں مختصر یہ کہ قبروں میں جسموں کا محفوظ رہنا اور محض ولایت کی وجہ سے نہیں بلکہ لطافت کی بنا پر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرہ ۲۰) سے واضح ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۱۷

قال بعض المشائخ قدس اللّٰہ تعالیٰ اسراھم من عرف اللّٰہ لا یضرہ

بعض مشائخ اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاکیزہ بنائے نے ارشاد فرمایا ہے جسے اللہ کی

ذنبٌ ای الذنب الذی اکتسبَ قبلَ المعرفة لان الاسلامَ یجُبُّ ماکان

معرفت[1] حاصل ہوگئی اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا یعنی جس گناہ کا ارتکاب اس نے

قبلہ وحقیقةُ الاسلام ھو معرفَةُ اللّٰہ سبحانہ علیٰ طریقة الصوفیة بعد

معرفت سے پہلے کیا تھا کیونکہ اسلام ماقبل (کے گناہوں کو) کو ختم کر دیتا ہے اور اسلام

الفنَاء والبقَاء۔

حقیقی صوفیاء کے طریقے پر فنا اور بقاء کے بعد اللہ سبحانہ کی معرفت ہی ہے

[1] معرفت

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بعض صوفیائے کرام کے ایک مقولہ کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں وہ مقولہ یہ ہے کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَضُرُّہٗ ذَنبٌ یعنی جس عارف کو حق تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔

یہاں معرفت کی قدرے تفصیل ہدیہء قارئین ہے

معرفت کے معنی پہچاننے اور ایمان گرویدہ ہونے کو کہتے ہیں لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ شناخت (معرفت) تو ہوتی ہے مگر ایمان نہیں ہوتا جس طرح کہ

www.maktabah.org

اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کو حضور اکرم ﷺ کی معرفت وشناخت تو تھی جیسے کہ آیت کریمہ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ (البقرہ ۱۴۶) سے واضح ہے۔ مگر شقاوت، عداوت وبغاوت کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔

معرفت کی اقسام

اہل اللہ نے معرفت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

صورت معرفت اور حقیقت معرفت

صورت معرفت

یہ ہے کہ نفس امارہ کی جہالت کے باوجود لطیفۂ قلب کے ساتھ محدود ہوتی ہے۔

حقیقت معرفت

یہ ہے کہ نفس امارہ اپنی جبلی جہالت سے باہر نکل آئے اور شناسائی پیدا کرلے حق تعالیٰ نے محض اپنے کمال فضل سے صورت معرفت کو نفس ایمان میں اعتبار کیا ہے اور نجات کو اس کے ساتھ وابستہ کردیا ہے چنانچہ صورت ایمان کو بھی معتبر سمجھا ہے اور جنت میں دخول اس پر مترتب فرمایا ہے لہٰذا صورت ایمان میں صورت معرفت کافی ہے اور حقیقت ایمان میں حقیقت معرفت کے بغیر چارہ نہیں۔

صورت عوام کا حصہ ہے اور حقیقت خواص کے ساتھ مخصوص ہے۔

حق معرفت

معرفت کا حق یہی ہے کہ حق سبحانہ کو ان تمام کمالاتِ تنزیہات اور تقدیسات کے ساتھ پہچانا جائے جن کو شریعت مطہرہ نے بیان کیا ہے کیونکہ اس سے ماوراء کسی چیز کی معرفت باقی نہیں رہتی جو حق معرفت کو مانع ہو دراصل وہی حقیقت معرفت ہے جو کہ معرفت سے عجز پر وابستہ ہے جیسا کہ بِاَنَّهٗ لَا يُعْرَف (وہ پہچانا نہیں جاتا) سے واضح ہے کیونکہ معرفت سے عاجز ہونا ہی معرفت ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی

www.maktabah.org

اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ فَسُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلْ لِلْخَلْقِ اِلَیْهِ سَبِیْلاً اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِهٖ (مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم) یعنی معرفت کے ادراک سے عاجز ہونا ہی اس کی معرفت کا ادراک ہے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت سے عجز کے سوا اپنی مخلوق کے لئے کوئی رستہ نہیں بنایا۔

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو خیر الامم امت کے رئیس اور سردار ہیں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں تو دوسرا کون ہے جو معرفت کا دم بھرے۔

بلکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی یوں بھی منقول ہے لِلّٰهِ تَعَالٰی اَخَصُّ وَصْفٍ لَا یَعْرِفُهٗ سِوَاهُ (مکتوبات صدی) اللہ تعالیٰ کی بعض خاص صفات ایسی بھی ہیں کہ کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا شاید کسی شاعر نے ان فرمودات کے پیش نظر ہی کہا ہے۔

سبحان خالقے کہ صفاتش نہ ز کبریا
بر خاک عجز می فگند عقل انبیاء

ترجمہ
وہ ذات پاک اعلیٰ صفات اس کی ہیں سبھی
پیغمبروں کی عقل بھی ان تک نہ جا سکی

مقصد تخلیق

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کی تخلیق اپنی عبادت کے لئے فرمائی ہے اور عبادت کا مقصود معرفت ہے جیسا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (الذّٰریٰت ۵۶) اَیْ لِیَعْرِفُوْن سے عیاں ہے جس سے وجوب معرفت مفہوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا پہچاننا واجب ہے اور ہر وہ معرفت جو شریعت کے بغیر حاصل کی جائے اس کو اس فقیر کے

www.maktabah.org

نزدیک معرفت خدا کہنا جسارت ہے اور حق تعالیٰ پر ظن وتخمین کا حکم کرنا ہے اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف ۲۸) کیا تم اللہ تعالیٰ کیلیۓ وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے شاید اسی لئے سراج امت امام الائمہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَ لٰکِنْ عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اگرچہ یہ قول اکثر لوگوں پر گراں ہے لیکن بہت معقول توجیہہ کے قابل ہے کیونکہ معرفت کا حق یہی ہے۔ (ماخوذ از مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲)

توجیہات حضرت امام ربانی

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی بیان فرمودہ توجیہات میں سے پہلی توجیہ کا خلاصہ اور قدرے وضاحت پیش خدمت ہے۔

جب صوفی اور سالک کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے اور یہ معرفت اکابرین طریقت کے بیان فرمودہ نصاب سلوک کے مطابق فنا اور بقا کی منازل طے کر لینے کے بعد حاصل ہوتی ہے جو حقیقت اسلام پر منتج ہوتی ہے لہٰذا جب عارف عروجی مدارج اور نزولی مراتب کے بعد مقام معرفت پر براجمان ہو جاتا ہے تو اس حصول معرفت سے پہلے جو گناہ بھی اس سے سرزد ہو گئے تھے وہ اسے ضرر نہیں دیتے چونکہ وہ عارف اب اسلام حقیقی سے شادکام ہو چکا ہے اور اسلام ماقبل کے گناہوں کو محو اور منہدم کر دیتا ہے۔ یہاں اسلام کی اقسام ہدیہ قارئین ہیں۔

اسلام کی دو قسمیں

عرفاء کے نزدیک اسلام دو قسم کا ہے

اسلام صوری (صورت اسلام)

اسلام صوری علمائے ظواہر کا اسلام ہے جنہوں نے مصداقات قضایائے شرعیہ

www.maktabah.org

کو کشفی نظر سے دیکھا تو نہیں مگر دل سے تسلیم ضرور کرتے ہیں انہیں اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ کا درجہ حاصل ہے۔

اسلام حقیقی (حقیقت اسلام)

اسلام حقیقی صوفیائے محققین اور عرفائے کاملین کا اسلام ہے جنہوں نے مصداقات قضایائے شرعیہ کو کشفی نظر سے مشاہدہ بھی کیا ہے اور زبان وقلب سے تسلیم وتصدیق کے مرتبے پر بھی فائز ہیں اور اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ (صحیح بخاری ۱/۱۲) کی نوید سے بھی شادکام ہیں ان کا ایمان استدلالی، ایمان شہودی سے تبدیل ہو چکا ہے اور ان کے علوم اجمالی ان کے حق میں تفصیلی ہو چکے ہیں اور وہ شنید سے دید تک اور گوش سے آغوش تک پہنچ چکے ہیں فھذا ھوا لمراد

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۳ جلد اول)

یاد رہے کہ وہ علماء جو تصوف وطریقت سے عدم دلچسپی کی بناپر فنا اور بقا کے مراتب ومنازل سے بہرہ ور نہیں ان کے پاس صرف صورت اسلام ہے جو اضافی اور رسمی اسلام ہے یہ لوگ حجازی اوصاف واطوار اور پاکیزہ اخلاق وکردار سے خالی ہوتے ہیں یہ لوگ قیل وقال تک محدود اور کشف وحال سے یکسر محروم ہوتے ہیں علامہ اقبال مرحوم نے انہی لوگوں کے متعلق کہا ہے۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی ۔۔۔ برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی ۔۔۔ فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا علامہ، محدث، مفسر اور محقق کیوں نہ ہو جب تک وہ کسی عارف کامل اور شیخ طریقت کی زیر نگرانی فنا اور بقا کی منازل طے نہیں کر لیتا وہ حقیقت اخلاص، اسلام حقیقی اور حقیقت ایمان سے محروم ہی رہتا ہے۔اس کے پاس صورت اخلاص اسلام صوری اور صورت ایمان ہی ہوتا ہے جو کسی وقت بھی اغواء اور گمراہ ہو سکتا ہے۔

www.maktabah.org

فیجب حصولُ هذهِ المعرفة الذنوب التی کانت حاصلةً قبلها ویمکن

پس اس معرفت کا حصول مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس (معرفت) سے پہلے سرزد

ان یرادَ بالذنب الذنبُ الذی یحصُل بعد هذه المعرفة فیُراد بالذنب

ہوئے تھے اور ممکن ہے اس گناہ سے مراد وہ گناہ ہو جو اس معرفت کے بعد سرزد ہو پس اس

الذنبُ الصغیر لاالکبیر لاَنَّ اولیاءَ اللّٰہ محفوظو ن عنه و عدم ضره

گناہ سے مراد صغیرہ گناہ ہے نہ کہ کبیرہ[۲] کیونکہ اولیاء اللہ اس (کبیرہ) سے محفوظ ہوتے

بعدم الاصرار و التدارک بلافصل بالتوبة و الاستغفار

ہیں اور اس (صغیرہ) کا نقصان نہ دینا عدم اصرار کی وجہ سے ہے اور بغیر تاخیر کے توبہ واستغفار سے تدارک کر لینا ہے

۲ نیکی اور گناہ

صوفیائے کرام کا مقولہ یوں ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَایَضُرُّہٗ ذَنْبٌ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جبکہ اسی مفہوم سے ملتا جلتا ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات بھی ہے اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرُّہٗ ذَنْبٌ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کا کوئی گناہ اسے نقصان نہیں پہنچاتا۔ (مکتوبات صدی مترجم ص ۳۲۶)

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز صوفیاء کے مقولہ کی دوسری توجیہ بیان فرما رہے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس مقولہ میں گناہ سے مراد وہ گناہ ہوں جو حصول معرفت کے بعد عارف سے سرزد ہو گئے ہوں اور گناہ بھی وہ جو صغیرہ ہوں نہ کہ کبیرہ کیونکہ اہل اللہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ و مامون ہوتے ہیں یہاں گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی قدرے

www.maktabah.org

وضاحت پیش خدمت ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے نیکی اور گناہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنَ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِیْ نَفْسِکَ وَکَرِھْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (صحیح مسلم)

یعنی نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو لوگوں کا اس پر مطلع ہونا ناپسند کرے۔

ایک روایت میں یوں بھی ہے۔

اَلْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی النَّفْسِ وَتَرَدُّدَ فِیْ صَدْرٍ (مسند احمد بن حنبل)

یعنی گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور جس سے سینے میں تردد پیدا ہو۔

گناہ کی اقسام

گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ

حضرت علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ گناہ کبیرہ کے متعلق رقمطراز ہیں:

اِنَّ الْکَبِيْرَةَ کُلُّ ذَنْبٍ رَتَّبَ الشَّارِعُ عَلَيْهِ حَداً اَوْ صُرِحَ بِالْوَعِيْدِ فِيْهِ

یعنی ہر وہ فعل جس کے لئے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔

روایات میں درج ذیل گناہوں کو کبیرہ فرمایا گیا ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ ۲قتل بے گناہ ۳۔ پاکباز عورت پر بہتان ۴۔ یتیم کا مال کھانا ۵۔ زنا ۶۔ میدان جہاد سے فرار ۷۔ والدین کی نافرمانی

مکاشفہ: گناہ کبیرہ کی تعیین میں علماء نے بہت زیادہ اختلاف کیا ہے جیسا کہ علم کلام اور فقہ کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ایک رات مجھے تہجد کے

www.maktabah.org

بعد یہ خیال گزرا کہ بارگاہِ الٰہی میں متوجہ ہونا چاہیے اور گناہ کبیرہ کی تعیین کو سمجھنا چاہیے۔ (اللہ کا کرم ہوا کہ) تھوڑی سی توجہ کے بعد مجھے بتایا گیا کہ گناہِ کبیرہ صرف سات (۷) ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ "سات موبقات، مہلکات سے بچو"۔ یہ مہلکات وہ ہیں جن کی جڑ شرک ہے (اور شرک کے علاوہ) چھ گناہ اس کے گرد گھومتے ہیں۔ گویا شرک ایک تنہ ہے اور چھ کبائر اس کی شاخیں ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے گناہ صغیرہ کے دائرے میں داخل ہیں۔ بعض صغائر (شرکِ صغیرہ) کی تعیین بھی آپ فرماتے تھے۔ مثلاً سود کھانا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا کہ ان کو آپ شرکِ صغیرہ کہتے تھے۔ (حضرات القدس جلد دوم)

یاد رہے کہ شرعی ممنوعات کے ارتکاب کے بعد ندامت پیدا نہ ہونا بلکہ گناہ کے بعد لذت اور خوشی محسوس ہونا نہایت قابل افسوس ہے کیونکہ گناہ سے لذت حاصل کرنا گناہ پر اصرار کے مترادف ہے اور صغائر پر اصرار کبائر تک پہنچا دیتا ہے اور کبائر پر اصرار کفر کی دہلیز ہے۔ (مکتوبات امام ربانی)

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ اگرچہ صغائر سے بھی توبہ کرنا ضروری ہے مگر اعمال صالحہ اور افعال پسندیدہ صغائر کے لئے کفارہ بنتے رہتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ سے عیاں ہے۔

عارفین اور گناہ

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ حصول معرفت کے بعد اگر عارف سے کوئی صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اسے ضرر نہیں دیتا البتہ کبیرہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ عارفوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

یاد رہے کہ اگر عارف سے صغیرہ گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو وہ مستمر علیٰ

www.maktabah.org

الذنوب نہیں ہوتا اس پر قائم اور ڈٹا نہیں رہتا فوراً تائب ہو جاتا ہے تو گویا یہ توبہ واستغفار گناہوں کو فوراً مٹا دیتی ہے۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف انبیائے کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں صحابہ کرام، اہلبیت عظام اور اولیائے کاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین گناہوں سے معصوم نہیں محفوظ ہیں۔ محفوظ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے حفاظت میں رکھتا ہے۔

صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا اولیائے کاملین اور عارفین سے کبیرہ گناہ کا ارتکاب ممکن ہے یا نہیں۔

صوفیاء کے نزدیک عارف سے کبائر بھی سرزد ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انہیں توبہ واستغفار کی توفیق مرحمت فرما کر گناہوں کی آلائشوں سے پاک کر دیتے ہیں یہ جو بعض بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ عارف کبیرہ گناہ نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہ پر مصر نہیں ہوتا یعنی دوبارہ گناہ نہیں کرتا۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک اولیائے کاملین اور عارفین کبائر سے محفوظ ہوتے ہیں البتہ اعمال صالحہ بجالانے سے صغائر کی ساتھ ساتھ تلافی وتدارک ہوتا رہتا ہے کیونکہ اگر ان سے کوئی خلاف اولیٰ کام سرزد ہو جائے تو پہلے وہ دل میں نادم ہوتے ہیں خلوت میں جا کر آہ وبکا کرتے ہیں کیونکہ گناہ (صغیرہ) اور لغزش کی وجہ سے ان کے قلب پر حجاب آ جاتا ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرتے ہیں بارگاہ قدس کی طرف سے معافی کی بشارت ملنے پر حجاب اٹھ جاتے ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ جب عارف صغیرہ گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو گناہ اسے نقصان اس لئے نہیں دیتا کہ وہ

www.maktabah.org

اس گناہ پر اصرر وتکرار نہیں کرتا جونہی گناہ سرزد ہوجائے فوراً قلب میں ندامت و شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ بغیر کسی تاخیر کے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرتا ہے لٰہذا گناہ کی تلافی وتدارک ہونے کی وجہ سے گناہ اسے ضرر نہیں دیتا۔ (وللہ الحمد)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز صوفیاء کے مقولے کی ایک اور توجیہ بیان فرمارہے ہیں یہ امر بھی جائز ہے کہ **لا یضرہ ذنب** کا معنی یہ ہو کہ عارف سے حصول معرفت کے بعد کوئی گناہ سرزد نہ ہو کیونکہ عارف سے جب گناہ کا صدور وارتکاب ہی نہیں ہوگا تو اسے نقصان کیا دے گا نقصان تو تب ہو جب گناہ صادر ہو خلاصہء کلام یہ ہے کہ گناہ ہر کسی کو نقصان دے سکتا ہے عارف کو نقصان نہیں دیتا یعنی ہر شخص سے گناہ واقع ہوسکتا ہے مگر عارف گناہ کرتا ہی نہیں نقصان کیسے ہوگا؟

www.maktabah.org

ويجوزان يكونَ معناه لا يصدر عنه ذنبٌ لان عدم صدور الذنب

اوراس کا یہ معنی بھی جائز ہے کہ اس سے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا کیونکہ گناہ کا صادر

ملزومٌ لعدم ضره فذكر اللازمَ واراد الملزومَ ، وما توهّم الملاحدةُ من

نہ ہونا اس کے نقصان نہ دینے کو ملزوم ہے پس لازم کا ذکر کر کے ملزوم مراد لی ہے اور

هذه العبارة من اَنْ يَّسع للعارف ارتكاب الذنوبُ لعدم ضرها فباطلٌ

اس عبارت سے بے دینوں کو جو وہم ہوا ہے [۳] اس سے کہ گنجائش ہے عارف کو گناہوں

قطعاً وزندقة صريحاً

کا ارتکاب نقصان نہیں دیتا ہے۔ یہ وہم قطعاً باطل اور صریحاً زندقہ ہے

۳ ملحدوں کی تردید

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہاں ملحدوں اور بے دینوں کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ انہوں نے صوفیاء کے مقولہ سے مراد یہ لیا ہے کہ عارف کو باطنی طور پر یہ گنجائش ہوتی ہے خواہ وہ صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرے یا کبیرہ کا فلہٰذا عارف سے صغیرہ گناہ بھی واقع ہوتے رہتے ہیں اور کبیرہ بھی لیکن اس کا بگڑتا کچھ نہیں ملاحدہ اپنے اس مؤقف کی دوراز کار تاویلات کرتے ہیں جو سب عبث اور فضول ہیں۔ ان بے دینوں کا یہ مؤقف قطعاً باطل اور صریحاً زندقہ و بے دینی ہے درحقیقت یہ شیطانی گروہ ہے جو ہمیشہ خائب وخاسر اور ذلیل ورسوا ہوتا رہے گا۔

www.maktabah.org

اولئک حزبُ الشیطان اَلا ان حزب الشیطان هم الخاسرون ربنا لا

یہی شیطان کا گروہ ہے خبردار بے شک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والا ہے اے

تزغ قلوبَنا بعد اذ ھدیتنا وھبْ لنا من لدنکَ رحمةً انک انت

ہمارے پروردگار ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردینا اور ہمیں اپنی

الوھّاب" وصلے اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وّاٰلہ وسلم وبارک و

طرف سے رحمت عطا فرما یقیناً تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار

ارجُوا من اللّٰہ الکریم الواسع مغفرتہٗ ان لا یضر الذنبُ المکتسبُ قبل

حضرت محمد اور آپ کی آل پر رحمتیں سلامتیاں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اور میں اللہ کریم

المعرفۃ للعارف المتحقق بحقیقةِ الاسلام وانْ کان ذالک الذنبُ من

سے امید رکھتا ہوں؁ جس کی مغفرت وسیع ہے یہ کہ معرفت سے پہلے کیا ہوا گناہ نقصان

قبیل المظالم وحقوقِ العباد لما ھو سبحانہ المالکُ علَی الاطلاق

نہیں دے گا اس عارف کو جو حقیقت اسلام سے متحقق ہے اگرچہ وہ گناہ مظالم اور حقوق العباد کے قبیل سے ہی ہو کیونکہ وہ (اللہ) سبحانہ مالک علی الاطلاق ہے

؁ حضرت امام ربانی کی دعا

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ملحدوں کی تردید وتغلیط کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں ملتجی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردینا اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عنایت فرما یقیناً تو ہی سب سے زیادہ عطا فرمانے والا ہے اس لئے ہمیں راہ ہدایت پر استقامت گزیں

www.maktabah.org

وقلوب العباد بین اصبعیه من اصابعه یقلّبها کیف یشاء ومطلق الاسلام

اور بندوں کے دل اس کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں الٹتا پلٹتا ہے

یجبُ من الذنوب ماسوی المظالم وحقوقِ العباد کمالا یخفیٰ فاِنّ

انہیں جیسے چاہتا ہے اور مطلق اسلام مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو مظالم اور حقوق العباد

لِحقیقۃِ الشیئی وکمالہ مزیۃً لَیْسَ لمطلقہٖ.

کے علاوہ ہیں جیسا کہ مخفی نہیں ہے کیونکہ کسی شئی کی حقیقت اور اس کے کمال کو جو مزیت (فضیلت) حاصل ہے وہ مطلق شئی کو حاصل نہیں۔

فرما اور اپنے فضل وفتوحات کے دروازے ہم پر کھولے رکھنا اللھم امین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا کے معا بعد آپ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ قدس میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کر رہے ہیں کیونکہ اس کے بغیر دعا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔

عارفین کی گناہوں سے مغفرت

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں ایک خاص بات بیان فرما رہے ہیں وہ یہ کہ میں اللہ کریم وسیع مغفرت والے سے امید رکھتا ہوں کہ جو عارف حقیقت اسلام سے متحقق ومشرف ہو جائے حصول معرفت سے پہلے جو گناہ اس سے سرزد ہو گئے ہوں خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، چاہے ان کا تعلق مظالم سے ہو یا حقوق العباد کے قبیل سے ہوں اس عارف کو وہ گناہ نقصان نہیں دیتے کیونکہ اللہ کریم مالک علی الاطلاق ہے اس کا کرم اور بخشش ومغفرت کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کہ اگر ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ بخشے گا ورنہ اللہ بھی بخش نہیں سکے گا یہ نہیں کہا جا سکتا اللہ تعالیٰ وسیع مغفرت کا مالک ہے جسے

www.maktabah.org

چاہے بخشے اگر اللہ تعالیٰ عارف کے حقیقت اسلام اور حقیقت ایمان سے متحقق ہونے سے قبل المعرفت کے مظالم اور حقوق العباد بھی معاف کردے تو اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں ہے لیکن یہ تخصیص عارف کیلئے ہے عام لوگوں کیلئے نہیں ہے۔

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس سے قوی امید رکھتے ہوئے یہ بیان فرمارہے ہیں کہ عارف کے اسلام حقیقی سے متحقق ہونے سے قبل کے گناہوں اور حقوق العباد کی بخشش کا کوئی نہ کوئی سامان کردیا جائے گا وہ ایسے کہ اللہ تعالیٰ خصوصی کرم فرماکر اپنے بندوں کے دلوں پر تصرف کرکے انکے قلوب میں جذبہءرحم پیدا کردے گا کیونکہ بندوں کے دل اس کی انگلیوں (کما یلیقُ بشانہٖ) کے درمیان ہوتے ہیں وہ ان کے دلوں سے جذبہءانتقام کو جذبہءرحم میں بدل کر فرمائے گا کہ یہ میرا بندہ ہے تیرے حقوق اس نے ضائع کئے ہیں آخر تو نے بھی تو کسی کے حقوق ضائع کئے ہیں میں تجھے معاف کرتا ہوں تو اسے معاف کردے یوں معافی کے باہمی تبادلے سے عارف کی بخشش کا سامان ہوجائے گا۔(واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یہاں اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ جب کوئی غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو مظالم اور حقوق العباد کے علاوہ اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں یہ مطلق اسلام کا مرتبہ ہے اسلام مطلق کا مقام کیا ہوگا۔

اسلام کے اقسام

اہل طریقت نے اسلام کی دوقسمیں بیان فرمائی ہیں۔

مطلق اسلام اور اسلام مطلق

مطلق اسلام کو صورت اسلام بھی کہا جاتا ہے اور اسلام مطلق کو حقیقت اسلام بھی کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

جب مطلق اسلام سے مظالم وغیرھا کے علاوہ تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اگر کسی خوش بخت کو اسلام مطلق کی دولت نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید واثق ہے کہ اس کے حقوق العباد اور مظالم کی معافی کی بھی کوئی نہ کوئی سبیل نکل ہی آئے گی کیونکہ کسی شئی کی حقیقت اور اس کے کمال کو جو برتری وفضیلت حاصل ہے وہ صورت اور مطلق شئی کو حاصل نہیں کما لا یخفیٰ علیٰ ارباب البصیرۃ

ایک سوال کے جواب میں

یہاں قارئین کے ذہن میں سوال آئے گا وہ یہ کہ اصول یہ ہے کہ حقوق معاف نہیں ہوتے تو پھر خاص بندوں کے حقوق کیونکر معاف ہونگے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عام لوگوں کے حقوق کی معافی کا مسئلہ نہیں بلکہ اس عارف کی بابت کلام ہو رہی ہے جو حقیقت اسلام سے متحقق ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اَرْجُوْا کہہ کر اللہ کریم وسیع المغفرت والے سے رحم وکرم کی امید کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہے اس کی مغفرت ورحم وفضل کسی قید کے ساتھ مقید نہیں نیز جس عارف اکمل کو اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب نصیب ہوا ہے اس قرب کا لحاظ کرتے ہوئے اگر اللہ تعالیٰ اس کے قبل المعرفت جرائم ومظالم کی معافی کی کوئی سبیل کر دے تو اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کوئی مشکل بھی نہیں۔

مزید برآں جب تک متعلقہ شخص حقوق معاف نہیں کرے گا معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی یہ مسئلہ بھی حق اور بجا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مزدلفہ کی صبح وعدہ فرمایا تھا کہ آپ کی امت کے حقوق العباد کا بھی کوئی حل نکالیں گے وہ بھی سب کیلئے نہیں جس پر وہ خاص مہربان ہوگا جیسا کہ پہلے مذکور رہوا۔

www.maktabah.org

www.maktabah.org

منہا-۱۸

حق سبحانہ وتعالیٰ بذات خود موجود است نہ بوجود،

حق تعالیٰ سبحانہ' اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے[1] نہ کہ وجود کے ساتھ، بر

بخلاف سائر موجودات کہ بوجود موجود ند،

خلاف تمام موجودات کے، کہ وہ وجود کے ساتھ موجود ہیں۔

[1] خدا اپنی موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ' اپنی ذات کے ساتھ خود بخود موجود ہے وہ اپنی موجودیت (موجود ہونا) میں وجود کا محتاج نہیں جبکہ مخلوق بذات خود موجود نہیں بلکہ جملہ مخلوقات اور جمیع ممکنات اپنی موجودیت میں وجود کے محتاج ہیں خالق اور مخلوق کے درمیان یہی امتیاز ہے اگر اللہ تعالیٰ کو موجودیت میں وجود کا محتاج تسلیم کیا جائے تو یہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (العنکبوت ٦) کے خلاف ہے۔

دراصل اس مسئلہ میں جمہور متکلمین اہلسنت وجماعت اور صوفیائے وجودیہ کا اختلاف ہے

صوفیائے وجودیہ کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنی ذات کے ساتھ موجود نہیں بلکہ وجود کے ساتھ موجود ہے اور وجود اس کا عین ہے غیر نہیں۔

٥...... یاد رہے کہ وجود کا لغوی معنی بودن "ہونا" ہے جملہ کائنات وجمیع ممکنات کسی نہ کسی وجود کے ساتھ موجود ہیں جیسے میز موجود ہے کسی وجود کے ساتھ، اگر لکڑی نہ ہوتی

www.maktabah.org

تو میز کی یہ شکل وصورت نہ ہوتی۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ اپنی موجودیت میں کسی وجود کا محتاج نہیں جب اشیائے کائنات نہ تھیں اللہ تعالیٰ تو اس وقت بھی موجود تھا جیسا کہ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیءٌ سے عیاں ہے۔

جمہور متکلمین اہلسنت وجماعت کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی موجودیت میں کسی شئی کا محتاج نہیں حتی کہ وہ اپنی ذات کی موجودیت کیلئے بھی وجود کا محتاج نہیں۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود نہیں بلکہ موجود بالذات ہے اور آپ اسے وجودِ حقیقی کہتے ہیں ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی خارج میں وجود تھا اللہ تعالیٰ کو اس وجود کی طرف احتیاج ہوئی تو اس وجود کے ساتھ مل کر اللہ ہو گیا ایسا اس کی شان کے لائق نہیں کیونکہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کی موجودیت کے لئے وجود کا محتاج ہونا لازم آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے احتیاج سے بے نیاز ہے جیسا کہ آیت کریمہ ان اللّٰہ لغنی عن العالمین (العنکبوت۶) سے عیاں ہے اللہ تعالیٰ کے سب کمالات اس کے ذاتی ہیں اس کے یہ کمالات کسی وجود خارجی سے اس میں نہیں آئے بنابریں اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی شئی کا محتاج نہیں ہے۔

حضرت امام ربانی اور حضرت ابن العربی کا موقف

حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہ لغنی عن العالمین پر ہمارا بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کا محتاج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے وجود کے ساتھ موجود ہے بایں معنی کہ اس کے وجود کا تعارف کمالِ اسمائیہ اور صفاتیہ سے ہوا ہے کمالِ اسمائی وصفاتی یہ ہے کہ جب کسی ذات کا تعارف وشناخت اس کے اپنے اسم (نام) اور اپنی صفت سے ہو تو وہ اسم اور صفت اس کی اپنی ہی ہوگی غیر نہیں

www.maktabah.org

ہوگی لہذا وہ اپنے وجود کے ساتھ ہی متعارف ہو، غیر کا محتاج تو نہ ہوا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کا عین نہیں جبکہ صوفیائے وجود یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کا غیر نہیں جب غیر نہیں تو پھر عین ہوگئیں ۔ حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ غیر کا عین ہونا کہاں سے ثابت ہے لہذا عینیت کا حکم لگانا درست نہیں۔

آپ کے نزدیک موجودات وممکنات اور اسماء وصفات لاعین ولاغیر ہیں یعنی نہ اللہ تعالیٰ کا عین ہیں، نہ غیر ہیں، نہ داخل ہیں، نہ خارج ہیں، نہ متصل ہیں، نہ منفصل ہیں بس یہ نہ ہونے کے درجے میں ہیں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں سے نہیں ان کا وجود خارجی ہے یہ (اسماء وصفات) ذات پر زائد ہیں یہی متکلمین اہلسنت کا مؤقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کی ذات نہیں غیر ہیں لیکن یہ اسماء وصفات اللہ ہی کے ہیں مگر اس کی ذات میں نہ داخل ہیں نہ خارج ہیں یعنی جب ذات میں داخل نہیں تو پھر خارج کیسے ہوگئی خارج تو وہ ہوتا ہے جو پہلے داخل ہو جب داخل ہی نہیں تو پھر خارج کیسے ہوگئیں؟ رہ گیا یہ سوال کہ پھر وہ کیا ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اسماء وصفات ذات میں سے نہیں ہیں البتہ ذات کے ساتھ قائم ہیں۔

اس دقیق اور باریک مسئلہ کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک ہے پانی اور ایک ہے پانی کا پرنالے سے نیچے بہنا، پانی کی ذات پانی ہے لیکن پانی کا نیچے کی طرف بہاؤ اور نزول یہ اس کا نہ عین ہے نہ غیر ہے۔

یہ بہاؤ پانی کا عین اس لئے نہیں کیونکہ پانی پر ایسا بھی موقع آیا کہ وہ پانی تو تھا لیکن اس میں بہاؤ نہ تھا بلکہ ٹھہراؤ تھا تو بہاؤ پانی کی ذات نہیں مگر یہ بہاؤ پانی کا ہی ہے اور یہ (بہاؤ) پانی کی صفت ہے جو پانی کی ذات بھی نہیں لیکن پانی کا غیر بھی

www.maktabah.org

نہیں کیونکہ پانی ہی تو بہہ رہا ہے اگر ذات (پانی) نہ ہوتی تو صفت (بہاؤ) بھی نہ ہوتی لٰہذا یہ صفت (بہاؤ) ذات (پانی) کا عین نہیں اور نہ ہی اس کا غیر ہے بلکہ یہ ذات کے ساتھ قائم ہے۔

ایسے ہی کائنات اور ممکنات میں پھیلاؤ اور بہاؤ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہی کا ہے لیکن نہ اس کا عین ہے نہ اس کا غیر ہے بلکہ اسی کے ساتھ قائم ہے حضرت امام ربانی اور متکلمین اہلسنت وجماعت کا یہی مؤقف ہے۔

حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک کائنات اور ممکنات وجود ہے اور اللہ تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے اور یہ وجود اللہ تعالیٰ کا عین ہے غیر نہیں لٰہذا ممکن الوجود، واجب الوجود ہی ہے اور واجب الوجود، ممکن الوجود ہی ہے پس واجب اور ممکن میں عینیت اور اتحاد ہے چونکہ وجود اللہ تعالیٰ کا عین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے اگر وجود کی نفی کر دی جائے تو موجود کہاں رہے گا لٰہذا وجود ہے تو موجود ہے پس ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے موجود ہونے میں وجود کا محتاج ہے اور وجود، ممکنات اور کائنات ہے حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک کائنات غیر نہیں عین ہے یعنی یہ سب کچھ خود اللہ ہی ہے وہ خود ہی ان صورتوں اور شکلوں میں جلوہ گر ہے حق تعالیٰ سبحانہ کا احتیاج اِلَی الغیر تو تب ہو جب کوئی اسکا غیر ہو پھر اس کی طرف محتاجی ہو جب وہ سب کچھ خود ہی ہے تو پھر محتاج کس کا؟۔ شرک تو تب ہو جب دوئی ہو ان کے نزدیک غیر ہے ہی کوئی نہیں بس اللہ ہی اللہ ہے۔

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حدت بصر اور تیزی نظر کے باعث وجود کے حجاب اٹھا کر موجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور آپ نے واضح کر دیا کہ وجود اور ہے اور وجوب اور ہے اللہ تعالیٰ اپنی موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں بلکہ وہ بالذات موجود ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کو معذور جاننا چاہئے

www.maktabah.org

اوران کے اقوال کی تاویل کرنی چاہئے۔ جس طرح کوئی شخص کسی کی محبت میں غلطاں ہو جائے اس کے دل ودماغ پر محبوب کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ ہر وقت اسی کا نقش اس کے پیش نظر رہتا ہے اسے کوئی شئی اچھی نہیں لگتی وہ ہر شئی کو ساقط الاعتبار سمجھ کر نفی کرتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ہر طرف یار ہی یار نظر آرہا ہے یہ محبت کی انتہا ہے خدا کی انتہاء نہیں حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز خدا کے ایسے عاشق ہوئے ہیں کہ انہیں ہر طرف یار ہی یار نظر آتا ہے غیر نظر ہی نہیں آتا۔ شدتِ محبت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے یہ محبت تو ہے حقیقت نہیں ہے محبت وسیلہ اور واسطہ ہے مقصود نہیں مقصود محبوب ہے انہوں نے وسائل اور وسائط کو مقاصد جان لیا ہے حالانکہ مقاصد بہت آگے ہیں یہ اختلاف اسی بنا پر ہوا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ صوفیائے وجودیہ کی زبان سے فرط محبت کی بنا پر اس قسم کے جملے نکل گئے ہیں اس لئے انہیں نظر انداز کر دینا چاہئے برا بھلا نہیں کہنا چاہئے وہ محبت میں بے بس ہو کر ہر چیز کو خدا کہتے ہیں حقائق کچھ اور ہیں۔

www.maktabah.org

پس احتیاج او تعالیٰ درموجودیت بوجود لازم

پس اللہ تعالیٰ کا موجودیت میں وجود کے ساتھ احتیاج لازم نہیں آتا

نیاید، تا گویند

کہ لوگوں کو کہنا پڑے ؎

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یوں عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود موجود ہے ممکنات و موجودات کی طرح موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں تا کہ اشکالات واعتراضات سے بچنے کے لئے عینیت واتحاد کا قول نہ کرنا پڑے۔

اقسام وجود

علمائے متکلمین نے وجود کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

واجب الوجود اور ممکن الوجود

اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ممکن الوجود نہیں اس کا وجود، وجودِ حقیقی ہے جو اس کا ذاتی ہے وہ اس کی ذات سے جدا نہیں اور اس کی ذات پر زائد بھی نہیں۔

جبکہ صوفیائے وجودیہ ممکن اور واجب کو متحد اور عین جانتے ہیں اور کائنات کو وجود کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کو وجود کائنات کے ساتھ موجود جانتے ہیں جس سے احتیاج لازم آتا ہے یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سبحانہ مطلق وجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی بھی ہے اور ممکن بھی ہے امکان بھی ہے اور وجوب بھی ہے انہوں نے یوں امکان اور وجوب کی عینیت اور اتحاد کا قول کیا ہے۔

www.maktabah.org

کہ وجود اوتعالیٰ عین ذات ست، نہ زائد،

کہ اللہ تعالیٰ کا وجود عین ذات ہے زائد نہیں [۳]

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے نزدیک اللہ تعالیٰ وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے وجود امکانی کے ساتھ موجود نہیں کہ کسی قسم کا احتیاج لازم آئے (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

۳۔ اسماء وصفات زائد علی الذات ہیں

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز علم کلام کے ایک اہم اور دقیق مسئلہ کو بیان فرمارہے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور کائنات ذات میں سے نہیں بلکہ خارج میں ان کا وجود ہے گو یہ ذات کے ساتھ قائم ہیں لیکن ذات پر زائد ہیں ذات حق تعالیٰ ان سے بالا ہے۔

زائد کا مفہوم

زائد کا مطلب یہ ہے کہ اسکی ذات میں سے نہیں بلکہ ذات کے علاوہ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کا عین نہیں بلکہ ذات پر زائد ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ سبحانہ کا وجود اس کی ذات کا عین نہیں بلکہ ذات پر زائد ہے۔

زائد کا مفہوم ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح کسی شخص نے بازو پر گھڑی باندھ رکھی ہو تو وہ گھڑی اس شخص کی ذات میں سے نہیں بلکہ ذات کے ساتھ ہے اور ذات پر زائد ہے اگر گھڑی کو اس شخص کے بازو سے اتار لیا جائے تو اس کی ذات میں کوئی نقص اور کمی واقع نہیں ہوتی اور اگر اس گھڑی کو بازو پر رہنے

www.maktabah.org

دیا جائے اس (شخص) کی ذات میں کوئی اضافہ بھی نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ کی قدرے تفصیلات ہدیہء قارئین ہیں۔

علمائے حق اہل سنت و جماعت وجودِ صفات کے قائل ہیں اور ان کے وجود کو ذات کے وجود پر زائد سمجھتے ہیں معتزلہ، شیعہ اور حکماء صفات کی نفی کے قائل ہیں اور صفات کو عین ذات کہتے ہیں متاخرین صوفیاء میں سے بعض حضرات جو وحدت الوجود کے قائل ہیں صفات کی نفی کے مسئلہ میں معتزلہ اور حکماء کے ساتھ متفق ہیں۔

جمہور متکلمین اہلسنت کی تحقیق کے مطابق صفات لَاھُوَ وَلَاغَیرُہٗ ہیں یعنی صفات ذات کیلئے نہ عین ہیں نہ غیر ہیں لہٰذا ذات وصفات کے درمیان عینیت اور غیریت کا اطلاق کرنا منع ہے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا بھی یہی مسلک ہے۔ علمائے متکلمین اہلسنت و جماعت نے صفات کے متعلق لا ھو کہہ کر عینیت کے قول کی نفی کردی تاکہ انتفائے صفات لازم نہ آئے اور لا غیرہ، کا قول کر کے غیریت کی نفی کردی تاکہ تعددِ الٰھہ کا مفہوم ذہن میں نہ آئے۔

سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کا نہ عین ہیں نہ غیر ہیں تو پھر ہیں کیا؟ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات، ذات پر زائد ہیں تاہم اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ (وللہ الحمد)

لا ھو ولا غیرہ کا مفہوم

علمائے متکلمین اہل سنت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے صفات حق تعالیٰ کو جو لا ھو ولا غیرہ، قرار دیا ہے اس کا یہ معنی نہیں سمجھنا چاہئے کہ انہوں نے صفات کو ذات کا غیر ماننے سے انکار کیا ہے انہوں نے مطلق طور پر غیر کی نفی نہیں فرمائی بلکہ ان کی مراد، اصطلاحی غیر ہے یعنی ایسا غیر جو نہ ذات کا عین ہو اور نہ ذات سے قائم ہو۔ لہٰذا لا ھو میں عینیت واتحاد کی نفی کا معنی پایا جاتا ہے اور لا غیرہ میں ذات پر زائد نہ

www.maktabah.org

ہونے اور ذات کے ساتھ قائم نہ ہونے کی نفی کا مفہوم موجود ہے۔

غیریت کی دو قسمیں ہیں

غیریت دو قسم پر ہے

غیریت مطلقہ اور غیریت مصطلحہ

غیریت مطلقہ

یہ ہے کہ دو چیزوں کے درمیان مفہوم اور مصداق کے اعتبار سے مغایرت ہو۔

غیریت مصطلحہ

یہ ہے کہ دو چیزوں کے درمیان حقیقی و ذاتی طور پر مغایرت موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں اگرچہ مغایرت مفہومی و مصداقی موجود ہے لیکن مغایرت حقیقی ذاتی موجود نہیں ہے کیونکہ صفات اسی ذات کے ساتھ ہی قائم ہیں لہٰذا ذات و صفات کے درمیان غیریت مطلقہ ہے نہ کہ غیریت مصطلحہ پس ثابت ہوا کہ متکلمین نے کلمہ **لاھو** کے ساتھ غیریت مطلقہ کا اثبات کیا ہے اور کلمہ لاغیرہ کے ساتھ غیریت مصطلحہ کی نفی فرمائی ہے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۳۸ جلد دوم)

حضرت امام ربانی کا تجزیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ عینیت کے قائلین کا کشفی تجزیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بعض مشائخ نے جو واجب تعالیٰ جل شانہ کی صفات کے (الگ) وجود سے انکار کر دیا ہے اور انہوں نے صفات کو خارج میں عین ذات کہہ دیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات تجلیات صفاتیہ کے مرتبہ میں ہیں۔ صفات ان کے لئے ذات جل شانہٗ کے مشاہدے کے آئینے بن گئی ہیں اور آئینہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود

www.maktabah.org

دیکھنے والے کی نظر سے مخفی ہو جاتا ہے (اور وہی چیز نظر میں آتی ہے جو آئینے کے بالمقابل ہوتی ہے) لہٰذا صفات لامحالہ آئینہ بن جانے کے حکم کی وجہ سے ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئی ہیں اور چونکہ صفات انہیں نظر نہیں آتیں اس لئے وہ فیصلہ دے دیتے ہیں کہ وہ خارج میں عین ذات ہیں اور علم کے مرتبہ میں جو انہوں نے ذات تعالیٰ وتقدس کے ساتھ صفات کی مغائرت (غیر ہونا) ثابت کی تو وہ محض اس بنا پر ہے تاکہ بالکلیہ صفات کی نفی لازم نہ آجائے اور اگر یہ بعض حضرات اس مقام سے اوراوپر پہنچ جاتے اوران کا شہود، صفات کے ان آئینوں سے باہر نکل جاتا تو وہ حقیقت حال کو جو کچھ کہ ہے جان لیتے اور سمجھ جاتے کہ علماء اہل سنت کا یہ فیصلہ صحیح اور واقعہ کے مطابق اور فانوس نبوت علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ سے ماخوذ ہے کہ صفات الگ موجود ہیں اور وہ ذات پر زائد ہیں۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۸ جلد اول)

www.maktabah.org

تا احتیاج بغیر لازم نیاید، ودر اثبات عینیت وجود مر ذات را

کہ اس سے غیر کا احتیاج لازم نہیں آتا اور خاص ذات (حق) جلّ سلطانہ' کو

جلّ سلطانہ محتاج بادلّہ متطاولہ گردیم، ومخالفت کردہ

وجود ؎ کی عینیت ثابت کرنے میں طویل دلیلوں کا محتاج ہونا پڑتا ہے

باشیم مر جمہور اہل سنت و جماعت را، چہ ایں

اور ہمیں مخالفت کرنا پڑتی خاص کر جمہور اہل سنت و جماعت کی کیونکہ یہ بزرگ

بزرگواراں بعینیت وجود قائل نیستند،وجود را زائد می دانند،

وجود کی عینیت کے قائل نہیں ہیں وجود کو زائد سمجھتے ہیں۔

؎ حضرت امام ربانی قدس سرہ' العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر وجود کو اللہ تعالیٰ سبحانہ کا عین کہا جائے تو لمبے چوڑے دلائل اور دور از کار تاویلات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے اور اس پر اٹھنے والے اعتراضات واشکالات کے جوابات کے لئے تکلفات بعیدہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ جمہور اہلسنت و جماعت کے مؤقف کی مخالفت بھی لازم آتی ہے اس لئے ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے وجود کے ساتھ موجود نہیں وجود زائد بر ذات ہے تاکہ کسی قسم کا احتیاج لازم ہی نہ آئے۔

www.maktabah.org

وپوشیده نیست که حکم بزیادتی وجود، مستلزم احتیاج

اور پوشیدہ نہیں ہے کہ وجود کی زیادتی کا حکم واجب تعالیٰ و تقدس کے غیر

واجب ست، تعالیٰ و تقدس بغیر، اگر بوجود زائدواجب را

کے ساتھ احتیاج کو مستلزم ہے اگر ہم واجب تعالیٰ و تقدس کو وجود زائد

تعالیٰ وتقدس موجود گوئیم،

کے ساتھ موجود کہیں ۵ اور اگر ہم بذات خود موجود کہیں۔

۵ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو بذات خود موجود کہا جائے اور وجود کو زائد علی الذات مانا جائے یعنی اس وجود کو اللہ تعالیٰ کا جو ہر نہیں بلکہ عرض سمجھا جائے۔(باہر سے عارض ہونے والی چیز) تو متکلمین اہلسنت وجماعت کا قول بھی درست ہو جاتا ہے اور مخالفین کے احتیاج کا اعتراض بھی مکمل طور پر اٹھ جاتا ہے۔

www.maktabah.org

و اگر بذات خود موجود گوئیم ، وایں وجود را عرض عام

اور اس وجود کو ہم عرض عام (کی حیثیت سے) لیں تو جمہور متکلمین

بگیریم ، ہم سخن جمہور متکلمین اہل حق درست می

اہل حق کی بات بھی درست ہوجاتی ہے اور احتیاج کا اعتراض

گردد، وہم اعتراض احتیاج کہ مخالفان دارند بالکلیۃ دفع می

بھی جو مخالفین کرتے ہیں بالکل اٹھ جاتا ہے

شود ، وفرق واضح است،

اور واضح فرق ہے۔ ۶؎

۶؎ منہا کے آخر میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو بذات خود موجود کہنا اور وجود کو ہرگز اسمیں دخل نہ دینا اور اللہ تعالیٰ کو وجود کے ساتھ موجود جاننا اور وجود کو عین ذات ثابت کرنا ان دونوں اقوال کے درمیان فرق عیاں ہے جو اربابِ بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔

www.maktabah.org

درمیان آنکہ واجب راتعالیٰ بذات خود موجود گفتن واصلاً

اس بات کے درمیان کہ واجب تعالیٰ کو بذات خود موجود کہنے اور وجود کو ہر گز دخل نہ دینے

وجود را دخل نادادن ، و درمیان آنکہ موجود بوجود گفتن ،

میں اور اس بات کے درمیان کہ وجود کے ساتھ موجود کہنے اور اس وجود کو عین ذات ثابت

وآں وجود راعین ذات اثبات کردن ۔هذه المعرفة مما خصّصنی الله

کرنے میں۔ یہ وہ معرفت ہے کہ اللہ سبحانہٗ نے مجھے اس کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ؎

سبحانہ بھا الحمدللّٰہ سبحانہ علیٰ ذٰلک والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ.

اس بات پر اللہ سبحانہٗ کی حمد (شکر) ہے اور اس کے رسول ﷺ پر درود وسلام ہو۔

؎ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر اظہار فرمار ہے ہیں کہ توحید کا یہ اہم اور ادق مسئلہ جس میں بعض صوفیاء نے اشاعرہ اور فلاسفہ نے ٹھوکر کھائی علمائے متکلمین اہل سنت وجماعت نے اسے کتاب وسنت کی روشنی میں ثابت کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسے کشفی طور پر ہم پر عیاں کر دیا ہے ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس خصوصی معرفت کے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد وثنا میں رطب اللسان ہیں۔

ع حمد بے حد مر خدائے پاک را

اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کے ہدیے پیش کر رہے ہیں کہ جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خصوصی معرفت سے ممتاز فرمایا۔ والحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

www.maktabah.org

شیخ طریقت حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

کی علمی، فکری، تحقیقی اور روحانی تصانیف

مجموعۂ تقاریر

جلد اول | صفحات 288 ہدیہ 130

جلد دوم | صفحات 224 ہدیہ 120

البیان

علماء، واعظین، خطباء اور طلباء کیلئے گرانقدر تحفہ

شائقین علم و ادب کیلئے بہترین ادبی شہ پارہ

صفحات 504 ہدیہ 200

مقالات ابوالبیان

قرآنیات، تذکار رسالت، تصوف
افکار مجدد الف ثانی و دیگر موضوعات پر مشتمل

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان

فون 0431-841160 فیکس: 0431-731933

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے کتاب و سنت کی روشنی میں شریعت، طریقت و حقیقت کے علوم و معارف

پر مشتمل شہرۂ آفاق مکتوبات شریفہ کی پہلی اردو شرح

علماء و مشائخ، طلباء
اور سالکین طریقت کے لیے
عظیم تحفہ

البینات
شرح
مکتوبات

یہ شرح گویا علوم طریقت کا انسائیکلوپیڈیا ہے

شارح

حضرت علامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ترجیحات

سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا تفصیلی بیان ◎ اصطلاحات تصوف کی عام فہم تشریحات
شریعت و طریقت، سیر و سلوک، وجود و شہود، حقیقت محمدیہ، حقیقت قرآن
حقیقت رمضان، حقیقت کعبہ، ظلال و صفات اور شیونات و اعتبارات وغیرھا
جیسی ادق مصطلحات کی نہایت عمدہ تشریح

الحمد للہ
پہلی دو جلدیں
چھپ کر منظر عام پر آگئی ہیں

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
پاکستان ☎:+92-431-841160

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

إن الدين عند الله الإسلام

الصلوٰة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

عالمی ادارہ تنظیم الاسلام رجسٹرڈ

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah
www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر مشتمل رسالہ مبارکہ کی پہلی اردو شرح

سعادت العباد

شرح

مبدأ و معاد

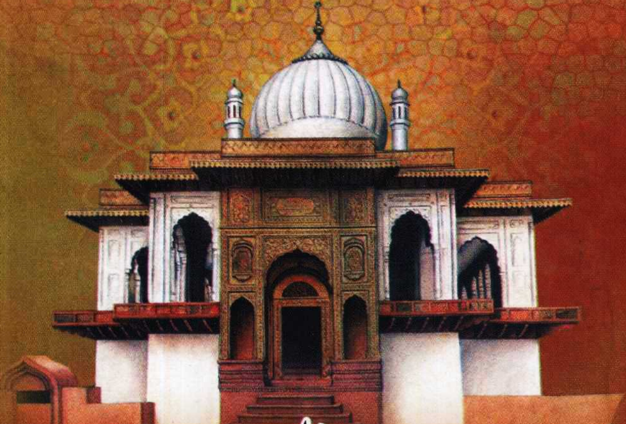

شارح

ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر مشتمل رسالہ مبارکہ کی پہلی اردو شرح

سعادت العباد

شرح

مبدأ و معاد

جلد دوم

شارح

سراج العارفین شہباز طریقت شارح مکتوبات امام ربانی

ابو البیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرہ العزیز

ترتیب و تدوین

علامہ محمد بشارت علی مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

پاکستان 3841160-55-92+ :☎

www.maktabah.org

سعادت العباد

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ

باراول .... 2007 .... تعداد 1,100

ھدیہ .... 300 روپے

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan

Ph # :+92-55-3841160, Fax #:+92-55-3731933

Website:tanzeemulislam.org

E-mail: info@tanzeemulislam.org

tanzeemulislam@yahoo.com

www.maktabah.org

بسم الله الرحمن الرحيم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولا
تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا
ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا
وارحمنا انت مولىنا فانصرنا على القوم
الكفرين

ربنا

تقبل منا انك انت السميع العليم
وتب علينا انك انت التواب الرحيم

www.maktabah.org

اَللّٰهُمَّ

اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ

قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا وَّسَامِعًا وَّنَاظِرًا سُبْحَانَهٗ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ

www.maktabah.org

الاھداء

ہم اس تصنیف لطیف کو اپنے شیخ مکرم

سراج العارفین، شہباز طریقت، شارح مکتوبات امام ربانی

ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی**

کے والدین کریمین

کی طرف منسوب کرتے ہیں

جن کی آغوشِ ولایت اور حسنِ تربیت کی بدولت

ادب و نیاز اور سوز و گداز کا پیکر جمیل

تشکیل پایا

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بُرہانِ ولایتِ محمّدیہ ⁘ حُجّتِ شریعتِ مُصطفویہ

کاشفِ اسرارِ سبع مثانی ⁘ عالِمِ علُومِ مقطعاتِ قرآنی

امامِ ربّانی ، عارفِ حقّانی

قیّومِ زمانی

شیخ الاسلام والمسلمین ، آیۃ اللہ فی الارضین

حضرت شیخ احمد فارُوقی

حنفی ، ماتریدی ، نقشبندی ، سرہندی

المعروف

مجدّد الفِ ثانی

اُویسی ۔ رحمانی

قُدِّسَ سِرُّہٗ السُّبحانی

www.maktabah.org

www.maktabah.org

فہرست

مضامین	صفحہ
پیش لفظ	17
منہا ۔۱۹	
حق تعالیٰ اپنی موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں	19
معقولات کی دو قسمیں ہیں	21
منہا ۔۲۰	
حق تعالیٰ وہم وتخیل سے وراء ہے	28
رؤیت اور مشاہدہ میں فرق	29
وہم اور خیال میں فرق	30
وجوبی اور امکانی حجابات	31
اصحاب حجب کی اقسام ثلاثہ	32
حجابات کی سہ اقسام	33
وصل عریانی	35
حق تعالیٰ اشیاء کائنات سے وراء ہے	36
طریقت نقشبندیہ میں معرفت ذات کا تصور	37
عالم دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ واقع نہیں	39
عامۃ الناس کی عقول کیفیت رؤیت کے ادراک سے قاصر ہیں	41
منہا ۔۲۱	
حق تعالیٰ دید ودانش سے وراء ہے	43
عرفائے کاملین بے حجاب جلوۂ یار سے شادکام ہوتے ہیں	44
منہا ۔ ۲۲	
حق تعالیٰ مقید کے آئینوں سے بالا ہے	45
وحدت الوجود......وحدت الشہود	47
حضرت امام ربانی کا نظریہ توحید	48
سالکین مجددیہ کیلئے چند فکر انگیز گذارشات	49
متکلمین علماء بھی ہیں اور صوفیاء بھی	50
ہمیں فص نہیں نص چاہئے	51
روز قیامت احکام شرعیہ کی بابت باز پرس ہوگی	52
منہا ۔ ۲۳	
محفوظ اولیاء ہی ملائکہ سے افضل ہیں	54
حضرت امام ربانی کا مشاہدہ	56
غم والم......بھی نعمت ہیں	58
اطاعت رسول ﷺ کے ثمرات	58
منہا ۔ ۲۴	
صفات بشریہ سے مراد علل معنویہ ہیں	60

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
صاحب فنائے نفس کو غیرت آتی ہے	61	اہل اللہ میں کدورات بشریہ کا ظہور	
حدود شرعیہ کے نفاذ میں ترس کی ممانعت	63	باعث آزمائش ہوتا ہے	96
بشریت مطہرہ	64	لوگوں کی تین اقسام	98
انا بشر مثلکم کی حکمت	67	اہل اللہ کی خطا باعث عطا ہے	101
مردہ بدست غسال	68	ایک غلط فہمی کا ازالہ	104
شیخ کا عتاب باعث رحمت ہے	69	**منہا ۔ ۲۵**	
حالت غضب میں حواس کا اعتدال	70	نسیان ماسویٰ راہ طریقت کی شرط ہے	106
غصہ کا علاج	71	ماسویٰ اللہ کی دو اقسام	107
خواجہ احرار صاحب ثروت تھے۔	73	علوم امکانی اور معارف وجوبی	
ہر قول پیغمبر حق ہے	74	اجتماع ضدین نہیں	110
اکتب محمد ابن عبداللہ	75	**منہا ۔ ۲۶**	
لا امحوک ابداً	76	سالک کے عروجی مراتب اور نزولی مدارج	111
امور اجتہادیہ میں اختلاف رائے	77	عارفین، مولا صفات ہوتے ہیں	113
کھانے کے آداب مسنونہ	78	حق تعالیٰ کی تین سو ساٹھ صفات ہیں	115
اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت	81	تخلق باخلاق اللہ کے مختلف معانی	115
تربیت اولاد کیلئے تین آداب	83	صفات ثمانیہ کی تین اقسام	118
تزویج وتجرید میں اختلاف صوفیاء	85	متحقق بحقائق اللہ کا مفہوم	119
اہل وعیال کے ساتھ موانست	86	**منہا ۔ ۲۷**	
سگ بچہ مردہ است	88	حضرت امام ربانی کا مقام رضا سے	
اہل اللہ میں لطافت کا غلبہ	90	بہرہ اندوز ہونا	121
اہل اللہ پر تنقید کی ممانعت	91	دعا افضل ہے یا رضا افضل	124
ظاہر بین اور باطن بین	93	**منہا ۔ ۲۸**	
اہل اللہ کے ظاہر بین حرماں نصیب ہیں	95	تقلید کا معنی ومفہوم	127

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
تقلید کی اقسام	128
تقلید شرعی کی اقسام ثلاثہ	130
مجتہدین کی اقسام	131
اجتہاد کا ثبوت	135
امام اعظم فانی الصفت ہیں	136
آئمہ مجتہدین کا اپنے مقلدین کی اعانت کرنا	137
مذاہب اربعہ سے خروج گمراہی ہے	139
تلفیق کی تفصیلات	140
مسائل متفقہ......مسائل مختلفہ	141
مقلد محقق کا تفرد	143
علم کلام کا مختصر تعارف	144
شاھق الجبل کے متعلق متکلمین کی آراء	146
حضرت امام ربانی کا امتیازی موقف	147
حضرت امام اعظم کا مختصر تعارف	149
حنفیوں کو جنت کا مژدہ	151
حضرت امام مالک کا مختصر تعارف	155
حضرت امام احمد بن حنبل کا مختصر تعارف	157
حضرت امام شافعی کا مختصر تعارف	159
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر تعارف	161
حضرت خواجہ محمد پارسا کا مختصر تعارف	163
منہا۔ ۲۹	
سالک کو خلافت مقیدیہ دینے کا سبب	166
شیخ کیلئے بیعت لینے کے آداب وشرائط	167
خلیفہ مقید......خلیفہ مطلق	169
حضرت مولانا جامی کا مختصر تعارف	170
حضرت خواجہ یعقوب چرخی کا مختصر تعارف	173
منہا۔ ۳۰	
یادداشت کی تفصیلات	176
یادداشت اور یادکرد میں فرق	178
یادداشت کے تین معانی	180
منہا۔ ۳۱	
تکمیل سلوک کا انحصار مقامات عشرہ پر ہے	186
حضرت شیخ شبلی کا مختصر تعارف	188
صوفیائے کاملین میں نقائص باقی رکھنے کی حکمتیں	192
منہا۔ ۳۲	
حصول فیض کیلئے اہل اللہ کی نیازمندی لازم ہے	195
اہل اللہ ہی حزب اللہ ہیں	198
منہا۔ ۳۳	
صورت بشریہ باطنی کمالات کی پردہ پوش ہے	199
اہل اللہ کے بطون بیچون وبیچگون ہیں	200

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
منہا ۔ ۳۴		دونوں اطاعتوں کے درمیان تفریق	
بدعت کی تفصیلات	202	کی ممانعت	233
حضرت امام ربانی اور امور بدعت	204	سنت کی برکات	235
تقسیم بدعت سے انکار کی توجیہات	208	**منہا ۔ ۳۷**	
بدعت حسنہ......رافع سنت ہے	211	محبت کی اقسام	236
بدعت اعتقادی اور بدعت عملی	214	محبت ذاتیہ کے اعتبارات ثلاثہ	238
فرقہ رافضیہ کی اقسام	216	مقام تکمیل میں محبت رسول غالب	
زبان رسالت سے روافض کی مذمت	217	ہوتی ہے	240
صحابہ کرام اور فرقہ رافضیہ	218	**منہا ۔ ۳۸**	
بارگاہ رسالت ﷺ میں حضرت امام		شرافت علم معلوم کے مقام شرافت کے	
ربانی کی قبولیت	219	مطابق ہے	243
منہا ۔ ۳۵		علم ظاہر اور علم باطن	244
متشابہات کی تاویل اور علماء کی آراء	220	علم کے دو ظروف	244
مفوضین اور مؤولین	220	علم معاملہ......علم مکاشفہ	245
حضرت امام ربانی کا موقف	222	علم نافع اور علم غیر نافع	247
کارکنان قضاء وقدر کون ہیں؟	224	علماء کے تین گروہ	248
محکمات اور متشابہات کے متعلق حضرت		شیخ کے حقوق تمام حقوق سے فوق ہیں	249
امام ربانی کا مؤقف	225	**منہا ۔ ۳۹**	
منہا ۔ ۳۶		عالم امر اور عالم خلق کی تعریفات	254
اتباع سنت، حصول محبوبیت کا ذریعہ ہے	227	لطیفہ......محل نور ہے	256
متابعت ظاہری......متابعت باطنی	228	لطیفہ روح، سر اور خفی کی تفصیلات	258
ریاضت وسنت کا فرق	230	لطیفہ اخفی، نفس اور قالبیہ کی تفصیلات	260
اطاعت رسول ہی اطاعت خدا ہے	232	جسم انسانی میں لطائف کی تعیین	261

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
لطیفہ جاری ہونے کا مطلب	262	**منہا ۔ ۴۱**	
موت کی تعریف اور اس کی قسمیں	264	صفت تکوین کی تفصیلات	290
موت اختیاری کی اقسام	265	صفت قدرت کی تفصیلات	293
منہا ۔ ۴۰		قدرت کسبی کا اجمالی تذکرہ	297
معراج نبوی ﷺ جسمانی ہے	269	صفت ارادہ کی تفصیلات	298
اہل اللہ کا باطنی عروج	270	ارادہ کی دو قسمیں	300
دونوں معراجوں میں فرق	271	استطاعت مع الفعل حقیقت قدرت ہے	302
شیخ رفاہی کی روحانی پرواز	272	استطاعت کی دو قسمیں	303
شیخ بسطامی کی روحانی معراج	272	**منہا ۔ ۴۲**	
کلام...... حقیقی صفت ہے	274	رؤیت باری تعالیٰ دنیا میں واقع	
کلام لفظی...... کلام نفسی	277	نہیں ہے	307
قرآن کی تعریف	278	کشف اور فراست کے درمیان امتیاز	311
کلام اللہ کے مراتب اربعہ	279	فراست کی اقسام ثلاثہ	312
کلام اللہ کے سات بطون	280	اہل معرفت کی فراست	313
وجوبی مراتب...... امکانی مراتب	281	اہل ریاضت کی فراست	313
قرآن، ذاتی وشیونی کمالات کا جامع ہے	283	مناظرہ کی تعریف	315
حقیقت قرآن مرتبہ نور سے بالا ہے	284	مناظرہ کی دو قسمیں	315
قرآن غیر مخلوق ہے	286	مناظرہ مذموم کی تفصیلات	316
دائرہ امکان	287	مناظرہ محمود کا اجمالی تذکرہ	319
ازل کی تعریف	287	علم کلام کی تفصیلات	321
ابد کی تعریفات ثلاثہ	288	حضرت شیخ ماتریدی کا مختصر تعارف	323
سجدہ عبادت...... سجدہ تحیت	288	اشاعرہ کی فلسفیانہ موشگافیوں پر نقد ونظر	326
		حضرت شیخ اشعری کا مختصر تعارف	327

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
منہا ۔ ۴۳	
امام ربانی علم کلام کے مجتہد ہیں	329
علم لدنی کی اقسام ثلاثہ	330
الہام اور فراست کی اجمالی تفصیلات	331
منہا ۔ ۴۴	
تخلیق انسانی کا مدعا	335
عبد ماذون...... بندہ مرزوق	337
تخلیق ہدایت...... تقسیم ہدایت	340
اسیران بدر کے متعلق باہمی مشاورت	341
احکام جزئیہ میں خطاء کا احتمال	342
زلت کے اطلاق سے اجتناب	344
عتاب کا اجمالی بیان	345
افعال عباد مشیت سے متعلق ہیں	347
منہا ۔ ۴۵	
قرآن مجید متقین کے لئے ہادی ہے	348
عرفائے کاملین صفات پر اکتفا نہیں کرتے	350
منہا ۔ ۴۶	
حضرت خواجہ باقی باللہ کے چند مریدین	352
یک در گیر محکم گیر کا مقولہ	355
حضرت خطیب الاسلام کا ایک چیلنج	357
سیدنا علی المرتضیٰ کا محبّ مفرط گمراہ ہے	358
مرید کیلئے شیخ ہی امام برحق ہوتا ہے	361

مضامین	صفحہ
منہا ۔ ۴۷	
کلمہ طیبہ لاہوتی نغمہ ہے	362
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند	365
منہا ۔ ۴۸	
حقیقت سے مراد مبداء تعین ہے	366
حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ	367
حقیقت محمدیہ ﷺ	368
حقیقت محمدیہ کی دو جہتیں	369
حقیقت کعبہ حقیقت قرآن سے بالا ہے	371
حقائق الاشیاء ثابتہ کی تفصیلات	373
معدوم، مرئی شئی نہیں	375
حقیقت احمدیہ ذات احد کا مظہر ہے	377
حقیقت امکانی...... حقیقت وجوبی	377
حقیقت احمدیہ شیون کا ایک بلند مرتبہ ہے	378
اسم محمد اور اسم احمد کے حقائق	379
اسم احمد میں میم عبودیت کا حلقہ ہے	380
حقیقت محمدیہ عالم خلق کی مربی ہے	381
ہزارۂ دوم میں امام ربانی کی برکات	383
ہزار سالہ مجدد ہی امام زمانہ ہوتا ہے	384
حضرت امام ربانی کے معاندین کا خبث باطن	385
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عالم امر کا غلبہ تھا	386

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
منہا ۔ ۴۹	
کلمہ طیبہ کے فیوض و برکات	387
کلمہ طیبہ کے تقاضے	389
منہا ۔ ۵۰	
معوذتین کی قرآنیت	390
حضرت شیخ منیری کا مختصر تعارف	393
مکتوبات منیری کی اہمیت	395
منہا ۔ ۵۱	
تقلید مذموم......تقلید محمود	397
اہل اللہ کے ناقدین حرمان نصیب ہیں	400
سیدنا صدیق اکبر جمال نبوت کا آئینہ ہیں	401
چوں گرفتی پیر را تسلیم شو	402
بمئے سجادہ رنگین کن......	403
سیدنا آدم علیہ السلام اور شجرہ ممنوعہ	404
عصمت کی تعریف	405
اہل اللہ کی خطا پر گریہ وزاری	406
وائے ناکامی زاہد......	407
مسئلہ نسیان کا اجمالی بیان	408
خواجہ حبیب عجمی کی صحت نیت	411
خطاء پیر بہتر از صواب مرید	413
حضرت شیخ شاذلی اور حزب البحر کا وظیفہ	414
منہا ۔ ۵۲	
تجلی کا معنی و مفہوم	416

مضامین	صفحہ
تجلی صفاتی......تجلی ذاتی	417
تجلی ذاتی کی قسمیں	418
تمام انبیاء نفس نبوت میں مساوی ہیں	419
اولوالعزم علیہم الصلوات چھ رسول ہیں	420
انبیاء کرام کے درمیان مخائرہ کی ممانعت	421
آیات واحادیث میں متابقت	422
وصول باعتبار نظر......وصول باعتبار قدم	424
حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں	426
منہا ۔ ۵۳	
سیر مستطیل......سیر مستدیر	430
صوفیائے مستہلکین اور صوفیائے راجعین	432
منہا ۔ ۵۴	
مقام رضا کی تفصیلات	433
حضرت امام ربانی اور مقام رضا	435
صورت رضا اور حقیقت رضا	436
منہا ۔ ۵۵	
سنت کا اکتساب ۔ بدعت سے اجتناب	438
متابعت نبوی ﷺ کی برکات	439
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن	441
منہا ۔ ۵۶	
لفظ جن کا معنی و مفہوم	442
جنات کے متعلق اہلسنت کا موقف	443

www.maktabah.org

مضامین	صفحہ
روحانی مخلوق کی تین اقسام	444
جنات کی تین اقسام	445
جسم انسانی پر جنات کا تسلط اور شیاطین کا تصرف	446
منہا ۔ ۵۷	
امام ربانی کے نزدیک نبی ﷺ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کفر ہے	449
جزوی فضیلت کو کلی فضیلت کے ساتھ معارضہ کی مجال نہیں	451
شہداء کے جزوی فضائل کا بیان	452
اولیاء، انبیائے علیہم الصلوٰۃ کے طفیلی ہیں	453
حضرت خضر کو حضرت موسیٰ پر جزوی فضیلت حاصل ہے۔	454
خاتم ولایت اور خاتم نبوت	457
منہا ۔ ۵۸	
نبوت ولایت سے افضل ہے	460
ولایت نبوت سے منور ہے	461
نبی کا ایک سانس بھی ولی کی زندگی سے فاضل تر ہے	462
انبیاء اولیاء سے چار مراتب میں افضل ہیں	463
منہا ۔ ۵۹	
صفات ذاتیہ کی تین اقسام	464
صفات سلبیہ......صفات ثبوتیہ	465
صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں	466
صفات فعلیہ	467
حق تعالیٰ بذات خود موجود ہے	468
صفت حیات کا اجمالی تذکرہ	470
صفت علم کا تفصیلی تذکرہ	471
فیض تخلیقی......فیض کمالاتی	476
سیر نظری......سیر قدمی	477
منہا ۔ ۶۰	
صفات ثبوتیہ......صفات سلبیہ	479
مماثلت ذاتی......مماثلت صفاتی	481
مماثل موافق......مماثل مخالف	483
معیت عامہ......معیت خاصہ	485
منہا ۔ ۶۱	
حال کی تعریف	487
حال کے متعلق صوفیائے کرام کی آراء	488
وجدانات	488
نسخ سے متعلق تمہیدی کلمات	489
نسخ کے تدریجی مراحل	490
نسخ کی تعریف اور اقسام اربعہ	492
حضور اکرم ﷺ محلل ومحرم ہیں	494
نسخ بالسنۃ کی سات مثالیں	495

www.maktabah.org

پیش لفظ

علم وعرفان اوراحوال وایقان کے رُخ زیبا کوسنوارنے اورنکھارنے میں علمائے راسخین اورعرفائے کاملین میں جن نفوس قدسیہ کے علمی آثاراور باطنی اسرار کوشہرت دوام حاصل ہوئی ان میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے مکتوبات شریفہ اور رسائل مبارکہ سرفہرست ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کی تصانیف عالیہ کا جوفہم و ادراک ہمارے آقائے ولی نعمت سراج العارفین حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہٗ العزیز کوعطا فرمایا البینات شرح مکتوبات (۳ جلدیں) اور سعادت العباد شرح مبداء ومعاد (۲ جلدیں) اس کا بین ثبوت ہیں اہل طریقت کی نظر میں البینات شرح مکتوبات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ عبدالرؤف نظامی مدظلہ' (جنوبی افریقہ) نے اپنے بارہ مدارس دینیہ میں اسے بطور نصاب شامل فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکرواحسان ہے کہ اس نے ہمیں سعادت العباد کی تکمیل کی توفیق انیق رفیق فرمائی۔جس کا پہلا حصہ حضور قبلہ عالم ابوالبیان قدس سرہٗ العزیز کے دوسرے سالانہ عرس پاک کے موقعہ پرچھپ کر منظر عام پر آیا۔جس میں 18 منہا کی توضیح وتشریح کی گئی۔اب بحمدہٖ تعالیٰ اس کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں بقیہ 43 منہا کی شرح پیش خدمت ہے۔جن میں چند ضروری مباحث صفات باری تعالیٰ ،تقلید وتلفیق ،یادداشت ،حضرت امام ربانی کے تقسیم بدعت سے انکار کی توجیہات،

www.maktabah.org

مناظرہ کی اقسام، عتاب کا اجمالی تذکرہ وغیرہا قابل ذکر ہیں۔

اس تصنیف لطیف کی ترتیب وتدوین، تسوید وتزئین اور طباعت واشاعت میں علامہ محمد بشارت علی مجددی، شہید وفا مولانا محمد اکبر شاکر مجددی مرحوم، علامہ حافظ تنویر حسین مجددی، سید اظہر علی شاہ مجددی، علامہ راشد علی مجددی، علامہ محمد اشفاق مجددی (شریعہ اینڈ لاء)، ڈاکٹر محمد انوار احمد اعجاز، محمد ندیم ارشد مجددی، شہزادہ محمد عارف مجددی اور محمد جاوید احمد مجددی کی شبانہ روز محنت لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی سعادتوں اور کونین کی برکتوں سے نوازے اور اپنے شیخ مکرم کے عظیم و پاکیزہ مشن کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللھم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم

قارئین کرام سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ اگر کمپوزنگ یا پروف ریڈنگ کی کوئی فروگذاشت پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ابوالحبیب **محمد رفیق احمد مجددی**

درگاہ حضرت ابوالبیان قدس سرہ العزیز

امیر اعلیٰ: عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

www.maktabah.org

منہا-۱۹

از خصائص حضرت واجب الوجود ست تعالیٰ و تقدس

حضرت واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی خصوصیات سے ہے کہ

که بذات خود موجود بود و اصلا درموجودیت بوجود

وہ بذات خود موجود ہو لے اور موجودیت میں ہرگز وجود

حق تعالیٰ اپنی موجودیت میں وجود کا محتاج نہیں

لے زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اپنی موجودیت (موجود ہونے) میں وجود کا بھی محتاج نہیں بلکہ وہ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے جبکہ تمام مخلوقات وجمیع ممکنات اپنی موجودیت میں وجود کی محتاج ہیں۔

www.maktabah.org

محتاج نشود برابر ست که وجود را عین ذات بگیریم

کا محتاج نہ ہو برابر ہے کہ ہم وجود کو عین ذات مانیں یا ذات پر

یا زائد برذات بر ہر دو تقدیر عینیت و زیادتی محذور

زائد۔ [۲] ہر دو تقدیر عینیت و زیادتی پر حذر لازم ہے

لازم ست و چوں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ را سنت

چونکہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی سنت اس (انداز) پر جاری ہے

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب صوفیائے وجودیہ نے عینیت کا قول کیا تو متکلمین اہلسنت نے ان پر اس قدر تابڑ توڑ اشکالات وارد کئے جن کے جوابات کے لئے ان صوفیاء کو لمبے چوڑے دلائل دینا پڑے اور ان دلائل کی کھینچا تانی کر کے اپنے مؤقف کو ثابت کرنا پڑا لیکن پھر بھی مسکت اور تسلی بخش جواب نہ دے سکے فلہٰذا عینیت کی صورت میں دلائل متطاولہ کا احتیاج لازم آتا ہے اور جمہور متکلمین اہل سنت کی مخالفت بھی لازم آتی ہے اور جب وجود کو زائد علی الذات کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ذات، وجود کے ساتھ موجود ہے جس سے ذات کی وجود کی طرف احتیاج لازم آئے گی اور اللہ تعالیٰ سبحانہ احتیاج سے پاک ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالك علواً کبیراً

www.maktabah.org

برآں جاری شدہ است کہ ہرچہ درمرتبہ وجوب ست

کہ جو کچھ مرتبہء وجوب میں ہے[3] اس کا نمونہ

نمونہ آں در ہر مرتبہ امکان ظاہر سازد **"علمہ احد اولم**

امکان کے ہر مرتبہ میں ظاہر فرما دے کسی کو معلوم ہو یا

یعلمہ" انموذج ایں خاصہ در عالم امکان وجود را ساختہ

نہ ہو۔ اس خاصہ کا نمونہ عالم امکان میں وجود کو بنایا ہے

است کہ وجود ہر چند موجود نیست و از معقولات

کیونکہ یہ وجود اگرچہ موجود نہیں ہے اور معقولات

[3] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ کی یہ سنت وعادت جاری ہے کہ اس نے عالم وجوب کی ہر ہر چیز کا نمونہ عالم امکان میں ظاہر فرمادیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے چاہے کسی کو اس بات کا علم ہو یا نہ ہو، کوئی مانے یا نہ مانے۔ چونکہ عالم وجوب کی ہر اک شئی کا نمونہ عالم امکان میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے وجوب کا نمونہ عالم امکان میں وجود کو بنادیا ہے اور یہ وجود، جو وجوب کا نمونہ ہے، یہ موجود نہیں بلکہ یہ تو معقولات ثانیہ میں سے ہے۔

علماء نے معقولات کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

معقولات ذاتیہ خارجیہ اور معقولات ثانویہ ذھنیہ

معقولات ذاتیہ خارجیہ

یہ ہیں کہ جن کا وجود ذاتی طور پر خارج میں موجود ہوتا ہے جیسا کہ تمام اشیائے کائنات۔

www.maktabah.org

معقولات ثانیہ ذہنیہ

وہ ہیں کہ جن کا وجود خارج میں موجود نہیں ہوتا بلکہ ذہن میں اشیاء کی صورتیں ہوتی ہیں جیسے کتاب جو سامنے میز پر پڑی ہوئی ہو یہ اس کتاب کا وجود ذاتی خارجی ہے جبکہ اس کتاب کا تصور جو ذہن میں ہے وہ معقولات ثانویہ ذہنیہ میں سے ہے جو نا قابل اعتبار ہے۔

غرضیکہ وجوب کا نمونہ ء وجود، جو عالم امکان میں ہے یہ وجود ذہنی ہے حقیقی نہیں ہے اسی لئے نا قابل اعتبار ہے۔

www.maktabah.org

ثانیہ است اما اگر فرض کنیم وجود او را پس او موجود

ثانیہ میں سے ہے لیکن اگر ہم اس کے وجود کو فرض کریں [1] پس وہ

بذات خود خواہد بود نہ بوجود دیگر برخلاف موجودات

بذات خود موجود ہو گا نہ کہ کسی دوسرے وجود کے ساتھ برخلاف

دیگر کہ موجودیت آنہا بوجود محتاج ست وذوات

دیگر موجودات کے کہ ان کی موجودیت وجود کی محتاج ہے ان کی ذاتیں

اینہا کافی نیست پس ہر گاہ وجود کہ او را در موجودیت

کافی نہیں ہیں پس جبکہ ایسا وجود کہ جس کو اشیاء کی موجودیت میں

اشیا مدخلے دادہ اند اگر موجود شود بذات خود موجود

مدخل دیا ہوا ہے اگر موجود ہو گا تو اپنی ذات کے ساتھ موجود

[1] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے وجود کو (ذہنی طور پر) فرض کرلیں تو وہ بھی کسی وجود کے احتیاج کے بغیر اپنی ذات کے ساتھ موجود ہوگا۔ جب ذہناً مفروضہ وجود کو کسی دوسرے کا احتیاج نہیں رہتا تو ذات (حق تعالیٰ) کو اپنی موجودیت میں کسی دوسرے وجود کا احتیاج کیونکر ہوگا فلہٰذا اللہ تعالیٰ بذات خود موجود ہے جبکہ دیگر موجودات اپنی موجودیت میں وجود کی محتاج ہیں۔ ان کی ذوات خود بخود کافی نہیں لہٰذا انہیں وجود کی حاجت ہے۔

www.maktabah.org

خواہد بود ومحتاج بوجود دیگر نخواہد بود خالق

ہو گا کسی دیگر وجود کا محتاج نہیں ہو گا۔ ۵ خالق

موجودات تعالیٰ وتقدس بالاستقلال اگر بذات خود موجود

موجودات تعالیٰ و تقدس بالاستقلال اگر بذات خود موجود

شود واصلا بوجود محتاج نہ گردد چہ عجب ست

ہو اور ہرگز کسی وجود کا محتاج نہ ہو تو کیا تعجب ہے

واستبعاد بعیداں از مبحث خارج است واللہ سبحانہ

(حقیقت سے) دور افتادگان کا اسے بعید از عقل جاننا، مبحث سے

الملهم للصواب اگر کسے گوید کہ مراد حکما و اشعریہ

خارج ہے اور اللہ سبحانہ درست کا الہام فرمانے والا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حکماء، اشعریہ

وبعضے متطوفہ کہ بہ عینیت وجود مر ذات را تعالیٰ و

اور بعض خود ساختہ صوفی کی مراد جو ذات تعالیٰ و

۵ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ اشیائے کائنات جن کی موجودیت میں وجود دخیل ہے وہ وجود بھی اپنی ذات کے ساتھ ہی موجود ہے کسی دوسرے وجود کا محتاج نہیں۔ اگر وہ وجود بذات خود ہی موجود ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبحانہ جو جملہ موجودات کا خالق ہے بغیر کسی وجود کی محتاجی کے وہ اپنی ذات کے ساتھ ہی مستقل طور پر موجود ہو تو اس میں کیا تعجب اور استحالہ ہے...... لیکن حقیقت سے نا آشنا دور افتادہ لوگ اسے ناممکن یا بعید از فہم جانیں تو یہ بات خارج از بحث ہے، اللہ تعالیٰ سبحانہ ہی درست الہام فرمانے والا ہے۔

www.maktabah.org

تقدس قائل گشته اند ہماں ست که توآں راگفته در

تقدس کے لئے عینیت وجود کے قائل ہوئے ہیں وہی ہے کہ جسے آپ نے

معرفت سابق که واجب وجود موجود است تعالیٰ و

گزشتہ معرفت میں بیان فرمایا کہ واجب الوجود تعالیٰ و

تقدس بذات خود نه بوجود پس معنی ایں کلام که

تقدس بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ پس اس کلام

"موجود است بوجودے که عین ذات است" آنست

کا معنی ہے کہ (واجب الوجود) ایسے وجود کے ساتھ موجود ہے جو (اسکی) ذات کا

که موجود ست بذات خود نه بوجود درجواب گوئیم

عین ہے، وہ یہی ہے کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ جواب

که بریں تقدیر خلاف اہل سنت باایشاں دریں مسئله

میں ہم کہیں گے اس تقدیر پر اہل سنت کا اختلاف ان کے ساتھ اس مسئلہ

در برابر نمی افتد بایستے که اہل حق بریں تقدیر در تقابل

میں برابر نہیں پڑتا کیونکہ اہل حق اس صورت پر ان کے مقابلہ میں

ایشاں می گفتند که او تعالیٰ بوجود موجود است نه

کہتے کہ وہ تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے نہ کہ ذات کے ساتھ

بذات اثبات زیادتی وجود بریں تقدیر مستدرك است

اس تقدیر پر وجود کی زیادتی کا اثبات زائد ہے

www.maktabah.org

پس اثبات زیادتی وجود را دلالت برآں شد کہ خلاف
پس زیادتی وجود کا اثبات اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ
فریقین درنفس وجود نیست بلکہ در وصف اوست
فریقین کا اختلاف نفس وجود میں نہیں ہے بلکہ اس کے وصف میں ہے
کہ عینیت و زیادتی باشد یعنی ہر دو فریق قائل اند
جوعینیت اور زیادتی ہے یعنی دونوں فریق اس بات کے قائل ہیں کہ
بآنکہ اوتعالیٰ بوجود موجود است خلافے ندارند مگر
وہ تعالیٰ وجود کے ساتھ موجود ہے کوئی اختلاف نہیں رکھتے
درعینیت و زیادتی آں اگر گویند کہ چوں واجب الوجود
مگر اس کی عینیت اور زیادتی میں اگر کہتے ہیں کہ جب واجب الوجود
تعالیٰ و تقدس بذات خود موجود باشد پس واجب را
تعالیٰ و تقدس بذاتِ خود موجود ہو تو واجب تعالیٰ
تعالیٰ موجود گفتن بکدام معنی باشد؟ چہ معنی موجود
کو موجود کہنے کے کیا معنی ہیں کیونکہ موجود کا معنی
ما قام بہ الوجود است **ولا وجود ھھنا اصلاً** جواب گوئیم کہ
وہ چیز جس کے ساتھ وجود قائم ہو اور یہاں وجود ہرگز نہیں جواباً ہم کہیں گے
آرے وجود یکہ ذات واجب تعالیٰ و تقدس بآں موجود
کہ ہاں وہ موجود کہ ذات واجب تعالیٰ و تقدس جس کے ساتھ موجود ہو

www.maktabah.org

شود در واجب تعالیٰ مفقود ست اما وجود یکه بطریق

واجب تعالیٰ میں مفقود ہے لیکن جو وجود

عرض عام بر ذات او تعالیٰ مقول شود و بطریق اشتقاق

عرض عام کے طور پر اس تعالیٰ کی ذات پر بولا جائے اور بطریق اشتقاق

محمول گردد اگر باعتبار قیام آں وجود واجب را تعالیٰ

محمول ہو اگر اس وجود کے قیام کے اعتبار سے واجب تعالیٰ کو

موجود گویند گنجائش دارد ہیچ محذور لازم نیاید والسلام

موجود کہیں تو گنجائش رکھتا ہے اس سے کوئی استحالہ لازم نہیں آتا۔ والسلام

www.maktabah.org

منہا-۲۰

ہر گز نہ پرستیم خدائے را کہ درحیطۂ شہود آید ومرئی

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے [1] جو شہود کے احاطہ میں آجائے اور دکھائی

گردد ومعلوم شود ودروہم وخیال گنجد چہ مشہود و

دے اور معلوم ہو جائے اور وہم وخیال میں سما جائے کیونکہ مشاہدہ میں آنے والا،

مرئی ومعلوم و موہوم ومتخیّل دررنگ شاہد و رائی و

دکھائی دینے والا، معلوم ہوجانے والا، وہم میں آنے والا، خیال میں سمانے والا شاہد

[1] حق تعالیٰ شہوداور وہم وتخیل سے وراء ہے

زیرِنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشاہدہ، رؤیت، وہم اور خیال میں نہیں سما سکتا جوذات، مشہود مرئی، معلوم، موہوم اور متخیل (بفتح خاء) ہو وہ مخلوق اور مصنوع ہوگی اور جو چیز مخلوق ومصنوع ہو وہ حادث اور فانی ہے اور جو چیز حادث اور فنا پذیر ہو وہ عبادت اور پرستش کے لائق نہیں اور جو لائق عبادت اور قابل پرستش نہیں وہ معبود برحق نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تخیلات، توہمات اور مشاہدات سے وراء ہے

ع آں لقمہ کہ در دہاں نگنجد طلبم

یعنی کیسی عجیب بات ہے کہ ہم لوگ اس ہستی کو وہم وخیال اور کائنات کے آئینوں

www.maktabah.org

عالم وواہم و متخیّل مصنوع و محدث ست

دیکھنے والے، عالم اور وہم وخیال کرنے والے کی مانند مخلوق اور پیدا شدہ ہے

ع آں لقمہ کہ در دہان نگنجد طلبم

لقمہ جو دہن میں سما نہیں سکتا وہ میں طلب کرتا ہوں

مقصود از سیر وسلوك خرق حجب ست حجب وجوبی

سیر و سلوک سے مقصود پردوں کا چاک کرنا ہے وہ حجاب وجوبی

میں لانا چاہتے ہیں جو دید، عقل اور فہم میں نہیں آ سکتا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مشاہدہ، رؤیت، وہم اور خیال کی قدرے وضاحت کردی جائے تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔وباللّٰہ التوفیق

رؤیت اور مشاہدہ میں فرق

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رؤیت اور مشاہدہ کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

❁...... رؤیت حق تعالیٰ (واجب الوجود) کے دیدار کو کہا جاتا ہے جبکہ مشاہدہ کا تعلق وجوب کے ظلال میں سے ایک ظل کے ساتھ ہے۔

❁...... رؤیت، اصالت اور مشاہدہ، ظلّیت ہے۔رؤیت، نبوت کا ثمرہ ہے جبکہ مشاہدہ، ولایت کا نتیجہ ہے۔

❁...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ولایت میں بیشتر قدم رکھتے ہیں کیونکہ ان میں عالم امر کی نسبت غالب ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت میں بیشتر قدم ہیں لٰہذا انہوں

www.maktabah.org

نے مشاہدہ پر اکتفانہ کر کے رؤیت بصری کی درخواست کردی۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

وہم اور خیال میں فرق

وہم اور خیال انسانی دماغ میں دوقوتیں ہیں۔ وہم کا محل دماغ میں وسط جوف کا پچھلا حصہ ہے اور خیال کا محل دماغ میں بطن اول کا پچھلا حصہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز وہم اور خیال کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

یہ وہم ہی کی شرافت ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سبحانہ نے تخلیق عالم کو اس مرتبہ میں اختیار فرمایا ہے اور اسے اپنے کمالات کا محل بنایا ہے۔ مرتبہء وہم، نمود بے بود سے عبارت ہے جیسے آئینے میں زید کی صورت نمود بے بود ہے۔ یہ مرتبہء علم اور مرتبہء خارج سے وراء ہے۔ عالم موہوم مخترع نہیں کہ وہم کے ازالہ سے زائل ہو جائے جیسا کہ سوفسطہ کا مذہب ہے بلکہ عالم موہوم یقینی ہے جس پر جزاوسزا اور ثواب وعذاب مترتب ہونگے۔ یہ خیال ہی کی بزرگی ہے کہ حضرت واجب الوجود نے اسے عالم مثال کا نمونہ بنایا ہے جو تمام جہانوں سے وسیع تر ہے حتی کہ اس عالم میں مرتبہء وجوب جل شانہ کی ایک صورت بھی بیان کی جاتی ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی مثل نہیں لیکن مثال ہے۔ وللہ المثل الا علی (النمل)

۞...... راہ سلوک کا دارومدار تو ہم وتخیل پر ہے۔ احوال ومواجید کا ادراک وہم سے ہوتا ہے اور سالکوں کو تجلیات وتلوینات خیال کے آئینے میں مشہود ہوتی ہیں: فلولا الوھم لقصر الفھم ولولا الخیال لستر الحال یعنی اگر وہم نہ ہوتا تو فہم قاصر رہتا اور اگر خیال نہ ہوتا تو حال مستور رہتا۔

اس راہ سلوک میں وہم وخیال سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں اور ان کے ادراک

www.maktabah.org

وانکشاف اکثر واقع کے مطابق ہوتے ہیں۔ یہ وہم وخیال ہی ہے کہ پچاس ہزار سال کی راہ جو بندہ اور رب کے درمیان ہے کو خدا تعالیٰ کے کرم سے بہت کم مدت میں قطع کر لیتا ہے اور وصول کے درجات تک پہنچا دیتا ہے۔

(ماخوذ از مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۰۹ وغیرھا)

اہل طریقت نے خیال کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

خیال باکشف اور خیال بدون کشف

یہ حق تعالیٰ کی قدرت و مرضی ہے کہ بعض خیالات میں قرب کو نقش فرما دیتا ہے اور بعض خیالوں میں منقش نہیں فرماتا۔

ع ہر گل پسرے را حرکات دیگر ہست

وجوبی وامکانی حجابات

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز سیر وسلوک اور تصوف وطریقت کی غرض و غایت بیان فرما رہے ہیں کہ ان سے مقصود وجوبی اور امکانی حجابات کو پھاڑ کر بے پردہ وصل ہے۔ وجوبی حجابات، امکانی حجابات اور وصل عریانی کی قدرے تفصیلات ہدیہء قارئین ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو!

ہر وہ چیز جو بندے کو حق تعالیٰ سے بے خبر یا دور کر دے حجاب کہلاتی ہے یعنی تمام اشیاء اور خیالات ماسویٰ، حجابات ہیں۔ سب سے بڑا حجاب بندے کی اپنی ذات (حجاب خودی) ہے جیسا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حجابِ چہرۂ جاں می شود غبار تنت
تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

حجابات کی دو قسمیں ہیں: حجابات نورانی اور حجابات ظلمانی

www.maktabah.org

❁...... حجابات ظلمانی سے مراد عالم امکان اور کدورات بشریہ ہیں جنہیں حجابات امکانی بھی کہا جاتا ہے۔

حجابات نورانی کی دو قسمیں ہیں:

❁......حجابات نورانی سے مراد صفات، شیونات اور اعتبارات کے ظلال ہیں۔

ا...... **حجابات وجودیہ:** اسماء وصفات کے ظلال کو کہا جاتا ہے غالبًا انہی کو حجابات وجوبی بھی کہتے ہیں۔

۲......**حجابات اعتباریہ:** یہ شیونات اور اعتبارات کے ظلال ہیں شاید انہی کو حجابات کیفی بھی کہا جاتا ہے۔

اصحاب حجب تین ہیں:

ا...... اصحاب شمال (صاحبان دست چپ)

۲...... اصحاب میمنہ (صاحبان دست راست)

۳......سابقان (واصلان ذات بلا کیف)

زوال حجابات بھی دو قسم پر ہے زوال علمی اور زوال عینی (وجودی)

حجابات نورانی کا زوال، زوال علمی ہے کیونکہ صفات وشیونات درمیان میں رہتی ہیں صرف عارف کے علم ودید سے باہر ہوتی ہیں جیسا کہ کسی عارف نے کہا

حسنے تو چناں کرد مرا زیر و زبر
کز خال و خط زلف تو ام نیست خبر

حجابات ظلمانی کا زوال، زوال عینی وجودی ہے کہ عالم امکان کی کثافتوں اور بشریت کی کدورتوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

حجابات ظلمانی، حجابات نورانی اور حجابات کیفی کی قدرے وضاحت ملاحظہ ہو:

www.maktabah.org

حجاباتِ ظلمانی

ہر قسم کے گناہ اور لذات نفسانی، طبیعی ہیں انہیں حجابات ناسوتی بھی کہا جاتا ہے۔ سالک کو سب سے پہلے انہی حجابات کو رفع کرنا پڑتا ہے۔ اصحاب شمال، صاحبان حجابات ظلمانی کو ہی کہا جاتا ہے۔

حجاباتِ نورانی

علوم ظاہر یہ رسمیہ، عبادات عادیہ اور انوار ملکوتیہ، حجابات نورانی ہیں، انہیں حجابات ملکوتی بھی کہا جاتا ہے۔ سالک کو حجابات ظلمانی کے بعد انہی حجابات کو اٹھانا پڑتا ہے سالک کے لئے ان حجابات کا اٹھانا، حجابات ظلمانی سے زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ حجابات نورانی، مزے اور لذت میں حجابات ظلمانی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اصحاب میمنہ، صاحبان حجابات نورانی کو کہا جاتا ہے۔

حجاباتِ کیفی

کیف وکم اور امکان وحدوث کے تمام مناظر ومظاہر حجابات کیفی ہیں تعالی اللّٰہ عن ذالك علواً کبیراً۔ سالک کو آخر میں مشاہدۂ ذات کے لئے تمام حجابات کیفی کا پردہ چاک کرنا پڑتا ہے اور یہ کام سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے اور اس کے بغیر ذاتِ بے کیف تک رسائی ناممکن ہے۔ سابقان سے مراد وہی حضرات ہیں جو حجابات ظلمانی، نورانی اور کیفی سے گذر کر ذات بلا کیف تک وصول بلا کیف کے انعام سے سرفراز ہیں۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اتصال بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با جان ناس

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۵، ۲۱)

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک مکتوب میں حجابات ظلمانی وحجابات نورانی کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ملاحظہ ہو!

میرے مخدوم! راہ سلوک انسان کے سات لطیفوں کی تعداد کے مطابق کل سات قدم ہے دو قدم عالم خلق میں ہیں جو کہ قالب (بدن عنصری) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو کہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں اوران سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی ان للّٰہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمة یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے نور وظلمات کے ستر ہزار حجاب ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۵۸)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ عارف جب ولایت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے مرتبے میں پہنچتا ہے تو اس مقام میں تمام حجابات وجودی واعتباری اٹھ جاتے ہیں اور عارف کو وصل عریانی نصیب ہو جاتا ہے اور مطلوب کی یافت حقیقی طور پر میسر آجاتی ہے جس میں گمان اور وہم کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۱)

غوث الثقلین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی بھی اسی مفہوم کی خبر دیتا ہے

خرقت جمیع الحجب حتی و صلت الی
مقام لقد کان جدی فادنانی

یعنی میں نے تمام پردوں کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ وہاں پہنچ گیا جہاں میرے جدا مجد (دادا) تھے تو انہوں نے مجھے قریب کرلیا۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے ظلال کے تمام مرتبوں کو طے کرلیا جس کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں اور اس جگہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ

www.maktabah.org

سلم کے مبداء تعین پر پہنچ گیا جو کہ اسماء وصفات کے مرتبہ میں ہے اور اس کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

دوران سلوک انہی پردوں کو پھاڑنا پڑتا ہے تاکہ وصل عریانی نصیب ہو، محض عروج ونزول کا نام تصوف وطریقت اور سیر وسلوک نہیں بقول شاعر

قرب نے بالا و پستی رفتن است
قرب حق از قید ہستی رُستن است

جیسا کہ شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے حجابات کو پھاڑتے ہوئے حریم قدس جل سلطانہ میں باریاب ہوئے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴)

وصل عریانی

اس کا لغوی معنی ہے برہنہ وصل (بے پردہ ملاقات) اصطلاح صوفیاء میں وصل عریانی ''بدون اعتبار زائد بر ذات مجردہ صرفہ'' کا نام ہے یعنی ذات حق کا ایسا مشاہدہ جس میں کسی اعتبار زائد کا نشان نہ ہو۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے مرتبے میں عارف کو مقصود حقیقی کا وصل تحقیقی میسر آتا ہے نہ کہ وصل گمانی یعنی ایسا وصل کہ عارف اور ذات کے اسماء وصفات وشیونات کے درمیان نہ حجابات ظلمانی حائل رہتے ہیں اور نہ حجابات نورانی۔

آپ فرماتے ہیں اگر کوئی خوش نصیب اس مقام کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو لازم ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت ومحبت اختیار کرے اور سنت و شریعت کی پابندی کا خوب اہتمام کرے کیونکہ یہ مقام عزیز الوجود ہے۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۱)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ حجابات اور پردوں میں نہیں ہے بلکہ ہم اور عالم امکان

www.maktabah.org

باشد یا امکانی تا وصل عریانی میسر آید نہ آنکہ مطلوب

ہوں یا امکانی تاکہ وصل عریانی میسر آجائے نہ یہ کہ مطلوب

را در قید آرند وصید نمایند

کو قید میں لائیں اور شکار کر لیں۔ [۲]

پردوں میں مستور اور محدود ہیں۔

حق تعالیٰ اشیائے کائنات سے وراء ہے

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ سیر وسلوک سے مقصود مطلوب حقیقی کو قید میں لانا نہیں بلکہ اس سے مقصود قید ہستی کے پردے پھاڑ کر اور ہر قسم کے حجابات چاک کر کے صورتوں اور شکلوں سے پرے مطلوب حقیقی کو تلاش کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اشیائے کائنات سے وراء الوراء ہے جیسا کہ آپ کا موقف ہے انہ تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء یعنی اللہ تعالیٰ پرے سے بھی پرے ہے۔ درحقیقت حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے ان صوفیائے وجودیہ کی تردید فرمائی ہے جو کائنات اور ذات، ممکنات اور وجوب کی عینیت کے قائل ہیں اور ذات مطلق (اللہ تعالیٰ) کو ممکنات کے پردوں میں مقید جانتے اور اسے کائنات کی شکلوں اور صورتوں میں تلاش کرتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم جب وحدت الوجود کا موقف رکھتے تھے انہوں نے بھی یہ کہہ دیا تھا:

ع یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ!

مگر سرہند شریف کی پہلی حاضری نے ہی ان کے قلب ونظر میں انقلاب پیدا کر دیا تھا اور حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کی توجہات قدسیہ کی بدولت وحدت الوجود

www.maktabah.org

کے تنگ کوچہ سے وحدت الشہود کی شاہراہ پر گامزن ہو کر پکار اٹھے

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
زماں ہے نہ مکاں لا الہ الا اللہ
یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لا الہ الا اللہ

آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ ذات حق جل سلطانہ بے رنگ اور بے جہت ہے وہ شکلوں و پردوں اور صورتوں میں محدود و مستور نہیں بلکہ ان سے بالا ہے اس لئے ذات اور بندوں کے درمیان جتنے بھی امکان و وجوب کے پردے ہیں ان کی نفی کرتے ہوئے انہیں چاک کرنا چاہئے تاکہ بلاحجاب وصل یار نصیب ہو سکے۔

خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ وارث مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ پنجاب پاکستان نقشبندی طریقت کی اس معرفت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ملاحظہ ہو!

سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی پیشوا قطب ربانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بزرگ کے قریب سے گذر ہوا وہ بزرگ بڑے غور سے برتن کے اندر کچھ دیکھ رہے تھے۔آپ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ کہنے لگے

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

یعنی میں پیالے میں صاف پانی ڈال کر اسمیں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں۔ رات کا وقت تھا اور چاند چمک رہا تھا۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں جس طرح پانی میں چاند کا عکس دیکھ رہا ہوں اسی طرح مخلوق میں خالق کا عکس دیکھ رہا ہوں (مطلب یہ تھا کہ میں سیر آفاقی کر رہا ہوں) آپ فرمانے لگے خدا کے بندے! چاند تو اوپر چڑھا

www.maktabah.org

ہوا ہے اور تو پیالے میں چاند دیکھ رہا ہے اصل چھوڑ کر نقل کو کیوں دیکھتا ہے؟ حقیقت چھوڑ کر مجاز میں کیوں پھنستا ہے؟ منہ سیدھا اوپر کر، تیری گردن پر ورم تو نہیں وہ دیکھ! سامنے چاند چمک رہا ہے۔

بس عزیزان گرامی! بات یہ ہے کہ لوگ چاند پیالے میں دیکھتے ہیں اور نقشبندی مجددی لوگ چاند سیدھا دیکھتے ہیں یہ ہے نقشبندی طریقت میں معرفت ذات کا تصور۔ ہم لوگ مجاز کے پردے ہٹا کر، صورت کے بت مٹا کر، حقیقت کے دیس میں جا کر، وحدت کے سمندر میں غوطہ لگا کر جلوۂ یار سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اگر یہ معرفت بندے کو آ جائے تو دنیا کسی رنگ میں فقیر کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ کوئی حسن اور کوئی طمع، کوئی خوف اور کوئی غم درویش کو خدا سے بیگانہ نہیں کر سکتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

(مقالات خطیب الاسلام)

www.maktabah.org

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں

عنقا کسی نے شکار نہیں کیا جال اٹھا لے

کا ینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کہ اس جگہ ہمیشہ جال خالی ہاتھ آتا ہے [۳]

۳ؔ اس شعر کو حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے اپنے موقف کی تائید میں نقل فرمایا ہے کہ جس طرح شکاریوں نے نایاب پرندے ''عنقا'' کو شکار کرنے کیلئے جال پھیلائے مگر اسے دام میں پھنسا نہ سکے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے خیالوں اور صورتوں کے پردوں میں کھینچ کر لانے والے کبھی بھی اسے ممکنات کے جال میں نہیں لا سکتے ......

یہ ہے معرفت کا وہ تصور جو حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) کے سامنے پیش فرمایا ہے: جزاہ اللّٰہ تعالی عنا ماھو اھلہ، بقول اقبال مرحوم

بہت مدت کے نخچیروں کا انداز نگاہ بدلا

کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک سوال مقدر کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہم وخیال، عقل وبیان اور مشاہدہ وروٗیت سے وراء ہے حالانکہ علمائے اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا ہمارا اس پر ایمان ہے لیکن اس کی کیفیت کیا ہوگی ہم اس معاملہ میں مشغول نہیں ہوتے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ متکلمین اہلسنت کا روٗیت باری تعالیٰ کے متعلق یہ موقف ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق

www.maktabah.org

تعالیٰ کا دیدار ہوا ہے مگر وہ دنیا میں دنیا سے نکل کر آخرت کے ساتھ ملحق ہونے پر ہوا ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا بلا کیف وادراک اور بے شبہ ومثال دیدار ہوگا مگر یہ رؤیت کالرؤیت ہوگی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق رقمطراز ہیں: چنانچہ ملاحظہ ہو

مومنوں کو بہشت میں اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کا بے چونی و بے چگونی کے طور پر دیدار ہوگا کیونکہ وہ رؤیت جو بے چون سے متعلق ہے وہ بھی بے چون ہوگی بلکہ دیکھنے والا بھی بے چونی کی وجہ سے حظ وافر حاصل کرے گا تاکہ بے چون کو دیکھ سکے لا یحمل عطا یا الملك الا مطایا ہ ۔آج اس معما کو اس نے اپنے اخص خواص اولیاء پر سہل کر دیا ہے اور منکشف ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ ان بزرگوں کے نزدیک تحقیقی اور دوسروں کے لئے تقلیدی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۷)

(مزید تفصیلات کیلئے سعادت العباد شرح مبداء ومعاد جلد اول منہا ۹ ملاحظہ ہو)

www.maktabah.org

بقی ان الرؤیة فی الاٰخرة حق نؤمن به ولا نشتغل بکیفیته

باقی رہا یہ کہ رؤیت آخرت میں حق ہے،ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ؎ لیکن ہم اسکی کیفیت

عامۃ الناس کی عقول کیفیت رؤیت کے ادراک سے قاصر ہیں

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کو بیان فرمارہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی آخرت میں رؤیت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس رؤیت کی کیفیت میں مشغول اس لئے نہیں ہوتے کہ عامۃ الناس کی عقول وافہام اس رؤیت کی کیفیت کے ادراک سے عاجز اور قاصر ہے بقول شاعر

لائق دولت نبود ہر سرے
بار مسیحا نکشد ہر خرے

ترجمہ: نہیں ہر شخص سرداری کے قابل، نہ ہر خر، عیسیٰ برداری کے قابل۔

www.maktabah.org

لقصور فهم العوام عن درکه لالعدم ادراک الخواص فان لهم

میں مشغول نہیں ہوتے کیونکہ عوام کی فہم اس کے ادراک سے قاصر ہے ۵ نہ کہ خواص کو

نصیباً من ذالک المقام فی الدنیا وان لم یسم رؤیة

ادراک نہیں کیونکہ دنیا میں ان کے لئے اس مقام سے حصہ ہے اگرچہ اسے رؤیت

والسلام علٰی من اتبع الھدٰی

کا نام نہیں دیا جاتا اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

۵ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کیفیت رؤیت کی بابت عدم مشغولیت کی وجہ، عوام کا قصور فہم بیان فرمارہے ہیں جبکہ خواص کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر روحانی استعداد اور باطنی قابلیت عطا فرمائی ہوتی ہے کہ ان کی قوت مدرکہ رؤیت کی کیفیات کے ادراک سے شادکام اور فائز المرام ہوتی ہیں۔ والحمدللّٰه علی ذالك کیونکہ انہیں دنیا میں بھی رؤیت باری تعالیٰ نصیب ہوتی ہے اگرچہ اسے رؤیت نہیں کہا جائے گا یعنی یوں نہیں کہا جائے گا کہ انہوں نے دنیا میں سر کی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کا دیدار کرلیا ہے۔ (واللّٰه اعلم بحقیقة الحال)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے لا اعبد ربا لم اراہ یعنی میں اپنے رب کا دیدار کئے بغیر اس کی عبادت نہیں کرتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خدا کا دیدار ننانوے مرتبہ کیا ہے۔ اس قسم کے دیدار سے مراد رؤیت قلبی ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۲۱

ہرچہ در دید و دانش می آید مقیّدست و از صرافت

جو چیز دید و دانش میں آ سکتی ہے وہ مقید ہے [1] اور اطلاق صرف سے

اطلاق متنزل ومطلوب آنست که از جمیع قیود منزّہ

فرو تر ہے اور مطلوب وہ ہے جو تمام قیود سے منزہ و مبرا ہو

ومبرّا باشد پس ماورائے دید ودانش او را باید جست

لہٰذا اس کو دید و دانش سے ماوراء تلاش کرنا چاہئے

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز توحید خالص کا وہ نظریہ بیان فرما رہے ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل سلطانہ انسانی دید، فہم اور علم کی حدود سے بالا ہے کیونکہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جو چیز بھی دید ودانش اور عقل وفہم میں آ جائے وہ مطلق نہیں رہتی بلکہ مقید ہو جاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ مطلق محض ہے۔ مطلق محض کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آلائش، آمیزش اور شائبے سے بلند ہے اسی بنا پر کتب تصوف میں اللہ تعالیٰ کو ذات محض، ذات صرف، ذات سازج اور ذات بحت جیسے اسماء سے پکارا گیا ہے۔

عارف کا مطلوب حقیقی (حق تعالیٰ) ہر قسم کی حدود وقیود سے پاک اور خالی ہے یعنی وہ مخلوق اور حادث کے تعینات وتقیدات سے منزّہ ومبرّہ ہے اس لئے اسے دید و دانش سے ماوراء تلاش کرنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ عقل کے اطوار وانداز سے بالا ہے۔

www.maktabah.org

این معامله ورائے طور نظر عقل ست چه عقل ماورائے

یہ معاملہ عقل کے انداز نظر سے وراء ہے کیونکہ عقل ماورائے

دید و دانش را جستن محال می داند

دید و دانش کو ڈھونڈنا محال جانتی ہے

راز درون پرده ز رندان مست پرس

درون پردہ کا راز رند مستوں سے پوچھ [۲]

کیں حال نیست صوفئی عالی مقام را

کیونکہ یہ عالی مقام صوفی کا حال نہیں ہے

[۲] حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے درج فرمودہ شعر سے دو مفہوم معلوم ہوتے ہیں

⊙ ......ایک تو یہ کہ حق تعالیٰ شکلوں اور صورتوں کے تعینات سے بالا ہے کیونکہ یہ سب مخلوق اور حادث ہیں اور عقل دید و دانش سے نتائج اخذ کر کے اس پر حکم لگانے تک ہی محدود ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے وراء الوراء ہے۔

⊙ ......دوسرے یہ کہ عرفائے کاملین حظیرۃ القدس کے جملہ حجابات اٹھا کر بے پردہ جلوۂ یار سے شاد کام ہوتے ہیں غالبًا یہی وجہ ہے کہ کبھی نہ کبھی بے خودی کے عالم میں ان سے حقائق و اسرار کا اظہار و اعلان ہو ہی جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر آپ اپنی طرف اشارہ فرما رہے ہیں واللّٰہ اعلم بحقیقة الحال غالبًا بایں وجہ بزبان اقبال مرحوم آپ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں

بہت مدت کے نخچیروں کا انداز نگاہ بدلا
کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شہبازی کا

www.maktabah.org

منہا-۲۲

مطلق بر صرافت اطلاق خود ست ہیچ قیدے باو راہ

مطلق اپنے اطلاق صرف پر ہے [1] کسی قسم کی کوئی قید کا اس میں

نیافتہ است اما چون درمرآت مقید ظہور فرماید عکس

دخل نہیں ہے لیکن جب مقید کے آئینوں میں ظہور فرمائے اس کا

او باحکام آن مرآت منصبغ گشتہ مقیّد و محدود نماید

عکس ان آئینوں کے احکام میں رنگین ہو جاتا ہے، وہ مقید اور محدود دکھائی

لاجرم دردید و دانش آید پس اکتفا بردید ودانش اکتفا بر

دیتا ہے لامحالہ دید و دانش میں آتا ہے لہٰذا دید و دانش پر اکتفاء

عکسے است از عکوس آن مطلوب بلند ہمتان بجوز و

کسی عکس پر اکتفا کر لینا ہے اس مطلوب کے عکسوں میں سے بلند ہمت

حق تعالیٰ مقید کے آئینوں سے بالا ہے

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذات مطلق ہے اس اطلاق محض کو کسی قسم کی قید سے مقید نہیں کیا جا سکتا لیکن جب وہ ذات مطلق ممکنات اور موجودات کے آئینوں میں ظہور فرماتی ہے تو ذات کا انعکاس

www.maktabah.org

کائنات کے شیشوں کے احکام میں رنگین ہوکر مقید اور محدود دکھائی دیتا ہے نتیجتاً وہ فہم وعقل وعلم اور دیدودانش میں آ جاتا ہے۔

جب سالک مخلوقات وممکنات کے محدودو مقید آئینوں میں ذات مطلق کے انوار وتجلیات کو مشاہدہ کرتا ہے جس کی بنا پر وہ ذات حق جلّ سلطانہ کی دیدودانش کا دعویٰ کر دیتا ہے حالانکہ اس نے ذات کا مشاہدہ نہیں کیا بلکہ انعکاس کو دیکھا ہے جس پر وہ اکتفاء کر بیٹھتا ہے جو اس کے کم ظرف ہونے کا عکاس اور دوں ہمت ہونے کا غماز ہے۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال بقول اقبال مرحوم

صد مرض پیدا شد از بے ہمتی
کوتہ دستی ، بے دلی ، دوں فطرتی

www.maktabah.org

مویز سیر نشوند[2] **ان اللّٰہ سبحانہ یحب معالی الھمم جعلنا**

اخروٹ اور منقی سے سیر نہیں ہوتے۔ یقیناً اللہ سبحانہ عالی ہمتوں کو پسند فرماتا ہے

اللّٰہ سبحانہ من معالی الھمم بحرمۃ سید البشر علیہ وعلیٰ الہ

اللہ سبحانہ ہمیں بلند ہمتوں میں سے بنائے بحرمت سید البشر آپ پر اور آپ کی آل

الصلوات والتسلیمات

پر صلوات و تسلیمات ہوں

[2] کچھ سالک تو اشیائے کائنات میں ذات مطلق کے انوار وانعکاس پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں جبکہ عالی ہمت اور وسیع الظرف سالکین مخلوقات وممکنات کے پردے چاک کر کے بے حجاب جلوۂ یار کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

دراصل یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے صوفیائے کرام کے توحید کے متعلق دو نظریات کو بیان فرمایا ہے۔

ا......نظریۂ وحدت الوجود　　　　۲......نظریۂ وحدت الشہود

اشیائے کائنات کے آئینوں اور شکلوں میں ذات کے انوار وتجلیات دیکھنے کو وحدت الوجود سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس نظریہ کے بانی حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ صوفیائے وجودیہ اس نظریہ کو آیات متشابہات سے ثابت کرتے ہیں جو فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تأویلہ (آل عمران ۷) کی رو سے محل غور ہے کیونکہ عقائد، متشابہات سے نہیں بلکہ محکمات سے ثابت ہوتے ہیں مگر صوفیائے وجودیہ کا یہ بیان عقیدہ نہیں بلکہ بیان حال ہے اس لئے انہیں غلبہ ءحال اور سکر وقت کی بنا پر معذور جاننا چاہئے اسے تجلی صوری بھی کہا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

www.maktabah.org

بعض صوفیاء کرام نے ذات کے جلووٴں کو مختلف شکلوں اور صورتوں میں دیکھا چنانچہ کسی نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو لڑکے کی شکل میں دیکھا...... کسی نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کو عورت کی شکل میں دیکھا...... کسی نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کو گھوڑے کی شکل میں دیکھا...... حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے درخت کی شکل میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا جیسا کہ درخت سے آواز آئی انی انا اللّٰہ یقیناً میں تیرا اللہ ہوں۔

حضرت امام ربانی کا نظریہ توحید

اشیائے کائنات کے سارے آئینے توڑ کر اور صورتوں کے سہارے چھوڑ کر، بے پردہ ذات کے مشاہدے کو وحدت الشہود سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس موقف کو باقاعدہ نظریہ کے طور پر منظر عام پر لانے والے حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السبحانی ہیں۔ آپ کا یہ نظریہ کتاب وسنت کے عین مطابق ہے جو آیات محکمات سے ثابت ہے، علمائے متکلمین اہلسنت کا یہی موقف ہے اور یہی مسلک اسلم ہے (والحمدللہ علی ذالک)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ کائنات کی شکلوں اور صورتوں میں ذات کے نہیں بلکہ اسماء وصفات کے ظلال کے عکوس اور پرتو ہیں جنہیں دیکھ کر بعض صوفیاء کرام نے دید ودانش کا دعویٰ کر دیا اور اسی پر اکتفا کر بیٹھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام شجر اور نار کی صورت میں تجلی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور افاقہ ہونے پر توبہ کی ...... جبکہ شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممکنات ومخلوقات سے آگے ماورائے عرش ذات کا جلوہ دیکھا اور ما زاغ البصر وما طغٰی کے مرتبے پر فائز ہوئے اور ھل من مزید کا نعرہ لگاتے رہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے

www.maktabah.org

گرچہ عین ذات را بے پردہ دید
رب زدنی از زبان او چکید

بلکہ بعض عشاق تو یہاں تک کہہ گئے

بدیں جمال و خوبی سر طور گر خرامی
ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

یعنی کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب ارنی کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لن ترانی اگر کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لن ترانی کا جواب دینے والا اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا: ارنی اے میرے محبوب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا ہی رہتا جیسا کہ آیت کریمہ فانك باعیننا سے عیاں ہے۔

سالکین مجددیہ کیلئے چند فکر انگیز گذارشات

تعلیمات شرعیہ کے طالبین، طریقت نقشبندیہ کے سالکین اور فکر مجددیہ کے حاملین کیلئے یہاں چند اہم اور فکر انگیز گذارشات پیش خدمت ہیں جو حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے مکتوبات شریفہ اور رسائل مبارکہ کو سمجھنے میں معاون ثابت ہونگی۔

⊙ ...... حضرت ابن العربی قدس سرہُ العزیز کے متبعین وحدۃ الوجودی حضرات اس قدر غالی واقع ہوئے ہیں کہ حضرت ابن العربی قدس سرہُ العزیز کے توحید وجودی پر مشتمل نظریات کو قطعی اور یقینی مانتے ہیں اور تصوف میں ان کی ہر بات کو حجت اور انکے ہر قول کو حرف آخر سمجھتے ہیں اس سلسلے میں وہ متکلمین اہلسنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ حضرت ابن العربی کی کتابوں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم وغیرھا میں جمہور متکلمین

www.maktabah.org

اہلسنت کی سب سے زیادہ مخالفت موجود ہے اوران کے توحید اور معرفت پر مبنی اکثر نظریات جمہور متکلمین اہلسنت کے خلاف ہیں اوران کے نزدیک متکلمین، علمائے ظواہر میں سے ہیں اور معرفت سے خالی ہیں انہیں کیا خبر کہ توحید کیا ہے یہ تو بس عارفوں کا حصہ ہے متکلمین کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

⊙ ...... ہمیں تو اس بات پر بہت سخت حیرت ہوتی ہے اور ابھی تک ہم اسکا جواب نہیں پاسکے کہ ہمارے اکابر علماء وفضلاء اور اساتذہ شرح عقائد، توضیح وتلویح اور مسلم الثبوت وغیرھا جیسی کتابیں اپنے مدارس میں طلباء کو پڑھاتے ہیں جو متکلمین کے عقائد پر مشتمل ہیں اور کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں جن کی درس وتدریس سے یہ علماء اور اساتذہ بنے ہیں اور جن کے متعلق صراحت کردی گئی ہے کہ جو مسلمان ان کے برعکس عقائد رکھے گا وہ گمراہ شمار ہوگا اور دائرہ اہلسنت سے خارج ہوجائے گا۔

لیکن جب حضرت ابن العربی کے نظریات کی باری آتی ہے تو یہ حضرات علمائے کرام بغیر کسی توقف کے متکلمین اہلسنت کو نظرانداز کرتے ہوئے حضرت ابن العربی کے ساتھ ہوجاتے ہیں فیاللعجب اور جب ان سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم چشتی ہیں ہم قادری ہیں، حالانکہ حضرت ابن العربی چشتی نہیں، قادری تھے ۔ ہمارا کسی بزرگ پر اعتراض اور تنقید نہیں بلکہ ہم نے تو سوال کے طور پر کئی چشتی بزرگوں سے پوچھا کہ اگر حضرات چشتیہ وراثتاً توحید وجودی کے قائل ہیں تو ارشاد فرمائیں کہ یہ توحید وجودی کی وراثت حضرات چشتیہ میں کہاں سے ثابت ہے؟...... چشتیوں کو توحید وجودی کس چشتی بزرگ نے سکھلائی ہے؟...... جبکہ قادریوں میں توحید وجودی حضرت ابن العربی کے ذریعے آئی ہے۔ ہمیں اس سوال کا ابھی تک جواب نہیں ملا۔

⊙ ...... حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز متکلمین اہلسنت کی حمایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ متکلمین علماء بھی ہیں اور صوفیاء بھی، عالم بھی ہیں اور عارف بھی،

www.maktabah.org

علوم ظاہریہ کے مالک بھی ہیں اور معارف باطنیہ کے حامل بھی، ارباب قیل وقال بھی ہیں اور اصحاب کشف وحال بھی۔

صوفیائے وجودیہ اپنے معارف کو کشف سے ثابت کرتے ہیں اور کشف ظنی ہوتا ہے جس میں شک وشبہ کا احتمال بھی ہے اور غلطی کا امکان بھی۔ یہ حضرات آیات کریمہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کو کھینچا تانی کر کے اپنے موقف کے مطابق ڈھالتے ہیں اور آیات متشابہات سے اپنا مسلک ثابت کرتے ہیں۔

جبکہ متکلمین اہلسنت اپنے عقائد کو علوم وحی سے ثابت کرتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہیں اور قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں جن میں غلطی اور خطا کا کوئی امکان نہیں۔

⊙ ......صوفیائے وجودیہ کا موقف یہ ہے کہ شریعت اور طریقت جدا جدا ہیں جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ طریقت اور حقیقت شریعت کی خادم ہیں۔ (دفتر اول مکتوب ۴۰)

⊙ ......طریقت، صوفیاء کا کشف ہے اور شریعت، انبیاء کا علم وحی ہے۔ صوفی خادم ہیں اور نبی علیہم الصلوات مخدوم ہیں اس لئے خادموں کا علم مخدوموں کے علم پر غالب نہیں کرنا چاہئے۔

ہمیں فص نہیں نص چاہئے

جب حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز سے حضرت شیخ عبدالکبیر یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول "حق تعالیٰ سبحانہ عالم الغیب نہیں ہے" اور اس کی تاویلات کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ جواباً ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

میرے مخدوم! فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی طاقت ہرگز نہیں ہے، میری رگ فاروقی ایسی باتوں سے بے اختیار جوش میں آجاتی ہے اور ایسے کلام کی تاویل وتوجیہہ

www.maktabah.org

کی فرصت نہیں دیتی۔ ان باتوں کا قائل خواہ شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی ہمیں تو حضرت محمد عربی علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والسلام کا کلام (حدیث) درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی، صدرالدین قونیوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام، مارابانص کا راست نہ بفص، فتوحات مدنیه از فتوحات مکیه مستغنی ساخته است ہم کونص (قرآن وسنت) سے کام ہے نہ کہ فص (فصوص الحکم) سے، فتوحات مدنیہ (احادیث مبارکہ) نے ہم کو فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے جن میں حق تعالیٰ اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۰۰)

⊙ ...... حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ

صوفیہ کا عمل حلت وحرمت میں سند نہیں ہے کیا ان کیلئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا عمل (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اس زمانے کے خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ بنا کر سرود ورقص کو اپنا دین وملت بنالیا ہے اور اسی کو طاعت وعبادت سمجھ لیا ہے الذین اتخذوا دینهم لهواً ولعباً یعنی ان لوگوں نے لہو ولعب کو اپنا دین بنالیا ہے۔ (الاعراف) (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

ایک اور مقام پر حضرت امام ربانی رقمطراز ہیں:

کل روز قیامت شریعت کی بابت پوچھیں گے تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے انبیائے کرام صلوات اللّٰه تعالیٰ و تسلیماته علیهم نے جو کہ تمام کائنات میں سب سے بہتر ہیں اپنی شریعتوں کی طرف ہی دعوت دی ہے اور نجات کا انحصار اسی پر رہا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۴۸)

www.maktabah.org

غرضیکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صوفیائے کرام کی نسبت کشف وشہود پر زیادہ اعتماد نہیں کرتے اور نہ ہی انکو ولایت کی شرائط میں سے جانتے ہیں۔ علمائے اہلسنت کے کتاب وسنت کی روشنی میں بیان فرمودہ عقائد واعمال کے مطابق عقائد واعمال درست ہونے چاہئیں، ہمارے نزدیک یہی معیار اور کسوٹی ہے کشف وشہود کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔

غرضیکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز متکلمین اہلسنت کا دفاع وحمایت اس لئے فرماتے ہیں کہ ان کی تحقیقات واجتہادات کتاب وسنت کے عین مطابق ہیں۔

مذکورہ بالا چند توضیحات کا تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے تا کہ سالکین کے دل ودماغ میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے متعلق کسی قسم کا کوئی شبہ وابہام جنم نہ لے جو حصول فیض میں رکاوٹ کا باعث ہو۔ والحمدللّٰہ علی ذالك

⊙ ......دوں ہمت سالکین حق تعالیٰ سبحانہ' کو شکلوں اور صورتوں کے قید خانوں اور شیشوں میں دید ودانش پر اکتفا کر بیٹھتے ہیں جبکہ بلند ہمت اور بلند حوصلہ عارفین اخروٹ ومنقیٰ پر کفایت نہیں کرتے بلکہ وہ تو بے حجاب دید محبوب کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں عالی ہمت لوگوں میں سے بنائے جو حق تعالیٰ کی محبت کے حقدار ہوتے ہیں۔ اللھم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم خواجۂ بے رنگ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہُ العزیز نے کیا خوب فرمایا

هنوز ایوانِ استغنا بلند است
مرا فکرِ رسیدن ناپسند است

www.maktabah.org

منہا-۲۳

دراوائل حال می بینم که درمکانے طواف می کنم و

میں ابتدائے احوال میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک مکان میں طواف کر رہا ہوں

جمعے دیگر نیز با من دراں طواف شریک اند اما بطوئے

اور ایک دوسری جماعت بھی میرے ساتھ اس میں شریک ہے لیکن

محفوظ اولیاء ہی ملائکہ سے افضل ہیں

اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اپنی روحانی اور باطنی استعداد کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ باطنی استعداد اور روحانی صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ جس کے مقابلہ میں ملائکہ بھی ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں حضرت انسان اور ملائکہ کے درمیان باہمی فضیلت کے متعلق قدرے وضاحت ہدیہء قارئین ہے۔

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

اتفاق اہل سنت وجماعت وجمہور مشائخ طریقت انبیاء وآناں کہ محفوظ اند از اولیاء فاضل تر اند از فرشتگان بخلاف معتزلہ کہ ایشاں ملائکہ را فاضل تر از انبیاء گویند

یعنی اہل سنت و جماعت اور جمہور مشائخ طریقت اس بات پر متفق ہیں کہ

www.maktabah.org

سیر آن جماعه بحدے ست که تا من یك دور طواف را

اس جماعت کی ست روی اس حد تک ہے کہ جب تک میں طواف

بانجام می رسانم آن جماعه دوسه قدم مسافت را قطع می

کا ایک دور پورا کر کے پہنچتا ہوں وہ جماعت دو تین قدم کی مسافت کو

نمایند درآں اثنا معلوم میگردد که این مکان فوق العرش

قطع کرتی ہے اسی اثناء میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان عرش سے فوق ہے

انبیائے عظام اور اولیائے کرام جو محفوظ ہیں وہ فرشتوں سے افضل ہیں جبکہ معتزلہ کے نزدیک ملائکہ نبیوں سے افضل ہیں۔ (کشف المحجوب فارسی ۲۶۰)

حضرت مولانا مولوی فیروزالدین مرحوم اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ تمام علماء وصوفیائے محققین کے اتفاق سے مومنوں میں سے خواص، خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عام مومن عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ پس انسانوں میں سے جو لوگ گناہ سے محفوظ اور معصوم ہیں یعنی اولیاء وانبیاء وہ جبریل و میکائیل وغیرہم (علیہم السلام) خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور جو محفوظ و معصوم نہیں یعنی عام مومن وہ محافظ اور کراماً کاتبین فرشتوں سے افضل ہیں و اللّٰہ اعلم

(بیان المطلوب ترجمہ کشف المحجوب)

فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار میں ہے:

خواص البشر واوساطه' افضل من خواص الملائکه واوساطه عندا کثر المشائخ یعنی اکثر مشائخ کے نزدیک خواص اور درمیانہ درجہ کے انسان، خواص اور درمیانی درجہ کے فرشتوں سے افضل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے

www.maktabah.org

است وجماعه طواف کنند گان ملائك کرام اند علی

اور طواف کرنے والوں کی جماعت ملائکہ کرام ہیں۔ ہمارے

نبینا وعلیهم الصلوات والتسلیمات والله یختص برحمته من

نبی اور ان پر صلوات وتسلیمات ہوں اور اللہ اپنی رحمت سے مختص فرمالیتا ہے

یشاء والله ذو الفضل العظیم

جسے چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

خاص انسان جیسے انبیاء واولیاء خاص وعام تمام فرشتوں سے افضل ہیں مگر عام انسانوں سے خاص فرشتے افضل ہیں۔رہے کفار وہ تو گدھے کتے سے بھی بدتر ہیں کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: اولئك هم شر البریه (مرآة ۳/۳۰۶)

یاد رہے کہ رسالہ مبداء ومعاد حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے مختلف اوقات میں پیش آنے والے واقعات واحوال کی تحریر فرمودہ روحانی یادداشتیں ہیں جن کو آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ذاتی بیاض سے لے کر مرتب فرمایا تھا۔

حضرت امام ربانی کا مشاہدہ

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمارہے ہیں کہ ابتدائے احوال میں جب ہم ولایات سہ گانہ (ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا) میں سے آخری ولایت ملاء اعلیٰ میں روحانی سیر اور باطنی طیر فرمارہے تھے تو ایک روز ہم نے عرش سے بالا ایک مقام کا مشاہدہ کیا جس میں ہم اور ملائکہ کرام کی

www.maktabah.org

جماعت باہم اکٹھے طواف کرر ہے ہیں۔ دوران سفر ہماری سرعت رفتاری کا یہ عالم تھا کہ ہم طواف کا ایک دور مکمل کر لیتے ہیں اور فرشتے ابھی دو تین قدم ہی اٹھاتے ہیں یعنی اس سرعت سیر میں فرشتے بھی ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ واللّٰہ یختص برحمته من یشاء۔ اسی لئے حضرت انسان کو فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ روحانی سیر کے دوران عارف کامل کی پرواز جہاں تک ہوتی ہے فرشتے بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ دانائے شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے

اگر از برج معنی پرد طیر او
فرشتہ فروماند از سیر او

دراصل روز اول سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جن جن امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا ہے وہ انہی امور میں مشغول ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ویفعلون مایؤمرون سے عیاں ہے وہ تذکیر و تانیث، خورد و نوش اور دیگر نفسانی خواہشات سے مبرا ہیں اس لئے کسی قسم کا کوئی گناہ کر ہی نہیں سکتے بنابریں وہ گناہوں سے معصوم اور خطاونسیان سے محفوظ ہیں جیسا کہ آیت کریمہ لایعصون اللّٰہ ماامرھم سے واضح ہے

لیکن بایں ہمہ فرشتے ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور راہ ارتقاء ان پر مسدود ہے جیسا کہ آیت کریمہ ومامنا الالہ مقام معلوم سے آشکارا ہے، جبکہ انسان نفسانی خواہشات و موانعات اور دیگر ضروریات زندگی کے باوجود جب اوامر کا اکتساب اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے اور مجاہدات وریاضات اور مصائب و آلام کو بھی مطلوب حقیقی کی طرف سے نعمت سمجھ کر برداشت کرتا ہے تو روحانی سیر کے دوران فرشتوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے بقول جگر مرادآبادی

www.maktabah.org

بے فائدہ الم نہیں ، بے کار غم نہیں
توفیق دے خدا تو یہ نعمت بھی کم نہیں

نیز حضرت انسان ایسی نعمت عظمیٰ اور دولت قصویٰ سے سرفراز ہے جسے درد و آہ، جذب و مستی، سوز و گداز اور الحاح وفغاں کہتے ہیں جس سے ملائکہ بھی محروم ہیں۔
حضرت شیخ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی در خورد نیست

علامہ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے

نداند جبرئیل ایں ہائے و ہو را
کہ نشناسد مقام جستجو را

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

اطاعت رسول کے ثمرات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عالم ارواح سے عالم اجسام میں بھیج کر انسانی روح کا جسم کے ساتھ تعلق و تعشق پیدا کر دیا اور اسے طاعات وعبادات پر مامور فرما کر رجعت قہقری کا حکم دے دیا تا کہ یہ دوبارہ عالم قدس کی طرف پرواز کرے مزید برآں امت محمدیہ اور

www.maktabah.org

ملت مصطفویہ کو فاتبعونی فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت و پیروی کا حکم دیا تا کہ انسان شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات پر عمل پیرا ہو کر قرب خدا کی منازل و مدارج کو طے کرے چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لمحہ عروج و ارتقاء نصیب ہوتا رہتا ہے اس لئے آپ کے امتیوں کو بھی آپ کے طفیل وراثت وتبعیت کے طور پر ارتقاء میسر ہوتا رہتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ وللآخرة خير لك من الاولى سے واضح ہے۔ اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے:

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے صید زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لولاک ہے تو

www.maktabah.org

منہا-۲۴

قباب اولیاء اللّٰہ صفات بشریت ایشان ست بہرچہ سائر

اولیاء اللہ کے حجاب ان کی بشری صفات ہیں [1] جن کے تمام

مردم محتاج اند این بزرگواران نیز محتاج اند ولایت

لوگ محتاج ہیں یہ بزرگ بھی محتاج ہیں ولایت

ایشان را از احتیاج نمی برآرد و غضب ایشان نیز دررنگ

ان کو احتیاج سے بری نہیں کرتی اور ان کا غضب

غضب سائر مردم ست ہرگاہ سیدالانبیاء علیہ وعلیھم

بھی تمام لوگوں کے غضب کی مانند ہے جبکہ سید الانبیاء آپ پر اور ان پر

صفات بشریہ سے مراد علل معنویہ ہیں

[1] اس منہا کے ابتداء میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے پردوں اور حجابات کو بشریت کی صفات قرار دیا ہے۔ صفات بشریہ سے مراد ناجائز شہوت، غضب، حسد، تکبر، طمع اور نفس وغیرھا ہیں جو قابل نفرت اور لائق مذمت ہیں۔ سالک اور صوفی احکام شرعیہ کو بجالانے اور شیخ کامل مکمل کی توجہات قدسیہ کی بدولت ان کدورات بشریہ (جن کا ازالہ تو ممکن نہیں البتہ امالہ ہوجاتا ہے) سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

www.maktabah.org

الصلوات و التسلیمات فرماید اغضب کما یغضب البشر

صلوات و تسلیمات ہوں فرماتے ہیں مجھے غصہ آتا ہے جیسے ہر انسان کو غصہ

باولیا چہ رسد وہمچنین ایں بزرگواران دراکل وشرب

آتا ہے اسی طرح یہ بزرگوار کھانے پینے

غضب وجلال پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوتا تھا مگر دولت اسلام سے مشرف ہونے اور صحبت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی بدولت امالہ ہوجانے کی وجہ سے یہی غضب وجلال کفار اور دشمنان اسلام کے خلاف ہوگیا تھا۔

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہُ العزیز سے پوچھا کیا شیطان کو اس راہ کے چلنے والوں پر کچھ قابو ہوگا؟ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس راہ کا چلنے والا جو شخص فنائے نفس کی سرحد تک نہیں پہنچا جب وہ غصہ میں ہوگا تو شیطان اس پر قابو پالے گا لیکن اس راہ کا چلنے والا جو شخص فنائے نفس حاصل کر چکا ہو اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت ہوتی ہے اور جہاں کہیں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اس قسم کی صفت اس شخص کیلئے مسلم ہوگی جو اپنا رخ راہ حق کی طرف رکھتا ہو۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۲۹)

قباب (بکسر قاف) قبہ کی جمع ہے جس کا معنی پردہ اور حجاب ہے۔

اولیاءاللہ کے بطون بشریت کے حجابات وصفات میں مستور ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس طرح عامۃ الناس ضروریات زندگی کے محتاج ہوتے ہیں اولیائے کرام کو بھی انہی اشیاء کی حاجت ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کا قرب وولایت انہیں بشری ضرورتوں اور انسانی تقاضوں سے خارج نہیں کرتیں بلکہ انہیں جسمانی ضروریات اور دنیوی معاملات

www.maktabah.org

کی ضرورت وحاجت رہتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ خلق لکم ما فی الارض جمیعا (البقرہ) سے عیاں ہے۔

جب جسمانی تقاضوں اور دنیوی معاملات کی انبیائے کرام علیہم السلام کو حاجت ہوتی ہے تو اولیائے کرام تو بدرجہ اتم ان کے ضرورت مند ہونگے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اغضب کما یغضب البشر یعنی جیسے دوسرے بشروں کو غصہ آتا ہے مجھے بھی غضب اور جلال آتا ہے۔ حدیث پاک کے مکمل الفاظ مبارکہ یوں ہیں:

اللّٰھم انا بشر (وفی روایة انما محمد بشر ارضی کما یرضی البشر) اغضب کما یغضب البشر فایما مسلم سببته او لعنته او ضربته فاجعلها منی صلاةً علیه وز کاة وقربة تقربه بها الیك یوم القیامه (مسند احمد ۲/۴۹۳)

یعنی اے اللہ! میں بشر ہوں (ایک روایت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف بشر ہے میں راضی ہوتا ہوں جس طرح بشر راضی ہوتے ہیں) میں بھی غضب ناک ہوتا ہوں جس طرح دوسرے بشر غضبناک ہوتے ہیں۔ جس شخص کو میں سب وشتم کروں یا اس پر لعنت بھیجوں یا اس کی پٹائی کروں تو اسے، اس شخص کیلئے میری طرف سے رحمت بنادے اور پاکیز گی اور قرب کا سامان بنادے اوران کے ذریعے تو اس شخص کو قیامت کے روز قرب کا ذریعہ بنادے۔

دوسری روایت میں یوں الفاظ ہیں: اللھم انی اتخذت عندك عهدا لن تخلفنیه فانما انا بشر فای المومنین اذیته شتمته لعنته جلد ته فاجعلها له صلاةً وز کاةً وقربةً تقربه بها الیك یوم القیامة (وفی روایة رحمة واجراً و کفارة) (مسلم کتاب البر والصلہ)

www.maktabah.org

یعنی اے اللہ میرا تجھ سے ایک عہد ہو چکا ہے تو میرے اس عہد کو اپنے کرم سے ضرور پورا فرما، میں بشر ہوں اگر مومنوں میں سے کسی کو میں اذیت پہنچاؤں، اس کو گالی دوں، اس پر لعنت کروں، اس کو ماروں تو تو میرے اس رنج پہنچانے کو اس کے حق میں رحمت، پاکی اور اپنے قرب کا سبب بنا (اور دوسری روایت میں رحمت، اجر اور کفارہ کے الفاظ بھی ہیں) اور اس کی وجہ سے قیامت کے روز اس شخص کو اپنا قرب عطا فرما۔

یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا البتہ اگر کبھی کسی کو سخت وسست کہا تو وہ محض تادیبی کاروائی کے طور پر نظم وضبط اور تربیت کی خاطر ایسا کیا ہے یا پھر حدود شرعیہ کے قیام کیلئے اور کفار کے خلاف جہاد وقتال میں ایسا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد گرامی ہے۔ ماضرب رسول اللّٰہ شیئاً قط بیدہ ولا امراۃ ولا خادماً الا ان یجاھد فی سبیل اللّٰہ وما نیل منہ شئی قط فینتقم من صاحبہ الا ان ینتھك شئی من محارم اللّٰہ فینتقم للّٰہ عزوجل (صحیح مسلم کتاب الفضائل) یعنی حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتال فرمایا اور جب بھی آپ کو کچھ نقصان پہنچایا گیا آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حدود کی خلاف ورزی کی جائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تأخذکم بھما رأفۃ فی دین اللّٰہ یعنی تمہیں دین کے معاملے میں ان پر ترس نہ آئے (سورہ نور ۲) نظم وضبط کی خاطر غزوہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کے دوران حضرت عکاشہ کو مسواک چبھو کر صف درست کرنے کا حکم فرمایا مگر تعلیم امت کی خاطر خود کو قصاص کیلئے پیش فرمادیا۔ غرضیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب وجلال کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ آپ کے چہرۂ انور سے اس کے آثار سرخی کی

www.maktabah.org

صورت میں نمودار ہوتے اور آپ اس پر انتقام لیتے مگر امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کیلئے غضب نہیں فرماتے تھے۔ (جامع الترمذی ابواب الشمائل.)

⊙ ...... یہ بھی یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار ومنافقین کے خلاف جو دعائے ضرر فرمائی وہ ان کے حق میں رحمت، اجر وکفارہ نہیں ہوئی بلکہ بغیر کسی تغیر وتبدل کے مستجاب ہوئی۔

⊙ ...... یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے ضرر اس مسلمان کے حق میں رحمت، طہارت، اجر اور کفارہ کا باعث ہوگی جو دعائے ضرر کا مستحق نہ ہو جیسا کہ ارشاد نبوی علٰی صاحبہا الصلوات ہے فایما احد دعوت علیه من امتی بدعوة لیس لها باهل ان یجعلها له طهورا ......الخ (مسلم) یعنی اگر میں غیر مستحق کے خلاف دعائے ضرر کروں تو اے اللہ تو اِس کو اُس کیلئے رحمت بنادے۔

یہاں تین امور کے متعلق قدرے تفصیلات ہدیہ قارئین ہیں

۱...... بشریت مطہرہ

۲...... غضب اور جلال کا اجمالی تذکرہ

۳...... حالت غضب میں حواس کا توازن

بشریت مطہرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لئے تمام انبیائے کرام کو صورت بشریہ میں مبعوث فرمایا جیسا کہ آیات کریمہ وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم (النحل) اور قل انما انا بشر مثلکم (الکہف) سے عیاں ہے تاکہ فیوض وبرکات اور خیرات وحسنات کے افاضہ اور استفاضہ میں سہولت رہے جبکہ ملائکہ

www.maktabah.org

کرام کی نورانیت ولطافت اور بندوں کی بشریت وکثافت اوران کی باہمی عدم مناسبت کی وجہ سے افادہ واستفادہ ممکن نہ تھا اسی لئے ، کسی بھی فرشتے کو منصب نبوت سے سرفراز نہیں فرمایا گیا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

علمائے عقائد نے رسول کی تعریف میں یوں تصریح فرمائی ہے

الرسول انسان بعثه الله تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام (شرح عقائد) یعنی رسول وہ عظیم المرتبت انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔

یادرہے کہ رسول، صاحب کتاب وشریعت ہوتا ہے جبکہ نبی کیلئے ان کا ہونا ضروری نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نورانیت (عالم امر) اوربشریت (عالم خلق) سے مرکب ہیں۔ نورانیت کے باعث آپ حق تعالیٰ سے فیض لیتے ہیں اور بشریت کی بدولت مخلوق کوفیض دیتے ہیں۔ اس مفہوم کوکسی شاعر نے کیا خوب بیان کیا ہے

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

واضح رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت مقدسہ بھی بے مثل ہے اور بشریت مطہرہ بھی بے مثل۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اس عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنصری پیدائش نے آپ کی ملکی پیدائش پرغلبہ کیا ہوا تھا تاکہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت زیادہ غالب ہے وہ مناسبت جوافادہ واستفادہ کا سبب ہے زیادہ پیدا ہوجائے یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بشریت (مبارکہ) کے ظاہر کرنے کی تاکید فرمائی

www.maktabah.org

ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ یعنی اے پیکر رعنائی وزیبائی، آپ فرمایئے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔لفظ مثلکم کالانا تاکید بشریت کیلئے ہے مگر وجود عنصری سے رحلت فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی جہت غالب آ گئی اور آپ کی بشریت کی مناسبت کم ہوگئی۔

(دفتر اول مکتوب ۲۰۹)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کی مزید توضیحات پیش خدمت ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی مانند نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور آپ کا وجود انور مناسبت ومشابہت نہیں رکھتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق جل وعلا سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا خلقت من نور اللہ (میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں)...... کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے، اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا جاتا ہے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر انسانی صورت میں جو احسن تقویم ہے ظہور فرمایا اور محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے موسوم ہوئے...... کتنی ہی دقت نظر سے صحیفہء ممکنات عالم کا مطالعہ کیا جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود انور مشہود نہیں ہوتا چونکہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم اس ممکنات عالم میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے فوق ہیں اسی بنا پر آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہیں تھا۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

غالباً حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی قدس سرہُ العزیز نے اسی مفہوم کو

www.maktabah.org

یوں بیان فرمایا ہے:

گویند کہ آں مظہر جاں سایہ نداست
ویں طرفہ کہ عالم ہمہ در سایہء اوست

انا بشر مثلکم کی حکمت

مظہر کمالات خفی وجلی حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان کی تین قسمیں ہیں۔

- ......ایک عوام کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے دل وجان سے گرویدہ ہوکر ایمان لائے ہیں۔
- ...... دوسرا ایمان اولیاء اللہ کا ہے کہ وہ صاحبان مشاہدہ ہیں ان کا ایمان شہودی ہوتا ہے کیونکہ ظلمانی حجاب کو یہ حضرات چاک کر چکے ہوتے ہیں جو بے صبری، بے قناعتی، بے توکلی اور خیال غیر سے عبارت ہے اور نورانی حجاب کو طے کر کے مرتبہء شہود تک پہنچے ہوتے ہیں جو صفات وشیونات اور اعتبارات ذاتیہ سے عبارت ہے۔
- ...... تیسرا ایمان اکابر کا ہوتا ہے کہ یہ بزرگ شہود سے بھی آگے گزر گئے ہوتے ہیں اور کمال وصال سے پیوستہ ہوتے ہیں اور ان کا ایمان بھی ایمان غیبی کے رنگ میں ہوتا ہے کیونکہ مشاہدے کی، کمال اتصال کے مرتبے میں گنجائش نہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص اپنا ہاتھ پشت کے پیچھے لے جائے تو غیب ہے اور جب اپنے سامنے لے آئے تو مشاہدہ ہو جائے گا اور آنکھ کی پتلی پر رکھ لے تو پھر غیب ہو جائے گا پس وصل بے فصل کے مرتبہ میں بھی غیب متحقق ہے اسی لئے تو کہتے ہیں کہ جو خاص الخاص حضرات ہیں وہ عوام کی مانند ہوتے ہیں، انا بشر مثلکم میں یہی راز پوشیدہ ہے۔ (درالمعارف)

www.maktabah.org

اہل اللہ کے صفائے باطن کی بنا پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جمالی اور جلالی تجلیات کا ورود ہوتا رہتا ہے۔ جس عارف پر تجلیات جمالیہ کا غلبہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے جمال کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اُس سے زیادہ محبت و پیار کا ظہور ہوتا ہے اور جس سالک اور صوفی پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات جلالیہ کا غلبہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے جلال کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اس سے غضب اور جلال کا ظہور ہوتا ہے اور بعض عارف اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال دونوں کے مظہر ہوتے ہیں جب کبھی تجلیات جلالیہ کا غلبہ ہو جائے تو ان سے جلال کا ظہور ہوتا ہے اور جب کبھی تجلیات جمالیہ کا غلبہ ہو جائے ان سے جمال و پیار کا ظہور ہوتا ہے۔

جب کوئی سالک خلوص نیت اور صدق قلب کے ساتھ کسی شیخ کامل مکمل کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کر دیتا ہے اور مردہ بدست غسال کے مصداق ہر قسم کی مشقت و ریاضت اور شیخ کی جلالی و جمالی تربیت کو بطیب خاطر برداشت کرتا ہے اور بادۂ وحدت کا متوالہ بن کر شاہراہ محبت پر گامزن جہاد اکبر میں مصروف ہو جاتا ہے تو کبھی زبان حال اور کبھی زبان قال سے نعرۂ مستانہ لگاتا ہے لوددت ان اقتل فی سبیل اللّٰہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ......الخ بقول شاعر

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

چونکہ شیخ کامل کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر موقوف ہوتا ہے اس لئے اگر وہ کسی سالک کو سخت وست، زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ اور لعن طعن کرتا ہے تو اس میں المرید لا یرید الا اللّٰہ کی اصلاح و تربیت مقصود ہوتی ہے، ذاتی اغراض اور نفسانی فساد و انتقام کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کم فہم، ظاہر بین اور نادان شخص شیخ کی ایسی حرکات و سکنات کو دیکھ یا سن کر چیں بجبیں ہو جائے اور جلال، جلال کی رٹ لگاتا

www.maktabah.org

رہے تو اس کا کیا علاج؟ (فافہم وتدبر)

مولانا روم مست بادۂ قیوم ایسے لوگوں کے متعلق یوں گویا ہیں .

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
زانکہ ماند در نوشتن شیر و شیر

قہر و عتاب میں بھی تو رحمت ہے مستتر
یہ نکتہ کب خیال میں ناقص کے آ سکے

درحقیقت جو سالک، صاحب جلال شیخ کامل کی جلالی تربیت کو بخوشی قبول کرلیتا ہے کندن بن جاتا ہے کیونکہ شیخ کی زجروتوبیخ میں نہ جانے کتنے راز پوشیدہ ہوتے ہیں۔ گو جمالی تربیت کی بڑی برکات ہیں مگر جلالی تربیت کی تاثیرات دیرپا اور زیادہ مؤثر ہوتی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت زید ابوالحسن فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدگرامی جامع الشریعہ والطریقہ حضرت عبداللہ شاہ ابوالخیر فاروقی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

ایک مرتبہ صاحب جذبہ ونسبت عبداللہ پٹھان کے واسطے چند ضرب چوب کی سزا آپ نے تجویز فرمائی تو دوسرے پٹھان نے تعمیل ارشاد کیا۔ جس وقت ان پر پہلی ضرب پڑی انہوں نے ضارب سے کہا زور سے مارو۔ ہر ضرب پر وہ الحمد للہ کہتے جاتے تھے۔ سزا پوری ہونے پر انہوں نے مسرت کا قہقہہ لگایا اور وجد کی حالت میں رقصاں اٹھے۔ تھوڑی دیر ان پر ایک خاص کیفیت طاری رہی۔ ایک ہندوستانی مخلص اس تمام کیفیت کو دیکھتے رہے آخر میں عبداللہ سے حقیقت دریافت کی۔ انہوں نے کہا اے عزیز! یہ سزا نہیں تھی یہ تو میرے لئے اکسیر حیات تھی۔ مجھ سے ایک لغزش ہوگئی تھی اور میں باطنی حلاوت کھو بیٹھا تھا اور دل پر غفلت کے پردے پڑ گئے تھے جس کی بناء پر

www.maktabah.org

میں از حد متالم تھا۔ ہر ضرب کے ساتھ ظلمت کے پردے چاک ہوتے گئے اور جب میں اٹھا تو وصل محبوب، نقد وقت تھا۔

بحمد للہ کہ چشم باز کردہ   مرا با جان جاں ہمراز کردہ

(بزم خیر از زید)

حالت غضب میں حواس کا اعتدال

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ قوت غصہ کا محل قلب ہے اور اس قوت کی غذا شہوت اور انتقام ہے۔ اس قوت کے اعتبار سے انسان فطرتی طور پر تین درجات میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

۱......تفریط   ۲...... افراط   ۳......اعتدال

تفریط (کمی)

یہ اس وقت ہوتی ہے جب یہ قوت بالکل نہ پائی جائے یا اس میں کمزوری ہو اور یہ مذموم ہے، اس قسم کے لوگوں میں حمیت اور غیرت نہیں ہوتی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کو غصہ دلایا جائے اور اسے غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اور جس میں غصے اور غیرت کی قوت مفقود ہو وہ بالکل ناقص ہے۔ اس قسم کا انسان قابل نفرت اور لائق مذمت ہوتا ہے کہ اسے یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ میرے گھر میں کون آتا جاتا ہے ایسے شخص کو دیوث کہا گیا ہے جو مخنث اور ہیجڑے سے بھی بدتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان سعداً لغیور و انا اغیر من سعد و ان اللّٰہ اغیر منی یعنی بے شک سعد رضی اللہ عنہ غیرت مند ہیں میں ان سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب اللعان)

غیرت اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ نسبتیں محفوظ رہیں۔ اگر اس میں چشم پوشی سے

www.maktabah.org

کام لیں گے تو نسبتیں خلط ملط ہو جائیں گی اسی لئے کہا گیا ہے کہ جس امت کے مردوں میں غیرت رکھی گئی ہے ان کی عورتیں محفوظ رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شدت اور حمیت کو اشداآء علی الکفار اور واغلظ علیھم سے بیان فرمایا ہے۔

افراط

جس شخص میں غصہ کی اس قدر زیادتی ہو کہ وہ شخص غصہ سے مغلوب ہو جائے اور اس کا اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہے اور اس قدر مخبوط الحواس ہو جائے کہ عقل و دین کی سیاست واطاعت اور نظر وفکر اور بصیرت نہ رہے۔ دوران غصہ اس کی حرکات وسکنات اور شکل وصورت کی ہیئت کذائی تک مضطرب اور متغیر ہو جاتی ہے، آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، نتھنے پھول جاتے ہیں، اعضاء پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، منہ سے نکلنے والے الفاظ کا نظم وضبط ٹوٹ جاتا ہے حتی کہ وہ فحش گوئی اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ وغیرھا

احادیث مبارکہ میں غصہ کا علاج بھی تجویز فرمایا گیا ہے کہ جب کسی کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے ...... بیٹھا ہو تو تکیہ لگا لے ...... تکیہ لگائے ہو تو لیٹ جائے ...... بلکہ فرمایا سو جائے ...... غصہ آئے تو خاموش ہو جائے ...... پانی کے ساتھ کلی کر لینی چاہئے یا وضوء کر لینا چاہئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حالت غصہ میں درج ذیل دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی فلہٰذا یہ دعا پڑھنا علمائے کرام نے مستحب قرار دیا ہے دعا کے الفاظ یہ ہیں اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن (کنز العمال جلد ہفتم)

نیز حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دعا نقل فرمائی ہے:

اللھم اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من الشیطان

www.maktabah.org

الرجیم (احیاء العلوم جلد اول)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ مجھے ایک جملے میں اخلاق حسنہ کی تلقین فرمائیے......آپ نے فرمایا ''غصے کو چھوڑ دو''

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ کو کفر کے ارکان میں سے بتایا ہے۔

اعتدال

حالت غضب میں انسان مغلوب الحواس اور مخبوط العقل نہ ہو، اس کے اعضاء و جوارح متوازن رہیں، بلکہ وہ بردباری اور تحمل مزاجی سے کام لے، اسے اعتدال کہتے ہیں اسی کو استقامت اور وسط سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور اس کا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مکلّف فرمایا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا خیر الامور اوساطھا یعنی بہترین امور وہ ہیں جن میں میانہ روی پائی جائے۔ (شعب الایمان ۵/۲۶۱) یہی صراط مستقیم ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

یاد رہے کہ بعض اوقات ضروری امور میں بھی غصہ بالکل مفقود ہوتا ہے جب اس کا قلب اس سے بھی اہم امر کی طرف مشغول ہو کیونکہ اس وقت قلب میں غصے کیلئے کوئی گنجائش نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے گالی دی تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا اگر میزان میں میرا نامہ اعمال کم ہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی برا ہوں اور اگر میرے اعمال کا پلڑا بھاری رہا تو تیری گالی سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (چونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تمام تر توجہ آخرت کی طرف مبذول تھی اس لئے آپ کا قلب گالی سے متاثر نہیں ہوا)

⊙ ......ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ریاکار، آپ نے فرمایا تیرے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا گویا اس وقت آپ خود سے ریاکاری کی

www.maktabah.org

آفت کودور کرنے میں مشغول تھے اور جو کچھ شیطان کہتا تھا اس کا انکار فرماتے تھے فلہٰذا جب آپ کوریا کار کہا گیا تو آپ کو غصہ نہیں آیا۔

⊙ ...... کسی شخص نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دی آپ نے فرمایا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔

مذکورہ واقعات سے معلوم ہوا کہ آتش غصہ سے نجات حاصل کرنا محبت دنیا سے قلب کو پاک کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب سالک کو دنیا کی آفات اور خرابیوں کا علم ہو جائے۔

جسمانی صحت اور معمولی رزق کو بھی دنیا فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے من اصبح امناً فی سربہ معافی فی بدنہ ولہ قوت یومہ فکانما حیزت لہ الدنیا بحذا فیرہ یعنی جو شخص اپنے گھر میں امن کے ساتھ رہا اسے جسمانی صحت اور ایک روز کا رزق حاصل ہو گیا گویا دنیا اطراف سے اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ (الترغیب والترھیب جلد اول کتاب الصدقات)

جبکہ قطب الابرار حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہُ العزیز کے متعلق مشائخ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ اس قدر مالدار تھے کہ آپ کے مویشیوں کی میخیں (کلے) بھی سونے اور چاندی کی ہوا کرتی تھیں لیکن مال و دولت کی فراوانی کے باوجود "اگر دارد برائے دوست دارد" کے مصداق ہمہ وقت مخلوق خدا کی امداد واعانت، رشد و ہدایت اور دین اسلام کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مشغول تھے کہ سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمان جامی، محدث یگانہ حضرت ملا علی قاری احراری اور خواجہ ء خواجگان حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہم جیسے ابنائے روزگار کے مقتدا و پیشوا تھے۔

www.maktabah.org

دراصل فقر کا ماحصل اور لب لباب یہ ہے کہ

''اگر مال دنیا ہاتھ سے چلا جائے تو بندہ غریب ہو جاتا ہے اور اگر مال دنیا دل سے چلا جائے تو بندہ فقیر ہو جاتا ہے'' (ماخوذ از احیاء العلوم وغیرھا)

یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالت غضب وجلال میں بھی حواس مبارک معتدل اور متوازن رہتے تھے اور اس حالت میں بھی آپ کی زبان اقدس سے جو کچھ بھی نکلتا تھا حق ہی نکلتا تھا جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو تحریر کرلیا کرتے تھے۔ ایک دن مشرکین مکہ نے منع کرتے ہوئے کہا انہ بشر یتکلم فی الغضب والرضاء یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بشر ہیں وہ کبھی غضب میں کلام کرتے ہیں اور کبھی راضی ہوتے ہیں لہٰذا ان کی ہر حدیث نہ لکھا کرو۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر سارا ماجرا عرض کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکتب فوالذی بعثنی بالحق نبیا مایخرج منہ الا الحق یعنی میری ہر بات لکھ لیا کرو اس ذات کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس (زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (ابوداؤد جلد ثانی کتاب العلم)

واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر قول حق ہے مگر وہ قول یا تو زبان نبوت سے من حیث الرسالت یا من حیث البشریت صادر ہوا۔ جو قول من حیث الرسالت صادر ہوا وہ وحی منزل من اللہ ہے اس کا انکار بندۂ مومن کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور جو قول من حیث البشریت صادر ہوا اسے تسلیم نہ کرنا ہرگز کفر نہیں۔ (از افادات امام اہلسنت حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں کاغذ طلب کیا اور ارشاد فرمایا

www.maktabah.org

ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی میرے پاس کاغذ لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھوادوں کہ میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے کہا کہ کاغذ لانا چاہئے اور دوسری جماعت نے کاغذ لانے سے منع کر دیا حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسی جماعت میں سے تھے جو کاغذ کیلئے راضی نہ تھے اور فرمایا حسبنا کتاب اللّٰہ (ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ قلم و کاغذ طلب نہ فرمانا بلکہ اس سے اعراض کر لینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ امر از روئے وحی نہیں تھا بلکہ یہ کلام بتقاضائے بشریت، شدت درد و مرض کی وجہ سے بلا قصد آپ کی زبان مبارک پر جاری ہو گیا تھا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کاغذ لانے میں توقف، رد و انکار کی وجہ سے نہیں تھا عیاذا باللہ سبحانہ عن ذالك بلکہ یہ تامل و توقف استفسار کیلئے تھا جو ہرگز مذموم نہیں جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد ''استفهموا'' سے واضح ہے۔

ملائکہ کرام نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی خلافت کی وجہ دریافت کرنے کیلئے حق تعالیٰ سے عرض کیا تھا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك (البقرہ) اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت کے وقت عرض کیا تھا انی یکون لی غلام و کانت امراتی عاقرا و قد بلغت من الکبر عتیا (مریم) اگر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی استفہام و استفسار کے طور پر کاغذ لانے میں توقف کیا تو کیا مضائقہ ہے اور یہ شور و شر کیوں ہے؟۔ (ماخوذ از مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۶، ۹۶ دفتر دوم)

www.maktabah.org

ایسے ہی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر شرائط معاہدہ طے ہو جانے کے بعد جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے هذاما اصطلع علیه محمد رسول اللّٰہ لکھا تو کفار کے احتجاج پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا اکتب محمد ابن عبداللّٰہ یعنی محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ جلد چہارم میں جو روایت کے الفاظ نقل فرمائے ہیں وہ یہ ہیں قال لعلی امحه فابی فمحاه رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم بیده یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ارشاد فرمایا اسے مٹا دو، ان کے انکار کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے محو کر دیا بلکہ ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں بھی ہیں لا امحوک ابداً آقا مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ کے الفاظ محو کرنے سے انکار، حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کا مٹانے سے انکار پر اصرار معاذ اللہ کسی نافرمانی یا گستاخی کے باعث نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ بر بنائے محبت تھا یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ان کی قلبی طمانیت کا اہتمام فرماتے رہے۔ ایسے ہی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کاغذ پیش کرنے میں توقف وتامل، انکار کے باعث نہ تھا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض کے پیش نظر تھا۔

یاد رہے کہ قرن اول کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تکلفات سے بری اور عبارتوں کی آلائش سے مستغنی تھے...... ان کی ہمہ تن کوشش اصلاح باطن میں ہوتی تھی اور انکا ظاہر انکی نظر میں بے وقعت اور غیر ملحوظ تھا...... اس زمانے میں آداب کی رعایت حقیقت و معنی کے اعتبار سے ہوتی تھی صورت ولفظ کے اعتبار سے نہیں...... اس لئے اگر

www.maktabah.org

اس قسم کی کوئی عبارت جو سوء ادب کا وہم پیدا کرتی ہو تو اس زمانے والوں کے نزدیک وہ جھوٹ اور فریب سے پرے ہے۔ آنسرور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ان بزرگوں سے صادر ہونے والی ایسی باتوں کو نیک نیتی پر محمول کرنا چاہئے اور عبارت کے اصل مطلب کو دیکھنا چاہئے الفاظ خواہ کسی قسم کے ہوں انکو ملحوظ نہ رکھنا چاہئے، سلامتی کا طریقہ یہی ہے۔ واللہ سبحانہ الموفق (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۳۶)

واضح رہے کہ احکام اجتہادیہ میں غیر پیغمبر (امتی) کو پیغمبر علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اختلاف کی گنجائش ہے بشرطیکہ وہ غیر پیغمبر اجتہاد کے مرتبے تک پہنچ چکا ہو۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب ۵۵)

یاد رہے کہ امور اجتہادیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو اختلاف ہوا اگر اس میں عیاذا باللہ سبحانہ ہوا و تعصب کا شائبہ بھی ہوتا تو وہ انکو اہل ارتداد کے زمرہ میں کھینچ لے جاتا اور اہل اسلام کے حلقہ سے خارج کر دیتا کیونکہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوء ادب اور سوء معاشرت کفر ہے اعاذنا اللہ سبحانہ بلکہ یہ اختلاف امر فاعتبروا کی بجا آوری کی بنا پر ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو تو احکام اجتہادیہ میں اس کو دوسروں کے اجتہاد اور رائے کی تقلید کرنا خطا اور منھی عنہ ہے۔ ہاں نازل شدہ احکامات میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہیں اور ان میں تقلید کے سوا کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے اور ان پر ایمان لانا اور ان کے تابع ہونا واجب ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ زمانۂ نبوت کے گذر جانے کے بعد احکام اجتہادیہ ظنی ہیں جو عمل کرنے میں تو مفید ہیں لیکن اعتقاد کیلئے مثبت نہیں کہ ان کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے لیکن اگر مجتہدین کا اجماع ان احکام پر منعقد ہو جائے تو اس صورت میں وہ احکام اعتقاد کیلئے بھی مثبت ہونگے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۳۶)

www.maktabah.org

ومعاشرت با اہل وعیال و موانست با ایشان باسائر ناس

اہل و عیال کے ساتھ معاشرت اور ان کے ساتھ موانست میں تمام

شریك انـد تعلقات شتٰی که از لوازم بشریت است از

لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ ؎ مختلف تعلقات جو بشریت کے لوازم ہیں

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح عامۃ الناس ضروریات زندگی، معاشرتی تقاضوں اور باہمی محبت و پیار کے محتاج ہوتے ہیں اہل اللہ کو بھی ان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے یہاں درج ذیل تین اشیاء کا اجمالی تذکرہ ہدیہء قارئین ہے۔

- ...... کھانے کے آداب مسنونہ
- ...... اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت
- ...... اہل وعیال کے ساتھ موانست

کھانے کے آداب مسنونہ

چونکہ عامۃ الناس کے مانند اہل اللہ بھی خورد ونوش کے محتاج ہوتے ہیں کہ یہ اعمال صالحہ کا ذریعہ ہیں کیونکہ علم وعمل پر مداومت جسم کی سلامتی کے بغیر ممکن نہیں اور بدن کی سلامتی رزق کے بغیر نہیں ہوتی اسی بنا پر اعمال صالحہ سے پہلے رزق حلال کا ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی جل سلطانہٗ کلوا من الطیبات واعملو صالحاً سے عیاں ہے۔ سالک کیلئے رزق حلال کا اہتمام کرنا، مشتبہ اور حرام لقمے سے بچنا ازبس لازم ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل لحم بنت من حرام النار اولیٰ به یعنی جو گوشت حرام سے پروان چڑھا آگ اس کی زیادہ حقدار

www.maktabah.org

ہے۔ (شعب الایمان ۵/۵۷)

جو شخص روزانہ متواتر حلال روزی جسمیں حرام کی آمیزش نہ ہو کھاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے قلب کو پرنور کردیتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے دل میں جاری کردیتا ہے۔

علم وحکمت اور عشق ورقت، رزق حلال کا ہی ثمرہ اور نتیجہ ہوتے ہیں جس کے بغیر ان کا تصور بھی ممکن نہیں۔ مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

علم و حکمت زاید از نان حلال
عشق و رقت آید از نان حلال

یہاں کھانے کے مسنون آداب کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ سالکین ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں وباللہ التوفیق

⊙ ...... طعام سے قبل ہاتھ دھونا فقر کو دور کرتا ہے۔

⊙ ...... جوتے اتار دینا کہ اس میں پاؤں کیلئے راحت ہے۔

⊙ ...... دستر خوان کو زمین پر بچھانا سنت کے زیادہ قریب ہے کہ اس میں تواضع پائی جاتی ہے۔

⊙ ...... دوزانوں ہوکر پاؤں کی پشت پر بیٹھنا یا دایاں گھٹنا کھڑا کرکے بائیں پاؤں پر بیٹھنا، یا سرین پر بیٹھنا اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھنا۔

⊙ ...... اکٹھے ہوکر کھانا کہ اس میں برکت ہے۔

⊙ ...... آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھنا۔

⊙ ...... دائیں ہاتھ سے کھانا پینا کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔

⊙ ...... اپنے آگے سے کھانا البتہ جب طباق میں مختلف اشیاء پڑی ہوں تو دوسروں کے آگے سے اٹھا کر کھا سکتا ہے۔

www.maktabah.org

⊙ ...... اگر کوئی شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ بھول جائے تو جب اسے یاد آ جائے اسی وقت یہ دعا پڑھ لے بسم اللہ اولہ' و اخرہ

⊙ ...... کھانے میں عیب نہ نکالے اگر پسند ہو تو کھالے ورنہ چھوڑ دے۔

⊙ ...... جو شخص صحیح طریقے سے نہ کھائے اسے تنبیہ و تلقین کرے۔

⊙ ...... برتن کے درمیان سے نہ کھائے کیونکہ وہاں برکت نازل ہوتی ہے۔

⊙ ...... جب پانی وغیرہا پیئے تو دو، دو، تین، تین بار سانس لے کیونکہ اس میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور یہ صحت کیلئے مفید و خوشگوار ہے۔

⊙ ...... برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے پرہیز کرے۔

⊙ ...... جب پانی پیئے تو بسم اللہ کہے اور جب منہ سے برتن ہٹائے تو الحمد للہ کہے۔

⊙ ...... پانی کھڑے ہوکر پینے کی بجائے بیٹھ کر پینا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ البتہ آب زمزم، وضوء اور مشائخ کا بقیہ پانی بطور تبرک کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔

⊙ ...... حدیث شریف میں کھانے پینے کے وقت یہ دعا بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے بسم اللّٰہ و باللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض و لا فی السماء یاحیی یاقیوم پڑھنے والا ہر قسم کی بیماری و ضرر سے محفوظ رہے گا۔

⊙ ...... گرم کھانا کھانے سے اجتناب کرے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔

⊙ ...... کھانا کھانے کے بعد برتن اور انگلیوں کو چاٹ لے کہ یہ باعث برکت ہے اور برتن اس کیلئے دعا و استغفار کرتا ہے پھر کسی رومال وغیرہا سے ہاتھوں کو صاف کرلے۔

⊙ ...... کھانے کی ابتداء اور اختتام نمک سے کرنا چاہئے کہ اس سے ستر بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ (شامی)

⊙ ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے الحمدللّٰہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین۔

www.maktabah.org

یاد رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم اپنے مرشد گرامی شیخ المشائخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہُ العزیز کی مجلس طعام میں حاضر تھے شیخ کمال جو ہمارے حضرت خواجہ کے مخلصوں میں سے تھے۔ انہوں نے کھانا شروع کرتے وقت ان کے حضور میں باسم اللہ بلند آواز سے کہا تو آپ کو ناگوار ہوا حتی کہ آپ نے کافی سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ انکو منع کریں کہ ہمارے کھانے کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کریں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

اہل وعیال کے ساتھ حسن معاشرت

مشیت ایزدی نے تقاضائے ازلی کے تحت عورت کے ساتھ محبت اور رغبت انسان کی فطرت میں رکھ دی ہے اس لئے انسان عورت کے ساتھ محبت ومودت پر مجبور اور مامور ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے نفسوں سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تمہیں ان سے سکون ملے اور تمہارے درمیان محبت اور مودت کا رشتہ قائم فرمایا۔ (الروم ۲۱)

ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے:

حبب الیّ من دنیاکم ثلاث الطیب والنساء وجعل قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنی مجھے تمہاری دنیا سے تین اشیاء کی محبت دی گئی ہے وہ خوشبو ہے، عورتیں ہیں اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھ دی گئی ہے۔ (احیاء العلوم ۴/۳۱۴)

ایک روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

النکاح سنتی فمن احب فطرتی فلیستنّ بسنتی یعنی نکاح میری سنت ہے پس جو شخص فطرت سے محبت کرتا ہے وہ میری سنت کو اپنائے۔

(مسند ابویعلیٰ ۳/۱۷۳)

www.maktabah.org

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الشیطان مع الواحد یعنی شیطان تنہا آدمی کے ساتھ ہوتا ہے۔

چونکہ تنہائی میں شیطان انسان کا ہم نشین ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی نفسانی شہوات کو برانگیختہ کرتا ہے اس لئے ارتکاب معصیت سے محفوظ رہنے کے لئے میاں بیوی کی مجالست سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں بشرطیکہ دونوں میں باہمی موانست اور ذہنی موافقت ہو، بصورت دیگر زندگی عذاب بن کر رہ جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل سلطانہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو) اسی مفہوم کا غماز ہے۔ مرد وعورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دے کر اس امر کو واضح کر دیا کہ لباس پردہ ہوتا ہے جو ستر پوشی اور زینت کا باعث ہوتا ہے، نیز انسان کے حسن و جمال کو نکھارتا، سنوارتا اور راحت کا موجب ہوتا ہے، علاوہ ازیں انسان کو سردی و گرمی سے بچاتا ہے۔

لیکن انسان کو یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ نکاح کے ذریعے محض قضائے شہوت اور نفسانی خواہشات کی تکمیل ہی نہیں بلکہ پاکیزہ اور عفت مآب زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کی بقاء اور توالد وتناسل مقصود ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے تناکحوا تکثروا فانی اباھی بکم الامم یوم القیامۃ حتی بالسقط یعنی نکاح کرو اور زیادہ ہو جاؤ بے شک میں روز قیامت تمہارے سبب دوسری امتوں پر فخر کروں گا حتی کہ اس بچے پر بھی جو نا تمام پیدا ہوا۔ (مصنف عبدالرزاق ۱۷۳/۶)

ایک روایت میں یوں ہے:

تناکحوا تناسلوا یعنی نکاح کرو اور نسل کو بڑھاؤ (احکام القرآن للقرطبی ۳۹۱/۵)

ایک روایت یوں ہے:

www.maktabah.org

سوداء ولود خیر من حسناء لا تلد یعنی بچے جننے والی سیاہ رنگ عورت نہ جننے والی خوبصورت عورت سے بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد جلد چہارم، کتاب النکاح)

نیز ایک روایت میں یوں ہے:

خیر نساء کم الولود الودود یعنی تمہاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو زیادہ بچے جنتی اور زیادہ محبت کرتی ہے۔ (کنز العمال ۱۶/۲۹۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقاصد نکاح کو بیان کرتے ہوئے دیندار عورت کو ترجیح دینے کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے: تنکح النساء علی اربعة علی المال والحسب والحسن والدین فعلیکم بذات الدین فانه مااستفاد امرء بعدالاسلام خیراً من زوجة مومنة موافقة لیسر بهااذا نظر الیها یعنی عورتوں سے چار اغراض کے پیش نظر نکاح کیا جاتا ہے مال، حسب، خوبصورتی اور دین کے لئے پس تم پر دیندار عورت سے نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ اسلام کے بعد انسان مومنہ فرمانبردار بیوی سے بہتر کسی اور چیز سے مستفید نہیں ہوسکتا کہ وہ جب اسے دیکھے تو اسے مسرت ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: خیار کم خیار کم لنسائهم یعنی تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ (جامع الترمذی)

شریعت مطہرہ میں جہاں اولاد کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل امور کی بھی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے:

ادبوا اولاد کم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اهل بیته وقرأة القرآن یعنی اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

www.maktabah.org

محبت، آپ کی اہلبیت سے محبت اور قرآن کا پڑھنا۔ (کنز العمال)

حقیقت یہ ہے کہ جب تک مسلمانان عالم اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کرتے رہے تو کامیابی و کامرانی ہر قدم پر انکا استقبال کرتی رہی اور جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وسنت سے ہم محروم ہو گئے ہیں ذلت ورسوائی اور ہر میدان میں پسپائی ہمارا مقدر بن گئی ہے۔ بقول اقبال مرحوم

شبے پیش خدا بگریستم زار مسلماناں چرا خوارند و زارند

ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم دلے دارند محبوبے ندارند

اردو زبان میں کسی نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے

ان کے جو غلام تھے خلق کے پیشواء رہے

ان سے پھرے، جہاں پھرا، آئی کمی وقار میں

یاد رہے کہ جہاں اہل وعیال کی کثرت کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے وہاں ازواج واولاد کے فتنوں کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان من ازواجکم واولادکم فتنة یعنی تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر ضرر رساں اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔ (کشف المحجوب ۴۱۲)

اور ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات بھی ملاحظہ ہو۔

خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحاذ قیل یارسول الله وما خفیف الحاذ قال الذی لا اھل له ولا ولد له یعنی اخیر زمانہ میں لوگوں میں وہ شخص فائدے میں رہے گا جو خفیف الحاذ ہوگا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم خفیف الحاذ کون ہوتا ہے؟۔ ارشاد فرمایا کہ جس کے اہل وعیال نہ ہوں۔ (کشف المحجوب ۴۱۱)

www.maktabah.org

انہی مخالف المفہوم آیات مبارکہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے پیش نظر مشائخ طریقت کے دو گروہ ہیں ایک گروہ تجرید کو تزویج پر فوقیت دیتا ہے جبکہ دوسرا گروہ تزویج کو تجرید سے افضل گردانتا ہے۔

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں یہ ممکن نہیں کہ کسی شخص کو ایسی موافق الحال رفیقہ ءحیات میسر ہو جائے جو ضرورت سے زیادہ فضول خرچ اور محال چیزوں کی طالب نہ ہو نیز صوفی اور سالک کا قلب ماسوی اللہ میں مشغول اور لذت نفسانی میں منہمک بھی ہو جاتا ہے۔ اسی بناء پر گوشہ نشین اور عزلت گزیں بعض اہل اللہ حالت تجرید کو افضل قرار دیتے ہیں بشرطیکہ ان کا قلب فتور سے خالی ہو اور ان کی طبیعت ارتکاب معاصی اور نفسانی خواہشات کے ارادوں سے روگرداں ہو۔

جبکہ صوفیاء کرام کا دوسرا گروہ تزویج کو تجرید پر ترجیح دیتا ہے کیونکہ اس سے نفسانی خواہشات کے طغیان کی بناء پر حرام کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے ترک سنت لازم آتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فقد رغب عنی یعنی نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے منہ پھیرا۔

(سنن ابن ماجہ ابواب النکاح)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

من نکح فقد حصن نصف دینہ فلیتق اللّٰہ فی الشطر الاٰخر یعنی جس نے نکاح کیا اس نے اپنے نصف دین کو محفوظ کر لیا تو اب اسے دوسرے حصے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

www.maktabah.org

غرضیکہ احکام شرعیہ اور سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے بجالانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاودعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ سالک کہیں ہیجانی جذبات اور نفسانی شہوات میں ہی مبتلا ہوکر نہ رہ جائے اسی لئے حدیث میں یوں دعا سکھائی گئی ہے: اللھم انی اعوذبك من شر سمعی و بصری وقلبی و شر منیی (مسند احمد ۳/۴۲۹)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں کہ

جب کوئی درویش کسی عورت سے نکاح کرکے اس کی ہم نشینی اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ جب تک اس پردہ نشین عورت کے نان ونفقہ کا اہتمام کسب حلال سے نہ کرلے اور اس کا حق مہر رزق حلال سے ادا نہ کردے، دیگر حقوق الٰہیہ کو پورے نہ کرلے، اپنے اوراد ووظائف کو نہ پڑھ لے لذات نفسانی میں مستغرق نہ ہو، ہم فراش ہونے سے قبل ہوا وحرص کو اندر سے ختم کردے اور ازراہ مناجات خدا تعالیٰ کے حضور یوں عرض کرے بارخدایا! تو نے بقائے نسل کیلئے آدمی کی سرشت میں جذبۂ موانست پیدا فرمایا ہے۔ تیری رضا ہے کہ مجھے یہ صحبت حاصل ہو۔اے پروردگار! یہ صحبت میرے لئے دو چیزوں کا باعث ہو......ایک یہ کہ میں اس فعل حلال کے ذریعے حرامکاری سے محفوظ رہوں اور دوسرے یہ کہ تو مجھے ایسا فرزند ارزانی فرما کہ جو تیرا اولی اور پسندیدہ ہو نہ کہ ایسا فرزند جو میرے دل کو تیری طرف سے ہٹا کر کسی اور جانب مشغول کردے۔ (کشف المحجوب ۴۱۰)

اہل وعیال کے ساتھ موانست

چونکہ اہل وعیال کے ساتھ مودت اور رحمت کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے فطرتی طور پر انسان کے اندر ودیعت فرمایا ہے اس لئے یہ باہمی محبت ویگانگت اور قلبی پیار وموانست

www.maktabah.org

کیلئے معذوراور مجبور ہے اس سلسلے میں انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے متعدد واقعات کتاب وسنت میں موجود ہیں چونکہ یہ رسالہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا ہی تحریر فرمودہ ہے اس لئے اسے تعلیمات مجددیہ کی روشنی میں ہی حل کرنا زیادہ تر پیش نظر ہے اس لئے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی اقتباس ہدیہء قارئین ہے چنانچہ آپ رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم امامین کریمین (حسنین) رضی اللہ عنہما کی پیشانی کا بوسہ لے رہے تھے اور بہت خوشی وانبساط کے ساتھ ان سے گھل مل رہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے گیارہ لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو وہ اپنے رحیم بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

یاد رہے کہ چونکہ اخص خواص بھی بعض اوصاف میں عوام کے ساتھ شریک ہیں اگر چہ وہ شرکت ظاہری صورت کے اعتبار سے ہو اس لئے عوام اپنی نارسائی اور قصور فہم کی وجہ سے ان اخص خواص کے کمالات سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں اور ان کو اپنی مثل خیال کرتے ہیں اور جو شخص ان کے اوصاف وشمائل میں ان سے مختلف ہو، اس کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں اور اس کو بزرگ خیال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اولیاء کے ان اوصاف واخلاق کو جو عوام کے اوصاف سے مختلف ہیں ان کو بہتر سمجھتے ہیں جو ان کے اخلاق واوصاف کے مشابہ ہیں اگر چہ وہ اخلاق انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات میں موجود ہوں۔

(اے عزیز) سنو! مخدوم شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب ان کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا اور اس کی موت کی خبر آپ کو پہنچی تو

www.maktabah.org

آپ پر (رنج وغم سے متعلق) کچھ تغیر نہ ہوا اور فرمایا کہ ''سگ بچہ مردہ است بیرون برتابید'' سگ بچہ مرگیا ہے اسے باہر پھینک دو اور جب حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غمگین ہوئے کہ ان کے آنسو نکل آئے اور فرمایا انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کی وجہ سے غمگین ہیں اور بڑے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ غم واندوہ کا اظہار فرمایا:

فرمائیں کہ حضرت شکر گنج بہتر ہیں یا حضرت سید البشر (صلوات اللہ علیہ)

عوام کالانعام کے نزدیک پہلا معاملہ بہتر ہے اور اس کو بے تعلق جانتے ہیں اور دوسرے کو عین تعلق اور (اولاد سے) لگاؤ، خیال کرتے ہیں اعاذنا اللّٰہ سبحانہ عن معتقداتهم السوء (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۷۲)

www.maktabah.org

خواص و عوام زائل نمیگردد حق سبحانه و تعالیٰ در

خواص اور عوام سے زائل نہیں ہوتے [۳] حق سبحانہ و تعالیٰ

شان انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات می فرماید "وما

انبیاء ان پر صلوات و تسلیمات ہوں کی شان میں فرماتا ہے اور ہم

جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام " و کفار ظاہر بین می

نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے جو طعام نہ کھائیں اور ظاہر بین کفار

گفتند "**ما لهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق**"

کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے

[۳] بشریت کے لوازمات اور مختلف دنیوی تعلقات جس طرح عوام کالانعام میں ہوتے ہیں ایسے ہی اولیائے عظام اور انبیائے کرام میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے اجسام مقدسہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے اجساد مطہرہ اور خورد و نوش کا ذکر فرمایا ہے اور کفار اپنی ظاہر بینی اور کور چشمی کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہا کرتے تھے جیسا کہ آیت کریمہ مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق سے عیاں ہے کفار گو انکار و بغض کی بنا پر کہا کرتے تھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

www.maktabah.org

پس ہر کہ نظر او بر ظاہر اہل اللہ افتاد محروم گشت و

پس جس شخص کی نظر اہل اللہ کے ظاہر پر پڑی محروم ہو گیا [4] اور

خسران دنیا و آخرت نقد وقت او آمد ہمین ظاہر بینی

دنیا اور آخرت کا نقصان اس کا نقد وقت ہوا۔ اسی ظاہر بینی

[4] اللہ تعالیٰ نے انسان کو عالم امر اور عالم خلق کے لطائف کا مجموعہ بنایا ہے۔ لطائف عالم امر میں نورانیت و لطافت ہے جبکہ لطائف عالم خلق میں کثافت و بشریت ہے۔ فرق یہ ہے کہ اہل اللہ میں نورانیت و لطافت کا غلبہ ہوتا ہے اور کثافت و بشریت مغلوب ہوتی ہے جبکہ عوام کالانعام میں ثقالت و بشریت کے غلبے کے باعث نورانیت و لطافت مغلوب ہوتی ہے۔ حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ چونکہ عالم دنیا آزمائش و امتحان کا محل ہے عوام کو شبہ میں ڈالنا اور مشتبہ کرنا عین حکمت و مصلحت ہے۔ عامۃ الناس کو عقل عطا فرمادی اور اہل اللہ کو ظاہری و باطنی استعدادات اور روحانی کمالات عطا فرمادیئے تاکہ اہل اللہ ان کے ذریعے لوگوں کو رشد و ہدایت اور خوارق عادات واقعات کے ذریعے مسحور کرسکیں اور لوگ انہیں ملاحظہ کرکے اور عقل سلیم کے معیار پر پرکھ کر ماننے پر مجبور ہو جائیں مگر بعض لوگ اپنی کور ذاتی اور قساوت قلبی کی وجہ سے اہل اللہ کے ظاہر تک ہی محدود رہتے ہیں جبکہ کچھ سلیم الفطرت اور باذوق احباب اہل اللہ کے باطنی کمالات کو مشاہدہ کرکے ان کے کمالات کو تسلیم کرلیتے ہیں، جسے ایک مثال کے ذریعے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق فرما کر ان کے جسم اطہر میں روح پھونک دی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ و نفخت فیہ من روحی سے عیاں ہے، فرشتوں کو فاسجدوا لآدم کا حکم سنا کر سجدہ کرنے کا حکم صادر فرمادیا مگر بربنائے تکبر شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا جبکہ سیدنا

www.maktabah.org

جبریل امین علیہ السلام اور دیگر ملائکہ فوراً سجدے میں گر گئے۔اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان لعین نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو اوپر اوپر سے دیکھا تھا کہ یہ مٹی ہے اور انکار کی وجہ بیان کی خلقتنی من نار و خلقته من طین یعنی اے خدایا! تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور انہی مٹی سے تخلیق فرمایا ہے بس شیطان کی نظر سیدنا آدم علیہ السلام کے ظاہر پر ہی رہی کہ یہ خاکی ہیں جبکہ سیدنا جبریل علیہ السلام کی نظر سیدنا آدم علیہ السلام کے باطن تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر روح پھونکی ہے اس لئے یہ روحی اور نوری ہیں اور یہی اصل کمال ہے۔

گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ

''نبی (علیہ السلام) کو محض اوپر سے دیکھنا ابلیس لعین کا کام ہے اور نبی (علیہ السلام) کو اندر سے دیکھنا جبریل امین (علیہ السلام) کا کام ہے۔

ایسے بعض بدمذاق لوگ انبیائے عظام اور اولیائے کرام (علیہم الصلوات والتسلیمات) کے ظاہر کو دیکھ کر انہیں اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں اور ان پر طعن و تشنیع کے تیر برساتے اور ان پر نہایت سوقیانہ انداز والفاظ سے تنقید کرتے ہیں اور خود بظاہر بڑے عابد اور ساجد نظر آتے ہیں۔ان کے اہل اللہ پر اعتراض وانکار کی وجہ یہی ہے کہ ان کی نظر اوپر اوپر سے ہی دیکھتی ہے۔بقول شاعر

وائے ناکامیٔ زاہد کہ جبیں پر اس کی
داغ سجدہ تو بنا داغ محبت نہ بنا

ایسے ہی مشائخ عظام کے بعض مرید اور اساتذہ کرام کے نااہل شاگرد اپنی کور بینی کی وجہ سے مرتد طریقت، گمراہ، گستاخ اور بے باک ہوجاتے ہیں جو اپنے اساتذہ ومشائخ کے باطنی کمالات سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اور جس مرید، شاگرد وطالبعلم کو اپنے شیخ اور استاد کی حقیقت باطنی کا علم

www.maktabah.org

ہو جاتا ہے وہ اس پر سو جان سے قربان ہوتا ہے۔اسے اگر اپنے شیخ و استاد میں خدا نخواستہ ہزار عیب بھی نظر آئیں وہ معتقد اور نیاز مند ہی رہتا ہے،اسے اس بات کی خبر ہے کہ انکا ظاہر تو بشریت کے تقاضوں سے متاثر ہو سکتا ہے مگر ان کا بطون ہر وقت لذت وصل سے شادکام رہتا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ یہ چیز ہر نظر نہیں دیکھتی مگر اس پائے کے اساتذہ و مشائخ بھی عنقا ہیں۔

نہ دیکھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

جن لوگوں کی نظر اہل اللہ کے صرف ظاہر کو ہی دیکھتی ہے وہ لوگ ازلی محروم اور حرماں نصیب ہوتے ہیں اور اہل اللہ کو اپنے جیسا تصور کرتے ہیں۔حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ تمثیلی انداز میں اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اشقیاء را دیدۂ بینا نبود　　نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نبود
ہمسری با انبیاء برداشتند　　اولیاء را ہم چو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں نداستند ایشاں از عما　　ہست فرقے درمیان بے انتہا
ہر دو یک گل خوردہ زنبور و نحل　　لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب　　زین یکے سرگین شد و زاں مشک ناب
ہر دو نے خوردند از یک آبخور　　آن یکے خالی و آن پر از شکر
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں　　فرق داں ہفتاد سالہ راہ بیں

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ کو اپنی طرح جاننا شقاوت و بدبختی ہے اور ان کے کمالات کا انکار گمراہی و بے دینی کا پیش خیمہ ہے۔

www.maktabah.org

دراصل لوگوں کی دو قسمیں ہیں

ظاہر بین اور باطن بین

ظاہر بین لوگوں کی باطنی آنکھ اندھی ہوتی ہے اس لئے ان میں باطنی کمالات تک رسائی کی استعداد ہی نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے کمالات انہیں نظر ہی نہیں آتے۔

چام چڑی دے بخرے یارو سورج بہت کلونا
بے قدراں نوں یوسف مصری کیونکر لگدا سوہنا
جنہاں نیں سٹ کھوہ وگایا کیہہ اونہاں دے بھانے
کھوٹے درہمیں ویچ دتو نیں اوہ وی زور تگانے

بنابریں وہ انہیں اپنے جیسا خیال کر لیتے ہیں اور ازلی بدبختوں کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ابوجہل اور ابولہب اسی قماش کے لوگ تھے کہ جو سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے معجزات وکمالات کو دیکھ کر بھی مشرف باسلام نہ ہوئے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشم آفتاب را چہ گناہ

جبکہ باطن بین وہ ازلی خوش بخت لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی چشم بصیرت وا ہوتی ہے اور انہیں باطن تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو مشاہدہ کر کے سر تسلیم خم کر دیا تھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (وللہ الحمد)

www.maktabah.org

ابوجہل و ابولہب را از دولت اسلام محروم ساخت

نے ابوجہل اور ابولہب کو دولت اسلام سے محروم بنا دیا ۵

ودرخسران ابدی انداخت سعادتمند آنست که نظراو

اور ابدی نقصان میں ڈال دیا سعادت مند وہی ہے کہ جس کی

۵ یہاں اس امر کی وضاحت فرمائی جارہی ہے کہ ظاہر بین، اہل اللہ کو محض اوپرا اوپر سے دیکھ کر ازلی خسارے میں پڑ گئے ہیں جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جاہل لوگ اپنے کمال جہل کے باعث نفس مطمئنہ کو نفس امارہ تصور کر لیتے ہیں اور امارگی کے احکام مطمئنہ پر لاگو کر دیتے ہیں جس طرح کفار نے انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو دوسرے لوگوں کی طرح سمجھتے ہوئے ان کی نبوت ورسالت کا انکار کر دیا۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۰۱)
جبکہ سعادت منداحباب کی نظر اہل اللہ کے بشری تقاضوں کو دیکھنے سے قاصر وکوتاہ ہوتی ہے بلکہ ان کی حدت بصر اور تیزیٔ نظر اہل اللہ کی باطنی صفات اور روحانی کمالات تک نفوذ وسرایت کر جاتی ہے اور ان کے باطنی جلووں میں گم ہو جاتی ہے۔
حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ان دونوں کے درمیان امتیاز کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

جن محروموں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح انکو تصور کیا تو لازمی طور پر وہ انکے منکر ہو گئے اور جن سعادتمندوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسالت اور رحمت عالمیاں کے عنوان سے جانا اور باقی تمام لوگوں سے ممتاز گردانا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۶۴)

www.maktabah.org

از ظاہر بینی اہل اللہ کوتاہ گشت وحدّت نظر او

نظر اہل اللہ کی ظاہر بینی سے کوتاہ ہو گئی اور اس کی تیزی نظر

بصفات باطنہ این بزرگواران نفوذ کرد و بر باطن مقصور

ان بزرگواروں کی باطنی صفات تک نفوذ کر گئی اور باطن تک محدود

گشت **فھم کنیل مصر بلاء للمحجوبین وماء للمحبوبین**

ہوگئی پس وہ مصر کے نیل کی مانند محجوبوں کے لئے بلا اور محبوبوں کیلئے آب حیات

عجب کاریست صفات بشریۃ آنقدر کہ در اہل اللہ

ہے [6] عجب کام ہے بشری صفات جس قدر اہل اللہ میں

[6] حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ظاہر بین محروموں اور باطن بین خوش نصیبوں کو ایک مثال کے ذریعے سمجھا رہے ہیں کہ جس طرح دریائے نیل کا پانی فرعون اور اس کے فوجیوں کے لئے خون بن گیا تھا جبکہ اسی دریائے نیل کا پانی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے لئے شراب طہور بن گیا تھا۔ فرعون لعین اور اسکے فوجی محجوبین ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محبوبین ہیں فلہٰذا آب نیل محجوبین کیلئے مصیبت (بلاء) بن گیا اور محبوبین کیلئے نعمت (ماء) بن گیا تھا...... یونہی حرماں نصیب اہل اللہ کے متعلق غلط قیاس آرائیاں کر کے محجوب ہو جاتے ہیں اور اپنی عاقبت تباہ کر لیتے ہیں جبکہ سعادت مند اہل اللہ کی باطنی صفات سے آگاہ ہو جاتے ہیں اہل اللہ کا وجود مسعود ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتا ہے اسلئے وہ اہل اللہ کے نیاز مند اور ارادت کیش ہو جاتے ہیں یوں وہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

www.maktabah.org

ظاہر می گردد درسائر مردم ظاہر نیست وجہش آنست

ظاہر ہوتی ہیں دوسرے لوگوں میں ظاہر نہیں ہوتیں ؎ اس کی وجہ یہ ہے

کہ ظلمت و کدورت درمحل ہموار ومصفا اگرچہ اندک

کہ ظلمت و کدورت ہموار اور صاف جگہ میں اگرچہ تھوڑی

باشد بیشتر ہویدا میگردد ازانچہ درمحل ناہموار و

ہو زیادہ نمایاں ہوتی ہے اس لئے کہ نا ہموار اور

غیرمصفا اگرچہ بیشتر باشد لیکن ظلمت صفات بشریت

غیر مصفا محل میں اگرچہ زیادہ ہو لیکن بشری صفات کی تاریکی

درعوام در کلّیت سرایت می کند ودرقالب وقلب

عوام کی کلیت میں سرایت کر جاتی ہے اور قالب و قلب اور روح میں

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اظہار تعجب کرتے ہوئے ایک بڑی خاص بات بیان فرمارہے ہیں جو سالکین کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ اہل اللہ میں جس قدر بشری عیوب ونقائص وصفات اورنفسانی کدورات وحجابات کاظہور ہوتا ہے ،اس قدرعوام کالانعام میں یہ کوتاہیاں ، کمزوریاں اور نقائص وعیوب نمایاں نہیں ہوتے حالانکہ وہ پرلے درجے کے عیاش ، بدقماش ، قاتل ،شرابی ، زانی ، راشی ، مرتشی ، ظالم ، چوراور ڈاکووغیرھم ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں کہ جس طرح ناہموار ، غیرشفاف اورنشیب وفراز جگہ پر کدورتیں اور ظلمتیں کم نظر آتی ہیں جبکہ ہموار اور صاف شفاف جگہ پرظلمتوں اور کدورتوں کاظہورزیادہ ہوتا ہے ایسے ہی عامۃ الناس میں بشری کدورتوں ،ظلمتوں اور

www.maktabah.org

وروح سی دود ودرخواص این ظلمت مقصور بر قالب و

دوڑ جاتی ہے اور خواص میں یہ ظلمت قالب اور

نفس ست ودراخص خواص نفس نیز ازین ظلمت

نفس تک مقصور ہے اور اخص خواص بھی اس ظلمت سے

صفتوں کا ظہور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ تاریکیاں اور ظلمتیں ان کی گھٹی میں اس قدر رچ بس جاتی ہیں کہ ان کی عادث ثانیہ بن جاتی ہیں یعنی انکے قلوب واذہان بھی تاریک ہوجاتے ہیں، ان کے ظاہر وباطن بھی مکمل طور پر ظلمات سے معمور ہوجاتے ہیں غرضیکہ وہ ظلمات در ظلمات، کدورات در کدورات سے لبریز اور لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ اہل اللہ کے لطائف کے تصفیہ اور نفس کے تزکیہ کی بدولت ان کے جسم لطیف اور نوری ہوجاتے ہیں اس لئے اگر ان سے کوئی معمولی سی لغزش سرزد ہوجائے بلکہ اگر خطاء ولغزش نہ بھی ہو مگر عوام کالانعام اسے بزعم خویش گناہ تصور کر لیتے ہیں اور اہل اللہ پر خواہ مخواہ انگشت نمائی اور تنقید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

www.maktabah.org

مبراست مقصور برقالب ست وبس وایضاً این ظلمت

مبرا ہیں بس قالب تک محدود رہتی ہے [8] نیز یہ ظلمت

درعوام موجب نقصان وخسارت ست ودرخواص

عوام میں نقصان اور خسارہ کا موجب ہے اور خواص میں

[8] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ لوگوں کی عام طور پر تین قسمیں ہوتی ہیں۔

۱......عامۃ الناس ۲......خواص ۳......اخص خواص

۱...... عامۃ الناس کے قالب (بدن) دل اور روح بھی گناہوں کی نجاستوں اور بشری صفتوں سے ملوث ہوتے ہیں۔

۲...... خواص کے عالم امر کے لطائف کا تصفیہ ہوجاتا ہے اس لئے بشری ظلمات ان کے بدن اور نفس تک محدود رہتی ہیں۔

۳......اخص خواص وہ اولیائے کاملین ہوتے ہیں کہ جنکے عالم امر کے لطائف (لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفیٰ) کا ذکر وفکر اور شیخ کامل کی توجہات کی بدولت تصفیہ بھی ہوجاتا ہے اور انکے نفس کا بھی تدریجاً تزکیہ ہوجاتا ہے یعنی نفس امارہ سے لوامہ، لوامہ سے ملہمہ، ملہمہ سے مطمئنہ ہوجاتا ہے بالآخر وہ بھی نور ہوجاتا ہے۔ اس (نفس) میں بھی بشری کدورتیں نہیں رہتیں۔

www.maktabah.org

موجب کمال و نضارت ہمین ظلمت خواص ست کہ

کمال اور تروتازگی کا موجب ؎ یہی خواص کی ظلمت ہے جو

ظلمتہائے عوام را زائل میگرداند قلب ہائے ایشان را

عوام کی ظلمتوں کو زائل کرتی ہے ان کے دلوں کو

؎ اولیائے کاملین گناہوں کی نجاستوں وکثافتوں اور نفسانی خباثتوں وشرارتوں سے پاک ومنزہ ہوجاتے ہیں۔ جسمانی ثقالتیں وکثافتیں بتدریج ختم ہوتی رہتی ہیں ان کی جگہ لطافت لے لیتی ہے البتہ بشری صفتیں ان میں موجود رہتی ہیں جو ان کیلئے باعث زوال نہیں ہوتیں بلکہ موجب کمال اور باعث جمال ہوتی ہیں۔ ان اولیائے کاملین کی بشری صفات وظلمات جب عامۃ الناس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں تو ان کے قلوب کا تصفیہ اور انکے نفوس کا تزکیہ کردیتی ہیں۔

www.maktabah.org

تصفیه می بخشد ونفسها را تزکیه می دہد اگراین

تصفیہ بخشتی ہے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتی ہے ۱۰ اگر یہ

ظلمت نمی بود خواص را بعوام ہیچ مناسبت نمی

ظلمت نہ ہوتی خواص کو عوام سے کوئی مناسبت نہ ہوتی اور

کشود و راہ افادہ واستفادہ مسدود می نمود واین ظلمت

رستہ افادہ اور استفادہ کا مسدود ہو جاتا اور یہ ظلمت

۱۰ ان اولیائے کاملین میں اگر یہ ظلمات بشریہ نہ ہوتیں تو انہیں عوام الناس کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوتی۔ درحقیقت یہی ظلمات بشریہ عامۃ الناس کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہیں کہ جن کی بدولت اولیائے کاملین عالم وجوب سے فیض لیتے ہیں اور ان بشری تقاضوں کی وجہ سے عوام کو فیض دیتے ہیں۔ اگران بشری صفات کی وجہ سے مناسبت نہ ہوتی تو اہل اللہ حق تعالیٰ سے فیض لے کر مخلوق کو نہ دے سکتے یوں فیض لینے اور فیض دینے کی راہ مسدود ہو جاتی۔

www.maktabah.org

درخواص آن قدرنمی ایستد که مکدر سازد بلکه ندامت

خواص میں اس قدر نہیں رہتی کہ مکدر کر دے [1] بلکہ ندامت اور

واستغفار که در قفائیے او دست می دہد چندین ظلمت

استغفار جو اس کے بعد ہاتھ آتی ہے اتنی ظلمت و

و کدورت دیگر را ہم زداید وترقیات می فرماید ہمین

کدورت اور کو بھی دور کر دیتی اور ترقیاں عطا فرماتی ہے یہی

[1] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ اولیائے کاملین میں بشری ظلمات اتنی زیادہ نہیں ہوتیں کہ ان کے بطون عالیہ اور روحانیت مقدسہ کو مکدر کر دیں اور ان پر بشریت کا غلبہ ہو جائے بلکہ ان کی بشریت لطیف اور نوری ہوتی ہے البتہ اگر بتقاضائے بشریت ان اولیائے کاملین سے کوئی لغزش یا خطا سرزد ہو جائے تو یہ فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور اس پر نادم ہوتے اور معافی مانگتے ہیں ۔ بس اسی ندامت واستغفار کی بنا پر ان سے اتنی ظلمت اور کدورت بھی دور ہو جاتی ہے اور مزید ترقیاں عطا ہوتی ہیں۔

www.maktabah.org

ظلمت ست که در ملائك مفقود ست و بسبب آن

ظلمت ہے جو فرشتوں میں مفقود ہے [۱۲] اور اسی سبب سے

راہ ترقی مسدود و اسم ظلمت بروے از قبیل مدح

ترقی کی راہ مسدود ہے اور اس پر ظلمت کا نام مدح

[۱۲] یہی بشری ظلمت جو مزید ترقیوں کا باعث ہوتی ہے فرشتوں میں مفقود ہے کیونکہ وہ محض نور ہیں بنابریں ان پر ترقی کی راہیں مسدود ہیں جیسا کہ آیت کریمہ و ما منا الا له مقام معلوم سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

بمايشبه الذم ست عوام کا لانعام صفات بشریت

بما یشبه الذم کے قبیل سے ہے [۱۳] عوام کالانعام اہل اللہ

[۱۳] اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر بشریت کی ظلمت کا اطلاق اس قدر نامعلوم اور برائے نام ہوتا ہے کہ جس سے ان کی بشروں کیساتھ مناسبت رہ جائے باقی رہی یہ بات کہ ان پر جو لفظ ظلمت کا اطلاق ہوتا ہے وہ ان کیلئے باعث مدح اور موجب کمال ہے البتہ بظاہر ذم معلوم ہوتا ہے۔

مدح بمایشبہ الذم کا مفہوم یہ ہے کہ اولیائے کاملین پر بظاہر بشریت کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے جو ظلمت کا لفظ استعمال ہوتا ہے وہ عین ذم نہیں بلکہ مشابہ ذم ہے اسلئے وہ مذموم نہیں بلکہ قابل مدحت اور لائق تعریف ہے۔

www.maktabah.org

اہل اللہ را دررنگ صفات بشریت خود می دانند و

کی بشری صفات کو اپنی بشری صفات کی مانند سمجھتے ہیں [۱۴] اور

محروم ومخذول می مانند قیاس غائب برشاہد فاسد

محروم و خوار ہوتے ہیں غائب کا قیاس حاضر پر فاسد ہے

ست ہر مقام راخصوصیات علیحدہ است وہر محل را

ہر مقام کی خصوصیات الگ ہیں اور ہر محل کے لوازمات

لوازم جدا والسلام علٰی من اتبع الھدی والتزم متابعة

جدا اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور متابعت مصطفٰے

المصطفٰی علیه وعلی اله الصلوات والتسلیمات

کا التزام کرے آپ پر اور آپ کی آل پر صلوات وتسلیمات ہوں۔

[۱۴] حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک غلط فہمی کا ازالہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ عامۃ الناس جو چوپائیوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں وہ اولیائے کاملین کی صفات بشریت کو اپنی صفات بشریت کی مانند سمجھتے ہیں حالانکہ اہل اللہ کی بشریت نہایت نورانی اور لطیف ہوتی ہے جبکہ عوام کالانعام کی بشریت غایت درجہ ثقیل اور کثیف ہوتی ہے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اس جہالت وحماقت کی وجہ سے عوام الناس ذلیل ومحروم ہوجاتے ہیں حالانکہ غائب کا حاضر پر قیاس کرلینا باطل اور فاسد ہے کیونکہ ہر مقام کی خصوصیات علیحدہ اور ہر محل کے لوازمات جدا ہوتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

www.maktabah.org

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اولیائے کاملین اور اخص خواص میں صفات بشریہ کے باقی رکھنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

جب ''انسان کامل'' کو فنا وبقا کے بعد حق سبحانہٗ کی طرف سے مخلوق کو دین اسلام کی دعوت دینے کیلئے دنیا میں بھیجا جاتا ہے تو اس میں بشری صفات اور انسانی خصائص زائلہ جو مغلوب اور کمزور ہوگئی تھیں پھر اس کی طرف عود کر آتی ہیں تاکہ اس کے اور عالم کے درمیان وہ مناسبت جو پہلے زائل ہوگئی تھی، از سرنو پیدا ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اس مناسبت کے ذریعے انسان کے اور عالم کے درمیان فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کا دروازہ کھول دے۔

ان بشری صفات کو زوال کے بعد واپس کرنے اور اس انسان کامل کے ساتھ ملحق کرنے میں دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ مکلفین کا امتحان اور مدعوین کی آزمائش ہوجائے تاکہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے جدا کردے اور جھٹلانے والے تصدیق کرنے والوں سے الگ ہوجائیں۔

نیز ان صفات کے رجوع کرنے سے ایمان بالغیب جو پہلے مشتبہ اور پوشیدہ تھا حاصل ہوجائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلاً وللبسنا علیھم مایلبسون یعنی اگر ہم اسے فرشتہ بناتے تو اس کو بھی انسان ہی کی صورت میں بناتے پھر بھی یہ لوگ اسی (شبہ) میں رہتے جس میں اب ہیں۔ (الانعام ۹)

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۵۳)

www.maktabah.org

منہا-۲۵

آدمی تا زمانے کہ گرفتار علم و دانش ست و بنقوش

آدمی جس وقت تک علم و دانش کا گرفتار ہے اور ماسوا کے

ماسوائے منقش خوار و بے اعتبار ست نسیان ماسوائے

نقوش سے منقش ذلیل و بے اعتبار ہے [1] ماسوا کا نسیان

شرط راہ است و فنائے ماعدا قدم پیشگاہ تاآئینہ باطنی

اس راہ کی شرط ہے اور ماسوا کی فنا اگلی منزل کا قدم جب تک

از زنگار امکان زدودہ نگردد ظہور حضرت وجوب محال

باطنی آئینہ، امکان کے زنگار سے صاف نہ ہو جائے حضرت وجوب کا ظہور

ست چہ جمع علوم امکانی با معارف وجوبی از قبیل

محال ہے کیونکہ علوم امکانی کا معارف وجوبی کے ساتھ جمع ہونا

[1] حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی اشیائے کائنات کے علم و دانش اور دنیوی تعلقات کی طرف راغب ہے۔ دنیا کی محبت میں گرفتار ہے اور ماسوی اللہ کے نقوش اس کے قلب و نظر میں پیوست ہیں، وہ ناقابل اعتبار، بے لحاظ اور ذلیل ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز یہاں ارشاد فرماتے ہیں کہ نسیان ماسوا راہ

www.maktabah.org

طریقت کی شرط ہے۔نسیان ماسوا کا مطلب ہے حق سبحانہ کے ماسوا کو بھول جانا،اسی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ماسویٰ کی دو قسمیں ہیں

ا......آفاق ۲......انفس

آفاق کے نسیان سے مراد آفاق کی نسبت علم حصولی کا زوال ہے اور انفس کے نسیان سے مراد انفس کی نسبت علم حضوری کا زوال ہے کیونکہ علم حصولی کا تعلق آفاق سے ہے اور علم حضوری کا تعلق انفس سے ہے۔اگرچہ اشیاء کے علم حصولی کا مطلقاً زوال دشوار ہے کیونکہ وہ اولیاء کا حصہ ہے اور علم حضوری کا مطلقاً زوال تو بہت ہی زیادہ دشوار ہے کیونکہ یہ کاملین اولیاء میں سے اکمل اولیاء کو حاصل ہے۔بہت ممکن ہے کہ اس کا جائز ہونا بلکہ تصور بھی اکثر عقلاء کے نزدیک محال ہو اور ''معلوم'' کا جاننے والے کیلئے عدم حضور، باطل سمجھیں کیونکہ ان کے نزدیک حضور شئی، نفس شئی کے لئے ضروری ہے لہٰذا علم حضوری کا زوال ان کے نزدیک اگرچہ ایک لمحہ کیلئے ہی ہو، جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اس علم کا مطلقاً اس طرح زوال ہو جائے کہ پھر کبھی عود نہ کر سکے، یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟۔

علم حصولی کا نسیان فنائے قلب پر موقوف ہے اور علم حضوری کا نسیان فنائے نفس کو مستلزم ہے جو اتم و اکمل ہے اور حقیقت فنا اسی مقام میں ہے خصوصاً فنائے قلب اس فنا کیلئے ظاہری صورت کی مانند ہے جو اس کا ظل ہے کیونکہ علم حصولی درحقیت علم حضوری کا ظل ہے لہٰذا لازماً اس ظل کی فنا، اس کی فنا ہوگی اور اس فنا کے حصول کے ساتھ نفس، مقام اطمینان میں آجاتا ہے اور حق تعالیٰ سبحانہ سے راضی و مرضی ہو جاتا ہے اور بقا و رجوع کے بعد تکمیل وارشاد کا معاملہ اس سے متعلق ہوتا ہے اور اسے عناصر اربعہ (خاک، باد، نار، آب) کی مختلف طبیعتوں کے ساتھ جہاد و غزا میسر ہو جاتا ہے۔

قلب سے ماسوا کے نسیان کی علامت قلب میں ماسوا کے خطرات کا نہ آنا ہے

www.maktabah.org

اس طرح کہ اگر بہ تکلف ان خطرات ماسوا کو یاد دلایا جائے تو بھی یاد نہ آئیں بلکہ قلب ان کو قبول نہ کرے اور نفس عالم کے متعلق علم حضوری کے زوال کی علامت یہ ہے کہ عالم اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بالکل منتفی ہو جائے تا کہ علم اور معلوم کا زوال اس سے متصور ہو کیونکہ اس مقام میں علم اور معلوم ، نفس عالم ہے اور جب تک نفسِ عالم زوال پذیر نہ ہو جائے علم ومعلوم کی نفی نہیں ہوتی اور فنائے اول فنائے آفاق ہے اور فنائے ثانی فنائے انفس ہے جوفنا کی حقیقت ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۵۲)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشادفرماتے ہیں کہ چونکہ حق تعالیٰ کے ماسوا کا نسیان قرب الی اللہ کی طرف پیش قدمی ہے لہٰذا جب تک سالک کا آئینہء باطن ماسوا کی تلویثات سے بالکل صاف نہیں ہوجاتا حق تعالیٰ کا جلوہ ناممکن ہے کیونکہ علوم امکانیہ اور معارف وجوبیہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اجتماع اضداد محال ہے۔

www.maktabah.org

جمع اضداد ست این جا سوالے ست قوی و آں آنست

جمع اضداد کے قبیل سے ہے۔ یہاں ایک قوی سوال ہے [2] اور وہ یہ ہے کہ

که چوں عارف را به بقا مشرف می سازند و برائے تکمیل

جب عارف کو بقا سے مشرف کر دیتے ہیں اور ناقصین کی

ناقصاں بازش می گردانند علوسے که زائل شده بود عود

تکمیل کے لئے واپس لوٹا دیتے ہیں وہ علوم جو زائل ہو گئے تھے عود کر آتے ہیں۔

می نماید بریں تقدیر علوم امکانی بامعارف وجوبی جمع

اس صورت میں علوم امکانی معارف وجوبی کے ساتھ جمع ہو

میگردند و تو آں را جمع ضدین گفته جوابش آن ست

جاتے ہیں اور آپ نے ان کو جمع ضدین کہا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ

که عارف باقی بالله دریں وقت حکم برزخیت پیدا کرده

عارف باقی باللہ اس وقت برزخیت کا حکم پیدا کئے ہوئے ہے

است گویا برزخ ست **بین الوجوب والامکان** ومنصبغ

گویا وہ وجوب اور امکان کے درمیان برزخ ہے اور دونوں مقامات

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک سوال اور اشکال کا جواب بیان فرمارہے ہیں:

سوال یہ ہے کہ جب عارف فنا کے بعد مقام بقا سے مشرف ہوتا ہے اور اسے مسند دعوت وارشاد پر متمکن کر دیا جاتا ہے تو زائل شدہ علوم امکانیہ پھر عود کر آتے ہیں

www.maktabah.org

برنگ ہردو مقام دریں صورت اگر علوم ومعارف ہردو

کے رنگ سے رنگین ہے اس صورت میں اگر دونوں مقامات کے

مقام جمع شوند چه اشکال زیرا که محل اجتماع ضدین

علوم و معارف جمع ہو جائیں کیا اشکال ہے کیونکہ ضدین کے اجتماع کا

واحد نماند بلکه گویا متعدد گشته است **فلا جمع**

محل واحد نہیں رہا بلکہ گویا متعدد ہو گئے ہیں لہٰذا اجتماع نہ ہوا

دریں صورت علوم امکانیہ اور معارف وجوبیہ پھر ایک مقام پر جمع ہو جاتے ہیں حالانکہ ان علوم ومعارف کا جمع ہونا اجتماع ضدین کے قبیل سے ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب عارف بقاباللہ کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے تو وہ علوم امکانی اور معارف وجوبی کے درمیان برزخیت کا حکم پیدا کر لیتا ہے فلہٰذا ان علوم ومعارف کا صورۃً اجتماع ہوتا ہے حقیقۃً اجتماع نہیں ہوتا، لہٰذا اجتماع ضدین نہ رہا۔

www.maktabah.org

مِنہا-۲۶

علوم اشیاء کہ درمرتبۂ فنا زائل شدہ بودند بعداز بقااگر

چیزوں کے علوم جو مرتبہ فنا میں زائل ہو گئے تھے[1] بقا کے بعد اگر

رجوع نمایند نقصے در کمال عارف لازم نیاید بلکہ کمال

لوٹ آئیں تو عارف کے کمال میں کوئی نقص لازم نہیں آتا بلکہ اس کا کمال

اوست دریں رجوع بلکہ تکمیل اومربوط بہمیں رجوع

اس رجوع میں ہے بلکہ اس کی تکمیل اسی رجوع کے ساتھ مربوط ہے کیونکہ

سالک کے عروجی مراتب اورنزولی مدارج

[1] حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشادفرماتے ہیں کہ سالک جب عروجی مرتبوں میں ہوتا ہے تو اس کے تعلقات دنیا اور محبت دنیا کے جذبات ماند پڑنا شروع ہوجاتے ہیں لامحالہ ماسوی اللہ کی معلومات کم ہونا شروع ہوجاتی ہیں یہ فقر کی علامت اورولایت کا درجہ ہے،جس میں ہرسالک کے لئے ایک خاص مقام ہوتا ہے کسی کوفنا کم ہوتی ہے کسی کوزیادہ ہوتی ہے اور کسی کو بہت زیادہ فنا سے حصہ نصیب ہوتا ہے مگر جب سالک عروج کے بعد نزول کرتا ہے تو دنیوی تعلقات پھر بحال ہونا شروع ہوجاتے ہیں،نتیجتاً اشیائے کائنات کے زائل شدہ علوم دوبارہ عود کرآتے ہیں۔

یادرہے کہ عروجی مراتب،ولایت کے درجات میں سے ہیں جسے فنا سے تعبیر

www.maktabah.org

کیا جاتا ہے اور نزولی مدارج کمالات نبوت میں سے ہیں جسے بقا کہتے ہیں جو بہت بڑا کمال ہے۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ عروجی مدارج میں بعض اہل اللہ فاقہ کشی کرتے اور مخلوقِ خدا سے دور جنگلوں میں رہتے ہیں اور مرتبۂ تکمیل کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، عامۃ الناس اسے کمال سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مقام ادھورا ہے۔ مگر جب سالک عروج کے بعد نزول اور فنا کے بعد بقاء کے مرتبے پر فائز المرام ہوتا ہے تو عام لوگ اسے دنیا دار سمجھتے ہیں جبکہ بقا کا مرتبہ، مرتبۂ کمال ہے جو مسند مشیخیت سے وابستہ ہے اور لوگوں کی رشد و ہدایت سے متعلق ہے اور کمالات نبوت سے مربوط ہے۔

www.maktabah.org

ست چه عارف بعداز بقا متخلق باخلاق الله است علم
عارف بقا کے بعد اخلاق اللہ کے ساتھ متخلق ہو گیا ہے[۲] اشیاء کا علم
اشیاء در واجب تعالیٰ عین کمال است وضدآں موجب
واجب تعالیٰ میں عین کمال ہے اور اس کی ضد نقصان کا موجب ہے
نقصان **فکذا حال العارف المتخلق والسِرُّ فیه ان العلم فی**
پس یہی حال عارف متخلق کا ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ ممکن میں علم حاصل
الممکن یحصل بحصول صورة المعلوم فیه فلا جرم یتاثر
ہوتا ہے معلوم فیہ کی صورت کے حصول سے پس لامحالہ عالم متاثر ہوتا ہے

[۲] جب عارف کو فنا، وصل کے بعد بقا، رجوع اور نزول کا مقام نصیب ہوتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسے تکمیلی مرتبہ و مقام میسر ہو رہا ہے کیونکہ اسے بقا کے بعد تخلق باخلاق اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ اقبال مرحوم نے خوب کہا

مسلماں بندۂ مولا صفات است
دل او سرے از اسرار ذات است

اہل طریقت نے اس کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں

۱...... متخلق باخلاق اللہ

۲...... متصف بصفات اللہ

۳...... متحقق بحقائق اللہ

متخلق باخلاق الله : کا مطلب یہ ہے کہ عارف، اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہو جائے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات تخلقوا باخلاق الله سے

www.maktabah.org

العالم بحصول صورة المعلوم فيه و كلما كان العلم ازيد كان

معلوم فیہ کی صورت کے حصول سے اور جب علم زیادہ ہو عالم میں

التأ ثر فی العالم اکثر فیکون التغیر والتلوّن فیه اوسع وابسط

تاثر بھی زیادہ ہوتا ہے پس اس میں تغیر وتلون زیادہ وسیع و بسیط ہوتا ہے

فیکون نقصا فلا بد للطالب من نفی هذه العلوم کلها و نسیان

لہٰذا یہ نقص ہو جاتا ہے پس طالب کیلئے ضروری ہے ان تمام علوم کی نفی کرنا اور

عیاں ہے۔قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق رقمطراز ہیں:

اذا مرّعلی حضرات الاسماء الالٰهیة صار متخلّقا بصفاتها فاذا مرعلی الرحیم کان رحیما او علی الغفور کان غفوراً او علی الکریم کان کریما اوعلی الحلیم کان حلیماً او علی الشکور کان شکوراً اوعلی الجواد کان جواداً ولهکذا فمایرجع من ذالك المعراج الا وهو فی غایة الکمال (الیواقیت والجواہرجلد دوم) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گذرے تو ان اسماء کی صفات کے ساتھ متصف ہوتے گئے جب صفت الرحیم پرگذرے تو رحیم بن گئے اور صفت الغفور پرگذرے تو غفور بن گئے صفت الکریم پرگزرے تو کریم بن گئے صفت الحلیم پرگذرے تو حلیم بن گئے صفت الشکور پرگذرے تو شکور بن گئے، صفت الجواد پرگذرے تو جواد بن گئے۔اسی طرح جن جن اسماء سے گذرتے گئے ان ان صفات سے متصف ہوتے گئے یہاں تک کہ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائے کمال کی حالت پر تھے۔

www.maktabah.org

الاشیاء جُلّها والعلم فی الواجب تعالٰی لیس کذالک اذ ھو

سب اشیاء کا بھول جانا اور واجب تعالٰی کا علم ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ

سبحانہ منزہ من ان یحل فیہ صور الاشیاء المعلومۃ بل ینکشف

سبحانہ منزہ ہے اس بات سے کہ اس میں اشیائے معلومہ کی صورتیں حلول کریں بلکہ

الاشیاء علیہ تعالٰی بمجرد تعلق العلم بہا فسبحان من لا یتغیر

اس تعالٰی پر اشیاء منکشف ہوجاتی ہیں صرف ان کے ساتھ علم کا تعلق قائم ہوتے ہی

ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت ووراثت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اخلاق الٰہیہ سے متصف ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی کے ہاں خلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں جس خوش نصیب میں توحید باری تعالٰی کے ساتھ ان میں سے ایک صورت بھی پائی گئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ھل فی منھا یارسول اللّٰہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان میں سے کوئی صورت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے تو ارشاد فرمایا کلھا فیك یاابوبکر واحبھا الی اللّٰہ السخاء اے ابوبکر تم میں سب کی سب صورتیں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے اللہ تعالٰی کے نزدیک سخاوت سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (روح البیان)

تخلق باخلاق کے مختلف معانی

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں ملاحظہ ہو!

عمدۃ الابدال حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کے مقام

www.maktabah.org

بذاته ولا بصفاته ولا فی افعاله بحدوث الاکوان و العارف

پس وہ پاک ہے کہ تغیر نہیں کرتا اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں حدوث

المتخلق یصیر علمه بهذه الصفة فلا یحل فیه صور معلومات

اکوان سے اور عارف متخلق کا علم اسی طرح کا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں بھی

الاشیاء فلا تأثر فی حقه فلا تغیر ولا تلون فلا یکوّن نقصا بل

اشیاء کی معلومات کی صورتیں حلول نہیں کرسکتیں پس اس کے حق میں نہ تاثر ہوتا ہے

کی تحقیقات کے بیان میں فرماتے ہیں کہ (حق سبحانہ) کی ایک صفت ملک ہے اور ملک کے معنی سب پر تصرف کرنے والے کے ہیں۔ جب راہ حق کا سالک اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور اس نفس کو مغلوب کر کے رکھتا ہے تو اس کا تصرف لوگوں کے دلوں پر بھی جاری ہوجاتا ہے اس وقت وہ اس صفت ملک سے منسوب (مناسبت رکھنے والا) کہلاتا ہے...... اور ایک صفت سمیع ہے اور سمیع کے معنی سننے والے کے ہیں، جب راہ حق کا سالک ہر شخص کی حق باتیں طبیعت کی گرانی کے بغیر سن کر قبول کرلیتا ہے اور غیبی اسرار وحقائق کو روح کے کانوں سے سنتا ہے تو وہ اس صفت سمیع سے مناسبت رکھنے والا کہلاتا ہے...... اور ایک صفت بصیر ہے اور بصیر کے معنی دیکھنے والے کے ہیں۔ جب راہ حق کے سالک کی بصیرت (دل کی آنکھ) روشن ہوجاتی ہے تو وہ اپنے تمام عیبوں کو نور فراست سے دیکھتا ہے اور دوسرے لوگوں کے حال کو کمال درجہ کا معلوم کر کے سب کو اپنے سے بہتر دیکھتا ہے اور یہ حق کا دیکھنا اس کو (حق تعالیٰ کا) منظور نظر بنادیتا ہے یہاں تک کہ وہ جو کچھ کرتا ہے حق تعالیٰ کا پسندیدہ کام ہوتا ہے تو اس وقت وہ اس صفت بصیر سے مناسبت رکھنے والا کہلاتا ہے...... اور حق تعالیٰ کی ایک صفت محی ہے،

www.maktabah.org

کمالا ھذا السر من غوامض الاسرار الالٰھیة خص اللّٰہ سبحانہ

اور نہ ہی تغیر وتلون لہٰذا یہ نقص نہیں ہوتا بلکہ کمال ہے یہ راز دقیق اسرار الٰہیہ میں سے

وتعالٰی بہ من یشاء من عبادہ ببرکة حبیبہ علیہ وعلی آلہ

ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لئے مخصوص فرمالیا جسے چاہا اپنے بندوں میں سے

الصلوات والتسلیمات اتمھا واکملھا

اپنے حبیب کی برکت سے آپ پر اور آپ کی آل پر اتم واکمل صلوات وتسلیمات ہوں

محی کے معنی زندہ کرنے والے کے ہیں جب سالک ترک شدہ سنت کو زندہ اور قائم کرتا ہے تو وہ اس صفت محی سے مناسبت رکھنے والا کہا جائے گا ...... اور حق تعالیٰ کی ایک صفت ممیت ہے یعنی مارنے والا، جب سالک ایسی بدعات جو لوگوں نے سنت کو ترک کر کے اختیار کر لی ہوں، کے خلاف آواز بلند کرتا اور منع کرتا ہے تو وہ اس صفت ممیت سے مناسبت رکھنے والا ہو جاتا ہے۔ علیٰ ھذاالقیاس

عوام نے تخلق کے معنی غلط سمجھے ہیں اور خواہ مخواہ گمراہی کے جنگل میں جا پڑے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ولی کیلئے احیائے جسمی (مردے کا زندہ کرنا) ضروری ہے اور اس پر اشیائے غیبی کا انکشاف ہونا چاہئے وغیرہ ذالك حالانکہ یہ باتیں فاسد گمانوں کی مانند ہیں اور بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ان بعض الظن اثم (الحجرات ۱۲) بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ نیز خوارق صرف کسی کو مارنے اور زندہ کرنے میں ہی منحصر نہیں ہیں، علوم شرعیہ اور معارف الہامیہ سب سے بڑی نشانی اور اعلیٰ درجہ کے خوارق ہیں، اسی لئے معجزہ قرآنی کو باقی تمام معجزات پر اقویٰ اور باقی رہنے والا تسلیم کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

واضح ہو کہ تخلق باخلاق اللہ کے معنی جو ولایت میں ماخوذ و معتبر ہیں وہ یہ ہیں کہ اولیاء کو ایسی صفات حاصل ہو جائیں جو واجب تعالیٰ کی صفات سے مناسبت رکھتی ہوں، لیکن وہ مناسبت صرف اسم میں ہوگی اور عموم صفات میں مشارکت ہو سکتی ہے خواص معانی میں مناسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس میں محال ہے اور اس میں حقائق کا تغیر و تبدل لازم آتا ہے۔ (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۱۰۷)

متصف بصفات اللہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ عارف، اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جائے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات و اتصفوا بصفات اللّٰہ سے عیاں ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ صفات ثمانیہ کی تین اقسام ہیں:

۱...... **صفات اضافیہ**: ان صفات کا تعلق عالم کے ساتھ غالب ہے اور اس کی اضافت و نسبت مخلوق کے ساتھ زیادہ تر ہے۔ چونکہ ہر صفت متعدد تعلقات کے اعتبار سے بہت سی جزئیات رکھتی ہے جیسے (تکوین) کہ اس سے متعدد تعلقات کے اعتبار سے تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) احیاء (زندہ کرنا) اماتت (مارنا) کی جزئیات پیدا ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ایک گروہ (اشاعرہ) نے اس کے وجود کا انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ تکوین صفات اضافیہ میں سے ہے اور حق یہی ہے کہ وہ حقیقی صفات میں سے ہے جس میں اضافت غالب ہے۔

۲...... **صفات حقیقیہ**: یہ صفات عالم کے ساتھ بھی اضافت رکھتی ہیں لیکن پہلی قسم سے کم تر درجہ جیسے کہ علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔

۳...... **حقیقت محض**: یہ اضافت کی کوئی بو اور امتزاج نہیں رکھتی۔ اضافت سے ہماری مراد عالم (دنیا) کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جیسے حیات۔ یہ صفت تینوں قسموں میں

www.maktabah.org

سب سے اعلیٰ اور جملہ اقسام کی جامع ترین ہے اور امہات صفات میں سے اور سب کی اصل اور سب سے اسبق ہے۔ (صفت علم اپنی جامعیت کے باوجود صفت حیات کے تابع اور اس کے قریب ترین ہے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مبداء تعین ہے)۔

(مبداء ومعاد منہا ۵۹ ...... مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۹۴)

متحقق بحقائق اللہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ عارف حقائق سبعہ سے متحقق ہو جاتا ہے۔

حقائق سبعہ سے مراد سات حقائق ہیں اور وہ یہ ہیں حقیقت محمدی، حقیقت احمدی، حقیقت ابراہیمی، حقیقت موسوی، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ۔
پہلے چار حقائق کو حقائق کونیہ کہا جاتا ہے اور آخری تینوں حقائق کو حقائق الٰہیہ کہا جاتا ہے

حقیقت کعبہ، حقائق کونیہ سے افضل ہے کیونکہ حقیقت کعبہ ''ظہور تنزیہہ صرف ذات حق تعالیٰ'' ہے اور یہ مرتبہء وجوب ہے اور حقائق کونیہ ظہورات مراتب وجوب ہیں نہ کہ خود مراتب وجوب۔ اسی طرح حقیقت قرآن باعتبار مبداء وسعت اور حقیقت صلوٰۃ باعتبار وسعت ذات ہونے کے حقیقت کعبہ سے بھی افضل ہیں۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴)

۳...... حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز یہاں اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کو اشیائے کائنات کا علم ہونا نقص نہیں بلکہ باعث کمال ہے تو جو عارف متخلق باخلاق اللہ ہو جاتا ہے اس میں زائل شدہ علوم کا واپس لوٹ آنا بھی نقص نہیں بلکہ موجب کمال ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ ممکن کا علم صورت معلومہ کے حصول سے حاصل ہوتا ہے مثلاً عینک کے علم کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ جب عینک کی ایک معلوم صورت کسی شخص کے ذہن میں نقش ہو جائے اور یہ حصول ہے باہر سے عینک کی صورت

www.maktabah.org

معلومہ کے ذہن میں آنے کا۔ اب اگر کوئی دوسرا شخص عینک کا لفظ بولے گا تو پہلا شخص خواہ آنکھیں بند ہی رکھے فوراً اسے عینک کا علم ہو جائے گا۔ ماحصل یہ ہے کہ ممکن کو جب علم آتا ہے تو معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے تو لامحالہ صورت معلومہ کے حصول سے عالم کا علم متاثر ہوتا ہے یعنی وہ صورت معلومہ اس کے اندر اپنا تاثر پیدا کر دیتی ہے جیسے (کوئی خوشی، غمی یا خوف کی خبر سن کر) کسی شخص کے چہرے وغیرھا کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے متعلق حادثہ پیش آنے کی اطلاع دیتا ہے تو سننے والے شخص کے ذہن میں گاڑی، زخم اور تصادم اور تکلیف وغیرھا کے تصورات سے علوم مرتب ہوتے ہیں اور وہ اپنا تاثر پیدا کرتے ہیں جوں جوں علم بڑھتا جائے گا عالم کے تاثرات میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

www.maktabah.org

منہا-۲۷

این درویش را دوازدہم سال از ابتدائے زمان انابت بمقام
اس درویش کو انابت کے ابتدائی زمانہ سے بارہویں سال میں مقام
رضا مشرف ساختند اول نفس را باطمینان رسانید ند
رضا سے مشرف فرمایا گیا[1] پہلے نفس کو اطمینان تک پہنچایا
بعدازاں بتدریج بمحض فضل ایزدی باین سعادت مستسعد
اس کے بعد بتدریج محض فضل ایزدی سے اس سعادت سے سعادت مند
ساختند و باین دولت مشرف نشد تا زمانے کہ پرتوے از
ہوا اور اس دولت سے مشرف نہیں ہوا جب تک آنحضرت
رضائے آں حضرت جل سلطانہ برنتافت فرضیت النفس
جل سلطانہ کی رضا کا پرتو نہیں ڈالا گیا پس نفس مطمئنہ

حضرت امام ربانی کا مقام رضا سے بہرہ اندوز ہونا

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہُ العزیز کے حلقہء ارادت میں شمولیت اور ان سے نسبت نقشبندیہ کے حصول کے بعد مجھے

www.maktabah.org

المطمئنة عن مولاها ورضی مولاها عنها الحمد للّٰه سبحانه

اپنے مولا سے راضی ہو گیا اور اس کا مولا اس سے راضی ہو گیا اللہ سبحانہ

علیٰ ذالک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه مبارکاً علیه و کما

کی اس پر حمد و ثنا ہے جو بے پایاں پاکیزہ جس میں برکت جس پر برکت جیسی

یحب ربنا ویرضیٰ والصلوة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله

ہمارا رب پسند فرماتا اور چاہتا ہے درود و سلام ہو اس کے رسول حضرت محمد

کما یحری. اگر گویند که چوں نفس راضی شداز

اور آپ کی آل پر جیسا کہ ان کے لائق ہے۔ اگر کہیں کہ جب نفس اپنے

مقامات عشرہ کی تکمیل میں بارہ سال کا طویل عرصہ لگ گیا۔ سب سے پہلے نفس مطمئنہ کی دولت قصوئ سے مالا مال ہوا بعدازیں تدریجاً مقام رضا عطا فرمایا گیا۔ طیّ سلوک کی یہ ترتیب قرآن کریم کے عین مطابق ہے جیسا کہ آیہ کریمہ یاایتها النفس المطمئنة ○ ارجعی الی ربك راضية مرضيه سے عیاں ہے۔ والحمدللّٰه علی ذالك

www.maktabah.org

مولائے خود پس معنی دعا وطلب دفع بلاچہ باشد؟

مولیٰ سے راضی ہو گیا پھر دعا اور دفع بلا کی طلب کا کیا معنی ہوا [2]

گوئیم کہ رضا ازفعل مولائے تعالیٰ مستلزم رضا از

ہم کہتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ کے فعل سے رضا اس کی مخلوق کی رضا کو مستلزم نہیں

مخلوق اونیست بلکہ بسا ست کہ رضا از مخلوق

ہے بلکہ اکثر ہوتا ہے کہ مخلوق سے رضا کفر و معاصی کی

مستقبح باشد دررنگ کفر و معاصی پس رضا از خلق

صورت میں قبیح ہوتی ہے خالق قبیح سے رضا لازم ہوئی حالانکہ

قبیح لازم باشد و کراہت از نفس قبیح واجب ہر گاہ

نفس قبیح سے کراہت واجب ہے جب مولیٰ نفس قبیح

مولا تعالیٰ از نفس قبیح راضی نباشد بندہ چگونہ راضی

سے راضی نہ ہوا تو بندہ کیسے راضی ہوا بلکہ بندہ

[2] یہاں ایک سوال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ جب کسی عارف کو راضیۃ مرضیہ کا منصب عظیم عنایت ہو جاتا ہے تو مزید اس کا تحصیل خواہشات اور دفع بلیات کیلئے دعائیں کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ صاحب راضیہ مرضیہ کے، فعل حق تعالیٰ سے راضی ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کی مخلوق (خیر وشر) سے بھی راضی ہو جائے۔ تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ خیر وشر کا خالق حق تعالیٰ ہے وہ تعالیٰ خیر سے راضی ہوتا ہے اور شر سے خوش نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کفر و معاصی

www.maktabah.org

شود بلکہ بندہ دریں صورت مامور بشدت و غلظت

اس صورت میں شدت اور سختی پر مامور ہے پس مخلوق

ست پس کراہت از مخلوق منافی رضا از خلق آن

سے کراہت کرنا اس کی خلق سے رضا کے منافی نہ ہوا لہٰذا

نباشد پس طلب دفع بلا را معنی مستحسن باشد و

دفع مصیبت کی طلب کے مستحسن معنی ہو گئے اور وہ

جمعے کہ فرق نہ کردہ اند درمیان رضا از فعل و کراہت

جماعت جنہوں نے فعل سے رضا اور مفعول سے کراہت کے درمیان فرق نہیں کیا

اور طغیان وعصیان کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ اس سے خوش نہیں ہوتا اور نہ ہی ان افعال ناپسندیدہ کا حکم دیتا ہے جیسا کہ آیات کریمہ لا یرضٰی لعبادہ الکفر اور قل ان اللّٰہ لا یامر بالفحشاء سے عیاں ہے بلکہ ان امور قبیحہ اور افعال ردّیہ کے مرتکبین کیلئے حدود وتعزیرات کے قوانین مقرر فرمائے گئے ہیں اور قوت نافذہ کو ان احکام شرعیہ کے نفاذ کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب افعال قبیحہ سے خود حق تعالیٰ راضی نہیں تو راضیہ مرضیہ کے مرتبہ پر فائز المرام بندۂ مؤمن کیونکر خوش ہوگا۔

یہاں دعا اور رضا کے متعلق قدرے معلومات ہدیۂ قارئین ہیں۔ و باللّٰہ التوفیق

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آیا دعا افضل ہے یا سکوت ورضا؟ بعض اہل اللہ فرماتے ہیں کہ دعا چونکہ بذات خود عبادت ہے جیسا کہ ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات الدعاء مُخّ العبادۃ اور الدعاء ھو العبادۃ سے واضح ہے چونکہ دعا عبادت کا خلاصہ اور مغز ہے اور عبادت کا خلاصہ و

www.maktabah.org

از مفعول درو جود کراہت بعد از حصول رضا دراشکال

حصول رضا کے بعد کراہت کے پائے جانے میں اشکال میں پڑ گئے

مانده اند ودردفع آں تکلفات نموده اند و گفته اند که

اور اس (اشکال) کے دفع کرنے میں تکلفات میں پڑ گئے ہیں اور کہتے ہیں

وجود کراہت منافی حال رضاست نه مقام رضا **والحق**

کہ کراہت کا وجود حال رضا کے منافی ہے نہ کہ مقام رضا کے۔ حق وہی ہے جو میں نے

ماحققته بالهام اللّٰه سبحانه و السلام علٰی من اتبع الهدیٰ

اللہ سبحانہ کے الہام سے تحقیق کردی ہے اور سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے

حقیقت خضوع وتذلل اور خواری ہے جو دعا میں باکمل الوجوہ حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ادائے عبادت، ترک عبادت سے اولیٰ ہے۔ دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ دعا سے سکوت افضل واولیٰ ہے تاکہ تقدیر الٰہی کے مطابق جریان حکم ہوجائے اور بندۂ مؤمن رضا بالقضاء پر عمل پیرا رہے۔ (میدان کربلا میں سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے رضا بالقضاء کی لازوال مثال قائم فرمادی جیسا کہ آپ کے الفاظ مبارکہ رضاً بقضاء ك سے واضح ہے۔ بقول شاعر

طاقت ہندیاں زور نئیں لایا بیٹھے مل رضائیں

دنیا اتوں پیاسے ٹر گئے دین دنی دے سائیں)

جبکہ تیسرے گروہ کا یہ مؤقف ہے کہ بندۂ مؤمن کو زبان سے صاحب دعا اور قلب سے صاحب رضا ہونا چاہئے تاکہ وہ دعا اور رضا دونوں احوال کا جامع ہوجائے۔ (الاملاء فی تحقیق الدعاء)

www.maktabah.org

منہا-۲۸

مدتے آرزوئے آن داشت کہ وجہے پیدا شود وجیہ در

مدت سے یہ آرزو رہی کہ معقول وجہ پیدا ہو جائے

مذہب حنفی تا درخلف امام قرأت فاتحہ نمودہ آید ہر گاہ

مذہب حنفی میں تاکہ امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت کی جا سکے[1] جبکہ

قرأت درنماز فرض باشد از قرأت حقیقی عدول نمودہ

نماز میں قرأت فرض ہے قرأت حقیقی سے عدول کر کے

بقرأت حکمی قرار دادن معقول نمی شد با آنکہ درحدیث

حکمی قرأت قرار دینا معقول نہیں تھا ساتھ ہی حدیث نبوی

نبوی آمدہ **علیہ الصلوٰۃ والسلام لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب**

علیہ الصلوٰۃ و السلام میں آیا ہے کہ فاتحہ الکتاب کے بغیر نماز نہیں ہوتی

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ کے فضائل اور فقہ حنفی کی فضیلت وفوقیت بیان فرمارہے ہیں۔

اس منہا کی ابتداء میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے قرأت خلف الامام کے مسئلہ کو تمثیلاً نہایت احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے جسے باشعور شخص مطالعہ کر کے فقہ حنفی کی عظمت واہمیت کو ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

www.maktabah.org

اما بواسطه رعایت مذہب بے اختیار ترک قرأت سی کرد

لیکن رعایت مذہب کے واسطہ سے بے اختیار قرأت ترک کرتا تھا

واین ترک را از قبیل ریاضت ومجاہدہ سی شمرد آخر

اور اس ترک کو ریاضت و مجاہدہ کے قبیل سے شمار کرتا تھا آخر کار

الامر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ببر کت رعایت مذہب

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے رعایت مذہب کی برکت

کہ نقل از مذہب الحاد ست حقیقت مذہب حنفی در

سے کہ مذہب سے خروج الحاد ہے[2] مذہب حنفی کی حقیقت، مقتدی کے

تقلید کا بیان

[2] حق تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسعت علم عطا فرمائی ہے کہ زندگی میں پیش آنے والے جملہ مسائل کا حل کتاب وسنت سے براہ راست استخراج کر سکتے ہیں، اہل علم کے نزدیک ایسی متبرک شخصیات کو مجتہد کہا جاتا ہے جبکہ دوسری قسم کے وہ مسلمان ہیں جو اپنی کم علمی کے باعث استخراج مسائل پر قدرت نہیں رکھتے بلکہ پیش آمدہ مسائل کا حل، اہل علم کے اقوال سے حاصل کرتے ہیں جنہیں مقلد کہا جاتا ہے۔

تقلید کا معنی و مفہوم

تقلید کے لغوی معنی ''قلادہ در گردن بستن ''یعنی گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا

www.maktabah.org

ترك قرأت ماموم ظاہر ساخت وقرأت حکمی از قرأت

ترک قرأت میں ظاہر فرما دی اور حکمی قرأت،

حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود که امام و ماموم ہمه

حقیقی قرأت سے بصیرت کی نظر میں زیبا تر دکھائی دی کہ امام اور مقتدی تمام

باتفاق درمقام مناجات می ایستند **لان المصلی یناجی ربه**

مل کر اتفاق سے مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ نمازی اپنے رب سے

کے آتے ہیں۔

فقہائے کرام نے تقلید کی شرعی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

التقلید اتباع الرجل غیره فیما سمعه یقول اوفی فعله علی زعم انه محق بلا نظر فی الدلیل یعنی کسی شخص کا اپنے علاوہ کسی اور کو اہل تحقیق میں سے جانتے ہوئے بغیر کسی دلیل میں غور و فکر کیے اس کے قول و فعل کی اتباع کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ (نور الانوار)

اس تعریف سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ صحابہ کرام اور ائمہ دین وغیرہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں مقلد نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل دلیل شرعی ہے جبکہ تقلید میں دلیل شرعی کا لحاظ نہیں ہوتا۔

تقلید کی اقسام

امور شرعیہ اور امور غیر شرعیہ کے اعتبار سے تقلید دو طرح کی ہے

تقلید غیر شرعی اور تقلید شرعی

www.maktabah.org

وامام را دریں امر پیشوا می سازند پس امام ہرچہ می

مناجات کرتا ہے اور امام کو اس امر میں پیشوا بناتے ہیں پس امام جو کچھ پڑھتا

خواند گویا در زبان قوم می خواند دررنگ آنکہ جماعہ

ہے گویا قوم کی زبان میں پڑھتا ہے اس جماعت کی طرح

پیش پادشاہ عظیم الشان بحاجتے بروند ویکے را پیشوا

جو عظیم الشان بادشاہ کے حضور کسی ضرورت کیلئے پیش ہوتے ہیں اور کسی

سازند تا از زبان ہمہ اینہا عرض حاجت نماید ، برین

ایک کو پیشوا بنا لیں تاکہ ان تمام کی زبان سے عرض حاجت کرے

تقلید غیر شرعی

یہ ہے کہ کسی شخص کا دنیوی امور میں کسی اہل فن کی پیروی کرنا بشرطیکہ وہ عندالشرع ممنوع اور حرام نہ ہوں۔ممنوع اور حرام امور میں تقلید کرنے کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

واذاقیل لھم تعالوا الی ماانزل الله والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیه آباء نا اولو کان آباء ھم لا یعلمون شیئاً ولا یھتدون

یعنی جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول اللہ کی طرف، کہتے ہیں ہم کو وہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانیں اور نہ ہدایت پر ہوں۔

مولانا روم مست بادۂ قیوم نے اس قسم کی تقلید کی یوں مذمت فرمائی ہے

www.maktabah.org

تقدیر اگر دیگران نیز با وجود تکلم پیشوا در تکلم آیند

اس صورت میں اگر دوسرے بھی پیشوا کی گفتگو کے باوجود گفتگو کرنے

داخل سوء ادبست وموجب عدم رضائے پادشاہ پس

لگیں تو بے ادبی میں داخل ہے اور بادشاہ کی ناراضگی کا موجب ہے پس

مر مرا تقلید شاں برباد داد
در صد لعنت بر اں تقلید باد

دانائے شیراز حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبادت بتقلید گمراہی است
خنک رہروئے را کہ آگاہی است

ایسے ہی یاد حق سے غافل اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے اہل ہوا کی تقلید کرنے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه یعنی اس کی اطاعت نہ کرو جس کا قلب ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

خاصہء تقلید چنیں بے حاصلاں
کابرو را ریختند از بہر ناں

تقلید شرعی کی اقسام ثلاثہ

مسائل شرعیہ تین طرح کے ہیں

ا......عقائد

www.maktabah.org

تکلم حکمی این جماعه که بزبان پیشوا ادا سی یابد بهتر

اس جماعت کا حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے ادا ہوتا ہے بہتر ہے

ست از تکلم حقیقی این ہا ہمچنین است حال قرأت

اس حقیقی تکلم سے یہی حال ہے قوم کی قرأت کا

قوم با وجود قرأت امام که داخل شغب است وازادب

باوجود امام کی قرأت کے جو شور و فساد میں داخل ہے ادب سے

مستبعد و موجب تفرق که منافی اجتماع ست واکثر

دور اور موجب انتشار جو اجتماع کے منافی ہے اکثر

۲......وہ احکام جو کتاب وسنت سے صراحۃً ثابت ہیں اوران میں بظاہر کوئی تعارض نہیں انہیں مسائل منصوصہ غیر متعارضہ بھی کہا جاتا ہے۔ اجتہاد کا ان میں کوئی عمل دخل نہیں۔

۳......وہ مسائل جو صراحۃً کسی آیت یا حدیث صحیح سے ثابت نہیں یا ثابت تو ہیں مگر اس آیت یا حدیث میں متعدد معانی کا احتمال ہونے کی بنا پر قطعی طور پر کسی ایک معنی پر محمول نہیں کیا جاسکتا یا وہ کسی دوسری آیت یا حدیث سے بظاہر متعارض ہے اس قسم کے مسائل کو مسائل غیر منصوصہ کہا جاتا ہے جنہیں مجتہد بذریعہ اجتہاد مستنبط کرتا ہے۔ انہیں مسائل مستنبطہ میں غیر مجتہد کو کسی مجتہد کی تقلید کرنا پڑتی ہے۔

عقائد اسلامیہ اور اصول دینیہ میں کسی مجتہد کی تقلید نہیں ہوتی البتہ مسائل فرعیہ میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کی جاتی ہے۔

مجتہدین کی اقسام

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ شامی میں طبقات فقہاء کی بحث

www.maktabah.org

مسائل خلافی میان حنفی و شافعی ازیں قبیل ست که

حنفی اور شافعی (فقه) کے درمیان اختلافی مسائل اسی قبیل سے ہیں جو

ظاہر وصورت مرجح بجانب شافعی است وباطن و

ظاہر اور صورت میں شافعی کی جانب ترجیح دینے والے ہیں اور باطن اور

حقیقت مؤید مذہب حنفی و برین فقیر ظاہر ساخته

حقیقت میں حنفی مذہب کے مؤید اس فقیر پر ظاہر کیا گیا

کرتے ہوئے مجتہدین کے چھ طبقے بیان فرمائے ہیں۔

۱......مجتہد فی الشرع: وہ ائمہ عظام ہیں کہ جنہوں نے اجتہاد کے قواعد کو وضع کیا ہے جیسے ائمہ اربعہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

۲......مجتہد فی المذہب: وہ ائمہ کرام ہیں کہ جو ائمہ اربعہ کے وضع کردہ قواعد اجتہادیہ کی روشنی میں مسائل شرعیہ فرعیہ خود استنباط کر سکتے ہیں جیسے امام ابو یوسف، امام محمد اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ یہ ائمہ قواعد میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں مگر مسائل میں خود مجتہد ہیں۔

۳......مجتہد فی المسائل: وہ شیوخ کرام ہیں جو قواعد اجتہادیہ اور مسائل فرعیہ دونوں میں مقلد ہیں مگر جن مسائل کی بابت ائمہ کرام کی تصریحات نہیں ملتیں ان کو قرآن وحدیث وغیرھا دلائل سے اخذ کر سکتے ہیں جیسے امام طحاوی، شمس الائمہ امام سرخسی اور قاضی خان وغیرہم

۴......اصحاب تخریج: وہ حضرات ہیں کہ جن میں اجتہاد کی صلاحیت وقابلیت تو نہیں ہوتی البتہ ائمہ کرام میں سے کسی کے مجمل قول کی تفصیل بیان فرما سکتے ہیں جیسے امام کرخی وغیرہ۔

www.maktabah.org

اند که درخلافیات کلام حق بجانب حنفی ست تکوین

کہ علم کلام کے اختلافات میں حق حنفی کی جانب ہے تکوین

را از صفات حقیقیه می داند ہر چند بظاہر رجوع بقدرت

کو صفات حقیقیہ سے جانتے ہیں اگرچہ بظاہر قدرت اور ارادہ

وارادت می نماید لیکن بدقت نظر و نور فراست معلوم

کی طرف رجوع دکھائی دیتا ہے لیکن دقت نظر اور نور فراست سے معلوم

۵......اصحاب ترجیح: وہ حضرات ہیں جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال میں سے بعض کو ترجیح دے سکتے ہیں ایسے ہی جہاں امام اعظم اور صاحبین کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو یہ حضرات ھذا اصح یا ھذا اولی وغیرھا کے الفاظ سے کسی ایک کے قول کو ترجیح دے سکتے ہیں جیسے صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ۔

۶......اصحاب تمیز: وہ علمائے اعلام ہیں جو ظاہر مذہب، نادر روایات، ضعیف، قوی اور اقویٰ اقوال میں تمیز وتفریق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تاکہ اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو ترک کر دیا جائے اور معتبر اقوال اور صحیح روایات کو لے لیا جائے جیسے صاحب کنز اور صاحب درمختار وغیرہ۔

جس شخص میں ان چھ اوصاف میں سے کوئی وصف نہ پایا جائے وہ مقلد محض ہے ایسے ہی اگر کوئی محقق فی المذاہب کسی صحیح حدیث سے آگاہ ہو کر اس پر عمل پیرا ہو تو وہ اس سے غیر مقلد نہیں بن جائے گا بلکہ وہ حنفی ہی رہے گا کیونکہ اس نے اس حدیث صحیح پر عمل حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول اذا صح الحدیث فھو مذھبی کے مطابق کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ

www.maktabah.org

سی گردد که تکوین صفت علیحدہ است علیٰ ھذا القیاس

ہوتا ہے کہ تکوین علیحدہ صفت ہے علیٰ ھذا القیاس اور

ودرخلافت فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی

اور فقہی اختلافات میں اکثر مسائل کے اندر حق حنفی کی

متیقن است ودراقل متردد واین فقیر را در توسط احوال

جانب متیقن ہے اور بہت کم میں تردد ہے اس فقیر کو درمیانی احوال میں

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اے ایمان والواطاعت کرواللہ کی اوراطاعت کرورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوراولی الامر کی جوتم میں سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے علمائے مجتہدین مراد ہیں جوصاحبان علم و استنباط ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ولو ردوہ الی اللّٰہ والی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم سے عیاں ہے اس لئے اولی الامر کی اطاعت من حیث الاستنباط ہے نہ کہ من حیث الحکومت۔ اس لئے یہ اطاعت ،شرعی اطاعت ہوگی اوراگرکوئی امرالٰہی کے خلاف حکم دے تو ہرگز اس کی اطاعت واجب نہیں جیسا کہ ارشادنبوی علیٰ صاحبہا الصلوات لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق سے واضح ہے مزید برآں اولی الامر کو بلااعادۂ فعل اطیعوا "اطیعوا الرسول" پراطاعت کرکے اس امر کی طرف اشارہ کردیا گیا کہ جس طرح حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت احکام شرعیہ میں بغیر مطالبہء دلیل واجب ہے ایسے ہی علمائے مجتہدین کی اطاعت مسائل اجتہادیہ میں بلاطلب دلیل محض حسن ظن کی بناء پرغیرمجتہدین پرواجب ہے۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بحیثیت رسول واجب قطعی ہے جبکہ ائمہ مجتہدین کی اطاعت تقویٰ واجتہاداوران کے ساتھ حسن ظن کی

www.maktabah.org

وجہ سے واجب ظنی ہے اسی اطاعت کوتقلید کہا جاتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی تحسین وتصویب فرمائی ہے چنانچہ روایت میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو یہ پوچھا کیف تقضی اذا اعرض لك قضاء کہ اگر کوئی قضیہ پیش آجائے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟......انھوں نے عرض کیا کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا۔

ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو؟ عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے تو......عرض کیا: اجتھد برائی و لا الو میں اجتہاد کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا اور تلاش میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا۔

حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرط مسرت سے) اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا کہ اللہ کا شکر ہے اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث مبارکہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ومنشاء کے مطابق حضرت معاذ بن جبل کا مسائل غیر منصوصہ میں بذریعہ اجتہاد احکام شرعیہ ظاہر کرنا ثابت ہوتا ہے نیز اہل یمن کا ان کی اتباع وتقلید کرنا معلوم ہوتا ہے۔

حدیث مبارک میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اسے قرآن سے نکالتے اگر قرآن میں نہ ملتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے نکالتے اگر سنت رسول سے نہ ملتا تو حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ارشادات سے اخذ کرتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ

www.maktabah.org

عنہم متفق ہوتے اسے اخذ کرتے فان لم یکن فیه امر برایه اگر وہاں بھی نہ ملتا تو اس معاملے میں اپنی رائے سے کام لیتے۔ (الدارمی ۳۳)

استخراج مسائل کے سلسلے میں خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضية الصحابه مقدما ما اتفقوا علی مااختلفوا و حینئذٍ اقیس یعنی میں کتاب اللہ پر عمل سب سے مقدم رکھتا ہوں ...... پھر اس کے بعد احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات پر ...... اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متفقہ فیصلہ پر ...... اس کے بعد ان کے ان اقوال پر جو مختلف فیہ ہیں پھر قیاس کرتا ہوں۔ (الخیرات الحسان)

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ' العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں مؤذن رسول حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر خواب میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیرانہ سال شخص کو گود میں لئے ہوئے ہیں۔ میرے قلبی اندیشہ پر مطلع ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا'' ایں امام تست واہل دیار تو یعنی ابوحنیفہ '' یہ تیرا امام ہے اور تیرے اہل وطن کا امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ اس خواب سے ظاہر ہوا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جو اوصاف طبع میں فانی اور احکام شرع میں باقی گذرے ہیں۔ یہ حقیقت اس امر سے عیاں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اٹھائے ہوئے ہیں اگر وہ خود چل کر آتے تو باقی الصفت ہوتے۔ باقی الصفت مخطی بھی ہوسکتا ہے اور مصیب بھی چونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اٹھائے ہوئے تھے اس لئے وہ ذاتی صفات کے اعتبار سے فانی الصفت تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاحب بقا تھے۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا نہیں ہوسکتی تو جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم ہو وہ بھی خطا

www.maktabah.org

کے ارتکاب سے محفوظ ہوتا ہے این رمزے لطیف است ۔ (کشف المحجوب ۱۰۱)

شیخ الاتقیاء حضرت یحیٰ بن معاذ قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا میں نے عرض کیا این اطلبك قال عند علم ابی حنیفه میں آپ کو کہاں طلب کروں فرمایا ابوحنیفہ کے علم میں (رحمۃ اللہ علیہ)۔ (کشف المحجوب)

یوں تو ائمہ اربعہ کے چاروں مسالک حق و درست ہیں لیکن فقہ حنفی کو ان میں سب پر فوقیت حاصل ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز زیر نظر منہا میں رقمطراز ہیں:

اکثر مسائل خلافی میان حنفی وشافعی ازیں قبیل ست کہ ظاہر وصورت مرجح بجانب شافعی است وباطن وحقیقت مؤید مذہب حنفی یعنی حنفی اور شافعی فقہ کے اکثر اختلافی مسائل اسی قبیل سے ہیں کہ ان کا ظاہر اور صورت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کو ترجیح دینے والی ہے لیکن ان کا باطن وحقیقت مذہب حنفی کی ہی مؤید ہے۔

ائمہ مجتہدین کا اپنے مقلدین کی اعانت کرنا

عالم ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہُ العزیز میزان میں ائمہ مجتہدین اور صوفیائے کاملین کے مقلدین ومعتقدین کو شفاعت واعانت کا مژدہ سناتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ان الصوفية والفقهاء كلهم يشفعون فی مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند الحشر والنشر والحساب والصراط ولا يغفلون عنهم فی موقف من المواقف

www.maktabah.org

الی آخرہ واذا کان مشائخ الصوفیہ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا والآخرۃ فکیف بائمۃ المجتھدین وھم ائمۃ المذاھب الذین ھم اوتاد الارض واوتاد الدین وامناء الشارع علی امت فطب نفسایا اخی وقرعینا بتقلید کل امام ماشئت منھم یعنی صوفیائے کرام اور فقہائے عظام اپنے مریدین ومقلدین کی شفاعت کریں گے اور وہ ان میں سے ہر کسی کی جاں کنی کے وقت، منکر نکیر کے سوالات وجوابات کے وقت، حشر ونشر، حساب اور پل صراط سے گذرتے وقت ملاحظہ کریں گے اور کسی مقام پر بھی ان سے غافل نہیں ہونگے۔ جب مشائخ صوفیہ دنیا وآخرت میں تمام مصائب وشدائد میں اپنے متبعین ومریدین کو ملاحظہ کرتے ہیں تو ائمہ مجتہدین اپنے مقلدین ومتبعین کو کیوں ملاحظہ نہیں کریں گے حالانکہ ائمہ مذاہب وہ پاکباز حضرات ہیں جو زمین ودین کے اوتاد ہیں اور امت مصطفویہ علی صاجہا الصلوات والتسلیمات پر حضرت شارع کے امین ہیں فلہٰذا اے بھائی! خوش ہوجا اور ائمہ کرام میں سے کسی امام کی تقلید سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر۔ (الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ ۸۰)

دوسری صدی کے آخر سے تیسری صدی کے آخر تک ائمہ اربعہ کی فقہ کی تدوین وشیوع ہوچکا تھا اور چوتھی صدی میں ان چاروں اماموں کی فقہوں پر ملت اسلامیہ کا اتفاق ہوگیا تھا فلہٰذا اب جو چیز ائمہ اربعہ کے مخالف ہوگی وہ اجماع امت کا خلاف ہوگا جیسا کہ امام ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف الاربعۃ لانضباط مذاھبھم وانتشارھا وکثرۃ اتباعھم یعنی ائمہ اربعہ کے خلاف رائے اپنانے کے ممنوع ہونے پر اجماع ہوچکا ہے اس لئے کہ ان چاروں کے مذاہب ہی منضبط ومدون ہیں اور عام وخاص میں مشہور ہیں اور انکے متبعین کی ہی کثرت ہے۔

(الاشباہ والنظائر ۱۴۳)

www.maktabah.org

مذاہب اربعہ سے خروج گمراہی ہے

حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ سورہ کہف و اذکر ربك اذا نسیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: ولا یجوز تقلید ماعدا المذاهب الاربعة ولو وافق قول الصحابة والحديث الصحيح والاية فالخارج عن المذاهب الاربعة ضال مضل وربما ادّاه ذالك لكفر لان الاخذ بظواهر الكتاب والسنة من اصول الكفر یعنی مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں اگر چہ وہ قول صحابہ، حدیث صحیح اور آیت کریمہ کے موافق ہی ہو جوان مذاہب اربعہ سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کن ہے کیونکہ کتاب وسنت کے فقط ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔ (تفسیر صاوی)

ادیان عالم میں دین اسلام جس طرح ایک معتدل اور متوسط دین ہے ایسے ہی فرق اسلامیہ میں اہل سنت و جماعت وہ معتدل گروہ ہے جو ہر قسم کی افراط وتفریط سے پاک ہے۔اہل سنت و جماعت کے مذاہب اربعہ میں مجتہدین کی تقلید وہ نقطہء اعتدال ہے جو لوگوں کو خواہشات نفسانی، سہولت پسندی، بے احتیاطی، دینی آوارگی اور فکری افتراق وانتشار سے محفوظ رکھتا ہے اور غیر مجتہدین علماء اعلام اور عامۃ المسلمین کو ائمہ مجتہدین کا ممنون احسان اور نیاز مند رکھتا ہے اور غیر مقلدیت اور تلفیق کے فتنہ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھتا ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی ہے۔اس کی مثال امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لغات سبعہ پر جب باہمی اختلاف ونزاع پیدا ہوا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اتفاق واجماع سے قرآن کریم کی سات لغتوں میں سے صرف لغت قریش اختیار کرنے اور بقیہ سب لغات والے مصاحف کے تلف کرنے کا واقعہ ہے۔

www.maktabah.org

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تلفیق کی قدرے وضاحت کردی جائے تاکہ فہم مسئلہ میں سہولت رہے۔ و باللہ التوفیق

تلفیق

تلفیق کا لفظ لفق سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنی شکرے کا شکار پر چھوڑا جانا مگر شکار نہ کرنا، مقصد میں ناکام اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے کا ملانا وغیرھا کے آتے ہیں۔

اصطلاحاً ایک امام کی اتباع کو دوسرے امام کی اتباع سے جوڑنا ہے ایسے کہ کوئی مقلد شخص محض نفسانی خواہشات اور سہولت کی خاطر کچھ مسائل میں ایک امام کی تقلید کرے، کچھ مسائل میں دوسرے امام کی تقلید کرے اور کچھ مسائل میں تیسرے امام کو پیروکار جانے اور کچھ مسائل میں چوتھے امام کی تحقیقات کو مانے۔ یوں مسائل ملا کر ایک نئے مذہب کا معجون مرکب بنادے اور وہ کسی بھی امام کے نزدیک پسندیدہ نہ رہے یا ایک عمل میں مختلف مذاہب کو جمع کردیا جائے اور وہ مجموعی عمل کسی امام کے ہاں بھی درست نہ رہے اسے تلفیق کہا جاتا ہے۔

اس کے متعلق علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں ھو تتبع الرخص عن ھویٰ یعنی تلفیق نفسانی تقاضوں سے شریعت کی رخصتوں کو تلاش کرنا ہے۔ (قواعد الفقہ ۲۳۴)

جبکہ علامہ عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے ان تتبع رخص المذاھب غیر جائز بالاجماع یعنی مذاہب میں رخصتیں تلاش کرنے کے ناجائز ہونے پر اجماع ہوچکا ہے۔ (مسلم الثبوت)

دراصل تلفیق مذاہب تلاعب فی الدین ہے جو ممنوع اور حرام ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات میں ہے مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین

www.maktabah.org

الغنمین تعیر الی هذه مرة والی هذه مرة یعنی منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دوریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے کبھی ایک ریوڑ میں جاتی ہے کبھی دوسرے ریوڑ میں۔ (مشکوٰۃ)

دوسری روایت میں ہے:

ان شر الناس ذو الوجهین الذی یأتی هولاء بوجه وهولاء بوجه

یہ امر ذہن نشین رہے کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں۔

مسائل متفقہ اور **مسائل مختلفہ**

متفق علیہا مسائل میں تو سب ائمہ کا اتباع ہوگا اور مختلف فیہا مسائل میں سب کا اتباع ممکن نہیں لہٰذا کسی ایک امام کی اتباع ہی ہوگی۔

اسی بنا پر فتاویٰ عالمگیری میں ہے حنفی ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر یعنی جو حنفی، مذہب شافعی کی طرف منتقل ہوگا اسے تعزیراً سزا دی جائے گی۔

حضرت علامہ احمد حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ان المنتقل من مذهب الی مذهب بالاجتهاد والبرهان اثم فیستوجب التعزیر فبلا اجتهاد وبرهان اولیی عنی ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں اجتہاد و برہان کے ذریعے منتقل ہونے والا گناہ گار ہے اور تعزیر کا مستوجب ہے اجتہاد و برہان کے بغیر کسی دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہونے والا زیادہ گناہ گار اور تعزیر کا حقدار کیوں نہ ہوگا۔ (شرح اشباہ)

شرح مسلم الثبوت میں ہے:

غیر المجتهد المطلق ولو کان عالماً یلزمه التقلید لمجتهد یعنی غیر مجتہد مطلق اگرچہ عالم ہی ہو اس پر مجتہد کی تقلید کرنا لازم ہے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تلفیق کے متعلق رقمطراز ہیں:

www.maktabah.org

ان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقاً یعنی بلاشبہ تلفیق بالاجماع باطل ہےاورایک مذہب کے مطابق عمل کرنے کے بعد (محض اپنی سہولت کیلئے) اس سے نکلنا بالاتفاق باطل وناجائز ہے۔ (ردالمحتار ۱/۷۵)

تلفیق کی مثال

کسی حنفی شخص کے وضوء کے بعد چوٹ لگنے سے خون بہہ نکلا اس نے نئے سرے سے وضوء نہیں کیا پھر کسی عورت سے اس کا ہاتھ مس ہوگیا اب اگر اس نے اسی وضوء سے نماز پڑھ لی تو یہ نماز کسی امام کے نزدیک بھی درست نہیں ہوگی۔ عندالاحناف اس لئے نہیں کہ خون بہنے سے اس کا وضوء ٹوٹ گیا اور شوافع کے ہاں اس لئے نہیں کہ عورت کو مس کرنے سے اسکا وضوء جاتا رہا فلہٰذا دونوں مذاہب (حنفیہ وشافعیہ) کے نزدیک اس کیلئے اس وضوء سے نماز پڑھنا درست نہیں یہاں مسئلہ کا حکم تو ایک ہے مگر دونوں مذاہب کے اعتبار سے اس کی جہات مختلف ہیں۔

جب اسکا خون بہا اور اس کا وضوء ٹوٹ گیا، اس لئے اسے ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنا چاہئے تھی بلکہ از سرِ نو وضوء کرنا چاہئے تھا لیکن وہ حنفی اندر ہی اندر شافعی المسلک ہوگیا تاکہ پہلے وضوء کے ساتھ ہی نماز پڑھ لے کیونکہ وضوء کے بعد خون بہنے سے عندالشوافع وضوء نہیں ٹوٹتا مگر جب اسکا ہاتھ کسی عورت سے چھو گیا تو عندالشوافع اسکا وضوء جاتا رہا کیونکہ شوافع کے ہاں عورت کو چھو لینے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے جبکہ احناف کے ہاں ہاتھ کے مس کرنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اس لئے اس نے پھر حنفی مسلک اختیار کرلیا یوں اس کا ایک ہی عمل میں مختلف ائمہ کے مذاہب پر آنا جانا تلفیق ہے جو ایک نازیبا حرکت ہے جو محض سہولت پسندی اور نفسانی خواہش ہے جس کی مذمت ارشاد باری تعالیٰ افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

یادر ہے کہ کسی مذہب سے اگر کوئی شخص بر بنائے تحقیق نکلتا ہے تو یہ امر ممنوع نہیں ہے جیسا کہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ امام ہمام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے لیکن جب کتب حنفیہ کا بنظر عمیق مطالعہ کیا اور فقہ حنفی کی حقیقت عیاں ہوئی تو شافعی مذہب کو ترک کر کے حنفی مذہب کو اختیار کر لیا فقہائے کرام کے نزدیک یہ تلفیق نہیں تحقیق ہے جو جائز ہے۔

مقلد محقق کا تفرد

اگر کسی محقق کو کسی مسئلہ میں اپنے امام کے قول صریح کے برعکس کوئی حدیث شریف مل جائے یا اپنے امام کے اقوال مختلفہ میں سے کسی مرجوح قول کی مضبوط دلیل نظر آئے یا دوسرے امام کے قول کی دلیل زیادہ قوی معلوم ہو اور وہ محقق عالم اپنے امام کے قول کو چھوڑ کر اس حدیث مبارک پر عمل کرے یا قول مرجوح پر عمل کرے یا اپنے امام کے قول کو ترک کر کے جانب مخالف کو اختیار کرے تو اسے اصطلاح میں مقلد محقق کا تفرد کہا جاتا ہے اور اس محقق کو اس طرح تفرد اختیار کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ مگر یہ بات مستحضر رہے کہ یہ حق صرف محقق کے علاوہ کسی اور کو ہرگز حاصل نہیں ہے اور اسے اس قسم کے تفرد اختیار کر لینے سے اپنے امام کے مذہب سے خارج بھی نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی مجددی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ولایخفی ان ذالك لمن کان اهلاً للنظر فی النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها یعنی یہ امر پوشیدہ نہیں کہ یہ اجازت صرف اسی محقق کو حاصل ہے جو اس پائے کا عالم ہو کہ نصوص میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت واہلیت رکھتا ہو اور ان کے محکم اور منسوخ کو پہچانتا ہو۔ (ردالمحتار للشامی ۱/ ٦٧)

www.maktabah.org

حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات در

حضرت پیغمبر آپ پر اور آپ کی آل پر صلوات و تسلیمات ہوں نے

واقعہ فرمودہ بودند کہ "تو از مجتہدان علم کلامی"

واقعہ میں فرمایا تھا کہ تم علم کلام کے مجتہدین سے ہو [۳]

ازان وقت در ہر مسئلہ از مسائل کلامیہ این فقیر را

اسی وقت سے مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں اس فقیر کی

رائے خاص ست و علم مخصوص در اکثر مسائل خلافیہ

خاص رائے ہے اور مخصوص علم۔ اکثر اختلافی مسائل میں

کہ ماتریدیہ واشاعرہ در آنجا متنازع اند درابتدائے ظہور

جو ماتریدیہ اور اشاعرہ کے درمیان متنازع ہیں اس مسئلہ کے ابتدائے ظہور

---

[۳] علم کلام کا مختصر تعارف

وہ علم ہے کہ جس میں ذات وصفات باری تعالیٰ اور اعتقادات اسلامیہ کے متعلق بحث ہوتی ہے اسے علم عقائد اور فقہ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ کے وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس فن کی تدوین وترتیب کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور اس صنف خاص میں تمام معاصرین سے گوئے سبقت لے گئے بعد ازیں علمائے اعلام نے اس میں مزید تحقیقات اور ادیان ضالہ کے شکوک وشبہات کو رفع کر کے اس کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا اور فرقہائے باطلہ اور ملل ضالہ کی دسیسہ کاریوں اور دھوکہ دہیوں سے

www.maktabah.org

آن مسئلہ حقیقت بجانب اشاعرہ مفہوم میگردد و
میں حقیقت اشاعرہ کی جانب مفہوم ہوتی ہے اور جب
چوں بنور فراست حدت نظر نمودہ می آید واضح می
نور فراست کے ساتھ باریک بینی سے غور کیا جاتا ہے تو
گردد کہ حق بجانب ماتریدیہ است درجمیع مسائل
واضح ہوتا ہے کہ حق ماتریدیہ کی جانب ہے تمام اختلافی

قصر اہل سنت کو متزلزل ہونے سے مصئون و مامون کردیا اور دین اسلام کے عالیشان محل کو منہدم ہونے سے بچالیا۔ یوں ارشاد باری تعالیٰ یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کے مصداق ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو بکھرنے سے محفوظ کردیا۔ بقول شاعر

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ نور بجھایا نہ جائے گا

جس طرح مسائل عملیہ فرعیہ میں اہل سنت و جماعت کے چار امام ہیں ایسے ہی علم کلام میں فتوح العقائد کے مطابق مسائل اعتقادیہ میں اہل سنت کے دو گروہ ہیں اشاعرہ اور ماتریدیہ۔ متکلمین اشعریہ (اشاعرہ) کے رئیس امام اہل سنت حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جبکہ متکلمین ماتریدیہ کے امام شیخ الاسلام حضرت امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

گو حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز علم کلام میں امام المتکلمین حضرت امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اختلافی مسائل میں علمائے اشاعرہ کی بجائے مشائخ ماتریدیہ کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں لیکن بارگاہ

www.maktabah.org

خلافیه کلامیه رائے این فقیر موافق آرائے علمائے

مسائل کلامیہ میں اس فقیر کی رائے علمائے

ماتریدیه است والحق که این بزرگواران را بواسطه

ماتریدیہ کی آراء کے موافق ہے اور حق یہ ہے کہ ان بزرگواروں کو

متابعت سنت سنیه **علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة**

روشن سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام و التحیہ کی پیروی کے واسطہ سے

رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے آپ علم کلام کی مسند اجتہاد پر فائز المرام ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں بر بنائے الہام وفراست نہ کہ تقلید وتخمین کے لحاظ سے خاص رائے اور مخصوص علم رکھتے ہیں۔ چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے ایک مثال پیش خدمت ہے۔

پہاڑ کی چوٹی پر رہنے والا بت پرست باشندہ جسے دعوت حق نہیں دی گئی اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کے متعلق علمائے متکلمین اہل سنت کا اختلاف ہے۔

علمائے اشاعرہ کا موقف

ان کے نزدیک شاھق الجبل صنم پرست دائمی جنتی ہے اگر چہ بت پرست ہے کیونکہ اس تک کوئی دعوت حق نہیں پہنچی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سے واضح ہے۔

متکلمین ماتریدیہ کا موقف

ان کے نزدیک شاھق الجبل بت پرست دائمی جہنمی ہے کیونکہ اس نے شرک

www.maktabah.org

شان عظیم است کہ مخالفان ایشان رابواسطہ خلط
شان عظیم حاصل ہے جو ان کے مخالفین کو فلسفیات میں
فلسفیات آن شان میسر نیست اگرچہ ہردو فریق از اہل
مشغولیت کی وجہ سے وہ شان میسر نہیں ہے اگرچہ دونوں فرین اہل حق
حق اند از علو شان امام بزرگترین ایں بزرگواران امام
سے ہیں بلندی شان ان بزرگوں کے بزرگ ترین امام

کاارتکاب کیاہے بنابریں اس پر جنت حرام ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ انہ من یشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة و مأواه النار سے عیاں ہے۔

حضرت شیخ ابن العربی کا موقف

ان کے نزدیک روز قیامت کسی پیغمبر کو اس قسم کے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا جائے گا جس نے دعوت حق کو قبول کرلیا اسے جنت میں بھیج دیا جائے گا اور جس نے قبول حق سے انکار کیا اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

حضرت امام ربانی کا امتیازی موقف

آپ ارشاد فرماتے ہیں: نزد ایں فقیر مستحسن نیست، چہ آخرت دار جزاست نہ دار تکلیف تابعثت پیغمبرے نمودہ آید یعنی اس فقیر کے نزدیک یہ مطابقت مستحسن نہیں کیونکہ آخرت دار جزا ہے نہ کہ دار تکلیف کہ کسی پیغمبر علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا جائے۔ مزید رقمطراز ہیں:

مدت مدید کے بعد عنایت خداوندی جل سلطانہ نے راہنمائی فرمائی اور اس معما

www.maktabah.org

کا حل منکشف فرمایا کہ یہ جماعت (پہاڑوں کے مشرک باشندے) نہ بہشت میں رہے گی نہ دوزخ میں بلکہ دوبارہ زندہ کرنے کے بعد ان کا حساب و کتاب ہوگا اور ان کے گناہوں کے اندازے کے مطابق انہیں عتاب وعذاب ہوگا اور ادائیگی حقوق کے بعد غیر مکلّف حیوانات کی مانند انہیں معدوم مطلق اور لاشئی کر دیا جائے گا فلہٰذا بہشت میں دائمی ٹھکانہ کس کا ہوگا اور کون دوزخ میں جلے گا۔

آخر میں رقمطراز ہیں کہ

ایں معرفت غریبہ را چون در محضر انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات عرضہ نمودہ شد ہمہ تصدیق آن فرمودند ومقبول داشتند والعلم عنداللّٰہ سبحانہ یعنی اس نادر معرفت کو جب واقعہ یا خواب میں انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے حضور پیش کیا گیا تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اس کی تصدیق بھی فرمائی اور شرف قبولیت سے بھی نوازا۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۹)

www.maktabah.org

اجل پیشوائے اکمل ابوحنیفہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ چہ

امام اجل ، پیشوائے اکمل ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کیا لکھے ؟

نویسد کہ اعلم و اورع واتقائے مجتہدین است چہ

جو مجتہدین کے سب سے زیادہ عالم، صاحب ورع اور صاحب تقویٰ ہیں

سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی نعمان بن ثابت (رحمۃ اللہ علیہ) کنیت ابوحنیفہ (باعتبار وصفی معنی) اور لقب امام اعظم ہے۔آپ ۸۰ھ میں کوفہ میں بزمانہ خلافت عبدالملک بن مروان متولد ہوئے۔آپ طویل القامت، گندمی رنگ، خوبرو، باہیبت، خوش لباس، شیریں آواز مگر کم گوشخصیت کے مالک تھے۔آپ فصاحت وبلاغت، دانشمندی، دقیقہ سنجی اور نکتہ شناسی میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ دعائے مرتضٰی (رضی اللہ عنہ) اور تمنائے مصطفٰی (علیہ التحیۃ والثناء) تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لو کان العلم بالثریّا لتناولہ رجال من ابناء فارس یعنی اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوا تو ابنائے فارس میں سے ایک جواں مرد اس کو پالے گا۔بقول شاعر

صاحبان جرأت و اقبال کی پیشانیاں
کھینچ لیتی ہیں فلک سے عشق کی تابانیاں

آپ کے متعلق منقول ہے لو وزن عقل ابی حنیفۃ بعقل نصف اھل الارض لرجح بھم یعنی اگر آدھی دنیا کی عقل کو حضرت امام ابوحنیفہ کی عقل سے وزن کیا جائے تو ان کی عقل کا پلڑا بھاری رہے گا۔

آپ متعدد صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ نے

www.maktabah.org

چار ہزار اساتذہ تابعین وغیرہم سے علم حاصل کیا جن میں سب سے زیادہ معروف حضرت امام حماد رضی اللہ عنہ ہیں ۔آپ کو امام الاولیاء حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی شرف تلمذ وارادت حاصل ہوئی جیسا کہ آپ کے ارشاد گرامی لولا السنتان لهلك النعمان سے واضح ہے۔آپ چار ہزار احادیث مبارکہ کے راوی ہیں جن میں ۱۲۱۵ احادیث میں آپ منفرد ہیں۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عجباً للناس يقولون انی افتی بالرأی ماافتی الا بالاثر یعنی ہمیں لوگوں پر تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتوی دیتا ہوں حالانکہ میں تو آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں۔ (مکتوبات سعیدیہ مکتوب ۹۷)

قال ابو حنيفه اذاجاء الحديث عن النبی صلی الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وان كان من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم لم نخرج من قولهم وان كان من التابعين زاحمنا هم یعنی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سرآنکھوں پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے ہم باہر نہیں نکلتے اور اگر تابعین (رضی اللہ عنہم) کا قول سامنے آجائے تو ہم ان میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (مکتوبات سعیدیہ)

حضرت ابوعبداللہ مروزی حضرت امام کے متعلق فرماتے ہیں هو فی الفقهاء كقطب الرحی عليه يدور امر الفقه وهو فيه بارع الی يوم الدين یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ فقہاء کرام میں ایسے ہیں جیسے چکی کی میخ ،جن پر فقہ کا دارومدار ہے اور آپ روز قیامت تک اس میں یکتا ہیں۔ (مکتوبات سعیدیہ)

جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے آخری حج ادا کیا تو خدام کعبہ نے آپ کیلئے خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا جہاں آپ تلاوت وعبادت میں مشغول رہے اچانک بحالت نوم ہاتف غیب سے آواز سنائی دی ” یا ابا حنيفة اخلصت خدمتی

www.maktabah.org

واحسنت معرفتی فقد غفرت لك ولمن اتبعك ببركة اخلاصك واحسانك الی قیام الساعة یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابوحنیفہ! تو نے میری (دین اسلام) خدمت اخلاص کے ساتھ کی ہے اور میری معرفت خوب حاصل کی ہے، میں نے تجھے بخشا اور تیرے اخلاص واحسان کی برکت سے ہر اس شخص کو بخشا جو تیری اتباع (تقلید) کرے گا۔ (مکتوبات سعیدیہ)

آپ کو عہدۂ قضاۃ قبول نہ کرنے کی پاداش میں کھانے میں زہر دیا گیا اور سو کوڑے مارے گئے جس کی آپ تاب نہ لا سکے اور ۱۵۰ھ بحالت سجدہ خالق حقیقی سے جا ملے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومأة میں آپ کے وصال با کمال کی طرف ہی اشارہ ہے۔ (مکتوبات سعدیہ) آپ کی نماز جنازہ میں ۵۰ ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ چھ مرتبہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تقریباً بیس دن تک لوگ آپ کی قبر پر نماز پڑھتے رہے۔

آپ کی تدفین کے بعد تین، رات تک ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے

ذهب الفقه فلا فقه لكم فاتقوا اللّٰه وكونوا خلفاً
مات نعمان فمن هذا الذی یحیی اللیل اذا ما سجفاً

یعنی فقہ جا تا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے خلف بنو حضرت امام نعمان انتقال کر گئے تو اب کون ایسا شخص ہے جو شب کو عبادت کرتا ہو جب وہ تاریک ہو جائے۔

منقول ہے کہ خلیفہ منصور حضرت امام پاک کی قبر انور پر گیا اور وہاں نماز پڑھی اور کچھ معذرت خواہ الفاظ بھی کہے بقول شاعر

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

www.maktabah.org

ایک زمانہ کے بعد سلطان ابوسعد خوارزمی نے آپ کی قبر مبارک پر ایک بڑا شاندار قبہ بنوایا اور اس کے متصل ایک جانب مدرسہ جاری کیا۔ سلطنت عثمانیہ کے علم دوست اور عادل بادشاہ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں آپ کے روضہ اقدس کی تعمیر کروائی۔ چنانچہ آپ کا مزار پر انوار آدمیہ بغداد میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مانند ہے جنہوں نے ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد واستنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے کہ دوسرے حضرات کی فہم اس کے سمجھنے سے عاجز وقاصر ہے اور وہ ان کے اجتہادات کو وقت معانی کے باعث کتاب وسنت کے مخالف جانتے ہیں ان کو اور انکے اصحاب کو ''اصحاب رائے'' خیال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت ودرایت تک نہ پہنچنے اور ان کے فہم وفراست پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ان (امام ابوحنیفہ) کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرماتے ہیں الفقہاء کلهم عيال ابی حنیفہ (یعنی تمام فقہاء حضرت ابوحنیفہ کی عیال ہیں) ان کم نظر معترضین کی جرأت پر افسوس ہے جو اپنے قصور کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

قاصرے گر کند ایں قافلہ را طعن قصور
حاشا للہ کہ بر آرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہء ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے پیش پیش ہیں حتی کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کرام کے قول کو حضرت

www.maktabah.org

خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں جبکہ دوسروں کا حال ایسا نہیں ہے (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسی صحابی کے قول کو خواہ وہ حضرت صدیق ہوں یا حضرت امیر (رضی اللہ عنہما) اپنی رائے پر مقدم نہیں کرتے اور اپنی رائے کے موافق عمل کرنا صواب و بہتر جانتے ہیں خواہ وہ صحابی کے قول کے مخالف ہی ہو)۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۳۶) اس کے باوجود مخالفین ان کو "صاحب رائے" کہتے ہیں اور ایسے ایسے الفاظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں جن سے بے ادبی ظاہر ہوتی ہے حالانکہ وہ سب ان کے کمال علم اور ورع وتقویٰ کی کثرت کا اقرار کرتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان حضرات کو توفیق عطا کرے کہ وہ پیشوائے دین اور اہل اسلام کے سردار کی دل آزاری نہ کریں اور اسلام کے "سواد اعظم" کو ایذا نہ دیں۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم (التوبہ ۳۲) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ بلا تکلف وتعصب کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی مانند دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۵)

مملکت عراق کا مشہور شہر کوفہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خاص نگرانی میں تعمیر و آباد ہوا تھا جہاں جلیل القدر صحابہ کرام اور علمائے اعلام نے اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے مگر سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جانثار رفقاء واہل بیت کو کربلا (کوفہ) کے جھلستے ہوئے ریگزاروں میں جس سنگدلی اور بے دردی کے ساتھ خاک وخون میں تڑپایا اور رہی سہی کسر حجاج بن یوسف کے ظلم واستبداد نے نکال دی۔ ان گھناؤنے افعال کے ارتکاب کی وجہ سے کوفہ کی روشن جبیں پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا اور

www.maktabah.org

لوگ کوفہ کو شہر بے وفا کے نام سے پکارنے لگے جو بعد میں ایک نامور بزرگ شخصیت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ایک بار پھر شریعت محمدیہ اور سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کا مینارۂ نور بن کر ابھرا اور کوفہ پھر علم وعرفان کا فانوس ثابت ہوا یوں خلافت راشدہ کے بعد پیدا ہونے والا خلا پُر ہو گیا۔

آنے والی ہر بڑی حکومت خواہ وہ سلطنت عباسیہ ہو یا سلطنت عثمانیہ یا ہندوستان میں مغل حکومت سب نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدونہ قوانین کو اپنی سلطنت میں رائج کیا۔ (والحمدللہ علیٰ ذالك)

www.maktabah.org

شافعي ومالك وچه احمد حنبل امام شافعي مى فرمايد

کیا شافعی و مالک ۵ اور کیا احمد حنبل ٦ امام شافعی فرماتے ہیں

امام دارالہجرتین امام مالک رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف

۵ حضرت امام مالک وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے۔ آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی ہے۔ امام مالک شکم مادر میں عام معمول کے خلاف تین سال تک رہے ہیں۔

حضرت امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے، آپ نے نو سو سے زیادہ مشائخ اور بزرگانِ دین سے علم دین حاصل کیا۔

حضرت امام مالک کا قد مبارک دراز، بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ حضرت امام مالک نے ستاسی سال کی عمر گزاری لیکن داڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن، مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے اور خوشبو کا خاص اہتمام فرماتے تھے سر پر عمامہ باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے۔

حضرت امام مالک کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس کچھ زیادہ مال نہ تھا لیکن کتابوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خرید لیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کا دروازہ کھول دیا۔

آپ مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے تھے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھا کرتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ آپ نے حرم مدینہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں کی۔ قضائے حاجت کے لیے تمام عمر حرم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ مدینہ منورہ میں کبھی بھی سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس شہر میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا روضہ ہو اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

امام العشاق حضرت امام مالک انتہائی سادہ اور بے نفس تھے۔ ابن مھد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا میں اس کو اچھی طرح بیان نہیں کرسکتا۔ وہ شخص کہنے لگا میں بڑی دور سے آپ کا نام سن کر مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا آپ نے فرمایا جب واپس تم اپنے گھر پہنچو تو بتادینا کہ مالک نے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ اچھی طرح بیان نہیں کرسکتا۔

درس حدیث میں آداب کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ ایک دفعہ دوران درس ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ نے نہ پہلو بدلا نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بعد میں آپ نے فرمایا میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بناء پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے: یوشك ان یضرب الناس اکبادالابل فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة (جامع ترمذی) یعنی عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کرکے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔ آپ کی حضوری کا یہ عالم تھا فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو۔

www.maktabah.org

آپ نے فرمایا:

کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سوحج کرنے سے افضل ہے، کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت امام مالک کا سن وصال مؤرخین کے اتفاق سے ۱۷۹ھ ہے۔

اس وقت امت کے ہاتھوں میں موطاء کے دو نسخے موجود ہیں ایک یحیٰ بن یحیٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحیٰ بن یحیٰ کا نسخہ موطاء امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب موطاء امام محمد کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ امام اہلسنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ کا نام نامی احمد بن حنبل، کنیت ابو محمد اور ابو عبداللہ ہے آپ ماہ ربیع الاول میں ۱۶۴ھ بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی آپ پر نجابت وصلاحیت کے آثار اور تقویٰ وطہارت کے انوار نمایاں تھے جنہیں دیکھ کر آپ کے زمانے کے ایک صاحب نظر نے کہا تھا اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت ہوگا۔

آپ کی مجلس درس میں سامعین وطالبین کی پانچ پانچ ہزار تعداد ہوا کرتی تھی۔ آپ نے حرمت قرآن کے سلسلہ میں جو تکالیف ومصائب برداشت کئے وہ صاحبان عزیمت کیلئے ابتلاء وامتحان کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ آپ کا جسم مبارک بڑھاپے کی طرف مائل اور نحیف ونزار تھا مگر اعصاب فولاد کی مانند مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے زیادہ مستحکم تھی۔ خلق قرآن کے انکار واصرار پر آپ کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ دیئے گئے ...... ۲۸ ہفتے آپ کو قید کیا گیا ...... اور ہزار کوڑے مارے گئے مگر آپ نے قرآن کو مخلوق نہ کہا ...... بلکہ ہر کوڑے پر آپ فرماتے اعطونی شیئا من

www.maktabah.org

كتاب الله و سنة رسوله حتى اقول به یعنی میرے سامنے قرآن وسنت سے دلیل پیش کروتا کہ میں اسے مان لوں۔اسی اثناء میں آپ کا ازار بند کھل گیا اتنے میں ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوااوراس نے آپ کا ازار بند باندھ دیا۔جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کو رہا کر دیا۔

اگر کوئی شخص معاملات کی بابت سوال کرتا تو آپ جواب ارشادفرمادیتے اوراگر حقائق کے متعلق استفسار کیا جاتا تو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کا حکم فرمادیتے چنانچہ کسی نے آپ سے پوچھا ماالا خلاص قال الاخلاص هو الخلاص من افات الاعمال یعنی اخلاص کیا ہے تو آپ نے ارشادفرمایا اخلاص اعمال کاریاکاری،شہرت،فریب اورغرض پرستی سے پاک ہونا ہے۔جب محبت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو جب تک وہ بقید حیات ہیں میں جواب نہیں دونگا۔

آپ نے ۷۷سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جان، جان آفریں کے سپرد کردی آپ کی نماز جنازہ میں آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتوں نے شرکت کی۔

www.maktabah.org

الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفة منقول ست که امام شافعی

تمام فقہاء ابوحنیفہ کے عیال ہیں منقول ہے کہ امام شافعی ؒ جب

چون بزیارت قبر امام اعظم می رفت ترك اجتهاد خود

امام اعظم کی قبر کی زیارت کو جاتے اپنے اجتہاد کو ترک

میکرد و برائے خود عمل نمی نمود و می گفت که شرم

کردیتے اور اپنی رائے پر عمل نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شرم آتی ہے

امام ہمام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

ؒ آپ کا اسم گرامی محمد بن ادریس ہے آپ رجب میں غزہ یا عسقلان کے مقام پر ۱۵۰ھ میں متولد ہوئے اسی روز سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ ساتویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ تبع تابعین میں سے ہیں اس لئے آپ کا زمانہ علم وعرفان کے عروج کا دور ہے۔ جب آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شرف تلمذ کیلئے حاضر ہوئے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قلب میں ایک نور ہے معاصی سے اسے ضائع نہ کرنا تم تقویٰ کو اپنا شعار بنانا ایک دن آئے گا کہ تم بڑے شخص ہوگے آپ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں تین سال سے زائد عرصہ رہے۔ حضرت امام محمد نے اپنا سارا مال اور کتابیں امام شافعی کے حوالے کردیں جن کے مطالعہ سے متاثر ہو کر آپ نے کہا کہ جو شخص فقہ میں نام کمانا چاہتا ہے وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے اصحاب سے استفادہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے استنباط مسائل اور استخراج احکام کی راہیں ان پر کشادہ کردی ہیں۔

www.maktabah.org

سی آید کہ درحضور ایشان عمل برائے خود بکنم کہ

کہ میں ان کی بارگاہ میں اپنی رائے پر عمل کروں جو

مخالف رائے ایشان باشد ترک قرأت فاتحہ خلف الامام

ان کی رائے کے مخالف ہو فاتحہ خلف الامام کی قرأت

سی نمود وقنوت درفجر نمی خواند آرے بزرگی شان ابی

ترک کر دیتے اور فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے ہاں ابوحنیفہ

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق پیش گوئی کرتے ہوئے ارشاد فرمایااللھم اھد قریشا فان عالمھا یملا طبق الارض یعنی اے اللہ! قریش کوہدایت دے بلاشبہ قریش کاایک عالم روئے زمین کوعلم سے بھردے گا۔

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ کسی شیخ طریقت نے رسول خداصلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حدیث ہے کہ روئے زمین پر مختلف درجات کے نیک لوگ ہیں اوتاد، اولیاء، ابرار۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاراوی نے تجھے صحیح خبردی ہے۔ شیخ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں ان میں سے کسی ایک کودیکھناچاہتاہوں توحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامحمد بن ادریس یکے ازیشان ست یعنی محمد بن ادریس شافعی ان میں سے ایک ہیں۔

آپ اپنے اصحاب وتلامذہ کی ایک جماعت چھوڑ کر ماہ رجب کے اواخر میں جمعہ کی شب بعمر ۵۴ سال ۲۰۴ھ میں خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ کامزارمبارک مصر کے شہر قرافۃ میں ہے۔

www.maktabah.org

حنیفه را شافعی داند فردا که حضرت عیسٰی **علی نبینا و**

کی شان کی بزرگی کو شافعی جانے کل جب حضرت عیسیٰ ؑ ہمارے نبی اور

علیه الصلٰوة والسلام نزول فرماید بمذہب ابی حنیفه

ان پر درود و سلام ہو نزول فرمائیں گے ابوحنیفہ کے مذہب پر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مختصر تعارف

ؑ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے اور اولوالعزم رسول ہیں ان کی پیدائش ایک معجزہ اور خدا کی قدرت کا عظیم اظہار ہے۔ عالم شیر خوارگی میں ہی اپنی عبدیت اور نبوت کا اعلان فرمایا۔ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے مردوں کو باذن اللہ زندہ کرتے اور مادرزاد اندھوں کو بینا کر دیتے تھے۔ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی آمد کی نوید جانفزا سنائی۔ بنی اسرائیل نے جب انہیں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو حق تعالیٰ نے ان سے بشری علائق کو سلب فرما کر زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اب قرب قیامت دمشق کی جامع مسجد میں صبح کے وقت نزول فرمائیں گے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز فجر ادا فرمائیں گے...... دجال کی پیٹھ میں نیزہ مار کر اسے واصل جہنم کریں گے ...... صلیب توڑیں گے ...... خنزیر کو قتل کریں گے ...... جتنے غیر مسلم ہوں گے وہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیں گے...... روئے زمین پر صرف دین اسلام ہی ہوگا جیسا کہ نزول عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ویهلك اللّٰه تعالٰی فی زمانه الملل كلها الا الاسلام (ابوداؤد ۲/ ۲۳۸) سے واضح ہے۔ امن و آشتی کا ایسا دور دورہ ہوگا کہ بچے

www.maktabah.org

سانپ سے کھیلیں گے، شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے اور کوئی کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ آپ نکاح بھی فرمائیں گے، اولاد امجاد بھی ہوگی، چالیس برس دنیا میں جلوہ افروز رہنے کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ تجہیز و تکفین کے بعد مسلمان نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کریں گے اور گنبد خضریٰ کے نیچے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے۔

www.maktabah.org

عمل خواہد کرد چنانکہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ،
عمل کریں گے چنانچہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہُ [9]
در فصول ستہ می فرماید و ہمیں بزرگی ایشان را کافی
فصول ستہ میں فرماتے ہیں یہی بزرگی ان کی کافی ہے کہ
ست کہ پیغمبر اولوالعزم بمذہب او عمل نماید صد
اولوالعزم پیغمبر ان کے مذہب پر عمل کرے دوسری سو

[9] فردالافراد خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

آپ کا نام محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاری ہے۔ امام الطریقہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ پہلی مرتبہ جب آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور در دولت پر دستک دی، اتفاقاً اسی وقت ایک خادمہ باہر سے اندر آئی تو حضرت خواجہ نے اس سے دریافت کیا کہ باہر کون ہے؟ خادمہ نے عرض کیا ایک شخص متقی و پارسا صورت کھڑا ہے، آپ نے فرمایا وہ حقیقت میں ''پارسا'' ہے اس کے بعد آپ کا نام ہی ''پارسا'' مشہور ہوگیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ وہ حق اور امانت جو خواجگان سے اس فقیر کو پہنچی ہے اور جو کچھ میں نے اس راہ میں کسب سے حاصل کیا ہے وہ تمہارے سپرد کرتا ہوں اس کو قبول کر کے مخلوق خدا تک پہنچائیں۔ آپ نے تواضع و انکساری کے ساتھ قبول کرلیا۔ خواجہء بلاگردان حضرت شاہ نقشبند قدس سرہُ العزیز نے ایک موقعہ پر آپ کو صفت برخ عطا فرمائی۔ حضرت برخ رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہا السلام کے زمانہ مبارک کے ایک ولی تھے جیسے خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی

www.maktabah.org

بزرگی دیگر را باین بزرگی عدیل نمی توان یافت
بزرگی کو اس بزرگی کے ساتھ برابری نہیں ہو سکتی ہمارے
حضرت خواجہ ما می فرمودند قدس سرہ' کہ چند گاہ
حضرت خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی کچھ
من ہم خلف امام قرأت فاتحہ می نمودم آخر الامر شبے
عرصہ امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت کرتا رہا ہوں بالاخر میں نے
امام اعظم را در خواب دیدم کہ قصیدہ غرا در مدح خود
امام اعظم کو ایک شب خواب میں دیکھا کہ اپنی مدح میں شاندار قصیدہ

رضی اللہ عنہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ میں سے ہیں سابقہ امتوں میں برخ اس جماعت کیلئے مستقل تھا جو بلا زبانی تعلیم کے محض صحبت سے یا کبھی بغیر صحبت کے معارف حقیقی کو باہمی ہم نشینی سے حاصل کرتے تھے انہیں برخیاں کہا جاتا تھا جبکہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں اس قسم کے لوگوں کو اویسی کہا جاتا ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ ابونصر پارسا رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال باکمال کے وقت میں موجود نہ تھا جب میں حاضر ہوا اور دیدار کیلئے آپ کے چہرۂ انور کو کھولا آپ نے آنکھ کھولی اور مسکرائے جس سے میرا قلق واضطراب اور بڑھ گیا اور جب میں نے اپنے منہ کو آپ کے مبارک قدموں سے ملا تو آپ نے پاؤں مبارک اوپر کو کھینچ لئے۔

آپ نے علوم ومعارف پر مشتمل اکیس کتابیں تصنیف فرمائیں فصل الخطاب لوصل الاحباب ،فصول ستہ اور رسالہ قدسیہ آپ کی مشہور زمانہ تصانیف ہیں۔

www.maktabah.org

می خواند و این مضمون مستفاد می گردد که چندین

پڑھ رہے ہیں اس مضمون سے مستفاد ہو رہا تھا کہ بہت سے

اولیا در مذہب من بوده اند ازان وقت ترك قرأت فاتحه

اولیاء میرے مذہب میں ہوئے ہیں اس وقت سے میں نے فاتحہ

خلف امام نمودم

خلف امام کی قرأت کو ترک کردیا۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہُ العزیز آپ کے متعلق ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر محمد پارسا پیری شروع کردے تو سارا عالم ان سے روشن ہوجائے، مگر آپ نسبت فردیت کے غلبہ کے باعث اس کی طرف مشغول نہ ہوسکے۔

آخرکار بروز بدھ ۲۳ ذی الحجہ ۸۲۲ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

www.maktabah.org

منہا-۲۹

گاہ باشد کہ کاملے ناقصے را اجازت تعلیم طریقت می

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کامل کسی ناقص کو تعلیم طریقت کی

کند ودر ضمن اجتماع مریدان آن ناقص کار آن ناقص

اجازت عطا فرما دیتا ہے[1] اور اس ناقص کے مریدوں کے اجتماع

با تمام می رسد حضرت خواجہ نقشبند مولانا یعقوب

کے ضمن میں اس ناقص کا کام تکمیل تک پہنچ جاتا ہے حضرت خواجہ نقشبند

چرخی علیہ الرحمہ را پیش از وصول بدرجۂ کمال

نے مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمہ کو درجہ کمال تک

اجازت تعلیم طریقت فرمودہ بودند و گفتہ بودند کہ اے

رسائی سے قبل ہی تعلیم طریقت کی اجازت فرما دی تھی اور

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ بعض اوقات شیخ کامل مکمل اپنے کسی صاحب استعداد، ذکر وفکر میں مصروف ومشغول مرید کو لوگوں سے بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں تا کہ دوسروں کی تعلیم وتربیت کے دوران اس ناقص کی بھی تکمیل ہو جائے۔ اس قسم کے من وجہ ناقص اور من وجہ کامل مرید کو خلیفہ مقید کہا جاتا ہے جبکہ تکمیل سلوک کے بعد صوفیائے کاملین

www.maktabah.org

یعقوب آنچه ازمن بتورسیده است بمردم برسان وکار

کہا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ مجھ سے تجھے پہنچا ہے لوگوں تک پہنچا دو اور

مولانا بعدازان درخدمت خواجه علاؤ الدین عطار قدس

مولانا کا کام اس کے بعد خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ

سره' سرانجام یافت لہذا خدمت مولانا عبدالرحمن

کی خدمت میں سر انجام پایا اس لئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی

جامی در نفحات مولانا را اول از مریدان خواجه علاء الدین

نفحات میں مولانا کو پہلے خواجہ علاؤ الدین عطار کے

اسے خلافت مطلقہ عطا فرما دیتے ہیں ۔ یہاں خلیفہ مقید کیلئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی تحریر فرمودہ شرائط و قیود کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے تا کہ طالبان طریقت کو تنبیہہ وآ گاہی حاصل ہو جائے ، چنانچہ بہ قدرے تغیر یسیر ہدیہ قارئین ہے ملاحظہ ہو:

اگر کوئی طالب و مرید آپ کے پاس ارادت کے ساتھ آئے اور مشغول رہنے کا ارادہ ظاہر کرے تو اسے شیر ببر کی مانند سمجھنا چاہئے اور اسے طریقہ سکھانے میں بہت تامل کرنا چاہئے اور ڈرتے رہنا چاہئے مبادا اس امر میں پیر کیلئے استدراج مطلوب اور خرابی منظور ہو۔ اگر بالفرض کسی مرید کا آنا خوشی و سرور کا باعث ہو تو اس کو کفر و شرک کی مانند برا سمجھنا چاہئے اور اس کا تدارک استغفار و ندامت کے ذریعے اس حد تک کرنا چاہئے کہ فرحت و سرور کا اثر بالکل زائل ہو جائے بلکہ خوشی کی بجائے غم و خوف قلب پر مستولی ہو جائے اور اس بارے میں التجاء و تضرّع کا طریق اختیار کر کے چند مرتبہ استخارہ کرنا چاہئے تا کہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہئے یا نہیں

www.maktabah.org

عطار می شمرد ثانیاً بخواجه نقشبند نسبت می کند۔

مریدوں میں شمار کرتے ہیں ثانیاً خواجہ نقشبند کے ساتھ نسبت کرتے ہیں

وازیں قبیل است کاملے مرید را کہ استعداد یك درجہ

اور یہ اسی قبیل سے ہے کہ کوئی کامل ایسے مرید کو جو درجات

ازدرجات ولایت دارد بعد از حصول آں درجہ آں مرید را

ولایت میں سے ایک درجہ کی استعداد رکھتا ہے اس درجہ کے حصول کے

اجازت تعلیم طریقت می کند وآں مرید من وجہ کامل

بعد مرید کو تعلیم طریقت کی اجازت دے دیتا ہے اور وہ مرید من وجہ

ست ومن وجہ ناقص و ہمچنین ست حال مریدیکہ

کامل ہے اور من وجہ ناقص اور یہی حال ہے اس مرید کا

اوراس میں کسی قسم کی کوئی خرابی واستدراج مرادنہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے بندوں میں تصرف کرنا اوراپنے وقت کوان کے پیچھے ضائع کرنا حق تعالیٰ کے اذن واجازت کے بغیر جائزنہیں۔آیہ کریمہ لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم اسی معنی پردال ہے تاکہ کل روز قیامت ہرقسم کی جوابدہی اور بازپرس سے محفوظ رہ سکیں۔ مرید کے مال میں طمع اوردنیوی منافع کی توقع ہرگزنہیں رکھنا چاہئے کیونکہ ایسا کام مرید کی ہدایت میں رکاوٹ اورپیر کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے ہاں خالص دین کامطالبہ ہے الا للّٰہ الدین الخالص اس کی بارگاہ قدس جل سلطانہ میں شرک کی طرح بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(مکتوبات شریفہ دفتراول مکتوب ۱۷۱،۲۲اوغیرہا)

www.maktabah.org

استعداد دو درجه یا سه درجه از درجات ولایت دارد من

جو درجات ولایت میں سے دو درجے یا تین درجے استعداد رکھتا ہے

وجه کامل ست ومن وجه ناقص چه پیش از رسیدن

وہ من وجہ کامل ہے اور من وجہ ناقص کیونکہ

بنہایت النہایت ہمه درجات ازیك وجه کمال دارد و

نہایت النہایت تک رسائی سے پہلے تمام درجات ایک قسم کا کمال رکھتے ہیں

صوفیائے طریقت تلقین وارشاد کی مسند کیلئے صاحب تزکیہ ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔ان کے نزدیک خلیفہ کی دو قسمیں ہیں

خلیفہ مقید اور خلیفہ مطلق

خلیفہ مقید

وہ خلیفہ ہوتا ہے جس کے بعض لطائف فنا پذیر ہوں لیکن ابھی کامل طور پر تزکیہ نفس نہ ہوا ہو۔ایسے سالک کیلئے ضروری ہے کہ عمل ارشاد جاری رکھے لیکن وساوس کے پیش نظر کثرت استغفار سے کام لیتا رہے اور استخارہ کے ذریعے بھی رہنمائی حاصل کرتا رہے تا آنکہ معاملہ مقام رضا تک پہنچ جائے۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۱۱)

خلیفہ مطلق

وہ خلیفہ ہوتا ہے جو تزکیہ نفس اور لطائف کی فنا کے بعد نفسانی اور شیطانی تسلط سے محفوظ ہو جائے لازماً اس کے اعمال مرضی حق تعالیٰ میں گم ہو جاتے ہیں اور اس کا عمل وعظ وارشاد بھی رضا میں داخل ہوتا ہے۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۱۱)

واضح رہے کہ خلیفہ مطلق ہی اپنے شیخ مکرم کے سجادہ کا وارث، اس کے جملہ

www.maktabah.org

ازیك وجه دیگر نقص **مع ذالک** شیخ کامل او را بعد از

اور دوسری وجہ سے ناقص اس کے ساتھ ساتھ شیخ کامل (اسے) اس کی

حصول مرتبۂ استعدادی او اجازت تعلیم طریقت می

استعداد کے مرتبہ کے حصول کے بعد تعلیم طریقت کی

کند پس اجازت موقوف بر کمال مطلق نشد باید

اجازت دے دیتا ہے پس اجازت کمال مطلق پر موقوف نہیں ہے۔

تبرکات کا مستحق، اس کا قائم مقام اور جانشین ہوتا ہے اور مرید کو اپنے نام کا شجرہ دے سکتا ہے جبکہ خلیفہ مقید بطریق سفارت اور بر سبیل نیابت لوگوں سے اپنے ہاتھ پر بیعت لیتا ہے اور انہیں اپنے شیخ کا مرید بناتا ہے اور اپنے شیخ کے نام کا ہی شجرہ دیتا ہے، اسے اپنے نام کا شجرہ دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ (ماخوذ سر دلبراں ۱۵۹)

حضرت مولانا عبدالرحمان جامی قدس سرہٗ العزیز کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی نورالدین عبدالرحمان بن احمد جامی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی نظام الدین احمد تھا۔ آپ ایران میں علاقہ خراسان کے قصبۂ جام محلّہ خرجرد میں ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ کو پیدا ہوئے۔ طریقت میں آپ کے پہلے شیخ سعدالدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ تھے (جو حضرت مولانا نظام الدین خموش رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شیخ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شاہ نقشبند بہاؤالدین اویسی بخاری قدس سرہٗ کے جانشین وخلیفہ تھے) حضرت شیخ سعدالدین کاشغری کے وصال کے بعد آپ سلسلہ ء نقشبندیہ کے غوث الاعظم

www.maktabah.org

دانست کہ نقص ہر چند منافی اجازت ست اما چوں

جاننا چاہئے کہ نقص اگرچہ اجازت کے منافی ہے لیکن جب

کامل مکمل ناقص را نائب خود می سازد و دست او

کامل مکمل ناقص کو اپنا نائب بنا لیتا ہے اس کے ہاتھ کو

حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔آپ نے متعدد مشائخ سے فیض حاصل کیا لیکن تکمیل حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔آپ نے مسند مشیخت پر رونق افروز ہو کر مدرسوں اور خانقاہوں کا وسیع نظام قائم کیا تھا۔آپ کے خلفاء میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ضیاء الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ مودود لاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسین واعظ کاشفی وغیرہم کے اسماء نقل کیے گئے ہیں مگر افسوس کہ صفوی سلطنت کے پہلے متعصب شیعہ حکمران اسماعیل صفوی نے (آپ کے وصال سے سات سال بعد) علماء و مشائخ اہلسنت کا قتل عام شروع کر دیا۔اس کے ہاتھوں ہزاروں علماء و صوفیاء نے جام شہادت نوش کیا۔آپ کے اکثر خلفاء اور شاگرد علماء اس کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور کچھ ترک وطن کر کے روم، مصر، شام اور سمرقند وغیرھا کی طرف چلے گئے، جن کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔آپ کی قائم کردہ مسجدیں، دینی مدرسے اور خانقاہیں بھی منہدم کر دی گئیں یہاں تک کہ آپ کے مزار کو بھی منہدم کر دیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کے کسی خلیفہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کیلئے کام نہ ہو سکا۔حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیاسی سال عمر پائی اور اٹھارہ محرم بروز جمعۃ المبارک ۸۹۸ھ میں علم و فضل کا یہ آفتاب غروب ہو گیا انا للہ و انا الیہ رجعون ۔آپ کی مرقد انور ہرات میں ہے۔ (شرح مکتوبات مکتوب ۱۱ جلد اول)

www.maktabah.org

را دست خود می داند ضرر نقص تعدی نمی نماید۔

اپنا ہاتھ جانتا ہے تو نقص کا ضرر متعدی نہیں ہوتا۔ [۲]

واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا

اور اللہ سبحانہ تمام امور کے حقائق کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔

[۲] یہاں ایک شبہ کا ازالہ فرمایا گیا ہے وہ یہ کہ جب کوئی شیخ کامل مکمل کسی ناقص مرید کو خلافت مقیدہ عطا فرما کر اسے لوگوں سے بیعت لینے کی اجازت واذن مرحمت فرمادیتا ہے تو مریدین کے ناقص شیخ کے ہاتھوں بیعت ہونے کی وجہ سے ان کی استعدادوں میں نقص سرایت کر جائے گا بنابریں ان کے ذوق میں کمی اور طلب میں فتور آئے گا جس سے ان مریدین کی منزل کھوٹی ہو جائے گی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شیخ کامل مکمل کسی ناقص کو اپنا نائب بنا کر اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہہ دیتا ہے تو اس نقص کا ضرر متعدی نہیں ہوتا جیسا کہ امام الطریقہ غوث الخلیقہ حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز نے خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کو خلافت مقیدہ سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

''تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اس نے میرا ہاتھ پکڑا''

واضح رہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز نے حضور شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز کے وصال باکمال کے بعد ان کے جانشین مکرم قدوۃ الاخیار حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں رہ کر سلوک کی تکمیل فرمائی تھی۔

www.maktabah.org

خواجہ خواجگان خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہُ العزیز کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد یعقوب اور والد ماجد کا نام نامی عثمان تھا۔آپ ۷٦۲ ھ موضع چرخ غزنی (افغانستان) کے مضافات میں متولد ہوئے ،آپ کے والد بزرگوار ایک پاکباز ،صوفی منش عالم دین تھے۔ان کے تقویٰ وعزیمت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لئے نہ پیا۔جب آپ خواجہ جہاں بلا گرداں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہُ العزیز کی خدمت بابرکت میں درخواست گزار ہوئے کہ آپ ازراہ کرم مجھے اپنے حلقہء ارادت میں شامل فرما کر اپنی غلامی میں قبول فرمائیں تو حضور شاہ نقشبند قدس سرہُ العزیز نے ارشاد فرمایا:

''ہم مامور ہیں ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ ہوتا ہے اسی پر ہی عمل کیا جائے گا اور اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے''

یہ رات آپ پر بڑی بھاری تھی آپ کو یہ غم کھائے جارہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ مجھے قبول نہ فرمائیں۔اگلے روز آپ نے نماز فجر حضرت خواجہ کے ساتھ ادا کی ،بعد نماز حضرت خواجہ نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا''مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے ۔ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں تا کہ دیکھیں کہ کوئی کس نیت سے آتا ہے اور کس وقت آتا ہے''۔

جب حضور شاہ نقشبند قدس سرہُ العزیز کا وصال ہو گیا تو آپ کو خیال آیا کہ درویشوں کے کسی دوسرے گروہ سے جا ملیں اور ان کے طریقہ میں مشغول ہو جائیں پھر آپ نے روحانی عالم میں حضرت خواجہ کو دیکھا کہ فرمارہے ہیں

www.maktabah.org

قال زید بن الحارثہ "الدین واحد" یعنی فرمایا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہ دین ایک ہی ہے اس سے آپ سمجھ گئے کہ اجازت نہیں ہے۔

قطب الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہُ العزیز جب آپ کی خدمت اقدس میں حلقہء ارادت میں شامل ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کی طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بیعت کرو۔ چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر کچھ سفیدی مشابہ برص (داغ ودھبے) تھے جو طبیعت کی نفرت کا موجب ہوا کرتی ہے اس لئے ان کی طبیعت آپ کے ہاتھ مبارک پکڑنے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ آپ بفراست ایمانی ان کی کراہت کو جان گئے اور جلد ہی اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور بطریق خلع ولبس اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے جسے دیکھ کر وہ بے خود ہوگئے آپ نے دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ ...... میرا ہاتھ ہے، جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارا ہاتھ پکڑا فلہٰذا خواجہ نقشبند کا ہاتھ پکڑ لو...... انہوں نے بلاتوقف آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو رخصت کرتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا **ترا بخدا سپردیم** ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا کیونکہ حدیث میں ہے:

ان اللّٰہ تعالٰی اذا استودع شئی حفظہ یعنی جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں حضور شاہ نقشبند قدس سرہُ الصمد سے عرض کیا کہ روز قیامت کس عمل کی برکت سے آپ کا قرب حاصل کروں ؟..... تو ارشاد فرمایا "تشرع سے" یعنی شریعت پر عمل کرنے سے۔

www.maktabah.org

گو آپ حضور شاہ نقشبند رحمۃ اللہ سے صاحب مجاز تھے مگر آپ کی تکمیل سلوک جانشین شاہ نقشبند حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔آپ نے ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ بمقام مضاف حصار علاقہ ماوراء النہر (تاجکستان) میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

www.maktabah.org

منہا-۳۰

یادداشت عبارت از دوام حضور حضرت ذات ست تعالیٰ

یادداشت حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے دوام حضور سے عبارت ہے[1]

و تقدس و این معنی گاہ است کہ مر ارباب قلوب را نیز

اور یہ معنی کبھی ارباب قلوب کو بھی متخیل ہو جاتا ہے

متخیل شود بواسطہ جامعیت قلب زیرا کہ ہرچہ در

جامعیت قلب کی وساطت سے کیونکہ جو کچھ انسان کی

کلیت انسان ست درقلب تنہا نیز ثابت ست ہر چند

کلیت میں ہے تنہا اکیلے قلب میں بھی ثابت ہے اگرچہ

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اصطلاحات نقشبندیہ میں سے ایک معروف اصطلاح طریقت ''یادداشت'' کے مدارج ثلاثہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یادداشت کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے و باللّٰہ التوفیق

یادداشت

اس سے مراد سالک کا ذات بے چون و بے چگون حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف بغیر ملاحظہ الفاظ و خیال کے متوجہ رہنا ہے بقول شاعر

www.maktabah.org

دارم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال

در دل ز تو آرزو و در دیدہ خیال

بعض مشائخ کے نزدیک یادداشت حفظ القلب علی شھود تجلّی الذات سے عبارت ہے اور بعض نے فرمایا: حضور القلب مع اللّٰہ تعالٰی علی الدوام فی کل حالٍ سے کنایہ ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند اویسی بخاری قدس سرہٗ العزیز کے نزدیک یادداشت سے مراد ذکر نہیں بلکہ دوامِ حضور و آ گاہی علیٰ سبیل الذوق ہے۔ غرضیکہ یادداشت عارف کے قلب پر استیلائے شہودِ حق بتوسطِ حب ذاتی ہو جائے اور وہ ہر حال میں بہ سبیل ذوق ذات کے ساتھ محو اور متوجہ رہے یہ مقام، مرتبہ حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس میں حجابات شیونیہ اور حجابات اعتباریہ مرتفع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ انتہائی مرتبہ ہے جہاں پہنچ کر عارفین نقشبندیہ تجلی ذاتی دائمی سے شادکام ہوتے ہیں جبکہ دیگر مشائخ نے تجلی ذاتی برقی کو نہایت النہایت قرار دیا ہے اسی بنا پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے نسبت نقشبندیہ کو تمام نسبتوں سے بالاتر قرار دیا ہے ان نسبتنا فوق جمیع النسب یہ وہ دولت قصویٰ ہے جو فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اللھم ارزقنا ایاھا بقول شاعر

یاد داشت حاصل شود بعد از فنا

بلکہ حاصل می شود بعد از بقا

حضرات خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللّٰہ علیہم اجمعین کے ہاں یادداشت کو نسبت حضور و آ گاہی، حضور ذاتی دائمی اور دوام حضور مع اللّٰہ بلا غیبوبۃ بھی کہا جاتا ہے اور یہ مقام عارفین کو ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے مرتبے میں حاصل ہوتا ہے فلہٰذا اگر کوئی صوفی و سالک اس مرتبہ کا خواہشمند ہے تو اس پر حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی کامل محبت و متابعت اختیار کرنا لازم ہے نیز وہ سنت و شریعت کی پابندی کا خوب اہتمام کرے

www.maktabah.org

کیونکہ یہ مقام عزیز الوجود اور کمیاب و نادر ہے۔

واضح رہے کہ یادداشت اور عالم خواب (نیند جو سراسر غفلت ہے) کے درمیان اہل طریقت نے یوں تطبیق بیان فرمائی ہے کہ

عامۃ الناس سراپا غفلت ہوتے ہیں کیونکہ ان کا باطن، ان کے ظاہر سے تفریق یافتہ اور الگ نہیں ہوتا اس لئے ان کی غفلت ظاہری، غفلت باطنی کا موجب ہوتی ہے جبکہ عرفائے کاملین کا باطن ان کے ظاہر سے تفریق یافتہ اور گسستہ (جدا) ہوتا ہے بنابریں ان کی غفلت ظاہری ان کے باطن میں سرایت نہیں کرتی۔ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات حضور خواب، حضور بیداری سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ محبوبوں و معشوقوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جب محبّ و عاشق کو اپنی طرف ملتفت و متوجہ دیکھتے ہیں تو کنارہ کشی کرتے ہیں اور جب عاشق کو اپنی طرف سے غافل پاتے ہیں تو خود کو آشکارا اور نمایاں کرتے ہیں۔ بقول شاعر

پری رو تاب مہجوری ندارد
چو در بندے ز کلکین سر بر آرد

کسی شاعر نے بزبان اردو اس مفہوم کو اپنے انداز میں یوں بیان کیا ہے

عشق کا ذوقِ تماشا مفت میں بدنام ہے
حسن خود بے تاب ہے جلوہ دکھانے کیلئے

یادداشت اور یادکرد میں فرق

یادکرد اور یادداشت میں فرق یہ ہے کہ یادکرد میں کبھی غیبت اور کبھی حضور ہوتا ہے بلکہ غیبت زیادہ اور حضور کم ہوتا ہے اور یادداشت میں حضور ذات، دائمی ہوتا

www.maktabah.org

ہے اوراسی کو تجلی ذاتی دائمی کہتے ہیں جبکہ یاد کرد تجلی ذاتی برقی سے عبارت ہے۔ در حقیقت تجلی برقی، تجلی ذاتی نہیں کیونکہ تجلی ذاتی جب ظہور کرتی ہے پھر کبھی غائب نہیں ہوتی اور تجلی برقی کبھی ظاہر ہوتی ہے کبھی غائب ہوجاتی ہے۔ اکابر مشائخ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کی خاص نسبت تجلی ذاتی دائمی ہے لیکن دوسرے مشائخ نے تجلی ذاتی برقی کونہایت النہایت قرار دیا ہے اسی بناء پر حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے نسبت نقشبندیہ کو تمام نسبتوں سے بالاتر قرار دیا ہے۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۷ جلد اول)

www.maktabah.org

فرق اجمال وتفصیل ست پس درمرتبه قلب نیز حضور
اجمال اور تفصیل کا فرق ہے پس مرتبۂ قلب میں بھی
ذات تعالیٰ و تقدس برسبیل دوام میسر شود اما این معنی
ذات تعالیٰ و تقدس کا حضور بر سبیل دوام میسر ہوتا ہے[1] لیکن یہ معنی
صورت یادداشت است نه حقیقت یاد داشت واندراج
یادداشت کی صورت ہے نہ کہ یادداشت کی حقیقت اندراج
نہایت دربدایت تواند بود که بایں صورت یادداشت ست
نہایت در بدایت سے ہو سکتا ہے کہ یہی صورت یادداشت ہو
اشارت فرموده باشند و حصول حقیقت یادداشت بعداز
مشائخ نے جس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حقیقت یادداشت کا حصول
تزکیه نفس و تصفیه قلب ست لیکن اگر مراد از حضرت
تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے بعد ہے لیکن اگر حضرت
ذات مرتبه وجوب داشته شود که ذات دراں مرتبه جامع
ذات سے مراد مرتبہ وجوب لیا جائے کہ اس مرتبہ میں ذات،

یادداشت کے تین معانی

[1] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز یادداشت کے معنی اول کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ بعض اوقات اہل قلوب کو بھی قلبی جمعیت کی وجہ سے دوام حضور محسوس و میسر ہوتا ہے جو یادداشت کی صورت واجمال ہے یادداشت کی حقیقت نہیں کیونکہ

www.maktabah.org

صفات وجوبیہ است پس حصول یادداشت بمجرد رسیدن

صفات وجوبیہ کی جامع ہے پس یادداشت کا حصول اس مرتبہ کے

بشہود این مرتبہ بعد از طیّ جمیع مراتب امکانی صورت

شہود تک محض رسائی سے تمام امکانی مراتب کے طے کر لینے کے بعد

می بندد و در تجلیات صفاتی نیز این معنی متحقق می

صورت باندھتا ہے اور صفاتی تجلیات میں بھی یہ معنی متحقق ہو جاتا ہے

شود کہ ملاحظہ صفات درین تقدیر منافی حضور حضرت

کیونکہ صفات کا ملاحظہ اس صورت میں حضرت

ذات تعالیٰ نیست واگر مراد از حضرت ذات تعالیٰ

ذات تعالیٰ کے حضور کے منافی نہیں ہے اور اگر حضرت ذات تعالیٰ سے مراد

مرتبۂ احدیت مجردہ داشتہ شود کہ معرّا است از اسماء

احدیت مجردہ کا مرتبہ لیا جائے جو معرا ہے اسماء و

حقیقت یادداشت تو تصفیہ باطن اور تزکیہء نفس کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ممکن ہے حضرت خواجہء بزرگ شاہ نقشبند اویسی بخاری قدس سرہُ العزیز نے اسی صورتِ یادداشت کو اندراج النہایہ فی البدایہ فرمایا ہو۔

www.maktabah.org

وصفات ونسب و اعتبارات پس حصول یادداشت بعد

صفات اور نسبتوں اور اعتبارات سے پس یادداشت کا

ازطیّ جمیع مراتب اسمائی وصفاتی ونسبی واعتباری

حصول بعد طے کرنے تمام اسمائی ، صفاتی، نسبی اور اعتباری

متصور شود واین فقیر ہرجا کہ بیان کردہ است یادداشت

مراتب کے متصور ہوتا ہے [۳] اور اس فقیر نے جہاں کہیں بیان فرمایا ہے

را بمعنی آخر فرود آوردہ ہر چند اطلاق حضور دراں

یادداشت کا آخری معنی لیے ہیں اگرچہ حضور کا اطلاق

مرتبہ ملایم نیست **کمالا یخفٰی علٰی اربابہ** چہ او از حضور

اس مرتبہ میں مناسب نہیں ہے جیسا کہ ارباب یادداشت سے مخفی نہیں

وغیبت بلنداست اطلاق حضور را ملاحظہ صفتے از

کیونکہ وہ حضور اور غیبت سے بلند ہے حضور کے اطلاق کو صفات میں سے

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز یادداشت کے معنی دوم کا ذکر فرمارہے ہیں جس میں ذاتِ حق سبحانہ اپنے اسماء وصفات اور شیونات واعتبارات سمیت مراد ہے جس کا حصول سالکین طریقت کو مراتب امکانیہ طے کرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے اوراس مرتبہ میں سالکین کو ذات کے علاوہ صفات واعتبارات وغیرہا کا بھی شہود وحضور ہوتا ہے فلہٰذا اس مرتبہ میں توحید عیانی میسر نہیں ہوتی۔

www.maktabah.org

صفات در کارست آنچه مناسب لفظ حضور ست تفسیر

کسی صفت کا ملاحظہ درکار ہے وہ جو لفظ حضور کے مناسب ہے۔ یادداشت

یادداشت بمعنی ثانی است وبرین تقدیر یادداشت را

کی تفسیر معنی ثانی میں ہے اس لحاظ سے یادداشت کو

نہایت گفتن باعتبار شہود وحضور ست کہ فوق این

نہایت کہنا شہود اور حضور کے اعتبار سے ہے [1] کیونکہ

[1] یہاں یادداشت کا معنی سوم بیان فرمایا گیا ہے......جس میں عرفائے کاملین کو حجب شیونی اور حجب اعتباراتی پھاڑ کر احدیت مجردہ کے ساتھ وصل عریانی نصیب ہو جاتا ہے اور یہی حقیقت یادداشت ہے جس سے حضرات نقشبندیہ شادم کام وبامراد و ممتاز ہوتے ہیں۔ والحمدللّٰہ علیٰ ذالك

www.maktabah.org

مرتبہ شہود وحضور را گنجایش نیست یا حیرت ست

اس مرتبہ سے فوق شہود و حضور کی گنجائش نہیں ہے یا حیرت ہے

یاجہل یامعرفت نہ آں معرفت کہ توآں رامعرفت

یا جہل یا معرفت ۵ وہ معرفت نہیں جسے تم معرفت

دانی کہ آں معرفت تومعرفت افعالی ست وصفاتی و

جانتے ہو کیونکہ تیری وہ معرفت افعالی اور صفاتی معرفت ہے اور

ایں مقام فوق معرفت اسماء و صفات ست بچندیں مراحل

یہ مقام اسماء و صفات کی معرفت سے فوق ہے کتنے ہی مرحلے

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید البشر وعلیٰ آلہ الاطہر

اور درود و سلام ہو سید البشر پر اور آپ کی آل اطہر پر۔

۵ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ حقیقت یادداشت کے حصول کے بعد عارف پر حیرت وجہل کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے ۔حیرت وجہل سے مراد اشیائے کائنات سے لاتعلقی اور بے خبری ہے۔جب کثرتِ ذکر اور فرطِ محبت کے غلبے سے عارف اپنے محبوب حقیقی کے مشاہدے میں ڈوب جاتا ہے اور محبوب کے سوا سب کچھ اس کی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا ہے اور مرتبۂ احدیت میں محو ہوکر تجلی اسم ھو کا مشاہدہ کرتے ہوئے انکشاف حقیقت پر ہکابکا رہ جاتا ہے تو اسی حالت کو حیرت وجہل کہا جاتا ہے لیکن یہ حیرت وجہل محمود ہے نہ کہ مذموم ۔اسی کو صوفیائے کرام فنائے مطلق ،مرتبۂ جمع اورادراکِ بسیط بھی کہتے ہیں۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ٦ جلد اول)

www.maktabah.org

اسی کو حقیقی معرفت کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشادگرامی ہے العجز عن درك الادراك ادراك فسبحان من لم يجعل للخلق اليه سبيلاً الا بالعجز عن معرفته (مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم) یعنی ادراک معرفت سے عاجز ہونا ہی اس کی معرفت کا ادراک ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت سے عجز کے سوا اپنی مخلوق کیلئے کوئی رستہ نہیں بنایا۔

www.maktabah.org

مِنها-۳۱

تمامئ ایں طریق و وصول بنہایت النہایت مربوط

اس راہ کی تتمیم اور نہایت النہایت تک وصول ، مشہور

بطیّ مقامات عشرہ مشہورہ است کہ اولش توبہ است

مقامات عشرہ طے کرنے کے ساتھ مربوط ہے [1] کہ ان میں پہلا مقام توبہ ہے

وآخرش رضا ہیچ مقامے درمراتب کمال فوق مقام

اور ان کا آخری مقام رضا ہے۔ کوئی مقام مراتب کمال میں مقام

رضا متصور نیست حتی کہ رویت اخروی نیز و

رضا سے بالا متصور نہیں ہے حتیٰ کہ رؤیت اخروی بھی

حقیقت مقام رضا کما ینبغی درآخرت ظہور خواہد

مقام رضا کی حقیقت جیسا کہ چاہیئے آخرت میں ظاہر ہو گی

تکمیل سلوک کا انحصار مقامات عشرہ پر ہے

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ راہ سلوک کی تکمیل کا انحصار مقامات عشرہ پر ہے۔ ان مقامات میں سے پہلا مقام توبہ ہے اور سب سے آخری اور افضل مقام رضا ہے یہاں تک کہ جنت میں دیدار خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ دیگر مقامات کا حصول آخرت میں نہیں ہوگا کیونکہ ان کا

www.maktabah.org

یافت و حصول مقامات دیگر در آخرت متصور نیست
دیگر مقامات کا حصول آخرت میں متصور نہیں ہے
توبہ آنجا معنی ندارد و زہد گنجایش ندارد و توکل
توبہ وہاں کوئی معنی نہیں رکھتی اور زہد کی گنجائش نہیں، توکل
صورت نہ بندد و صبر احتمال ندارد آرے شکر ہرچند
کی کوئی صورت نہیں بنتی ، صبر کا احتمال نہیں ہاں شکر اگرچہ
در آنجا متحقق ست اما آں شکر از شعب رضاست نہ
وہاں متحقق ہے لیکن وہ شکر رضا کی شاخوں میں سے ہے
امر مباین از رضا اگر پرسند کہ در کامل مکمل گاہ
نہ کہ رضا سے جدا کوئی امر اگر دریافت کریں کہ کامل مکمل میں
ہست کہ رغبتے در دنیا مفہوم میگردد و منافی توکل
کبھی ہوتا ہے کہ اس سے دنیا کی طرف کوئی رغبت مفہوم ہوتی ہے اور توکل
چیز ہا دیدہ می شود و بے طاقتی کہ منافی صبر ست
کے منافی کئی چیزیں دیکھی جاتی ہیں اور بے طاقتی جو صبر کے منافی ہے

تعلق عالم شہادت کے ساتھ ہے عالم آخرت کے ساتھ نہیں البتہ مقام شکر جو کہ مقام رضا کا ایک شعبہ ہے وہ اہل جنت کو ضرور حاصل ہوگا تاکہ مزید انعامات واکرامات وعنایات سے مالا مال ہوسکیں جیسا کہ آیہ کریمہ لئن شکرتم لازیدنکم سے عیاں ہے۔ (مقامات عشرہ کی تفصیلات سعادت العباد جلد اول منہا ۱۰ امیں ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

مشہود می گردد و کراہت کہ ضد رضاست یافتہ می

مشہود ہوتی ہے اور کراہت جو رضا کی ضد ہے پائی جاتی ہے

شود وجہِ آں چہ باشد؟ درجواب گویم کہ حصول ایں

اس کی وجہ کیا ہے [2] جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ان

مقامات مخصوص بقلب وروح ست ونسبت باخص

مقامات کا حصول، قلب اور روح کے ساتھ مخصوص ہے اخص خواص

خواص ایں مقامات درنفس مطمئنہ نیز حصولے می

کی نسبت یہ مقامات نفس مطمئنہ میں بھی حاصل ہو جاتے ہیں

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک سوال کا جواب مرحمت فرمارہے ہیں کہ بعض اوقات شیخ کامل مکمل (جس نے مقامات عشرہ کی تحصیل اور راہ سلوک کی تکمیل کرلی ہوتی ہے) سے بھی ان مقامات کے برخلاف عادات قبیحہ اور افعال ناپسندیدہ کا اظہار ہوجاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مقامات کا تعلق قالب اور جسم انسانی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ قلب وروح کے ساتھ ہے البتہ ان مقامات کے حصول سے جسم انسانی میں پائی جانے والی ردی عادات وافعال کی شدت وصولت ٹوٹ جاتی ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہُ العزیز کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی جعفر بن یونس اور کنیت ابوبکر ہے آپ کا وطن مصر تھا مگر آپ بغداد میں آکر مقیم ہوگئے تھے۔ آپ حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ کر تائب ہوئے اور سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست

www.maktabah.org

یابد اما قالب ازین معنی خالی و بے نصیب است ہر
لیکن قالب اس معنی سے خالی اور بے نصیب ہے
چند از صولت و شدت می ماند شخصے از شبلی
اگرچہ تیزی اور شدت ماند پڑ جاتی ہے کسی شخص نے شیخ شبلی
پرسید کہ تودعوائے محبت می کنی وایں فربہئ
سے پوچھا کہ آپ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ فربہی تو
تومنافی محبت است شبلی درجواب اوایں شعر خواند
محبت کے منافی ہے شیخ شبلی نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا

پر بیعت ہوئے، آپ زبردست عالم دین اورفقیہ تھے۔ آپ امام دار الھجرہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اور مؤطا امام مالک آپ کو حفظ تھی۔ معاملات طریقت میں آپ کے اشارات نہایت لطیف وعمدہ ہیں۔ آپ آیۂ کریمہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اہل ایمان کو فرمادیجئے! کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں کی تفسیر میں فرماتے ہیں ابصار الرؤس عن المحارم وابصار القلوب عن ماسوی اللّٰہ یعنی سر کی آنکھوں کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھو اور دل کی آنکھوں کو ماسوی اللہ کے خیال سے بچاؤ۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کسی شخص کے قلب سے شہوت کا ارادہ نہ نکال دے سر کی آنکھ اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی

آپ نے ایک دفعہ عہد کرلیا کہ سوائے حلال کے کچھ نہیں کھاؤں گا چنانچہ آپ جنگل میں انجیر کے درخت کے پاس سے گذرے اور انجیر توڑ کر کھانا چاہا تو ندا آئی کہ

www.maktabah.org

احب قلبی وما دریٰ بدنی

میرے قلب نے محبت کی لیکن میرا بدن بے خبر رہا

ولو دریٰ ما اقام فی السمن

اگر اسے خبر ہوتی تو فربہ نہ ہوتا

پس منافئ آں مقامات اگر در قالب کاملے ظہور کند

پس ان مقامات کے منافی اگر کسی کامل کے قلب میں کچھ ظہور کرے

ضرر ندارد حصول آں مقامات نسبت بباطن آں بزرگ

تو ضرر نہیں دیتا ان مقامات کا حصول اس بزرگ کے باطن کی نسبت

شبلی مجھے مت کھاؤ اپنے عہد کا پاس کرو، میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں۔ جان لیوا مرض کے دوران اپنے خادم حضرت بکیر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ۔ خادم دوران وضوء داڑھی مبارک کا خلال کرانا بھول گئے اس وقت آپ کی زبان بند ہو چکی تھی تو آپ نے خادم کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلیوں سے اپنی داڑھی کا خلال فرمایا۔ کسی شیخ طریقت کا یہ قول ہے کہ اس شخص کے مراتب کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جس سے آخر وقت بھی شریعت کا کوئی ادب فوت نہیں ہوا۔

غالباً اسی بنا پر آپ کے مرشد و مربی مقنن قوانین طریقت حضرت سیدنا جنید بغدادی قدس سرہُ العزیز آپ کو قوم صوفیہ کا تاج کہتے تھے۔

آپ ہر نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم کے بعد صلی اللّٰہ علیك یا محمد تین بار پڑھا کرتے تھے اسی وجہ سے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ

www.maktabah.org

ودر غیر کامل نقائص آں مقامات در کلیت ظہور می

اور غیر کامل میں ان مقامات کے نقائص کلیت میں ظہور کرتے ہیں

کنند بباطن وظاہر راغب دنیا میگردد و منافیٔ توکل

باطن اور ظاہر دنیا کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور توکل کے منافی

صورت وحقیقت او را شامل می شود وبقلب وقالب بے

اس کی صورت اور حقیقت کو شامل ہو جاتی ہے اور قلب اور قالب میں

طاقتی واضطرار ظہور می نماید، وبروح وبدن کراہت

بے طاقتی اور اضطرار ظاہر ہونے لگتا ہے اور روح اور بدن میں کراہت

ظاہر میگردد ہمیں چیز ہاست کہ حضرت حق

ظاہر ہونے لگتی ہے یہی چیزیں ہیں کہ حضرت حق

کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

آپ پر اکثر سکر کا غلبہ رہتا تھا آخر عمر میں اس خیال سے کہ نہ معلوم کب پیغام اجل آجائے لا الہ الا اللہ کی بجائے صرف اللہ کہنے لگے تھے۔

آپ نے ۲۷ ذی الحج ۳۳۴ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد میں ہے۔

www.maktabah.org

سبحانہ وتعالٰی قباب اولیائے خودساختہ است واکثر

سبحانہ و تعالٰی نے اپنے اولیاء کے حجاب بنایا ہے [۳] اور اکثر

مردم را از کمالات این بزرگواراں محروم داشتہ ودر

لوگوں کو ان بزرگواروں کے کمالات سے محروم رکھا ان

ابقائے آں چیز ہا در اولیاء حکمتے است غامض وآن

چیزوں کے اولیاء میں باقی رکھنے میں کوئی دقیق حکمت ہے اور وہ حق

عدم امتیاز حقست از باطل کہ ازلوازم ایں دارست

کا باطل سے عدم امتیاز ہے جو اس دار دنیا کے لوازم سے ہے

صوفیائے کاملین میں نقائص باقی رکھنے کی حکمتیں

[۳] یہاں اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ عامۃ الناس اور ناقصین میں ان مقامات عشرہ کے برعکس نقائص وعیوب ان کی کلیت ومجموعی حیثیت اور ظاہر وباطن میں سرایت کئے ہوتے ہیں جبکہ صوفیائے کاملین کے بطون مقدسہ ان نقائص سے پاک ہو جاتے ہیں تاہم ان کے اجسام مبارکہ میں ان عیوب ونقائص کے باقی رکھنے میں دو حکمتیں کارفرما ہوتی ہے۔

حکمت اولٰی

یہ ہے کہ عامۃ الناس کو ان اولیائے کاملین کے کمالات سے محروم رکھنا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم سوائی سے عیاں ہے تاکہ حق وباطل میں التباس رہے یوں لوگوں کیلئے ابتلاء وآزمائش کا سلسلہ جاری رہے

www.maktabah.org

کہ محل ابتلا است وحکمت دیگر درابقائے ایں اشیاء

جو آزمائش کا محل ہے اور دوسری حکمت اولیاء میں ان چیزوں

دراولیاء اگرچہ بحسب صورت باشد ترقی ایشان

کے ابقاء کی اگرچہ صورت کے لحاظ سے ہو ان کی ترقی

ست اگرایں اشیا ازاولیاء بالکل مرفوع شود راہ ترقی

ہے۔ اگر یہ چیزیں اولیاء سے بالکل مرفوع ہو جائیں تو ترقی کا

مسدود میگردد ودر رنگ ملک محبوس می مانند۔

راستہ مسدود ہو جائے اور فرشتوں کی مانند محبوس ہو جائیں

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعة المصطفٰی علیه

اور سلامتی ہواس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور التزام کرے متابعت مصطفٰے کا

تاہم اہل بصیرت جواسیس القلوب ہونے اورولی راولی می شناسد کے مصداق ان صوفیائے کاملین کے بطون میں بھی جھانک کردیکھ لیتے ہیں جیساکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا ارشادگرامی ہے کہ ''جب ہمیں خاندان قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ العزیز کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری قدس سرہٗ العزیز جیسا بزرگ نظر نہیں آتا''۔

حکمت ثانیہ

ان عادات ردیہ کے باقی رکھنے کی یہ ہے کہ جب کبھی ان صوفیائے کاملین سے کسی فعل شنیع کا صدور اور خلق قبیح کا ظہور ہوجاتا ہے تو یہ حضرات اس پر سخت نادم و

www.maktabah.org

وعلیٰ الہٖ الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها

آپ پراور آپ کی آل پراتم اوراکمل صلوات وتسلیمات ہوں

پشیمان ہوتے ہیں، حق تعالیٰ کے حضور توبہ وانابت کرتے ہیں، آہ وگریہ اورالحاح و زاری کرتے ہیں تو بارگاہ قدس جل سلطانہ سے پردہ پوشی وعفو کا مژدہ پاتے ہیں، یوں ان اہل اللہ کے لئے نوید مغفرت اور بلندی درجات کا سامان ہوتا رہتا ہے۔ اگر عادت قبیحہ کا ان سے بالکل ہی ارتفاع ہوجائے تو ملائکہ کرام کی مانندان کی راہ ارتقاء مسدود ہوکررہ جائے جیسا کہ آیہ کریمہ و مامنا الا له مقام معلوم سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

مِنها-۳۲

الٰہی چیست اینکه اولیائے خود را کردی که باطن ایشاں

الٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے اولیاء کی بابت کر دیا ہے کہ ان کا باطن خضر کا

زلال خضرست ہر کہ قطرہ ازاں چشید حیات ابدی

آب حیات ہے[1] جس نے اس سے قطرہ چکھ لیا اس نے ابدی حیات

یافت و ظاہر ایشاں سم قاتل ہر کہ بآن نگریست بموت

پا لی اور ان کا ظاہر زہر قاتل ہے جس نے اسے دیکھا موت ابدی

حصول فیض کیلئے اہل اللہ کی نیازمندی لازم ہے

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اہل اللہ کے ظاہر و باطن کے درمیان امتیاز کا تذکرہ فرما رہے ہیں کیونکہ اہل اللہ مجوبین کے لئے دریائے نیل کی مانند باعث بلیات ہیں اور محبوبین کے لئے آب حیات کہ ان اہل اللہ کا ظاہر سم قاتل اور باعث زحمت ہے جبکہ ان کا باطن حیات بخش اور موجب رحمت ہے۔ ظاہر بین شخص کیلئے اہل اللہ کی دید باعث ہلاکت ہے اور دیدۂ بینا کے لئے ان کی زیارت باعث نجات ہے۔ اسی لئے عامۃ المسلمین کیلئے بالعموم اور سالکین طریقت کیلئے بالخصوص یہ تلقین وتاکید فرمائی گئی کہ اہل اللہ کا ہمیشہ نیازمند ہی رہنا چاہئے اور خستہ دلی کے ساتھ ان کے حضور حاضر ہونا چاہئے کیونکہ شکستہ دلی ہی قابل توجہ اور لائق التفات ہوتی ہے

www.maktabah.org

جیسا کہ آیہ کریمہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء سے عیاں ہے۔ حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

دست اشکستہ بر آور در دعا
سوئے اشکستہ پرد فضل خدا
شکر کن مر شاکراں را بندہ باش
پیش ایشاں مردہ شو پایندہ باش
خاک شو مردان حق را زیر پا
خاک بر سر کن حسد را ہم چو ما

www.maktabah.org

ابدی گرفتار آمد ایشانند که باطن ایشاں رحمت ست

میں گرفتار ہو گیا۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ ان کا باطن رحمت ہے [۲]

وظاہر شاں زحمت باطن بین ایشاں از ایشاں ست و

اور ان کا ظاہر زحمت۔ ان کا باطن دیکھنے والا انہیں سے ہے اور

ظاہربین ایشاں از بد کیشاں بصورت جو نما اند و

ان کا ظاہر دیکھنے والا بدکیشوں سے ہے بصورت جوَ دکھانے

بحقیقت گندم بخش بظاہر از عوام بشر اند وبباطن از

والے ہیں بحقیقت گندم عطا فرمانے والے۔ بظاہر عوام بشر ہیں اور باطن میں

خواص ملك بصورت بر زمین اند و بمعنی برفلك جلیس

خاص فرشتوں سے، بظاہر زمین پر ہیں اور حقیقت میں آسمان پر۔

ایشاں از شقاوت رسته است وانیس ایشاں بسعادت

ان کا ہم مجلس شقاوت سے بچا ہوا اور ان کا مونس سعادت سے ہمکنار

پیوسته اولئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ هم المفلحون

ہے یہی لوگ حزب اللہ ہیں خبردار یقیناً حزب اللہ ہی فلاح پانے والا ہے

[۲] ان سطور میں اہل اللہ کی عظمت اور ان کی صحبت کے برکات وفوائد کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ دراصل علمائے راسخین اور عرفائے کاملین بظاہر باہمہ اور بباطن بے ہمہ ہوتے ہیں۔ ان کی بے داغ سیرت اور دل آویز شخصیت کی وجہ سے لوگ جوق در جوق ان کی طرف دور و نزدیک سے کھچے چلے آتے ہیں۔ ان کے فرمودات عالیہ اور انفاس قدسیہ

www.maktabah.org

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و الہ وسلم

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل پر درود و سلام نازل فرمائے۔

کی بدولت لوگوں کا تصفیہ باطن اور تزکیہ نفس ہوتا ہے یوں ان کے صحبت یافتہ، سعادت کونین اور فلاح دارین سے مالا مال ہوتے ہیں اسی گروہ کو حزب اللہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اولٰئک حزب اللّٰہ الاان حزب اللّٰہ ھم المفلحون سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۳۳

حضرت حق سبحانه و تعالیٰ اولیاء الله را بر نہجے مستور

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو اس انداز سے مستور

ساختہ است که ظاہر ایشاں از کمالات باطن ایشان

کر رکھا ہے[1] کہ ان کا ظاہر ان کے باطنی کمالات کی خبر

خبر ندارد فکیف ما عدائے ایشان باطن ایشان رانسبتے

نہیں رکھتا تو کیسے خبر ہو گی ان کے سوا کو ان کے باطن کو

[1] اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اولیاء اللہ کی پوشیدگی کا سبب بیان فرمارہے ہیں۔ دراصل حق تعالیٰ نے اہل اللہ کے صفائے باطن کی وجہ سے ان کے بطون کو ان کے لطائف عالم امر کی طہارت ولطافت اور بے چون و بے چگون کے ساتھ رنگین ہونے کی بنا پر صورت بشریت اور اپنی قبائے قدرت میں پوشیدہ رکھا ہے جیسا کہ اولیائی تحت قبائی لایعرفھم سوائی سے عیاں ہے تاکہ ان کی صورت بشریت ان کے باطنی وحقیقی کمالات کی پردہ پوش ہوجائے اور یہ پردہ پوشی لباس کے جسم انسانی کو چھپانے کی مانند ہے نیز ہر کس وناکس ان کے باطنی کمالات سے آگاہ نہ ہواور یہ پردہ پوشی اس قدر زائد ہوتی ہے کہ ان اہل اللہ کے ظاہر کو بھی ان کے باطن کی اطلاع نہیں ہوتی۔ جب اولیائے کاملین کے باطن پر ان کے ظاہر کو بھی آگاہی نصیب نہیں ہوتی تو عامۃ الناس کیسے مطلع ہو سکتے ہیں؟۔

www.maktabah.org

کہ بمرتبۂ بیچونی وبیچگونی حاصل گشتہ است نیز

بیچونی اور بے چگونی کے مرتبہ سے ایسی نسبت حاصل ہو گئی ہے [2]

بے چون ست و باطن ایشاں چوں از عالم امرست نیز

کہ وہ بھی بے چون ہے اور ان کا باطن جو عالم امر سے ہے

نصیبے از بیچونی دارد و ظاہر کہ سراسرچون ست حقیقت

وہ بھی بے چونی سے حصہ رکھتا ہے اور ظاہر جو سراسر چون ہے اس کی حقیقت

آن را چہ دریابد بلکہ نزدیک ست کہ از نفس حصول آن

کو کیا دریافت کر سکتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس نسبت کے نفس حصول کا

نسبت انکار نماید **بغایۃ الجہل وعدم المناسبۃ** وتواند

انکار کر دے بوجہ غایت جہالت اور عدم مناسبت کے اور

بود کہ نفس حصول نسبت را داند اما نداند کہ متعلق

ہو سکتا ہے کہ نفس حصول نسبت کو جانے لیکن یہ نہ جانے کہ اس کا متعلق

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ صوفیائے کاملین کے بطون کو بے چونی اور بے چگونی کی جو کیفیت حاصل ہوتی ہے تو ظاہر اس کیساتھ عدم مناسبت کی بنا پر اس کا انکار بھی کر سکتا ہے کیونکہ یہ نسبت جملہ نسبتوں سے بالاتر ہے جیسا کہ ان نسبتنا فوق جمیع النسب سے واضح ہے بلکہ ظاہر تو رہا درکنار باطن بھی اس نسبت کے آگے مغلوب ہونے کی وجہ سے عجز وجہل وحیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مزید براں جب صاحب نسبت ہی مغلوب ہے تو دوسرے اس نسبت سے کیونکر آگاہ ہوں؟۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

www.maktabah.org

آں کیست بلکہ بسا است کہ نفی متعلق حقیقی او

کیا ہے بلکہ اکثر ایسا ہے کہ اس متعلق حقیقی کی نفی کر دے

نماید و کل ذالک لعلوّ تلک النسبة ودنو الظاهر وباطن خود

یہ سب کچھ اس نسبت کی بلندی اور ظاہر کی پستی کی وجہ سے ہے اور باطن

مغلوب آں نسبت ست و از دید و دانش رفتہ است

اس نسبت سے خود مغلوب ہے اور دید و دانش سے گذرا ہوا ہے

چہ داند کہ چہ دارد و بکہ دارد پس ناچار غیر از عجز از

وہ کیا جانے کہ وہ کیا رکھتا ہے اور کس کے ساتھ رکھتا ہے پس لامحالہ

معرفت بمعرفت راہ نباشد لہٰذا صدیق اکبر رضی

معرفت سے عجز کے سوا معرفت کی طرف رستہ نہیں اسی لئے صدیق اکبر

اللہ تعالیٰ عنہ فرمود "العجز عن درک الادراک ادراک

رضی اللہ عنہ نے فرمایا ادراک کے درک سے عجز ہی ادراک ہے۔

نفس ادراك عبارت ازنسبت خاصہ است کہ عجزاز

نفس ادراک نسبت خاصہ سے عبارت ہے کہ جس کے ادراک

ادراك آں لازم ست لان صاحب الادراک مغلوب لایعلم

سے عجز لازم ہے کیونکہ صاحب ادراک مغلوب ہے جو اپنے ادراک کو نہیں جانتا

"ادراکه وغیره لایعلم حاله کما مرّ

تو دوسرے لوگ اس کے حال سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔

www.maktabah.org

منہا-۳۴

شخصے بود درلباس صوفیان که ببدعت اعتقادی مبتلا

ایک شخص صوفیہ کے لباس میں بدعت اعتقادی میں مبتلا

بود این فقیر درحق او تردد داشت اتفاقاً می بینم که انبیاء

تھا یہ فقیر اس کے متعلق تردد رکھتا تھا اتفاقاً دیکھتا ہوں کہ انبیاء

اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز بدعت اعتقادی کے مضرات و نقصانات کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بدعت کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے اور بدعت کے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کا موقف بھی واضح ہوجائے۔ وباللّٰہ التوفیق

بدعت

لغت میں بدعت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سابق مثال کے بنائی جائے مذہب میں نئی رسم کو بھی بدعت کہتے ہیں (المنجد) فاضل اجل حضرت شیخ شریف جرجانی نقشبندی علائی رحمۃ اللہ علیہ بدعت کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ھی الامر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مما اقتضاه الدلیل الشرعی یعنی بدعت اس نئی چیز کو کہا جاتا ہے جس پر نہ صحابہ کرام وتابعین عظام (رضی اللہ عنہم) کا تعامل ہو اور نہ ہی اس پر دلیل شرعی قائم

www.maktabah.org

صلوات الله تعالیٰ وتسلیماته علیهم باجمعهم جمع اند

ان سب پر اللہ تعالیٰ کے صلوات و تسلیمات ہوں جمع ہیں

وہمه بزبان واحد می فرمایند درحق آن شخص که "لیس

اور تمام بیک زبان ہو کر اس شخص کے حق میں فرما رہے ہیں کہ وہ

ہو۔(کتاب التعریفات)

حضرت حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ بدعت کی تعریف کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

والمراد بالبدعة ما احدث مما لا اصل له فی الشریعة یدل علیه یعنی بدعت سے مراد وہ نئی اشیاء ہیں جن کی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہ ہو جو ان پر دلالت کرے۔ (جامع العلوم والحکم ۲/۱۲۷)

مذکورہ مفہوم درج ذیل ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے ثابت ہے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد یعنی جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ (مشکوٰۃ ۲۷)

اس حدیث پاک میں ہر نئی چیز سے منع نہیں فرمایا بلکہ "مالیس منه" کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ جو چیز دین سے نہ ہو بلکہ خلاف دین ہو وہ مردود ہے۔

اسی ارشاد گرامی کے پیش نظر امام ہمام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول منقول ہے المحدثات ضربان مااحدث مخالفاً کتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه بدعة ضلا لة وماحدث من الخیر لایخالف شیئاً من ذالك فهذه محدثة غیر مذمومة یعنی وہ نئے امور (نئی باتیں) جو قرآن یا سنت یا اثر یا اجماع کے مخالف ہوں، بدعت ضلالت ہیں اور جو امور خیر کتاب وسنت کے مخالف نہ ہوں بدعت ضلالت نہیں بلکہ محدثات محمودہ (اچھے امور) ہیں۔ (فتح الباری ۱/۳۰۲)

www.maktabah.org

منا" درین اثنا بخاطر رسید که از شخص دیگر که فقیر در

ہم میں سے نہیں ہے اسی اثناء میں دل میں ایک دوسرے شخص کا خیال آیا کہ فقیر اس

حق اومتردد بود استفسار نماید درماده اوفرمودند "کان

کے متعلق بھی متردد تھا دریافت کرلوں اس کے بارے میں فرماتے ہیں وہ ہم میں سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثات مذمومہ اور بدعات ضلالہ سے اجتناب کرنے اور سنت پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے

فانه من يعيش منكم بعدى فسيرىٰ اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة یعنی تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ امت میں بہت اختلاف دیکھے گا لہٰذا تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو پکڑنا لازم ہے، اسی کو تھامے رہو اور دانتوں میں سختی سے دبائے رکھو اور اپنے آپ کو بدعتوں (نو پیدا امور) سے بچائے رکھو کیونکہ دین میں نئی پیدا شدہ باتیں بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ابوداؤد ۲/۲۷۹)

حضرت امام ربانی اور امور بدعت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بدعت کی تقسیم کو پسند نہیں فرماتے اور کسی بدعت کے حسنہ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

آپ "كل بدعة ضلالة" (ابوداؤد) کی تخصیص مناسب نہیں جانتے۔آپ

www.maktabah.org

منا" نعوذ بالله سبحانه من سوء الاعتقاد ومن طعن انبیائه الامجاد

ہے ہم اللہ سبحانہ کی پناہ مانگتے ہیں برے اعتقاد اور اس کے بزرگ انبیاء پر طعن سے۔

کے نزدیک "کل محدثة بدعة" (ابوداؤد) عام مخصوص البعض قرار پاتا ہے اسی لیے آپ احداث فی الدین (خلاف کتاب وسنت) کو بدعت فرماتے ہیں اور ہر بدعت کو گمراہی کا سرچشمہ خیال کرتے ہیں۔

۞......حضرت خواجہ مفتی عبدالرحمٰن کابلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

"گفته اند که بدعت بردونوع است حسنه وسیئه ......"

"این فقیر درہیچ بدعت ازین بدعتہا حسن ونورانیت مشاہدہ نمی کند وجز ظلمت و کدورت احساس نمی نماید...... سیدالبشر می فرماید علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات **من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منه فهورد** "چیز یکه مردود باشد حسن از کجا پیدا کند" (دفتر اول مکتوب ۱۸۶)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور سیئہ یہ فقیر ان بدعات میں سے کسی بدعت میں بھی حسن ونورانیت نہیں دیکھتا اور بجز ظلمت وکدورت کے ان میں کچھ محسوس نہیں کرتا۔ سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالے جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے پس جو چیز مردود ہوگئی اس میں حسن کیسا؟۔

آپ علیہ الرحمہ ایک اور مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں:

نورسنت سنیّه راعلیٰ صاحبہا الصلوٰة والسلام والتحية ظلماتِ بدعتہامستور ساخته اند و رونقِ ملت مصطفویه را **علیٰ مصدرها الصلوٰة والسلام والتحية** کدورات امور محدثه ضائع

www.maktabah.org

گردانیده عجب تر آنکه جمعے آن محدثات را امورِ مستحسنه میدانند وآن بدعتها راحسنات می انگارند وتکمیل دین وتتمیم ملت ازان حسنات می جویند ودراتیان آن اسور ترغیبات می نمایند **هداهم الله سبحانه سواء الصراط** مگر نمی دانند که دین پیش ازین محد ثات کامل شده بود ونعمت تمام گشته ورضاء حضرت حق سبحانه وتعالیٰ بحصول پیوسته **کماقال الله تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم** ......**(الخ)** پس کمال دین ازین محدثات جستن فی الحقیقت انکار نمودن است بمقتضائے این کریمہ۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے نور کو بدعات کی تاریکیوں نے چھپا دیا ہے اور ملت مصطفویہ علیٰ مصدرھا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی رونق کو ان نوایجاد باتوں کی کدورتوں نے برباد کر دیا ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک جماعت ان بدعات کو مستحسن جانتی ہے اور ان کو نیکیاں سمجھتی ہے اور ان کے ذریعے سے دین وملت کی تکمیل کرنا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ دین ان بدعات سے پہلے کامل ومکمل ہو چکا ہے اور اللہ کی نعمتیں پوری ہو چکی ہیں اور اسکی رضا ان کے حصول کیساتھ ملی ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا''۔ پس دین کا کمال ان بدعات میں سمجھنا درحقیقت اس آیہ کریمہ کے مضمون سے انکار کرنا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ

گذشتگان دربدعت حسنئے دیدہ باشند کہ بعض افراد

www.maktabah.org

آنرا مستحسن داشته اند امّا این فقیر درین مسئله بایشان موافقت ندارد وہیچ فرد بدعت راحسنه نمیداند و جز ظلمت و کدورت دراں احساس نمی نماید **قال علیه وعلیٰ اٰلہٖ الصلوٰة والسلام" کل بدعة ضلالة"** ومی یابد که درین غربت وضعف اسلام سلامتی منوط باتیان سنت ست وخرابی مربوط بتحصیل بدعت ہربدعت که باشد بدعت را در رنگ کلند میداند که ہدم بنیاد اسلام می نماید وسنت را در رنگ کوکب درخشان می یابد که درشب دیجور ضلالت ہدایت می فرماید علمائے وقت راحق سبحانه وتعالیٰ توفیق دہاد که بحسن ہیچ بدعت لب نکشایند وباتیان ہیچ بدعت فتوٰی ندہند اگرچه آن بدعت درنظر شان در رنگ فلق صبح روشن درآید چه تسویلات شیطان رادرماورائے سنت سلطان عظیم ست۔ (دفتر دوم مکتوب ۲۳)

ترجمہ: بعض اگلے لوگوں نے بدعات میں کوئی حسن دیکھا ہوگا کہ اس کے بعض افراد کوانہوں نے مستحسن قرار دیا۔ یہ فقیران سے اس مسئلہ میں اتفاق نہیں رکھتا اور کسی فرد بدعت کو''حسنہ''نہیں سمجھتا اور سوائے ظلمت وکدورت کے ان میں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ فقیر کے نزدیک اسلام کی اس غربت کے زمانے میں سلامتی، سنت سے اور خرابی، بدعت سے وابستہ ہے۔ خواہ کوئی بدعت ہو، وہ بدعت اس فقیر کو کدال کی صورت میں نظر آتی ہے جو اسلام کی بنیاد کو ڈھا رہی ہے اور سنت ایک درخشاں ستارے کے رنگ میں دکھائی دیتی ہے جو گمراہی کی شب تاریک میں رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء وقت کو توفیق دے

www.maktabah.org

کہ کسی بدعت کے حسنہ ہونے کے متعلق زبان نہ کھولیں اور کسی بدعت کے کرنے کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں ''فلق صبح'' کی طرح روشن ہو کیونکہ شیطانی مکر کو ماورائے سنت (بدعت) میں بڑا تسلط ہے۔

سطور بالا سے یہ امر بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز بدعت کی تقسیم کو قبول نہیں کرتے اور فرماتے ہیں کہ جو ہے ہی بدعت، اس میں حسن کیسا......؟، لہٰذا آپ بدعت کی قسم اول (بدعت حسنہ) پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے بلکہ اسے سنت ہی قرار دیتے ہیں اور بدعت کا اطلاق صرف دوسری قسم (بدعت سیئہ) پر ہی کرتے ہیں اور ہر بدعت کو ''کل بدعة ضلالة'' کے تحت رکھتے ہیں۔

تقسیم بدعت سے انکار کی توجیہات

آپ کے اس موقف پر جن لوگوں نے اعتراض و انکار کیا ہے وہ لوگ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے مرتبہ و علو شان سے بے خبر ہیں۔ اگر دیانت داری سے اس مسئلے پر غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

۱...... حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز سنت کی ترویج اور بدعت کے خاتمے پر مامور تھے۔ یہ دور بدعات کے سیلاب کا دور تھا۔ آپ بدعت سے سخت متنفر تھے۔ فقہاء نے بدعات کی تقسیم کر کے بعض بدعتوں کو جائز، مستحب، واجب و غیرھا قرار دیا اور علمی موشگافیوں کی طرف مائل ہو گئے جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز فکری اور علمی انقلاب لانے اور دین اسلام کی تجدید و تعمیر میں مصروف تھے۔ آپ کی نظر آئندہ ہزار سال کی طرف لگی ہوئی تھی اور ملت اسلامیہ کی ڈوبتی کشتی کو بچانے کی فکر میں تھے۔

۲...... آپ مشاہدہ و یقین کی آخری منزل پر فائز تھے۔ آپ کا علم، لدنی اور حضوری تھا۔ آپ مقام فقاہت سے نہیں بلکہ مقام امامت و ولایت سے اس تقسیم کی نفی فرمار ہے

www.maktabah.org

تھے۔آپ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ جس قول وفعل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہ ہوتی اس میں آپ کو کوئی حسن و جمال نظر نہ آتا۔ عشق ومحبت کی دنیا میں نسبت اور رابطے کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اہل دل سے پوشیدہ نہیں۔

۳......جن علمائے امت نے بدعت کی تقسیم فرمائی ہے وہ ''کل بدعة ضلالة ''میں لفظ **بدعة** کو عام مخصوص البعض قرار دیتے ہیں اور حضرت امام ربانی ''کل محدثة بدعة ''میں لفظ ''**محدثة**'' کو عام مخصوص البعض قرار دیتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر'' **محدثة** '' کی تخصیص کردی جائے تو بدعت کی تقسیم کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔

۴...... حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے مجدد اعظم ہیں۔آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سدالباب کے قبیل سے ہے تا کہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر **بدعت ضلالہ** میں نہ پھنس جائیں لہٰذا آپ نے تجدیدی حکمتوں کے پیش نظر یہی مناسب جانا کہ سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کردیا جائے۔

۵...... **بدعت حسنہ** اور **بدعت ضلالہ** میں فرق کرنا علمائے محققین کی ذمہ داری ہے۔آپ نے احتیاطی تدبیر کے طور پر بدعت کی تقسیم، تفریق اور تعیین کا حق عوام کے سپرد نہیں فرمایا تا کہ اس کی آڑ میں اہل ہوس، دین میں فتنہ وفساد کا دروازہ نہ کھول دیں جیسا کہ علماء سوء نے اس تقسیم سے ناجائز فائدہ اٹھایا، جن کے بارے میں آپ نے یوں نشاندہی فرمائی۔

''اکثر علماء این وقت رواج دہند ہائے بدعت اندومحو کنندہائے سنت ....مردم رابدعت دلالت می نمایند''

(دفتر دوم مکتوب ۵۴)

www.maktabah.org

ترجمہ: یعنی اس زمانہ کے اکثر علماء خود ہی بدعت کے رواج دینے والے اور سنت کے مٹانے والے ہیں ...... یہ علمائے دین، آدمیوں کو بدعت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور بدعت کو شرعاً جائز بلکہ مستحسن قرار دے کر فتویٰ دیتے ہیں۔

۶ ...... آپ مجتہد ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسند اجتہاد کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "تو از مجتهدان علم کلامی" (دفتر اول مکتوب ۲۶۶) اور آپ کا یہ قول اجتہاد کے قبیل سے ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں رفع سبابہ کا انکار فرمایا ہے۔ جس کی توجیہہ کرتے ہوئے حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بناء براجتہاد ہے" (کلمات طیبات فارسی ۲۹)

۷ ...... آپ کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول "نعمت البدعة هذه" (مشکوٰۃ ۱۱۵) میں بدعت کا لغوی حقیقی معنی مراد ہے کیونکہ دور فاروقی میں بدعت کی تقسیم اور اس جیسی دیگر مصطلحات کا نام ونشان تک نہ تھا۔ نیز خلیفہ دوم کا عمل از روئے حدیث سنت ہے نہ کہ بدعت حسنہ، لہٰذا حدیث کے ان الفاظ کو بدعت کی تقسیم پر محمول کرنا تکلف سے خالی نہیں۔ (فافهم)

۸ ...... حضرت امام ربانی نے میر محب اللہ کی طرف ایک مکتوب میں لکھا کہ

بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے یا وہ سنت کی رافع ہوگی یا رفع سنت سے ساکت ہوگی۔ ساکت ہونے کی صورت میں وہ بالضرور سنت پر زائد ہوگی جو درحقیقت اس کو منسوخ کرنے والی ہے کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو سنت کی رافع اور اس کی نقیض ہوتی ہے۔ نہ اسمیں خیر ہے نہ حسن۔ ہائے افسوس انہوں نے بدعت کے حسنہ ہونے کا کس طرح حکم دے دیا؟۔

(مکتوبات شریفہ ومبداء ومعاد)

www.maktabah.org

بدعت حسنہ......رافع سنت ہے

۹...... قیوم زمانی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عبدالرحمٰن کابلی کی طرف ایک مکتوب تحریر فرمایا جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے:

''جاننا چاہیے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء و مشائخ نے حسن سمجھا ہے جب ان کو اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کو رفع کرنے والی ہیں مثلاً میت کے کفن دینے میں عمامہ کو بدعت حسنہ کہتے ہیں حالانکہ یہی بدعت، رافع سنت ہے کیونکہ عدد مسنون (تین کپڑوں) پر زیادتی نسخ ہے اور نسخ عین رفع ہے اور ایسے ہی مشائخ نے شملہ ءدستار کو بائیں طرف چھوڑنا پسند کیا ہے، حالانکہ شملہ کا دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بدعت، رافع سنت ہے اور ایسے ہی وہ امر جو علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود دل کے ارادہ کے زبان سے بھی نیت کرنی چاہیے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحیح یا ضعیف روایت سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی صحابہ کرام وتابعین عظام سے کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو بلکہ جب اقامت کہتے تھے تو فقط تکبیر تحریمہ ہی فرماتے تھے۔ پس زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور علماء نے اس بدعت کو حسنہ کہا ہے اور یہ فقیر جانتا ہے کہ رفع سنت تو اپنی جگہ رہا یہ بدعت فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر لوگ زبانی نیت پر ہی کفایت کرتے ہیں اور دل کی غفلت کا کچھ خوف نہیں کرتے۔ پس اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو کہ نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۸۶)

۱۰......آپ کے نزدیک جو کام، مقصود شرع کے مطابق ہو اور صدر اول میں اس کی کوئی مثال یا اصل ثابت ہو تو اس کو بدعت حسنہ کی بجائے سنت کہا جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

www.maktabah.org

''من سنّ فی الاسلام سنةً حسنةً فله اجر ها''......(الخ)(مشکوٰۃ ۳۳)
لہٰذا احادیث سے ثابت شدہ تقسیم سنت میں لفظ سنت حسنہ کا اطلاق بدعت حسنہ کے اطلاق سے بدرجہا اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ (فتدبر)

﴿ ......جیسا کہ قطب شام امام عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمّٰی سنة''
ترجمہ: جو بدعت حسنہ مقصود شرع کے مطابق ہو اس کو بھی سنت ہی کہا جائے گا۔

اس مفہوم کے پیش نظر حضرت امام ربانی اور بعض علماء کے درمیان لفظ بدعت کے بارے میں اختلاف محض لفظی ہے کہ قسم اول پر بدعت کا اطلاق کرنا چاہیے یا نہیں؟

﴿ ......اس لفظی نزاع کی وضاحت کے لیے حضرت شاہ محمد مظہر رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مقامات سعیدیہ ۱۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

''می فرمودند که بدعت حسنه نزد امام ربانی قدس سره داخل سنت است اطلاق بدعت برآں نمی فرمایند بموجب **كل بدعة ضلالة** ونزاع درمیان ایشاں وعلماء که بوجود حسن دربدعت قائل اند لفظی است''

ترجمہ: حضرت شاہ احمد سعید دہلوی فرمایا کرتے تھے کہ بدعت حسنہ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک داخل سنت ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ **كل بدعة ضلالة** کے مطابق اس پر بدعت کا لفظ نہیں بولتے اور آپ کے اور ان علماء کے درمیان جو بدعت حسنہ کے قائل ہیں صرف لفظی نزاع ہے۔

﴿ ......اسی طرح معرّبِ مکتوبات حضرت علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مفصل مضمون کا باحوالہ اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو قارئین کے لیے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

معرّبِ مکتوبات امام ربانی (محمد مراد مکی عفی عنہ) کہتا ہے کہ حضرت امام ربانی

www.maktabah.org

قدس سرہُ العزیز نے اپنے مکتوبات میں بہت سے مقامات پر بدعت کے متعلق بہت سخت رویہ اختیار فرمایا ہے اور آپ اسکے حقدار بھی تھے۔ کیونکہ اگر آپ بدعت کے معاملہ میں شدت نہ فرماتے تو سارا ہندوستان اور ماوراء النہر کا علاقہ بدعت کے اندھیروں میں ڈوب جاتا۔ بدعت کے بارے میں آپ کا یہ رویہ دوسرے علماء اسلاف کے اس قول کے خلاف نہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے "حسنہ اور سیئہ" کیونکہ حسنہ سے ان کی مراد ہر ایسی چیز ہے جس کے لیے صدر اول میں اصل موجود ہو اگرچہ اشارۃً ہی ہو جیسے مساجد کے منارے بنانا، مدارس اسلامیہ قائم کرنا، مسافر خانے تعمیر کرنا، کتابوں کی تدوین اور دلائل کی ترتیب اور اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ صدر اول میں اسکی کوئی اصل اور بنیاد نہ ہو۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ بدعت کی قسم اول پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ اس کی اصل صدر اول میں موجود ہوتی ہے لہٰذا ایسا شخص مُبتدِع اور مُحدث بھی نہیں کہلائے گا بلکہ آپ بدعت کا اطلاق صرف دوسری قسم پر ہی کرتے ہیں اسی کا مرتکب ہی مبتدع اور محدث کہلانے کا سزاوار ہے اور اس بناء پر بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً فرمایا "کل بدعة ضلالة" (ابوداؤد)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ اور سیئہ کے مسئلہ میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ اور دوسرے علماء کرام کے درمیان محض نزاع لفظی ہے کہ قسم اول پر بدعت کا اطلاق کرنا چاہیے یا نہیں۔ الغرض علماء جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے نزدیک وہ سنت میں داخل ہے۔

(حاشیہ مکتوبات شریف، دفتر اول مکتوب ۱۸۶ از مولانا نور احمد مرحوم امرتسری مطبوعہ رؤف اکیڈمی لاہور)

۞...... حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی علیہ الرحمہ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ انجاح الحاجہ میں حدیث "من احدث فی امرنا ھذا" (الخ) کے تحت یوں فرماتے ہیں

www.maktabah.org

ولهذا قال الشيخ المجدد (رضی اللّٰہ عنہ) ان العلوم التی وسائل لامرالدین کالصرف والنحو داخلة فی السنة ولایطلق علیھم اسم البدعة فان البدعة عندہ (رضی اللّٰہ عنہ) لیس فیھا حسن۔

ترجمہ: اسی بناء پر حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایسے علوم جو حصول دین کے ذرائع اور وسائل ہیں جیسے علم صرف ونحو، وہ سنت میں داخل ہیں اور حضرت شیخ مجدد ان پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ آپ کے نزدیک بدعت میں بالکل کوئی حسن نہیں ہے۔

مذکورہ بالا بحث وتحقیق سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا ہے کہ مسئلہ بدعت میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اور دوسرے علماء اہلسنت کے درمیان ہرگز کوئی بنیادی وحقیقی اختلاف نہیں بلکہ صرف لفظی نزاع ہے۔ مفہوم ومراد سب کے نزدیک ایک ہی ہے صرف انداز بیان اور اطلاق الفاظ میں فرق ہے۔

(مزید معلومات کیلئے ملاحظہ ہو البینات شرح مکتوبات مکتوب ۱۳۱ جلد ثالث)

عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے بدعت کی اقسام

دراصل عقیدہ وعمل کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں

بدعت اعتقادی اور بدعت عملی

بدعت اعتقادی

عقائد اسلامیہ میں کسی برے اور کفریہ وشرکیہ عقیدے کا اضافہ کردینا بدعت اعتقادی کہلاتا ہے، اسے نفاق اعتقادی بھی کہتے ہیں۔

بدعت عملی

دین اسلام میں کسی نئے عمل کا اضافہ کردینا جو دین اسلام میں سے نہ ہو اور اس سے

www.maktabah.org

سنت وشریعت کی مخالفت لازم آتی ہو، بدعت عملی کہلاتا ہے، اسے نفاق عملی بھی کہتے ہیں۔

جیسے کوئی شخص مسلمان تو ہو مگر اس کے اعمال یہود وہنود، نصاریٰ وکفار جیسے ہوں۔ حدیث مبارک من تشبہ بقوم فھو منھم میں اس قسم کی بدعت کے عاملین کو وعید سنائی گئی ہے۔ یادر ہے کہ بدعت عملی کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا البتہ گناہ گار ضرور ہوتا ہے۔

⊙ ...... یادر ہے کہ اہلسنت وجماعت (جو مسلمانوں کی سب سے بڑی وحدت اور واضح اکثریت ہے اور یہی ناجی گروہ وجماعت ہے) ہر قسم کی بدعت اعتقادی وبدعت عملی سے محفوظ ومامون ہے البتہ ان میں سے اگر کوئی شخص بدعت عملی کا مرتکب ہو تو یہ اس کی اپنی غلطی اور غیر ذمہ داری ہے جس کا عقائد واعمال اہلسنت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے چاہئے کہ اس قسم کی بدعت کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور مغفرت کا طلب گار رہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور غدار نہ بنے بلکہ وفادار بن کے رہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس کی بخشش ہو جائے گی جیسا کہ انا عندظن عبدی بی سے عیاں ہے۔

⊙ ...... یہ امر بھی مستحضر رہے کہ اہلسنت وجماعت کے علاوہ جتنے بھی فرقے ہیں (دیابنہ وغیر مقلدین وغیرہا) وہ سب بدعت اعتقادی میں مبتلا ہیں اور سب سے بڑا بدعتی فرقہ رافضیہ ہے جسے حدیث میں اضل اور اخبث فرمایا گیا جیسا کہ روایت میں ہے:

عن علی قال تفرقت الیھود علی احدی وسبعین فرقة والنصاریٰ علی ثنتین وسبعین فرقة وانتم علی ثلاث وسبعین فرقة و ان من اضلھا واخبثھا من یتشیع او الشیعة (کنز العمال ۱/ ۳۷۷)

واضح رہے کہ جو شخص (کسے باشد) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اہلبیت عظام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی شان میں گستاخی وبے ادبی کا

www.maktabah.org

ارتکاب کرتا ہے اور واضح وصریح توہین کا مرتکب ہوتا ہے خواہ ارادی طور پر یا غیر ارادی طور پر خواہ وہ اس کی تاویل کرے یا نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔

علمائے کرام نے فرقہ رافضیہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

۱...... تبرائی شیعہ ۲...... تفضیلی شیعہ

تفضیلی شیعہ

وہ لوگ ہیں جو مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتے ہیں اس قسم کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں البتہ گمراہ ضرور ہیں۔

تبرائی شیعہ

وہ لوگ ہیں جو ماسوائے چند صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو مسلمان نہیں سمجھتے بالخصوص خلفائے ثلاثہ (حضرات ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم) کی بارگاہ میں توہین کرتے ہیں اور امہات المومنین میں سے خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ان کے متعلق علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں:

یقین جانیے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد، کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں سب سے برا وہ فرقہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ان کو کفار کے نام سے موسوم فرماتا ہے لیغیظ بھم الکفار تاکہ کفار کو ان (اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم) کے سبب سے غصہ میں ڈالے۔ (مکتوبات امام ربانی مکتوب ۵۴ دفتر اول)

www.maktabah.org

بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی کے ادب واحترام کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ بدعتی کا احترام کرنے والا گویا دین اسلام کو برباد اور ویران کرنے کی کوشش کرنے والا ہے۔ (مشکوٰۃ ۳۱)

نیز ارشاد فرمایا:

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (صحیح مسلم ۱/۱۰) یعنی ان (بدعتی فرقوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

نیز قرآن حکیم میں اس کی واضح ممانعت موجود ہے:

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین (الانعام ۶۸) یعنی نہ بیٹھو یاد آنے پر ظالموں کے پاس۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کے حکم میں ظالموں سے مراد کفار، بدعتی اور فاسق وغیرھم ہیں۔ ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے، صحبت اختیار کرنے اور میل جول رکھنے کی اجازت نہیں بلکہ حدیث میں یہاں تک تصریح موجود ہے کہ

ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم و اذا مرضوا فلا تعودوھم و اذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلّوا علیھم ولا تصلّوا معھم یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے نکاح ورشتہ نہ کرو، وہ بیمار ہو جائیں تو عیادت نہ کرو اور جب وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

ایک روایت میں یوں ہے:

www.maktabah.org

لا تسبوا اصحابی فانہ یجیی فی آخرالزمانِ قوم یسبّون اصحابی فان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم ولا تناکحوھم ولا توارثوھم ولا تسلموا علیھم ولا تصلوا علیھم

(کنزالعمال ۱۱/۵۴۲)

دوسری روایت میں ہے:

فلا تؤاکلوھم ولاتشاربوھم ولا تجالسوھم ولاتصلوا علیھم ولاتصلوا معھم (کنزالعمال ۱۱/۵۴۰)

صحابہ کرام اور فرقہ رافضیہ

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ تمام بدعتی فرقوں میں سے سب سے برا فرقہ وہ ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض رکھتا ہے اور وہ فرقہ رافضیہ ہے۔

اہل سنت اور شیعہ کے اختلاف کا آغاز عہد صحابہ کرام سے ہوگیا تھا۔ اس فرقہ نے اہل سنت سے علیحدہ تشخص قائم کرلیا اور رفتہ رفتہ اپنے اعمال وعقائد خود وضع کرلیے جس کے نتیجے میں جمہور اہل اسلام سے الگ ہوگئے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے دور تجدید میں یہ فرقہ ہندوستان میں کافی پھیل چکا تھا آپ نے اس کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا اور ہندوستان میں اس فرقہ کا زور توڑ کے رکھ دیا۔ بقول شاعر

شب الحاد و بدعت چھٹ گئی یکسر زمانے سے
نکل کر مہر جب چمکا مجدد الف ثانی کا

یہ آپ کی تجدیدی کرامات کا فیض ہے کہ ہندوپاک میں آج تک اہل سنت کو بالادستی حاصل ہے۔ والحمد للہ علی ذالک (البینات شرح مکتوبات ۲/۲۹۹ تا ۳۰۱)

www.maktabah.org

⊙ ...... جو بزرگان دین بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری وحضوری کے شرف سے ممتاز ومشرف ہیں اگر وہ کسی مسئلہ یا کسی فرد کے متعلق متردد ہوں تو وہ براہ راست بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حل پوچھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن سینا کے متعلق پوچھ لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو سعادت العباد منہا ۱۳)

یونہی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے زیر نظر منہا میں دو اشخاص کے بارے جن کے متعلق آپ متردد تھے انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے پوچھ لیا تھا ایسے ہی شاھق الجبل کے بت پرست باسی کے متعلق تحقیق کر کے آپ نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے پوچھ لیا تھا (تفصیلات سعادت العباد منہا ۲۸ میں ملاحظہ ہوں)۔

⊙ ...... یاد رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ان خال خال اولیائے امت میں سے ہیں جن کے فیضان ولایت پر کمالات نبوت کا غلبہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ فیضان وکمالات نبوت کے کامل وارث ہیں، بنابریں آپ نے حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے ان بدعتی افراد کے متعلق پوچھا تھا، اولیائے کرام سے نہیں پوچھا۔ نیز اعتقادات واعمال حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے ہی ماخوذ ہیں اس لئے انہی نفوس قدسیہ سے استفسار کیا گیا۔ انہی وجوہات کی بناء پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اولیائے کاملین اور علمائے راسخین میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں اور الف ثانی (ہزارۂ دوم) کی مسند تجدید پر فائز المرام ہیں، شاید اسی وجہ سے لوگ آپ کے مرتبہ ومقام سے واقف نہیں۔ بقول شاعر

کمالات نبوت کا مزہ جس نے نہیں چکھا
وہ کیا جانے بھلا رتبہ مجدد الف ثانی کا

www.maktabah.org

منہا - ۳۵

بریں فقیر ظاہر ساختند که لفظ قرب ومعیت و احاطهٔ

اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قرب ، معیت اور احاطہ حق

حق سبحانه که در قرآن مجید واقع شده است ازجمله

سبحانہ کے لفظ جو قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں [1] سب

متشابهات قرآنی ست دررنگ ید و وجه وهمچنین

متشابہات قرآنی سے ہیں ید اور وجہ کی مانند اسی طرح حال ہے

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں مذکور متشابہات کی تاویلات کا تذکرہ فرمارہے ہیں متشابہات کی تاویل کے متعلق علمائے متکلمین اہلسنت کے دوگروہ ہیں۔

۱......مؤوّلین ۲......مفوّضین

مؤوّلین

ان کے نزدیک چونکہ متشابہات کو ظاہری معنی پر محمول کرنے سے تشبیہہ وتمثیل کا اثبات ہوتا ہے جوالحادوزندقہ ہے فلہٰذاان کی تاویل کرنالازم ہے مگر بعض متشابہات کی تاویل نہایت دشوار ہے اس لئے ان کی تاویل کی بابت ساکت وصامت رہنا بہتر ہے فقط ان پر ایمان واعتقادرکھنا چاہئے کیونکہ ایسے موقعہ پر تاویل کرنا ممنوع ہے جیسا کہ آیت کریمہ لا تقف مالیس لك به علم سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

ست لفظ اول و آخر وظاہر و باطن وامثال آنہا پس حق

لفظ اول ، آخر ، ظاہر ، باطن اور ان کے مثل الفاظ کا۔ پس ہم

سبحانہ وتعالیٰ را قریب گوئیم اما معنی قرب ندانیم کہ

حق سبحانہ و تعالیٰ کو قریب کہتے ہیں لیکن ہم قرب کا معنی نہیں

چیست وہمچنین اول گوئیم اما ندانیم کہ مراد از اول

جانتے کہ کیا ہے اسی طرح ہم اول کہتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ اول سے مراد

مفوّضین

ان کے نزدیک متشابہات اصابع اور ید وغیرھا کا معنی انگلیاں اور ہاتھ ہی کرنا چاہئے اور انکی تاویل سے اجتناب کرنا چاہئے لیکن ان انگلیوں وغیرھا کو مخلوق کی انگلیوں کی مانند نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یوں کہنا اور سمجھنا چاہئے کہ انگلیاں تو ہیں ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں مگر ہم ان کی حقیقت وکیفیت سے واقف نہیں ان کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ سے واضح ہے۔ اسلاف کے ہاں یہی مؤقف اسلم ہے۔

⦿ ...... یادر ہے کہ مسلمان کیلئے متشابہات پر ایمان لانا واجب ہے اور ذاتی رائے و قیاس سے ان کے متعلق کلام کرنا حرام اور ان کو آسان کرنے کی کوشش کرنا ممنوع ہے۔ بس ان کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ یہ حق تعالیٰ کی بلا کیف صفات میں سے ہیں۔ چونکہ یہ مجہول الکیفیت ہیں فلہٰذا ان کی بابت سوال کرنا بدعت ہے۔

(البینات شرح مکتوبات جلد دوم مکتوب ٦٧)

www.maktabah.org

چه باشد ومعنی قرب و اولیت که درحیطۂ علم وفہم

کیا ہے اور قرب و اولیت کا معنی جو ہمارے علم و فہم کے

ما درآید حق سبحانه وتعالیٰ ازاں منزه وبرترست وآنچه

احاطہ میں آتا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ اس سے منزہ اور برتر ہے اور جو کچھ

درکشف وشہود ما گنجد اوتعالیٰ ازاں متعالی وپاک

ہمارے کشف و شہود میں سماتا ہے وہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے

ست وقرب ومعیت اوتعالیٰ که بعضے ازمتصوفه بطریق

اور اس تعالیٰ کا قرب اور معیت جو بعض متصوفین نے بطریق

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کا موقف

آپ کے نزدیک متشابہات، تاویل پر محمول اور ظاہر سے مصروف ہیں جیسا کہ آیت کریمہ وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ (یعنی متشابہات کی تاویل واصل مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا) سے عیاں ہے اور اللہ تعالیٰ نے علمائے راسخین کو بھی اس تاویل کے علم سے حصہ عطا فرمایا ہے چنانچہ علم غیب جو اللہ تعالیٰ کیلئے ہی مخصوص ہے اپنے خاص رسولوں کو اس میں سے اطلاع بخشتا ہے۔ اس تاویل کے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ جس طرح ''ید'' کی تاویل قدرت اور ''وجہ'' کی تاویل ذات سے کرتے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہ تاویل ان اسرار میں سے ہے جس کا علم اخص خواص کو عطا فرمایا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۳۱۰)

سراج الاولیاء حضرت شاہ احمد سعید فاروقی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریفہ میں اس کے متعلق رقمطراز ہیں:

www.maktabah.org

کشف دریافته اند وبآن معنی کشفی حق را سبحانه

کشف دریافت کیا ہے اور اس کشفی معنی کے اعتبار سے حق سبحانہ

قریب و مَع می دانند مستحسن نیست قدمے درمذہب

کو قریب اور مع جانتے ہیں مستحسن نہیں ہے انہوں نے مذہب مجسمہ میں

مجسمه دار وآنچه بعضے ازعلماء درتاویل آن گفته اند

قدم رکھ دیا اور جو کچھ بعض علماء اس کی تاویل میں کہتے ہیں

آنکه علماء معیت واقربیت علمی می گویند وصوفیه صافیه ذاتی می دانند وحضرات (مجددیه) می فرمایند که معیت واقربیت بیچون وبے چگون لحاظ باید ساخت مانند ذات اوسبحانه یعنی متشابہات کے متعلق ارباب علم وحال کی تین آراء ہیں۔

⊙ ......علمائے کرام معیت واقربیت کو علمی کہتے ہیں۔

⊙ ......صوفیائے کرام معیت واقربیت کو ذاتی جانتے ہیں۔

⊙ ......جبکہ حضرات مجددیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ کی ذات کی مانند اس کی (صفات) معیت واقربیت بیچون اور بے چگون ہیں۔ (تحفہ زواریہ در انفاس سعیدیہ مکتوب ۲۶)

یادرہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے متشابہات کی تاویلات کے جواز اور عدم جواز کے متضاد اقوال کو اوقات واحوال کے مختلف ہونے پر محمول کرنا چاہئے اور دوسرے قول پر ہی اعتماد کرنا چاہئے کیونکہ ہر مقام کے علوم ومعارف جدا جدا ہیں اور ہر حال کا قال علیحدہ ہے جیسا کہ ارباب کیف وحال سے پوشیدہ نہیں۔ (فافهم)

www.maktabah.org

واز قرب قرب علمی مراد داشته اند در رنگ تاویل ید

اور قرب سے قرب علمی مراد لیتے ہیں کہ تاویل کے انداز

است بقدرت و وجه است بذات ومجوزست نزدیك

میں ید سے قدرت اور وجہ سے ذات (مراد) ہے اور یہ جائز ہے

کارکنانِ قضاوقدر کون ہیں

بندوں کی موت وحیات، کفر واسلام، ولایت وعدم ولایت، عطائے مقامات اور سلب مقامات وغیرھا کے متعلق احکامات وفیصلوں کے نفاذ واظہار واخفاء پر مامور ملائکہ وحضرات کو مدبرات امر یا کارکنان قضاوقدر کہا جاتا ہے۔ یہ تدبیری امور کبھی کبھار رجال غیب سے بھی انجام پذیر ہوتے ہیں۔ رجال غیب اپنی لطافت ونورانیت کے باعث فرشتوں کے حکم میں ہوتے ہیں اس لئے دن رات انہی کے ساتھ رہتے ہیں۔

بعض اہل اللہ پر واقعے یا مراقبے یا خواب یا بیداری کے عالم میں ویسے ہی بیٹھے بیٹھے بعض اسرار ورموز القاء والہام کیے جاتے ہیں کبھی تو وہ آواز ان کے قلب (باطن) سے آتی ہے اور کبھی باہر سے آواز آتی ہے کبھی آگے سے آواز آتی ہے اور کبھی اوپر سے آتی ہے اور وہ آواز ایک جیسی بھی ہوسکتی ہے اور مختلف آوازیں بھی ہوسکتی ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کی دو قسمیں ہیں: جیسا کہ آیت کریمہ هو الذی انزل علیك الكتاب منه آیات محكمات هن ام الكتاب واُخر متشابهات (آل عمران ۷) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

مجوزان تاویل، وما تجویز تاویل نمی کنیم و تاویل آنرا

مجوزان تاویل کے نزدیک اور ہم تاویل کی تجویز نہیں کرتے اور اس کی تاویل

بعلم حق سبحانه حواله می نمائیم۔**العلم عندالله سبحانه**

حق سبحانہ کے علم کے حوالے کرتے ہیں علم اللہ سبحانہ کے پاس ہی ہے۔

والسلام علٰی من اتبع الهدٰی

اورسلامتی ہواس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔

محکمات اور متشابہات کے متعلق امام ربانی کا مؤقف

محکمات، علم شرائع واحکام کا منشاء ومبدأ ہے اور متشابہات، حقائق واسرار کے علم کا خزانہ ہے۔قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں حق تعالیٰ کیلئے جو الفاظ ید (ہاتھ) وجہ، قدم ،ساق (پنڈلی) اصابع (انگلیاں) اور انا مل (پورے) آئے ہیں سب متشابہات میں سے ہیں۔اسی طرح حروف مقطعات جو قرانی سورتوں کے اوائل میں آئے ہیں وہ بھی متشابہات میں سے ہیں کہ جن کی تاویل پر علمائے راسخین کے علاوہ کسی کو اطلاع نہیں دی گئی ......حروف مقطعات میں سے ہر حرف عاشق ومعشوق کے پوشیدہ رازوں کا بحر مواج ہے اور محبّ ومحبوب کے دقیق اور مخفی رموز میں سے ایک رمز ہے اور محکمات اگر چہ کتاب کی امہات (اصل اصول) ہیں، لیکن ان کے نتائج و ثمرات جو متشابہات ہیں اور کتاب کے اصل مقاصد میں سے ہیں، امہات کی حیثیت نتائج حاصل کرنے کے لئے وسائل وذرائع سے زیادہ نہیں ہے لہٰذا کتاب کا لب یعنی مغز متشابہات ہیں اور محکمات اس کا قشر یعنی پوست ہیں۔یہ متشابہات ہی ہیں جو رمز واشارہ کے ساتھ اصل بیان کو ظاہر کرتے ہیں اور بخلاف محکمات کے جو مرتبہ کی حقیقت

www.maktabah.org

اور معاملہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ متشابہات گویا حقائق ہیں اور محکمات متشابہات کی نسبت ان حقائق کی صورتیں ہیں۔ عالم راسخ وہ شخص ہے جو لب یعنی مغز کو قشر کے ساتھ جمع کر سکے اور حقیقت کو ظاہری شکل وصورت میں لا سکے۔ علمائے قشریہ قشر کے ساتھ خوش ہیں اور صرف محکمات پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اور علمائے راسخین محکمات کے علم کو حاصل کر کے متشابہات کی تاویل سے بھی حظ وافر حاصل کر لیتے ہیں اور صورت وحقیقت کو بھی جو محکم ومتشابہ ہیں جمع کر لیتے ہیں، لیکن وہ شخص جو محکمات کے علم کے بغیر اور ان کے موافق عمل کے بغیر متشابہات کی تاویل تلاش کرے اور صورت کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف دوڑے وہ ایسا نادان ہے کہ جس کو اپنی نادانی کی بھی خبر نہیں ہے اور ایسا گمراہ ہے جو اپنی گمراہی کا بھی شعور نہیں رکھتا۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ دنیا صورت اور حقیقت سے مرکب ہے جب تک یہ دنیا فانی ہے کوئی حقیقت اپنی صورت سے جدا نہیں ہو سکتی۔ (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۷۶)

www.maktabah.org

مِنها-۳۶

این فقیر نماز وتر را گاہے دراول شب ادا می کرد و گاہے
یہ فقیر نماز وتر کو کبھی اول شب میں ادا کرتا تھا اور کبھی
بآخر شب می گذاشت درشبے از شبہا نمودند که در
آخر شب میں ادا کرتا۔ راتوں میں سے ایک رات دکھایا گیا کہ نماز وتر
صورت تاخیر ادائے نماز وتر چون مصلی بخواب رود
کی ادائیگی کی تاخیر کی صورت میں جب نمازی سو جائے

اتباع سنت، حصول محبوبیت کا ذریعہ ہے

کتاب وسنت کی رو سے اتباع سنت وشریعت ایک بنیادی امر ہے۔آیت قرآنی فاتبعونی یحببکم اللہ اس کی اصل ہے اور اتباع رسالت کا صلہ، مقام محبوبیت ومرادیت کا حصول ہے۔کسی عارف نے خوب کہا

عجب این نیست کہ محبوب جہانی ز ہمہ
عجب آنست کہ محبان تو محبوباں اند

شریعت وطریقت کے تمام مراتب میں تزکیہ ءنفوس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور تزکیۂ نفوس براہِ راست تعلیمات سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے مربوط ہے۔جو انسان سرچشمہ سنن نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے جتنا سیراب ہوگا اتنا ہی تصفیہ ءقلب

www.maktabah.org

ونیت دارد که درآخر شب وتر را ادا خواہد نمود کتبہ

اور نیت کرے کہ آخر شب میں وتر ادا کرے گا اس کے

اعمال حسنات وتمام شب حسنات را بنام او می نویسند

اعمال حسنہ لکھنے والے تمام رات اس کے نام نیکیاں لکھتے رہتے ہیں

تا زمانے کہ وتر را ادا نماید پس ہر چند وتر را بتاخیر تر

یہاں تک کہ وہ وتر ادا کرلے پس جتنا وتر کو زیادہ تاخیر کے ساتھ

اور تزکیہء نفس سے بہرہ اندوز ہوگا۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴۲ جلد دوم)

اتباع کی اقسام

اہل طریقت نے اتباع کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱......متابعت ظاہری ۲......متابعت باطنی

متابعت ظاہری مرتبہء نبوت سے متعلق ہے اور متابعت باطنی مرتبہء ولایت سے، مرتبہء نبوت سے ان احکام شرعیہ کی طرف اشارہ ہے جو عالم وجوب سے بواسطہ جبریل علیہ السلام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور آپ نے خلق خدا تک پہنچا دیئے ۔مرتبہء ولایت سے وہ اسرار توحید و معرفت مراد ہیں جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام لی مع اللہ سے بلا واسطہ جبریل علیہ السلام (براہ راست) حق سبحانہ وتعالیٰ سے حاصل کر کے خاصان امت کو سکھا دیئے۔ (البینات شرح مکتوب ۲۱ جلد اول)

یاد رہے کہ تمام اکابرین طریقت اس امر پر متفق ہیں کہ تصوف وطریقت قولاً وفعلاً وحالاً ہر حیثیت سے اتباع سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کا نام ہے وبدونہ خرط القتاد۔ اتباع سنت پر مداومت سے جب اہل تصوف کے قلوب صافی اور

www.maktabah.org

ادا نماید بہتر باشد مع ذالک این فقیررا در تعجیل وتاخیر

ادا کرے بہتر ہے۔ بایں ہمہ اس فقیر کو وتر کی تعجیل اور تاخیر

وتر غیر از متابعت سید البشر علیه وعلی آله الصلوات

میں سوائے سید البشر (آپ پر اور آپ کی آل پر صلوات و

والتسلیمات ہیچ چیز منظور نیست وہیچ فضیلت را

تسلیمات ہوں) کی متابعت کے کوئی چیز منظور نہیں ہے اور کسی فضیلت

نفوس مزکی ہوجاتے ہیں، حجابات اٹھ جاتے ہیں، عالم غیب کے اسرار کھل جاتے ہیں اور ہر عمل میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے تکلف مظاہرہ ہونے لگتا ہے تو وہ بارگاہ خداوندی سے انعامات ونوازشات سے مشرف ہوکر درجہ محبوبیت پر فائز المرام ہوجاتے ہیں۔ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں اتباع سنت کی تاکید وترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے اور تعمیل کرنے والوں کو بلند مرتبوں کی بشارتیں سنائی گئی ہیں جیسا کہ فرمایا:

علیکم بسنتی ...... میری سنت کو لازم پکڑو۔ (ابن ماجہ ۵)

من احیا سنتی فقد احیانی و من احیانی کان معی فی الجنة

یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کردیا اور جس نے مجھے زندہ کردیا وہ میرے ہمراہ جنت میں ہوگا۔ (جامع ترمذی ۹۲/۲)

نیز فرمایا: من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید (مشکوٰۃ ۳۰)

یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا فساد امت کے زمانے میں، اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔

دراصل ان بشارتوں کے اہل، حضرات صوفیائے صافیہ ہی ہیں اور یہی وہ لوگ

www.maktabah.org

بمتابعت عدیل نمی اندازد وحضرت رسالت وتر را

کو متابعت کے برابر نہیں سمجھتا۔ حضرت رسالت مآب وتر کو

گاہے اول شب ادا فرموده اند و گاہے آخر شب سعادت

کبھی اول شب میں ادا فرماتے تھے اور کبھی آخر شب میں

خود را دراں می داند که در امرے از امور تشبہ بآں سرور

اپنی سعادت کو اسی میں جانتا ہوں کہ امور میں سے کسی امر میں آنسرور کے

ہیں جنہوں نے اتباع شریعت اور احیائے سنت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز بھی انہی پاک طینت، پاک سیرت نفوس قدسیہ میں سے ہیں۔آپ نے تعمیل شریعت و تکمیل سنت کو انتہائی درجے تک پہنچایا اور طریقت نقشبندیہ کی مانند سلوک مجددیہ کو بھی اتباع سنت پر ہی استوار فرمایا جس کی تفصیلات آپ کی سوانح حیات وتعلیمات سے عیاں ہیں، وعیاں راچہ بیاں

واضح رہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات حقیہ وخلقیہ کے مظہر ہیں اور بمطابق حکم فاتبعونی یحببکم الله کمالات انسانی کا انحصار بھی آپ کی اتباع پر موقوف ہے جیسا کہ صحابہ کرام، اہل بیت عظام واولیائے فخام کو تمام کمالات ظاہری وباطنی آپ کی اتباع ہی کے ذریعے میسر آئے اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے فیض یاب ہوئے۔

ریاضت وسنت کا فرق

عیسائی پادریوں، ہندو برہمنوں، جوگیوں اور حکمائے یونان نے جو چلّے، دہے

www.maktabah.org

نمايد عليه وعلىٰ آله الصلوة والسلام اگرچه آن تشبه

ساتھ تشبہ ہو جائے آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو اگرچہ وہ تشبہ

بحسب صورت باشد مردم در بعضے سنن نیت احیائے لیل

بحسب صورت ہی ہو۔ لوگ بعض سنتوں میں شب بیداری

و مثل آن را دخل می دہند عجب می آید از کوته

اور اس جیسی باتوں کی نسبت کو دخل دیتے ہیں تعجب ہوتا ہے

اور مجاہدے انجام دیئے ہیں وہ قرب خداوندی کا ذریعہ نہیں بن سکتے کیونکہ قرب ولایت کے لئے ایمان اور تقویٰ بنیادی شرط ہے ارشاد باری تعالیٰ الذین امنوا و کانوا یتقون (یونس ٦٣) اس پر شاہد ہے۔

اہل کفر وضلالت کی ریاضتیں تصفیہء نفس کا سبب تو بن سکتی ہیں لیکن تزکیہ وتطہیر نفس کا ذریعہ ثابت نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو کشف مکونات تو ہوسکتا ہے، کشف عالم وجوب نہیں ہوسکتا۔ کشف عالم وجوب کیلئے تزکیہء نفس لازم ہے اور تزکیہء نفس، اتباع سنت وشریعت کے بغیر متصور نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اہل کفر وشرک کو ریاضتوں کے ذریعے جو صفائی نفس حاصل ہوتی ہے وہ تانبے پر سونے کا پانی چڑھانے کے مترادف ہے اور اہل تصوف وطریقت کو اتباع سنت کے ذریعے جو تزکیہء نفس حاصل ہوتا ہے وہ عمل کیمیا کے ذریعے تانبے کو خالص سونا بنانے کی مانند ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ دنیا کی مشغولی اور گرفتاری کا زنگ اتارنے والی چیز اتباع سنت ہی ہے اور ہر وہ عمل جو اتباع سنت کے قبیل سے ہے مثلاً ذکر کی کثرت، صحبت شیخ، معیت صادقین اور محبت صالحین وغیرہم کا بھی یہی ثمرہ ہے۔ فافهم و تدبر (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴۲ جلد دوم)

www.maktabah.org

اندیشی ایشاں ہزار احیائے لیالی را بہ نیم جو متابعت

ان کی کوتاہ اندیشی پر ہم ہزار شب بیداریوں کو متابعت کے آدھے جوَ کے عوض

نخریم عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف نشستیم

نہیں خریدتے۔ ہم ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے

یاران را جمع کردہ گفتیم کہ غیراز متابعت نیت دیگر

دوستوں کو جمع کر کے ہم نے کہا کہ سوائے متابعت کے کوئی دوسری نیت

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وہی شخص ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرماں بردار ہو، کوئی لاکھ دعوے کرے اطاعت الٰہیہ اور اتباع قرآن کے، جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر کاربند نہیں، مقبول اور محبوب نہیں، مسند محبوبیت پر وہی شخص فائز المرام ہوتا ہے جو محبوب کی ہر ہر ادا اور سنت کا عامل و عاشق ہوتا ہے۔ بقول شاعر

لو کان حبك صادقا لا طعته

ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اے محبت کے دعویدار اگر تیری محبت صادق ہوتی تو تو اپنے محبوب کی اطاعت پر کاربند ہوتا کیونکہ محبّ ہمہ وقت اپنے محبوب کا اطاعت گذار ہوتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک مقام پر رقمطراز ہیں

حضرت حق سبحانہ' وتعالیٰ کا ارشاد ہے: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النسآء ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

حق سبحانہ' وتعالیٰ نے اطاعت رسول کو عین اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہٰذا حق تعالیٰ عزوجل کی وہ اطاعت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی شکل میں نہ ہو

www.maktabah.org

نکنید که تبتل و انقطاع ما چه خواہد بود صد گرفتاری

نہ کریں کیونکہ ہمارا تبتل اور انقطاع کیا ہو گا ہم سو گرفتاریوں

را بحصول یك متابعت قبول داریم امّا ہزار تبتل و انقطاع

کو ایک متابعت کے حصول کے بدلے قبول کرتے ہیں لیکن ہزار تبتل اور

را بے توسل متابعت قبول نه داریم

انقطاع کو متابعت کے توسل کے بغیر قبول نہیں کرتے

وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے اور اس حقیقت کی تاکید و تحقیق کیلئے کلمہ قد ''تاکید یہ'' لایا گیا ہے تاکہ کوئی بوالہوس ان دونوں اطاعتوں کے درمیان فرق پیدا نہ کرے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ چنانچہ دوسری جگہ حق سبحانہ وتعالیٰ ایک جماعت کے حال میں جو ان دونوں اطاعتوں کے درمیان فرق پیدا کرتی ہے، بطور شکایت فرماتا ہے:

یریدون ان یفرقوا بین اللّٰه و رسله و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالك سبیلاً ٥ اولٰئك هم الکفرون حقا (النسآء ۱۵۰،۱۵۱) اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں وہ کہتے ہیں کہ بعض (آیات) پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس (حق و باطل) کے بین بین راہ اختیار کر لیں اور یقیناً ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

ہاں بعض مشائخ کبار قدس اللّٰہ تعالیٰ اسرارھم نے سکر اور غلبہ حال کی وجہ سے ایسی باتیں کی ہیں جو ان دو اطاعتوں کے درمیان تفرقہ ظاہر کرتی ہیں اور ایک کی محبت کو دوسرے کی محبت پر ترجیح دینے کی خبر دیتی ہیں جیسا کہ منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنی بادشاہت کے دوران ''خرقان'' کے نزدیک ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں سے

www.maktabah.org

آنرا که درسرائے نگاریست فارغ است

وہ شخص جس کی سرائے میں محبوب ہے فارغ ہے

از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

وہ باغ و بہار اور لالہ زار کے نظاروں سے

اس نے اپنے وکیلوں کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا اور خواہش ظاہر کی حضرت شیخ اس کی ملاقات کو آئیں اور اپنے وکیلوں سے کہہ دیا کہ اگر شیخ سے اس معاملہ میں توقف محسوس ہو تو یہ آیت اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (النسآء ۵۱) (اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور ان کی جو تم میں سے حکمران ہوں) ان کے سامنے پڑھیں۔ (چنانچہ) جب وکیلوں نے شیخ کی طرف سے توقف محسوس کیا تو آیت کریمہ ان کے سامنے پڑھی۔ شیخ نے جواب میں فرمایا کہ میں اطیعوا اللّٰہ میں اس قدر گرفتار ہوں کہ اطیعوا الرسول کی اطاعت سے شرمندہ ہوں اور اطاعت اولی الامر کے متعلق کیا بیان کروں۔ حضرت شیخ نے اطاعت حق سبحانہ وتعالیٰ کو اطاعت رسول کے علاوہ سمجھا یہ بات (سکر کی بنا پر ہے اور) استقامت سے بعید ہے، مستقیم الاحوال مشائخ نے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیا ہے اور شریعت وطریقت اور حقیقت کے تمام مراتب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کو رسول کی اطاعت میں جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کی وہ اطاعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہ ہو اسے عین ضلالت وگمراہی خیال کرتے ہیں۔ (از مکتوبات شریفہ مکتوب ۱۵۲ جلد اول)

www.maktabah.org

رزقنا اللّٰه سبحانه كمال متابعته عليه وعلىٰ آله الصلوات

اللہ سبحانہ ہمیں ان کی کمال متابعت عطا فرمائے آپ پر اور آپ کی آل پر

والتسليمات اتمها واكملها

اتم اور اکمل صلوات وتسلیمات ہوں

سنت کی برکات

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے میں تراویح ادا کرنے کے بعد میں نے اپنے اندر سستی محسوس کی چنانچہ میں بستر پر لیٹنے کے لئے گیا اور لیٹتے وقت سستی کے غلبہ کی وجہ سے بجائے اس کے کہ سنت کے مطابق دائیں پہلو پر لیٹتا، میں بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ دراز ہونے کے بعد خیال آیا کہ ترک سنت ہوگیا۔ کاہلی کی وجہ سے نفس نے باور کرایا کہ سہو ونسیان کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، لیکن ترک سنت کا خوف نہیں گیا۔ آخر کار پورے طور پر اٹھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ گیا۔ اس عمل کے فوراً بعد کرم الٰہی سے بے انتہا انوار کی فیوضات ظاہر ہوئیں اور ندا آئی کہ تم نے جو اس قدر سنت کی رعایت کی تو میں آخرت میں تم کو کسی طرح کا عذاب نہ دوں گا۔ اور تمہارے اس رعایت کی وجہ سے تمہارے اس خادم کو بھی بخش دیا جو اس وقت تمہارا پاؤں دبا رہا تھا۔ (زبدۃ المقامات مترجم ۲۵۷)

www.maktabah.org

منہا-۳۷

وقتے از اوقات باجمعے از درویشاں نشسته بودیم ایں فقیر

ایک مرتبہ ہم درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس فقیر

از محبت خود که نسبت بغلامان آں سرور داشته علیه

نے اپنی محبت جو آنسرور کے غلاموں کی نسبت رکھتا ہے آپ پر اور

وعلی آله الصلوات والتسلیمات چنیں گفت که محبت

آپ کی آل پر صلوات و تسلیمات ہوں یوں کہہ دیا کہ آنسرور کی محبت

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز محبت ذاتی اور محبت صفاتی کے درمیان امتیاز بیان فرما رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے۔ وباللہ التوفیق

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک مقام پر رقمطراز ہیں جس کا ملخصاً اردو ترجمہ ملاحظہ ہو!

محبت کی اقسام

محبت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ محبت جو محبّ کو اپنی ذات کے ساتھ ہوتی ہے اور دوسری وہ محبت جو اپنی ذات کے علاوہ غیر سے تعلق رکھتی ہے۔

قسم اول محبت ذاتی ہے جو اقسام محبت میں سب سے بلند ہے کیونکہ کوئی شخص

www.maktabah.org

آں سرور برنہجے مستولی شدہ است کہ حق سبحانہ و

اس طرح غالب ہو گئی ہے کہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو

تعالیٰ را بواسطہ آں دوست می دارم کہ رب محمد

اس واسطہ سے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد کا رب ہے۔

است حاضران ازیں سخن درتحیر ماندند امّا مجال

حاضرین اس بات سے حیران رہ گئے لیکن مخالفت

کسی چیز کو اتنا دوست نہیں رکھتا جتنا کہ خود اپنے آپ کو۔ محبت کی یہ قسم احکم اور اوثق ہے جو کسی عارض کے پیش آنے کی وجہ سے زوال پذیر نہیں ہوتی نیز یہ محبت، محبوب صرف سے تعلق رکھتی ہے جو محبیت کا شائبہ بھی نہیں رکھتی بخلاف قسم دوم کی محبت کے کہ وہ عارضی اور زوال پذیر ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

محبت ذاتیہ

عارف کا وہ مرتبہ ہے جس میں عارف کی عبادات اور اس کے اعمال میں طمع و خوف، ثواب وعذاب اور نفع ونقصان کا جذبہ ورجحان غلبہ پذیر نہیں ہوتا ہے بلکہ محبت الٰہیہ میں فانی ہونے کی وجہ سے اس کے ہر عمل وعبادت سے رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے

غرض زعشق تو ام چاشنئی درد و غم است

ورنہ زیر فلك عیش و تنعم چہ کم است

اس مرتبے میں سالک کو جب اخلاص کی حقیقت میسر آجاتی ہے تو اس وقت اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی نعمتیں اور زحمتیں اس کے لئے ایک جیسی ہو جاتی ہیں کیونکہ محبّ کو محبوب کے ہر فعل سے ایک خاص قسم کی لذت حاصل ہوتی ہے اور عاشق

www.maktabah.org

مخالفت نداشتند ایں سخن نقیض سخن رابعه است

کی مجال نہیں رکھتے تھے یہ بات رابعہ کے سخن کی نقیض ہے

که گفته آں سرور را در خواب گفتم که محبت حق

کہ انہوں نے آنسرور کو خواب میں کہا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی

سبحانه وتعالیٰ برنهجے استیلا یافته است که محبت

محبت نے اس قدر غلبہ پا لیا ہے کہ آپ کی محبت کی جگہ

شما را جا نمانده است ایں ہر دو سخن ہر چند از سکر

نہیں رہی ہے۔ یہ دونوں باتیں اگرچہ سکر کی خبر دیتی ہیں

ہمیشہ معشوق کے افعال کا شہود چاہتا ہے خواہ وہ انعام کے رنگ میں ہو یا ایلام کی صورت میں، اس کے نزدیک جو کچھ جمیل مطلق کی طرف سے آتا ہے وہ سب جمیل ہوتا ہے۔

از دست دوست ہرچه رسد نیك گفته اند

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ محبّ جس طرح محبوب کے انعام سے لذت پاتا ہے اسی طرح اس کے ایلام سے بھی لذت حاصل کرتا ہے بلکہ ایلام میں لذت کی زیادتی ہوتی ہے کیونکہ اس میں حظ نفس کی آمیزش نہیں ہوتی۔

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۲۴)

واضح رہے کہ محبت صفاتی، کسبی ہے اور محبت ذاتی، وہبی ہے۔ (مجموعہ رسائل ۹۷)

محبت ذاتیہ کے اعتبارات ثلاثہ

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں کہ حضرت ذات تعالیٰ وتقدس محبت ذاتیہ میں خود کو تین اعتبارات سے دوست رکھتا ہے محبوبیت، مُحبیت اور محبت۔

www.maktabah.org

خبر می دہد اما سخن من اصالت دارد او در عین سکر

لیکن میرا سخن اصالت رکھتا ہے۔ اس نے عین سکر میں

گفتہ ومن درابتدائے صحو وسخن او در مرتبۂ صفات

کہا اور میں نے ابتدائے صحو میں اور اس کا سخن مرتبہء صفات میں ہے

ست وسخن من بعد از رجوع ازمرتبۂ ذات زیرا کہ در

اور میرا سخن مرتبہ ذات سے رجوع کے بعد کیونکہ مرتبہ

محبوبیت ذاتیہ کے کمالات کا ظہور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلم ہے۔ جانب محبوبیت میں دو کمال ہیں فعلی اور انفعالی۔ فعل اصل ہے اور انفعال اسکا تابع ہے (فعل تاثیر کو کہتے ہیں اور انفعال تأثر یعنی اثر قبول کرنے کو کہتے ہیں) لیکن انفعال علت غائی ہے ہر چند کہ فعل وجود میں متأخر ہے لیکن تصور میں متقدم ہے۔

محبیت کے کمالات کا ظہور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا نصیب ہے جبکہ نفس محبت میں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اولاً مشہود ہوئے ...... ثانیاً حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اسی جگہ مشہود ہوئے ...... ثالثاً حضرت نوح علیہ السلام بھی اسی اعتبار میں نظر آئے۔

محبت ذاتیہ کے مقام سے فوق مقام حب ہے جو اعتبارات ثلاثہ کا جامع اور اجمال ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۷)

یہ امر ذہن نشین رہے کہ عروجی منازل میں سالکین پر انوار وتجلیات کے ورود کے باعث سکر کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ یہ مرتبہ ولایت ہے اس لئے ان کے منہ سے کلمات شطحیہ نکل جاتے ہیں جن کا حالت صحو میں ازالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے بھی مرتبہ ذات سے رجوع کے بعد ابتدائے صحو میں یہ کہہ دیا تھا

www.maktabah.org

مرتبه ذات تعالی ایں قسم محبت را گنجائش نیست
ذات تعالیٰ میں اس قسم کی محبت کی گنجائش نہیں ہے
جمیع نسب را ازاں مرتبۂ کوتہی است آنجا ہمہ حیرت
تمام نسبتیں اس مرتبہ سے نیچے ہیں وہاں سب حیرت
ست یا جہل بلکہ بذوق نفی محبت دراں مرتبہ می
ہے یا جہل بلکہ اس مرتبہ میں ذوق کے ساتھ محبت کی نفی کرتا ہے
کند بہیچ وجہے خود را شایان محبت او نمی داند
کسی وجہ سے اپنے آپ کو اس کی محبت کے لائق نہیں سمجھتا
محبت و معرفت در صفات است وبس محبت ذاتی
محبت اور معرفت تو بس صفات میں ہے اور جسے محبت ذاتی کہتے ہیں

کہ میں حق تعالیٰ سبحانہ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے مگر انتہائے صحو اور تکمیلی مدارج میں آپ نے اس قول سے رجوع فرمالیا تھا اور یوں کہا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مانتا ہوں کہ وہ حق تعالیٰ سبحانہ کے نبی ہیں۔

مقام تکمیل میں محبت رسول غالب ہوتی ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک مقام پر مقام کمال اور مقام تکمیل کے درمیان امتیاز بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

مرتبہ کمال میں، جو کہ مرتبہء ولایت سے ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت غالب

www.maktabah.org

کـه گفتـه انـد مـراد ازاں ذات احـديـت نيسـت بلكـه ذات

مراد اس سے ذات احدیت نہیں ہے بلکہ ایسی ذات

بـا بـعـضـے ازاعتبارات ذات است پس محبت رابعه در

جس کے ساتھ ذات کے بعض اعتبارات ہیں۔ پس رابعہ کی محبت

مرتبه صفات ست **والـلّـه سبحانه الملهم للصواب والصلوٰة**

مرتبہ صفات میں ہے اللہ سبحانہ درست الہام فرمانے والا ہے

والسلام علٰى سيد البشر وآله الاطهر

سیدالبشر اور آپ کی آل اطہر پر درود وسلام ہو۔

ہوتی ہے اور مقام تکمیل میں، جو کہ مقام نبوت کا حصہ ہے محبت رسول (علیہ التحیہ والثناء) غالب ہو جاتی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۵۲)

اقبال مرحوم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی غلبہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کو یوں منظوم کیا ہے

معنی حرفم کنی تحقیق اگر بنگری بادیدۂ صدیق اگر

قوتِ قلب و جگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی

حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کا قول سکر یہ ہے حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے اسی قسم کی ایک حکایت یوں نقل فرمائی ہے کہ

شیخ مہنہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مجلس انعقاد پذیر تھی اور سادات خراسان کے ایک سید بزرگ بھی اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک مجذوب الحال اس مجلس میں آیا تو حضرت شیخ نے سید بزرگ پر اس مجذوب کو فوقیت

www.maktabah.org

دی۔ سید صاحب کو یہ بات ناگوار گزری تو حضرت شیخ نے سید صاحب کو جواباً فرمایا کہ آپ کی تعظیم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے اور اس مجذوب کی تعظیم حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت کی بناء پر ہے۔ اس قسم کے اختلاف کو مستقیم الاحوال اکابر جائز نہیں رکھتے اور غلبہ محبت رسول پر غلبہ محبت حق سبحانہ کو سکر حال پر محمول کرتے اور بے کار بات سمجھتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۵۲)

www.maktabah.org

منہا-۳۸

شرافت علم باندازۂ شرف و رتبۂ معلوم

علم کی شرافت معلوم کے شرف اور مرتبہ کے موافق ہے [1]

است معلوم ہرچند شریف تر علم آں عالی تر پس

معلوم جتنا شریف تر ہو اس کا علم اتنا ہی عالی تر

علم باطن کہ صوفیہ بآں ممتازند اشرف باشداز علم

ہو گا پس علم باطن جس سے صوفیہ ممتاز ہیں اشرف ہے علم ظاہر سے

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز علم کی اقسام، صحبت شیخ کے آداب وشرائط وفوائد اور آداب کوملحوظ خاطر نہ رکھنے کے نقصانات بیان فرمارہے ہیں۔

علم کا معنی دانستن یعنی جاننا ہے۔ کسی چیز کے متعلق جاننے والے کو عالم اور وہ چیز جس کے متعلق جانا گیا اسے معلوم کہتے ہیں۔ معلوم جس قدر عظیم وجلیل ہوگا اس کے متعلق علم بھی اتنا ہی شریف وعظیم ہوگا تو پتہ چلا کہ علم کی شرافت وفضیلت، معلوم کے مقام ومرتبت کے اندازہ کے مطابق ہوتی ہے۔

www.maktabah.org

ظاہر کہ نصیب علمائے ظواہر ست برقیاس شرافت

جو علمائے ظواہر کا حصہ ہے [۲] جس طرح علم ظاہر کو،

علم ظاہر برعلم حجامت وحیاکت پس رعایت آداب

علم حجامت اور علم پارچہ بافی پر فضیلت ہے۔ پس آداب پیر کی

پیر کہ علم باطن را ازو اخذ کنند باضعاف زیادہ باشداز

رعایت علم باطن کو جس سے اخذ کرتے ہیں کئی گنا زیادہ ہے

رعایت آداب استاد کہ علم ظاہر ازو استفادہ نمایند و

آداب استاد کی رعایت سے، علم ظاہر جس سے استفادہ کرتے ہیں۔

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے علم کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

علم ظاہر اور علم باطن

روایت میں ہے: العلم علمان فعلم فی القلب فذالك العلم النافع وعلم علی اللسان فذالك حجة اللّٰہ عزوجل علی ابن ادم یعنی علم دو ہیں ایک علم قلب میں ہے، یہ علم نفع بخش ہے...... دوسرا علم وہ ہے جو زبان پر ہوتا ہے یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ابن آدم پر حجت ہے۔ (مشکوۃ ۳۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: حفظت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ فیکم واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن محفوظ کئے ہیں ان میں سے علم کا ایک برتن میں نے تم میں بکھیر دیا ہے مگر دوسرا برتن اگر تمہارے سامنے بکھیروں (ظاہر کروں) تو میرے گلے کی گذرگاہ طعام کاٹ

www.maktabah.org

ہمچنیں رعایت آداب استاد علم ظاہر باضعاف زیادہ

اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت کئی گنا

است از رعایت آداب استاد حجام وحائك وہمین تفاوت

زیادہ ہے حجام اور جولاہے کے استاد کے آداب کی رعایت سے

دراصناف علوم ظاہری جاری ست استاد علم کلام وفقه

یہی تفاوت علوم ظاہری کی اصناف میں جاری ہے۔ علم کلام و فقه

اولٰی و اقدم است از استاد علم نحو وصرف واستاد نحو و

کا استاد اولٰی و اقدم ہے علم نحو و صرف کے استاد سے، نحو و صرف

دی جائے۔ (مشکوٰۃ ۳۷)

عارف باللہ حضرت شیخ احمد بن عطاء اللہ الاسکندری علم نافع کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: العلم النافع هو الذی یبسط فی الصدر شعاعه ویکشف عن القلب قناعه یعنی علم نافع وہ ہوتا ہے جس کی نورانی شعاعیں سینے میں پھیلتی ہیں اور وہ قلب سے جہالت وغفلت کے پردے ہٹادیتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات کتاب العلم)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ علم نافع کی دو قسمیں ہیں

علم معاملہ اور علم مکاشفہ

علم معاملہ

وہ علم ہے جو اعمال صالحہ اختیار کرنے کا باعث ہوتا اور قلب کے ساتھ رہتا ہے اس علم کو علم دراست بھی کہا جاتا ہے۔

www.maktabah.org

صرف اولٰی است از استاد علوم فلسفی باآنکه علوم فلسفی

کا استاد اولیٰ ہے علوم فلسفی کے استاد سے اس لئے کہ علوم فلسفی

داخل علوم معتبرہ نیست اکثر مسائل آن لاطائل ست

علوم معتبرہ میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کے اکثر مسائل بے ہودہ اور

وبے حاصل واقل مسائل آن کہ از کتب اسلامیہ اخذ

بے حاصل ہیں اور ان کے بہت کم مسائل جو اسلامی کتابوں سے

نمودہ اند وتصرفات دراں کردہ ازجہل مرکب خالی

اخذ کردہ ہیں اور ان میں تصرفات کئے ہوئے ہیں جہل مرکب سے خالی

نیستند کہ عقل را دراں موطن مجال نیست طورنبوت

نہیں ہیں کیونکہ عقل کو اس مقام میں کوئی مجال نہیں ہے۔ انداز نبوت

علم مکاشفہ

وہ علم ہے جو اعمال صالحہ کا ثمرہ اور نتیجہ ہوتا ہے اسے علم وراثت بھی کہتے ہیں......
نیز تحریر فرماتے ہیں کہ معقول و منقول کا زبانی علم، علم نافع نہیں ہے۔

(اشعہ اللمعات کتاب العلم)

حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً اسی لئے فرمایا ہے

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

حدیث پاک میں علم نافع کی ہی دعا سکھلائی گئی ہے

www.maktabah.org

اللهم انی اسئلك علما نا فعاً

غرضیکہ علم ظاہر اسکولوں، یونیورسٹیوں اور مدارس ومکاتب میں پڑھایا جاتا ہے جبکہ علم باطن اہل اللہ کی خانقاہوں اور آستانوں میں بذریعہ طی سلوک سکھایا جاتا ہے جو مشائخ طریقت اپنے نیاز مندوں اور عقیدت کیشوں کو بذریعہ نگاہ ودعا وتوجہات پڑھاتے وسکھلاتے ہیں۔

علم ظاہر آفاق کا علم ہے جبکہ علم باطن ذات (حق) کا علم ہے۔ چونکہ ذات، آفاق سے افضل واعلیٰ اور بلند وبالا ہے اس لئے اس کا علم بھی اشرف وافضل واعلیٰ ہے بنابریں معلّمین ذات (صوفیائے کرام) معلّمین آفاق (علمائے ظواہر) سے فوقیت وفضیلت رکھتے ہیں۔ وللہ الحمد

یادرہے کہ نفع ونقصان کے اعتبار سے علم کی دوقسمیں ہیں

علم نافع اور علم غیرنافع

عمدۃ الابدال حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہُ العزیز رقم طراز ہیں کہ علم غیرنافع کی دوقسمیں ہیں ایک علم وہ ہے جوفی نفسہ نافع تو ہے مگر بغیر عمل کے نفع بخش نہیں یہ علم شریعت ہے۔ دوسرا وہ علم ہے جو غیرنافع ہے اور فی ذاتہ بھی غیرنافع ہے اگر اس کے مطابق عمل کیا جائے تو وہ مہلک ومغوی اور مضل ہے جیسے علم نجوم، علم کہانت اور علوم فلسفہ۔ (ماخوذ از فصل الخطاب ۲۵۸)

حدیث مبارک میں علماء کی دوقسمیں بیان فرمائی گئی ہیں علمائے سواور علمائے حق جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات میں ہے الا ان شرالشر شرار العلماء وان خیرالخیر خیار العلماء یعنی خبردار، بروں میں سب سے برے بھی علماء ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر بھی علماء ہیں۔ (مشکوٰۃ ۳۷)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز علمائے دنیا کے متعلق رقمطراز ہیں:

www.maktabah.org

علماء کے لئے دنیا کی محبت اور اس میں رغبت ان کے جمال کے چہرے پر دھبہ ہے۔ مخلوق کو اگرچہ ان سے فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن انکا علم ان کی اپنی ذات کے حق میں نافع نہیں ہوتا ہرگاہ کہ شریعت کی تائید اور ملت کی تقویت انہی پر مرتب ہوتی ہے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ دین کی یہ تائید وتقویت فاسق وفاجر قسم کے لوگوں سے بھی واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فاجر آدمی کی تائید کے متعلق خبر دی اور ارشاد فرمایا: ان اللّٰہ یؤید ھذ االدین بالرجل الفاجر

(مسلم ۷۲/۱)

قدوۃ الاقطاب حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف فصل الخطاب میں تحریر فرمایا ہے کہ علماء کے تین گروہ ہیں۔

طائفہ اول ...... علم ظاہر کو جاننے والے۔

طائفہ دوم ...... علم باطن کو جاننے والے۔

طائفہ سوم ...... علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے جاننے والے۔

طائفہ ثالثہ کے علماء نادر الوجود اور کمیاب ہوتے ہیں اگر ہر عصر میں اس قسم کے عالم دین جملہ جہاں میں ایک بھی ہوں تو بسیار اور کافی ہیں۔ اس کی برکات عالم شرق وغرب تک پہنچتی ہیں اور وہ اپنے وقت کے قطب ہوتے ہیں اور تمام جہانوں والے اس کی پناہ دولت اور سایہء ہمت میں ہوتے ہیں۔ (فصل الخطاب ۲۵۸)

www.maktabah.org

وراء طـورعـقل نظرست باید دانست که حقوق پیر فوق

عقل نظری کے انداز سے وراء ہے۔ جاننا چاہئے کہ پیر کے حقوق

حقـوق سائر ارباب حقوق ست بلکه نسبت ندارد حقوق

تمام اہل حقوق کے حقوق سے بالا ہیں [۳] بلکہ کوئی نسبت نہیں

پیـر بـحقوق دیگراں بعدازانعامات حضرت حق سبحانه

رکھتے پیر کے حقوق دوسروں کے حقوق کے ساتھ بعد حضرت حق سبحانہ

واحسـانات رسول او علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات

کے انعامات اور اس کے رسول (آپ پر اور آپ کی آل پر صلوات وتسلیمات

بلـکـه پیر حـقیقی ہمـه رسول الله است صـلـی الله

ہوں) کے احسانات کے بلکہ تمام کے پیر حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ علیه وعلیٰ وآله وسلم ولادت صوری ہر چند ازوالدین

ہیں۔ ظاہری ولادت اگرچہ والدین سے ہے

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ شیخ کامل کے حقوق تمام ارباب حقوق کے حقوق سے بالا ہیں بلکہ دوسروں کے حقوق کو شیخ کے حقوق کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو

ان الشیـخ مقدم من الاب والام لان الا باء والا مهات یحفظونه مـن نـارالـدنیا وافا تها والمشائخ یحفظونه من نار الآخرة واشتدارها

www.maktabah.org

ست اما ولادت معنوی مخصوص به پیراست ولادت

لیکن معنوی ولادت پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی

صوری راحیات چند روزه است و ولادت معنوی

حیات چند روزہ ہے اور معنوی ولادت کی حیات

راحیات ابدی است نجاسات معنویه مرید را پیر ست

ابدی ہے۔ مرید کی معنوی نجاستوں کو پیر اپنے

که بقلب وروح خود کنّاسی می نماید وتطهیر اشکنبه

قلب و روح سے صاف کرتا ہے اور اس کے باطنی

اوسی فرماید درتوجهات که نسبت به بعضے مسترشدان

حصوں کی تطہیر فرماتا ہے۔ ان توجہات میں جو بعض مریدوں

واقع می شود محسوس میگردد که در تطهیر

کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی

یعنی شیخ مکرم ماں باپ سے مقدم ہے کیونکہ آباءوامہات اسے دنیا کی آگ اوراس کی آفات وبلیات سے بچاتے ہیں جبکہ مشائخ عظام اسے نارجہنم اوراس کی مہلکات ودرکات ومشکلات سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر ا/۲۶۱)

(صحبت شیخ کے آداب وشرائط اور فوائد وبرکات البینات شرح مکتوبات جلد سوم مکتوب ۸۴ اور سعادت العباد شرح مبداء ومعاد منہا ۱۰ میں ملاحظہ ہوں)

www.maktabah.org

نجاسات باطنه ایشاں تلوثے بصاحب توجه نیز می دود

نجاستوں کی تطہیر کے دوران آلودگی صاحب توجہ پر بھی پڑ جاتی ہے

وتا زمانے مکدرمی دارد پیراست که بتوسل اوبخدامی

اور ایک عرصہ تک مکدر رکھتی ہے۔ پیر ہے کہ جس کے توسل سے خدا عزوجل

رسند عزوجلّ که فوق جمیع سعادات دنیویه واخرویه

تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے

است پیراست که بوسیلۂ اونفس اماره که بالذات

فوق ہے پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے نفس امارہ جو بالذات

خبیث ست مزکی ومطہر میگردد و از امارگی باطمینان

خبیث ہے تزکیہ شدہ اور پاک ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان تک

می رسد واز کفر جبلّی باسلام حقیقی می آید

پہنچتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی تک آ جاتا ہے۔

ع گر بگویم شرح ایں بے حد شود

اگر میں اس کی شرح کروں تو بے حد ہو جائے

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست وشقاوت

پس اپنی سعادت کو پیر کی قبولیت میں جاننا چاہیے اور

خود را در رد او **نعوذ باللہ سبحانہ من ذٰلک** رضائے حق

اپنی بدبختی کو اس کے رد کرنے میں ہم اس سے اللہ سبحانہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

www.maktabah.org

سبحانه را در پس پرده رضائے پیر مانده اند تا مرید در

حق سبحانہ کی رضا کو رضائے پیر کے پس پردہ رکھا گیا ہے

مراضی پیر خود را گم نسازد بمرضیات حق سبحانه نرسد

جب تک مرید خود کو پیر کی رضا مندیوں میں گم نہ کر دے حق سبحانہ کی

آفت مرید درآزار پیراست ہر زلتے که بعدآں باشد

مرضیات تک نہیں پہنچ سکتا مرید کی آفت پیر کی آزار میں ہے ہر لغزش

تدارک آں ممکن ست اما آزار پیر را ہیچ چیز تدارک

جو اس کے بعد ہو اس کا تدارک ممکن ہے لیکن پیر کے آزار کا کوئی چیز

نمی تواں نمود آزار پیر بیخ شقاوت ست مر مرید را

تدارک نہیں کر سکتی پیر کی ناراضگی مرید کے لئے شقاوت کی بنیاد ہے

عیاذاباللہ سبحانه من ذالك خللے در معتقدات اسلامیه

اس سے اللہ سبحانہ کی پناہ اسلامی اعتقادات میں خلل اور احکام شرعیہ

وفتورے دراتیان احکام شرعیه از نتائج وثمرات آنست

کی بجاآوری میں فتور اس (آزار پیر) کے نتائج و ثمرات میں سے ہے

از احوال و مواجید که بباطن تعلق دارد خود چه گوید

احوال و مواجید جو باطن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کے متعلق کیا کہیں

واثرے ازاحوال اگر با وجود آزار پیر باقی ماند ازاستدراج

اور احوال کا کوئی اثر اگر آزار پیر کے باوجود باقی ہو اسے استدراج

www.maktabah.org

بایدشمرد کہ آخر بخرابی خواہد کشید وغیر از ضرر
شمار کرنا چاہیے جو بالآخر خرابی کھینچ لائے گا اور ضرر کے سوا
نتیجہ نخواہد داد والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ
کوئی نتیجہ نہیں دے گا اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔

www.maktabah.org

مِنها-۳۹

قلب از عالم امر است او را بعالم خلق تعلق و تعشق

قلب عالم امر سے ہے اس کو عالم خلق سے تعلق اور تعشق

داده بعالم خلق فرود آورده اند و بمضغه که درجانب چپ

دے کر عالم خلق کی طرف نیچے لائے [1] اور مضغہ گوشت جو

ست تعلق خاص بخشیده اند دررنگ آنکه پادشاه را

بائیں پہلو میں ہے کے ساتھ خاص تعلق بخشا گیا۔اس طرح کہ بادشاہ کو

[1] زیرِ نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز عالم امر اور عالم خلق کے لطائف کا باہمی تعلق اور ان کے مقامات کی نشان دہی فرمارہے ہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالم امر اور عالم خلق اور ان کے لطائف کی تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے۔و باللہ التوفیق

عالم امر

فاضل اجل حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ عالم امر کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ما وجد عن الحق بغیر سبب ویطلق بازاء الملکوت یعنی جہاں سب کچھ حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے بغیر کسی سبب کے وجود میں آئے ،اس پر عالم

www.maktabah.org

بکناس تعشق پیدا شود وبسبب آں در منزل کناس نزول نماید

خاکروب کے ساتھ عشق پیدا ہو اور اس وجہ سے وہ خاکروب

وروح کہ الطف از قلب است از اصحاب یمین ست

کے گھر نزول فرمائے اور روح جو قلب سے بہت زیادہ لطیف ہے اصحاب

ولطائف ثلثہ کہ فوق لطیفہ روح اند بشرف "خیر الامور

یمن میں سے ہے اور تین لطائف جو لطیفہء روح سے بالا ہیں خیر الامور اوسطہا

ملکوت کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ۱۱۹)

عالم امر کا ظہور کلمہ کن سے ہوا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون (یٰسین ۸۲) سے عیاں ہے یعنی مادہ ومقدار اور ترکیب عناصر سے خالی اور فقط امر کن سے پیدا ہونے والی مخلوق پر عالم امر کا اطلاق ہوتا ہے جیسے انسانی ارواح، ملائکہ اور لطائف مجردہ وغیرہا۔ عالم امر کو عالم غیب، عالم ارواح، عالم لاہوت اور عالم جبروت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ان سب کے مجموعے کو عالم مجردات کہا جاتا ہے۔

عالم خلق

فاضل اجل حضرت علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ عالم خلق کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ماوجد عن السبب ویطلق بازاء عالم الشھادۃ یعنی وہ عالم جہاں سب کچھ سبب کے ذریعے وجود میں آئے اس پر عالم شہادت کا اطلاق ہوتا ہے۔

(کتاب التعریفات:۱۱۹)

www.maktabah.org

اوسطها" مشرف اند ہرچند لطیف تر بوسط مناسب تر	
کے شرف سے مشرف ہیں جتنے لطیف تر اتنے ہی وسط کے ساتھ	
الا ان السر والخفی علی طرفی الاخفیٰ احدھما علی الیمین	
مناسب تر ہاں یقیناً سر اور خفی، اخفیٰ کی دونوں طرف ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک	
والاٰخر علی الشمال ونفس مجاور حواس ست تعلق بدماغ	
دائیں اور دوسرا بائیں واقع ہے اور نفس حواس کا مجاور ہے جو دماغ	

مختصر یہ کہ مادہ ومقدار اور ترکیب عناصر سے پیدا ہونے والی مخلوق کو عالم خلق کہا جاتا ہے جیسے عناصر اربعہ اور ارضیات وغیرہا...... عالم خلق کو، عالم اسباب، عالم اجسام اور عالم ناسوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ان سب کے مجموعے کا نام عالم مادیات ہے۔ غرضیکہ عالم خلق، کائنات مادی پر مشتمل ہے جس میں ترتیب وتدریج ہے اور جس کی تخلیق میں زمانہ صرف ہوا جیسا کہ آیہ کریمہ ھو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستة ایام (الحدید۴) سے واضح ہے۔

واضح رہے کہ آیہ کریمہ الا له الخلق والامر (الاعراف۵۴) میں عالم خلق اور عالم امر کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

لطیفہ

حضرت علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ لطیفہ کی تعریف کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں النفس الناطقه ھی الجوھر المجرد عن المادة یعنی یہ وہ جوہر ہے جو مادہ سے خالی ہوتا ہے۔ (کتاب التعریفات ۱۰۷) اسے لطیفہ انسانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ۸۳) انسانی جسم میں محلِ نور کو لطیفہ کہتے ہیں۔

www.maktabah.org

دارد وترقی قلب منوط ست بوصول او در مقام روح و

سے تعلق رکھتا ہے اور قلب کی ترقی منحصر ہے اس کے وصول پر مقام روح میں

بمقام ما فوق روح وہمچنیں ترقی روح وما فوق او مربوط

اور روح سے بالا مقام تک اسی طرح روح اور اس کے مافوق کی ترقی

ست بوصول آنہا بمقامات فوقانی لیکن ایں وصول در

مربوط ہے ان کے مقامات فوقانی تک وصول پر لیکن یہ وصول ابتداء

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کی تحقیق کے مطابق انسانی جسم اجزائے عشرہ سے مرکب ہے جن کو لطائف عشرہ بھی کہا جاتا ہے ان میں سے پانچ لطائف عالم خلق کے ہیں اور وہ عناصر اربعہ (خاک، باد، نار، آب) اور لطیفہ ءِ نفس ہیں جن کا تعلق عرش کے نیچے کی مخلوقات کے ساتھ ہے۔

جبکہ بقیہ پانچ لطائف عالم امر کے ہیں اور وہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ ہیں۔ ان لطائف کا تعلق عرش سے اوپر کی مخلوقات کے ساتھ ہے گو ان لطائف کا وطنِ اصلی فوق العرش (عالم ارواح) کے ساتھ ہے مگر ان کے تعینات وجود انسانی میں جدا جدا مقام رکھتے ہیں۔

لطیفہ ءِ قلب

اس لطیفہ کا مقام جسم انسانی میں بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے۔ اس کی فناء، قلب پر حق تعالیٰ کی تجلی فعل کا ظہور ہے جس کی علامت، ذکر کے وقت ماسوی اللہ کا نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت ہے (اگرچہ تھوڑی دیر کیلئے ہو) اس کی تاثیر رفع غفلت اور دفع شہوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اس

www.maktabah.org

ابتداء بطریق احوال است ودرانتہاء بطریق مقام وترقی

میں بطریق احوال ہوتا ہے اور انتہاء میں بطریق مقام اور نفس

نفس برسیدن اوست درمقام قلب بطریق احوال درابتدا و

کی ترقی اس کی مقام قلب میں رسائی ہے ابتداء میں بطریق احوال اور

بطریق مقام در انتہا ودرآخر کار ایں لطائف سته بمقام اخفیٰ

انتہاء میں بطریق مقام اور آخر کار یہ چھ لطائف مقام اخفیٰ

لطیفہ کا نور زرد ہے آیہ کریمہ ان فی ذالك لذکریٰ لمن کان له قلب (ق ۳۷) میں اس اصطلاح کا بیان ہے۔

لطیفہ روح

اس لطیفہ کا مقام جسم انسانی کے سینے میں دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے اس کی فنا روح پر حق تعالیٰ کی تجلی صفات کا ظہور ہے جس کی علامت ذکر کے وقت کیفیات ذکر (قلبی وروحی) میں اضافہ وغلبہ ہے۔ اس کی تاثیر غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں اصلاح وسکون کی کیفیت کا ظہور ہے اوراس کا نور سرخ ہے۔ آیہ کریمہ قل الروح من امر ربی (بنی اسرائیل ۸۵) میں روح کا تذکرہ ہے۔

لطیفہ سر

اس لطیفہ کا مقام انسان کے سینے میں بائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ وسطِ سینہ ہے۔ اس کی فنا لطیفہء سر پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات

www.maktabah.org

می رسند وہمه باتفاق قصد طیران عالم قدس می نمایند

تک پہنچ جاتے ہیں اور تمام اکٹھے ہوکر عالم قدس کی طرف پرواز کا ارادہ

ولطیفه قالب را خالی وتہی میگزارند اما ایں طیران

کرتے ہیں اور لطیفہء قالب کو خالی چھوڑ جاتے ہیں لیکن یہ پرواز

نیز درابتدا بطریق احوال ست ودر انتہاء بطریق مقام

بھی ابتداء میں بطریق احوال ہوتی ہے اور انتہاء میں بطریق مقام

واعتبارات کاظہور ہے اوراس کی علامت ہر دوسابقہ لطیفوں کی مانند اس میں ذکر کا جاری ہونا اور کیفیات میں ترقی رونما ہونا ہے (یادرہے کہ یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے) اس کی تاثیر طمع اور حرص کے خاتمے نیز دینی امور کے معاملے میں بلا تکلف مال خرچ کرنے اور فکر آخرت کے جذبات کی بیداری سے ظاہر ہوتی ہے۔اس کا نور سفید ہے آیہ کریمہ فانه یعلم السرّ واخفٰی (طٰہ ۷) میں لطیفہ سر واخفی کا بیان ہے۔

لطیفہ خفی

اس لطیفہ کا مقام انسان کے سینے میں دائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ وسطِ سینہ ہے۔اس کی فنا صفات سلبیہ تنزیہیہ کا ظہور ہے، اس کی علامت اس میں ذکر کا جاری ہونا اور عجیب وغریب احوال کا ظہور ہے۔اس کی تاثیر حسد وبخل اور کینہ وغیبت جیسی اخلاقی امراض سے مکمل نجات حاصل ہو جانے سے ظاہر ہوتی ہے اس کا نور سیاہ ہے آیہ کریمہ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیه (اعراف ۵۵) میں اس لطیفہ کا ذکر ہے۔

www.maktabah.org

لطیفہ اخفیٰ

اس لطیفہ کا مقام جسم انسانی میں وسطِ سینہ ہے اس کی فنا مرتبہ تنزیہہ اور مرتبہء احدیت مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور و شہود سے وابستہ ہے اور یہ ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کا مقام ہے۔

اس کی علامت اس لطیفہ میں بلا تکلف ذکر کا جاری ہونا اور قرب ذات کا احساس و شہود ہے۔ اس کی تاثیر تکبر، فخر و غرور اور خود پسندی جیسی مہلک روحانی امراض سے رہائی پانے اور مکمل حضور و اطمینان کے حصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے، اس کا نور سبز ہے۔

لطیفہ نفس

یہ عالم خلق کا پہلا لطیفہ ہے، سلسلہ نقشبندیہ میں اس کا مقام وسطِ پیشانی یا ام الدماغ ہے، بعض صوفیاء کرام کے نزدیک اس کا مقام زیر ناف ہے اگرچہ بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن ارباب عرفان کے نزدیک ابتداء اور انتہاء کا فرق ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے یوں تطبیق فرمائی ہے کہ اس کا سر ام الدماغ یا وسط پیشانی ہے اور اس کا قدم متصل زیر ناف ہے (اہل کشف کے نزدیک ہر دو مقام نفس کے لحاظ سے برابر ہیں) اس کا نور سبز اور نیلگوں ہے۔ اس کی تاثیر نفسانیت اور سرکشی کے مٹ جانے، عجز و انکساری کا مادہ پیدا ہونے اور ذکر میں ذوق و شوق بڑھ جانے سے ظاہر ہوتی ہے۔

لطیفہء قالبیہ

یہ عالم خلق کا بظاہر دوسرا لطیفہ ہے لیکن درحقیقت چاروں لطائف (باد، آب،

www.maktabah.org

نار، خاک) پر مشتمل ہے۔اس کا مقام سارا قالب (جسم) ہے (بعض کے نزدیک متصل ناف ہے) اس کی علامت ہر ہر جزو بدن اور بال بال سے ذکر کا جاری ہو جانا ہے۔اس کی تاثیر رذائل بشریہ اور علائق دنیویہ سے مکمل رہائی پا لینے سے ظاہر ہوتی ہے اس کا نور آتش نما ہے۔

واضح رہے کہ لطائف عالم امر کو کمالات ولایت کے ساتھ مناسبت ہے اور لطائف عالم خلق کو کمالات نبوت کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے۔عالم امر کے پانچوں لطیفوں میں سے ہر ایک لطیفہ کو عالم خلق کے کسی نہ کسی لطیفہ کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے مثلاً لطیفہء قلب کو لطیفہ نفس کے ساتھ،لطیفہ روح کو لطیفہ آب کے ساتھ،لطیفہ سر کو لطیفہ باد کے ساتھ،لطیفہ خفی کو لطیفہ نار کے ساتھ اور لطیفہ اخفی کو لطیفہ خاک کے ساتھ۔

جسم انسانی میں لطائف کی تعیین

صوفیائے کرام نے لطائف کے جن مقامات کی تخصیص وتعیین فرمائی ہے اس کی تائید میں درجذیل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو!

ثم وضع يده على ناصية ابى محذورة ثم امرها على وجهه من بين ثدييه ثم على كبده ثم بلغت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم سرة ابى محذورة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بارك الله لك وبارك عليك يعنی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ کی پیشانی پر ہاتھ مبارک رکھا پھر اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرتے ہوئے سینے پر لے گئے پھر ان کے جگر پر لے گئے پھر آپ کا ہاتھ ان کی ناف تک پہنچا۔پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔

(ابن ماجہ باب ترجیع فی الاذان ۵۲)

www.maktabah.org

حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے سر سے لیکر ناف تک ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا فرمائی۔ ارادی طور پر جسم کے اتنے حصے پر ہاتھ مبارک پھیرنا کسی طرح بھی حکمت سے خالی نہ تھا جیسا کہ اہل بصیرت پر ظاہر ہے جب کہ جسم کا یہی حصہ لطائف کے مقامات کا حصہ ہے۔ بہرحال حدیث سے ان مقامات کا اہم اور متعین ومبارک ہونا ثابت ہوگیا۔

لطیفہ جاری ہونے کا مطلب

کسی بھی لطیفہ میں ذکر جاری ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مضغہ ء گوشت یا لطیفہ کا مقام جنبش وحرکت کرتا ہے بلکہ "حرکت ذکر از دل بہ سمع خیال برسد "یعنی دل سے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں تک پہنچتی ہے اور خیال کے کان دل کا ذکر (لفظ اللہ کا تکرار) سنتے ہیں۔

بعض مشائخ مبتدی کیلئے مضغہ ء گوشت کی ظاہری طور پر حرکت وجنبش کو ضروری سمجھتے ہیں اور اسی طریق پر مریدین کو ذکر القاء کرتے ہیں لیکن حقیقت الامر یہی ہے کہ ذکر قلبی وغیرہ میں مقام لطیفہ کی حرکت ضروری نہیں۔ حضور قلبی (یعنی غفلت کا نہ رہنا) اور اخلاص کے ساتھ اور حضور مع اللہ ہی لطیفہ جاری ہونے کی ضروری علامت ہے وھو المقصود۔ ہمارے مشائخ کرام نے فرمایا ہے حقیقة الذکر رفع الغفلة یعنی ذکر کی حقیقت غفلت کا نہ رہنا ہے۔

(مزید تفصیلات کیلئے البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب 1 ملاحظہ ہو)

www.maktabah.org

ویحصل الفناء وموتے کہ پیش ازموت گفتہ اند

اور اس وقت فنا حاصل ہو جاتی ہے اور وہ موت جسے پیش از موت کہتے ہیں [2]

عبارت ازیں جدائی لطائف ستہ است از لطیفہ قالب و

چھ لطائف کی اس جدائی سے عبارت ہے لطیفہ قالب سے

سر بقائے حس و حرکت درقالب بعد از مفارقت اینہا

قالب میں اس مفارقت کے بعد حس و حرکت کی بقا کا راز دوسری جگہوں پر

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صوفیائے کرام کے مقولہ موتوا قبل ان تموتوا کی وضاحت فرمار ہے ہیں

اہل اللہ موتوا قبل ان تموتوا کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور فنا نسیان ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے جو آفاقی معبودان باطلہ اور خواہشات نفسانیہ سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس کے متعلق معارف لدنیہ میں یوں رقمطراز ہیں

معروف موت (طبعی موت) سے پہلے مرجانا لطائف ستہ قالبیہ سے جدا ہو جانا ہے اور وہ یوں ہے کہ سالک کا نفس ترقی کر کے مقام قلب تک پہنچتا ہے اور پھر یہ دونوں مل کر مقام روح تک اور پھر یہ تینوں مقام سر تک پھر چاروں مل کر مقام خفی تک پھر پانچوں مل کر مقام اخفیٰ تک پہنچتے ہیں پھر سارے ملکر عالم قدس (وطن اصلی) کی طرف پرواز کر جاتے ہیں اور لطیفہ قالبیہ کو خالی چھوڑ جاتے ہیں لیکن ابتداء میں یہ پرواز بطریق احوال ہوتی ہے اور انتہاء میں بطریق مقام اور اس جدائی کے باوجود قالب میں حس وحرکت باقی رہتی ہے۔

اس حقیقت کو عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بزبان پنجابی

www.maktabah.org

درجاہائے دیگر بیان کردہ شدہ است ازانجا باید طلبید

بیان کر دیا گیا ہے وہیں تلاش کرنا چاہئے

ایں ورق گنجایش تفصیل ندارد باشارہ و رموز سخن

یہ ورق تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا اشارہ و رموز سے

می رود لازم نیست کہ جمیع لطائف درمقامے جمع

باتیں چل رہی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ تمام لطائف ایک مقام میں

یوں قلم بند فرمایا ہے

تن حویلی تے توں وچہ بیلی جان مکان تمہارا
میں مر چکی آن سچ کر منیں سیف ملوکا یارا

فاضل اجل حضرت شیخ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ موت کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

(الموت) صفة وجودية خلقت ضدا للحياة وباصلاح اهل الحق قمع هوى النفس فمن مات باصطلاح فقد حی بهداه یعنی موت ایسی صفت وجودیہ ہے جو حیات کی ضد پیدا کی گئی ہے اور اہل حق کی اصطلاح میں نفسانی خواہشات کے ختم ہو جانے کو موت کہا جاتا ہے جس شخص کی نفسانی خواہشات مرجائیں وہ ہدایت کے ساتھ جی ہو جاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ۱۰۴)

موتوا قبل ان تموتوا

موت تفرقہ ہیئت اجتماعیہ کا نام ہے اور موت کی دو قسمیں ہیں

موت اضطراری اور موت اختیاری

www.maktabah.org

شوندواز آنجا طیران نمایند۔ گاہ باشد کہ قلب وروح ہر

جمع ہو جائیں اور وہاں سے پرواز کریں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قلب و روح

دو باتفاق ایں کار کنند و گاہے ہرسہ و گاہے ہر چہار

دونوں ملکر یہ کام کرتے ہیں اور کبھی تینوں اور کبھی چاروں

وآنچہ اول مذکور شد اتم واکمل است ومخصوص ست

اور وہ جو پہلے مذکور ہوا اتم و اکمل ہے اور مخصوص ہے

بولایت محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات

ولایت محمد ی کے ساتھ ان پر اور ان کی آل پر صلوات و تسلیمات ہوں

مفارقت روح از بدن (روح کا بدن سے جدا ہونا) موت اضطراری ہے

خواہشات نفس کا مقاطعہ، لذات جسمانیہ سے اعراض اور گناہوں سے کامل توبہ موت اختیاری ہے اور موتوا قبل ان تموتوا سے اسی موت کی طرف اشارہ ہے۔

موت اختیاری کی اقسام

اس موت کی چار قسمیں ہیں

ا.....موت ابیض (سفید موت)	٢.....موت اسود (سیاہ موت)
٣.....موت احمر (سرخ موت)	۴.....موت اخضر (سبز موت)

موتِ ابیض

یعنی بھوک، پیاس اور نیند پر قابو پالینا چونکہ اس موت سے اشراقیت بڑھتی ہے لہٰذا اسے سفید موت کہہ دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

وساعدائے اوقسمے ازاقسام ولایت است وچوں آں لطائف

اور اس کے علاوہ ولایت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے

ستہ بعداز مفارقت از قالب ووصول بمقام قدس وتلون

اور جب وہ چھ لطائف قالب سے جدائی اور مقام قدس تک رسائی

بصبغ آں اگر بقالب بازرجوع نمایند وتعلق پیدا کنند

اور اس کے رنگ کے ساتھ متلون ہونے کے بعد اگر قالب کی طرف پھر رجوع

موت اسود

یعنی دونوں جہاں سے منہ پھیر لینا جیسا کہ فرمایا گیا الفقر سواد الوجہ فی الدارین (فقر دارین سے منہ کالا کر لینا (پھیر لینا) ہے۔ چونکہ دونوں جہاں سے آنکھ بند کر لی جاتی ہے لہٰذا اسے سیاہ موت کہتے ہیں۔

موت احمر

یعنی خواہشات ولذات دنیویہ کو قربان کر کے ان پر غلبہ پالینا اور ان کا خون بہا دینا۔ چونکہ یہ قربانی خواہشات کا خون کر کے سرخروئی کا باعث بنتی ہے لہٰذا اسے سرخ موت کہتے ہیں۔

موت اخضر

یعنی آئندہ کیلئے امیدوں اور امنگوں پر پانی پھیر دینا اور طول امل (لمبے منصوبے) کو خیر باد کہہ دینا۔ چونکہ اس سے سالک کی خوشحالی اور سرسبزی کا آغاز ہوتا ہے لہٰذا اسے سبز موت قرار دیا گیا۔ (سردلبراں، کتاب التعریفات)

www.maktabah.org

سوائے تعلق حبی وحکم قالب گیرند وبعدامتزاج یك

کرتے ہیں اور تعلق پیدا کر لیتے ہیں سوائے حبی تعلق کے اور قالب کا حکم اختیار

قسم فنائے پیدا کنند وحکم میت بگیرند دریں وقت

کر لیتے ہیں اور اختلاط کے بعد ایک قسم کی فنا پیدا کرتے ہیں اور میت کا حکم

بتجلی خاص متجلی گردند وازسرحیات پیدا کنند و

پکڑتے ہیں اس وقت خاص تجلی سے متجلی (منور) ہو جاتے ہیں [3] از سر نو

بمقام بقا بالله متحقق شوند ومتخلق باخلاق الله گردند

حیات پیدا کرتے ہیں اور بقا باللہ کے مقام کے ساتھ متحقق ہو جاتے ہیں اور خدائی

[3] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ جب سالک کو فنا کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ تجلی خاص سے منور اور اخلاق الٰہیہ سے مزین ہو جاتا ہے اور مقام بقا باللہ میں رسوخ پیدا کر لیتا ہے۔ اگر حق تعالیٰ کو اس مقام پر فائز المرام سالک سے عامۃ الناس کی رشد و ہدایت مقصود نہ ہو تو اسے عالم دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹایا جاتا، اس قسم کے اولیاء کو اولیائے عزلت کہا جاتا ہے اور جن صوفیاء کو نبوت کی نیابت و خلافت پر متمکن فرما کر عامۃ المسلمین کی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کا کام لیا جاتا ہے انہیں اولیائے عشرت کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

www.maktabah.org

دریں وقت اگر آں خلعت را بخشیدہ بعالم باز گردانند

اخلاق کے ساتھ متخلق ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اگر اسے خلعت بخش کر

معاملہ از دنو بتدلی خواہد انجامید و مقدمہ تکمیل پیدا

عالم کی طرف لوٹا دیں تو معاملہ دنو سے تدلی تک انجام پا جائے گا اور تکمیل

خواہد شد واگر بعالم باز نہ گردانند وتدلّی بعد دُنو

کا مقدمہ پیدا ہو جائے گا اور اگر عالم کی طرف نہ لوٹائیں اور دنو کے بعد

حاصل نشود از اولیائے عزلت خواہد بود وتربیت

تدلی حاصل نہ ہو تو اولیائے عزلت سے ہو جائے گا اور طالبوں کی

طالبان وتکمیل ناقصان از دست اونخواہد آمد این ست

تربیت اور ناقصوں کی تکمیل اس کے ہاتھوں نہیں ہو گی یہ ہے کہانی

حدیث بدایت ونہایت بطریق رمز واشارہ اما فہمیدن

بدایت و نہایت کی بطریق رمز و اشارہ لیکن اس کا سمجھنا

آں بغیر قطع ایں منازل محال است والسلام علیٰ من اتبع

ان منازل کے قطع کئے بغیر محال ہے اور سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے

الھدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام

اور حضرت مصطفیٰ کی متابعت کو لازم جانے آپ پر اور آپ کی آل پر درود وسلام ہو۔

www.maktabah.org

مِنہا-۴۰

حضرت حق سبحانه وتعالیٰ ازازل تا ابد بیك كلام متكلم

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ازل سے ابد تک ایک ہی کلام سے متکلم ہے

ست آن كلام متبعض ومتجزی نیست چه سكوت

وہ کلام ٹکڑا اور جز نہیں ہے کیونکہ خاموشی

وخرس درحق او تعالیٰ محال ست چه عجب ہر گاه از

اور گوگنا پن اس تعالیٰ کے حق میں محال ہے کیا عجب ہے کہ

یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے عروجات میں فرق بیان فرمارہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں۔ وباللہ التوفیق

معراج نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات جسمانی ہے

لفظ معراج عروج سے مشتق ہے جس کا معنی بلندی اور معراج کا معنی سُلَّمُ (سیڑھی) ہے اور یہ لفظ ''حدیث معراج'' سے ماخوذ ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عرج بی الی السماء یعنی مجھے آسمان کی طرف بلند کیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۴ بار معراج نصیب ہوئی جن میں سے ۳۳ بار

www.maktabah.org

ازل تا ابد در آنجا آن واحد باشد اذ لایجری علیه سبحانه

ازل سے ابد تک وہاں آنِ واحد ہو کیونکہ اس سبحانہ پر

زمان در آن واحد غیر از کلام واحد بسیط چه بوقوع آید

زمانہ جاری نہیں ہوتا آنِ واحد میں سوائے کلام واحد بسیط کے کیا واقع

وآن کلام واحد منشاء چندین اقسام کلام گشته است

ہو سکتا ہے اس کلام واحد سے کئی قسم کے کلام پیدا ہوتے ہیں

روحانی اور ایک مرتبہ جسمانی معراج سے مشرف ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کے متعلق علمائے متکلمین اہلسنت رقمطراز ہیں:

والمعراج لرسول اللّٰه علیه السلام فی الیقظة بشخصه الی السماء ثم الی ماشآء اللّٰه تعالٰی من العلی حق یعنی رسول اللہ علیہ السلام کو حالت بیداری میں جسم اقدس کے ساتھ آسمان کی طرف پھر وہاں سے جہاں تک اللہ تعالٰی نے چاہا معراج ہونا حق وثابت ہے۔ (شرح عقائد)

اہل اللہ کا باطنی عروج

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو روحانی پرواز اور باطنی طیر نصیب ہوتی ہے کہ ان کا جسم زمین پر ہوتا ہے اور ان کی روح لامکاں میں محو پرواز ہوتی ہے۔ حضرت مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا

صورتش بر خاک و جاں در لا مکاں

لا مکانے فوق وہمِ سالکاں

www.maktabah.org

باعتبار تعدّد تعلقات مثلاً اگر بمامور تعلق گرفته است

تعدد تعلقات کے اعتبار سے مثلاً اگر مامور کے ساتھ تعلق قائم ہے

امر ناشی شده واگر بمنهی نہی نام یافته واگر باخبار

تو امر پیدا ہوا اور اگر منہی کے متعلق ہو تو نہی نام پایا اور اگر اخبار سے

دونوں معراجوں میں فرق

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز معراج نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اور عروج اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے درمیان تمیز و تفریق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں جسکا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو!

معراج سے مراد قرب حق ہے پس انبیائے عظام علیہم الصلوات کی معراج، جسم وبدن کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اور اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والغفران کی معراج ہمت، روح وارادہ کے ساتھ مخفی طور پر ہوا کرتی ہے۔ انبیائے عظام کے ظاہری اجسام مقدسہ صفاو طہارت وقربت میں اولیائے کرام کے قلوب وبطون کی مانند ہوتے ہیں اور یہ فضیلت ظاہر ہے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ ولی کو حال میں مغلوب ومست کردیتے ہیں اوراس کے باطن کواس سے غائب اورقرب حق سے آراستہ کردیتے ہیں اور جب وہ حالت صحو میں لوٹتا ہے تو جملہ دلائل اس کے قلب پر نقش ہوتے ہیں اوران کا علم اسے حاصل ہوجاتا ہے جبکہ نبی کریم علیہ السلام کے جسم اقدس کوقرب میں لے جایا جاتا ہے اورولی کے فقط فکرکو...... فلہٰذا جسمانی معراج اورفکری معراج میں زمین وآسمان کافرق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (ماخوذ از کشف المحجوب فارسی ۲۶۰)

www.maktabah.org

خبر پیدا گشته غاية مافى الباب اخبار از ماضی واستقبال

تعلق ہوتو خبر پیدا ہوئی ۔ اس کے متعلق غایت یہ ہے کہ ماضی اور مستقبل کی

جمعے را در اشکال می اندازد واز تقدّم وتاخّر دالّ بتقدّم

خبر دینا لوگوں کو اشکال میں ڈال دیتا ہے دال کا تقدم و تاخر مدلول کے تقدم

وتاخّر مدلول می برد ولااشکال زیراکہ ماضی واستقبال

و تاخر کی طرف لے جاتا ہے اور یہ کوئی اشکال نہیں کیونکہ ماضی اور مستقبل

شیخ الاسلام شیخ ابوالحسن رفاعی قدس سرہٗ العزیز کی روحانی پرواز

حضرت شیخ اپنی روحانی طیر اور باطنی سیر کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں صعدت فی الفوقانیات الی سبع مائة الف عرش فقیل لی ارجع لا وصول لك الی العرش الذی عرج الیه محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم یعنی ایک مرتبہ میں نے فوقانیات میں سات لاکھ عرش کی طرف پرواز کی تو مجھے کہا گیا واپس لوٹ جاؤ تم اس عرش تک نہیں پہنچ سکتے کہ جہاں تک شب معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے۔ (نبراس ۲۹۵ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ)

سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز کی روحانی معراج

حضرت شیخ بسطامی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ابتدائے احوال میں وحدانیت کی طرف سیر کی تو میں نے دیکھا کہ میرے باطن کو آسمان پر لے گئے اور اس نے رستہ میں کسی چیز کی طرف نگاہ نہ کی ،بہشت ودوزخ اسے دکھائے گئے تو بھی اس نے کسی چیز کی طرف توجہ نہ کی اور جب مجھے کائنات عالم

www.maktabah.org

از صفات مخصوصۂ دوالّ ست کہ باعتبار انبساط آن آن

دلالت کرنے والوں کی مخصوص صفات ہیں جو اس آن کے انبساط کے اعتبار

پیدا شدہ است ودر مرتبہ مدلول چون آن آن بحال

سے پیدا ہوئی ہیں اور مدلول کے مرتبہ میں جب وہ آن اپنے حال

خودست وہیچ انبساطے پیدا نہ کردہ است ماضی و

پر ہے اور کسی قسم کا انبساط پیدا نہیں کیا ہے تو ماضی اور

اورحجابات سے آگے لے گئے تو

فصرت طیرا جسمه من الاحدية و جناحه من الديمومية فلم ازل الطير فى هواء الهوية حتى الى هواء التنزيه ثم اشرفت على ميدان الازلية ورأيت شجر الاحدية فنظرت فعلمت ان هذا كله حد غيره یعنی میں ایک پرندہ ہوگیا جس کا جسم احدیت سے تھا اوراس کے پر دیمومیت (قدم) سے، میں تنزیہہ کی ہوا میں اڑتا رہا حتی کہ میں ازلیت کے میدان میں جا پہنچا اور میں نے احدیت کے شجر کو دیکھا جب میں نے اسے بنظر غائر دیکھا تو مجھے علم ہوا کہ وہ سب کچھ اس کا غیر ہے یعنی سب کچھ میں ہی تھا۔ گفتم بارخدایا با منی مرا بتو راہ نیست واز خودی خود ما را گذر نہ ما را چہ باید کردن فرمان آمد کہ یابا یزید خلاص تو از توئی تو اندر متابعت دوست ما بستہ است دیدہ را بخاک قدم وی اکتحال کن وبرمتابعت وی مداومت کن یعنی میں نے عرض کیا بارخدایا! جب تک میری انا موجود ہے تیری طرف رستہ ملنا محال ہے میں اپنی انا (خودی) سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکا مجھے کیا کرنا چاہئے......؟ تو حکم ہوا کہ "اے بایزید انا سے رستگاری

www.maktabah.org

استقبال را گنجائش نیست ارباب معقول گفته اند که

مستقبل کی گنجائش نہیں ہے۔ ارباب معقول کہتے ہیں کہ

ماہیت واحدہ را باعتبار وجود خارجی لوازم علیحدہ

ماہیت واحدہٰ کے خارجی وجود کے اعتبار سے لوازمات الگ ہیں

است وباعتبار وجود ذہنی صفات جدا ہر گاہ در شئے

اور وجود ذہنی کے اعتبار سے صفات جدا جب ایک شئی میں

ہمارے دوست (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت سے وابستہ ہے ان کے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا اور ان کی اتباع میں استقامت گزیں ہو جا۔
(ماخوذ از کشف المحجوب ۲۶۰)

کلام ...... حقیقی صفت ہے

صفت کلام، اللہ تعالیٰ کی صفات ثمانیہ حقیقیہ ذاتیہ میں سے ایک صفت ہے جس کے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

کلام بسیط ہے جو ازل سے ابد تک اسی ایک کلام کے ساتھ ناطق ہے۔ اگر "امر" ہے تو وہ بھی وہیں سے پیدا ہوا ہے...... اور اگر "نہی" ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے...... اور اگر خبر ہے تو بھی وہیں سے ماخوذ ہے...... اگر استفہام ہے تو وہ بھی وہیں سے...... اگر تمنی یا ترجی ہے تو وہ بھی وہیں سے مستفاد ہے...... تمام نازل شدہ کتابیں اور بھیجے ہوئے صحیفے اس "کلام بسیط" کا ایک ورق ہیں...... اگر "توریت" ہے تو وہ بھی وہیں سے لکھی گئی ہے...... اور "انجیل" ہے تو اس نے بھی وہیں سے صورت لفظی حاصل کی ہے...... اور اگر "زبور" ہے تو وہ بھی وہیں سے مسطور ہوئی ہے...... اور اگر "فرقان" ہے

www.maktabah.org

واحد تبـايـن صفـات ولـوازم بـاعتبار تغـاير وجود وهويـت

صفات و لوازمات کا تباین ، وجود و ہویت کے تغایر کے اعتبار سے

جائز باشد درداں ومدلول کہ فی الحقیقت ازیك دیگر

جائز ہوا تو دال اور مدلول جو در حقیقت ایک دوسرے سے

جدا انـد بطریق اولیٰ مجوزباشد وآنکہ گفتہ شد کہ از

جدا ہیں بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ ازل سے

تو وہ بھی وہیں سے نازل ہوا ہے۔

واللہ کلام حق کہ علی الحق یکے ست و بس

پس در نزول مختلف آثار آمدہ

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۶۶ دفتر اول)

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ العزیز اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

کلام الٰہی کے مسئلہ میں اہل سنت وجماعت شکـر اللّٰہ تعالیٰ سعیھم کا مذہب یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ازل سے ابد تک ایک ہی بسیط حقیقی کلام کے ساتھ متکلم ہے، تکثر اور تفصیل کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اسی ایک بسیط کلمہ سے امرونہی پیدا ہوئے ہیں اور اسی ایک کلمہ بسیط سے استفہام، تمنی، ترجی، اخبار، وعید اور وعدہ صادر ہوا ہے اور یہ وہی کلمہء بسیط ہے کہ جس نے فرقان اور توریت کا نام پایا ہے اور زبور وانجیل کے ساتھ تفصیل اختیار کی ہے۔

اس مقام میں ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد

www.maktabah.org

ازل تا ابد آن واحد ست از تنگی عبارت است والّا آن

ابد تک آن واحد ہے عبارت کی تنگی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ بھی

نیز آنجا گنجایش ندارد آن ہم در رنگ زمان اینجا ثقیل

وہاں گنجائش نہیں رکھتا۔ وہ (آن واحد) بھی زمانے کی مانند یہاں

است باید دانست ممکن کہ درمقامات قرب الٰہی

گراں ہے۔ جاننا چاہئے جو ممکن ہو قرب الٰہی

قول اور تحقیق کے بعد ایک تدقیق ہے اور وہ یہ ہے کہ کلام الٰہی جل شانہ میں اجمال وعدم تجزی کے باوجود تفصیل بھی ثابت ہے اور وسعت وتمیز بھی موجود ہے۔ وہ بسیط ہونے کے باوجود امر، نہی سے ممتاز اور اخبار، انشاء سے جدا ہے جیسا کہ ہم مرتبہء ذات تعالیٰ میں اجمال کے باوجود تفصیل ووسعت کا اثبات کرتے ہیں کیونکہ وسعت وتفصیل بھی صفات کمال میں سے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے فرمایا ہے: واللّٰہ واسع علیم۔

جاننا چاہئے کہ ہم اس مرتبہ عالیہ میں جس اجمال وتفصیل کا اثبات کرتے ہیں، یہ وہ اجمال وتفصیل نہیں ہے جو ہماری سمجھ میں آجائے اور ہم اس کا ادراک کرلیں کیونکہ اس سے ٹکڑے اور اجزاء ہونا لازم آتا ہے تعالی اللّٰہ عن ذالك علوا کبیرا بلکہ یہ اجمال وتفصیل بھی ذات وصفات کی طرح بیچون وبچگون ہے ہے عرفت ربی بجمع الاضداد اور یہ معرفت اگرچہ طریقہ عقل کے ماوراء ہے لیکن صحیح کشف اور صریح الہام سے اس کی تائید ہوچکی ہے اور جس تمیز کی علمائے کرام نے نفی کی ہے، یہ وہ تمیز ہے جو کہ چون وچند کی قسم سے ہے کہ یہ بسیط ہونے کے منافی ہے۔

چونکہ اس بارگاہ میں لفظ اجمال ووحدت کو لفظ تفصیل وکثرت کے مقابلہ میں

www.maktabah.org

جلّ سلطانه پا از دائرۂ امکان بیرون می نہد ازل وابد را

جل سلطانہ کے مقامات میں امکان سے باہر قدم رکھتا ہے ازل اور ابد کو

متّحدمی یابد حضرت رسالت خاتمیت علیه وعلیٰ اله

متحد پاتا ہے۔ حضرت رسالت خاتمیت آپ پر اور آپ کی آل پر

الصلوٰة والسلام والتحیة درشب معراج درمقامات عروج

درود و سلام و تحیت ہوں نے شب معراج عروجی مقامات میں

زیادہ مناسبت ہے اس لئے کہ تفصیل وکثرت کا لفظ ٹکڑے اوراجزاء ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے اسی لئے (بزرگوں نے) اس بلند بارگاہ پراطلاق کیلئے لفظ اجمال ووحدت کو اختیار کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس اجمال وتفصیل سے جوکہ ہماری سمجھ میں آتی ہے منزہ ومبراہے اوراگر ہم بے چون وحدت ووسعت کے الفاظ اختیار کریں تو دونوں ثابت ہیں فافهم و لا تكن من القاصرين (مکتوبات معصومیہ مکتوب ۶۷ دفتر اول)

کلام کی دوقسمیں

متکلمین کے نزدیک کلام حق کی دوقسمیں ہیں:

۱......کلام لفظی ۲......کلام نفسی

ان کے نزدیک کلام لفظی حادث ہے اوردال ہے کلام نفسی پر جوکہ قدیم اوراس کا مدلول ہے۔ نیز کلام لفظی سے مرادوہ کلام ہے جوحروف واصواتِ مرتبہ سے مرکب ہے۔ اس کلام کی نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ اس نسبت کی مانند نہیں جوکلام کومتکلم کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ اس نسبت کی طرح ہے جومخلوق کوخالق کے ساتھ ہوتی ہے۔ لہٰذا کلام کی دونوں

www.maktabah.org

یونس را در بطن ماہی یافت وطوفان حضرت نوح موجود

حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں پایا اور طوفان نوح موجود تھا

بود علیهم الصلوٰة والسلام واہل بہشت را در بہشت

ان پر درود و سلام ہوں۔ جنتیوں کو بہشت میں دیکھا

دید ودوزخیاں را در دوزخ وبعداز پانصد سال که نصف

اور دوزخیوں کو دوزخ میں اور پانچ سو سال بعد جو آدھا دن ہے

قسمیں حقیقت میں کلام حق جلّ وعلا ہیں۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۴)

کلام حق مشترک ہے کلام نفسی اور کلام لفظی کے درمیان، جس کو بلاواسطہ کسی امر کے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایجاد فرماتا ہے۔ لہٰذا کلام لفظی بھی حقیقت میں کلام حق جلّ وعلا ہوا۔ ناچار اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ فافهم فان هذاالتحقيق ينفعك في كثير من المواضع والله سبحانه الموفق (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۷۲)

کلام نفسی سے مراد کلام بسیط اور صفت قدیم ہے جو حروف واصوات سے پاک ہے امر ونہی اور اخبار وغیرہ کی طرف تقسیم نہیں ہوتا اور اس کا تعلق ماضی، حال اور استقبال کے ساتھ تعلقات اور اضافات کی بناء پر ہوتا ہے جیسے کہ علم، قدرت اور تمام صفات۔ (البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴)

جیسا کہ علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

القرآن كلام الله تعالى غير مخلوق وهي صفة قديمة منافية للسكوت والآفة ليست من جنس الحروف والاصوات لاتختلف الى الامر والنهي والاخبار ولاتتعلق بالماضي والحال والاستقبال الّا بحسب التعلقات والاضافات كالعلم والقدرة (التوضیح والتلویح ۷۲)

www.maktabah.org

یوم ست از زمان دخول بہشت عبدالرحمن بن عوف
دخول بہشت کے زمانہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو
کہ از اغنیائے صحابہ است علیھم الرضوان در بہشت
دولت مند صحابہ علیہم الرضوان میں سے ہیں بہشت میں
درآمد وحضرت پیغمبر از دیر آمدن او پرسیدند او از
آئے تو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دیر سے آنے کی وجہ دریافت

نیز حضرت مولانا امجد علی اعظمی صدر الشریعہ علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصاحف میں لکھتے ہیں اسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا، لکھنا اور یہ آواز حادث یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم ...... اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم ہمارا سننا حادث ہے ......اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے حفظ کیا قدیم ...... یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلی حادث۔ (بہار شریعت حصہ اول)

کلام اللہ کے چار مراتب

بعض ارباب کشف نے کلام اللہ کے چار مرتبے بیان فرمائے ہیں۔

پہلا مرتبہ: کلام لفظی، انہوں نے اس مرتبے کو بھی کلام اللہ ہی کہا ہے۔

دوسرا مرتبہ: صفۃ الکلام، یہ بھی کلام اللہ ہے۔

تیسرا مرتبہ: شان الکلام، یہ بھی کلام اللہ ہی ہے۔

چوتھا مرتبہ: شان الکلام سے بھی بلند مرتبہ ہے اور اس کو مرتبۂ ذات میں اللّٰہُ کلام

www.maktabah.org

عقبات خود خبر داد این ہمہ در رنگ آن مشہود

فرمائی انہوں نے اپنے دشوار گذار رستوں کی خبر دی اور یہ سب کچھ آن

گشت ماضی و استقبال را گنجائش نبود و این حقیر را نیز

واحد کے انداز میں مشہود ہوا ماضی اور مستقبل کی گنجائش نہ تھی ۔اس حقیر پر بھی

در بعضے از اوقات بصدقۂ **حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام**

بعض اوقات حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صدقے میں

سے تعبیر کیا گیا ہے۔

کلام اللہ کے سات بطون

بعض اہل باطن نے کلام اللہ کے سات مرتبے بیان فرمائے ہیں اور اپنے اس کشف کی بنیاد ایک حدیث مبارکہ پر رکھی ہے اور وہ یہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انزل القرآن علی سبعة احرف (مسند احمد ۲/۳۳۲) یعنی قرآن سات حرُوف پر نازل کیا گیا ہے۔

- ...... قراء کے نزدیک سات حروف سے مراد سات قرأتیں ہیں۔
- ...... اہل ظاہر کے نزدیک سات حروف سے مراد سات معانی ہیں۔
- ...... اہل باطن کے نزدیک سات حروف سے مراد سات بطون (مرتبے) ہیں۔

جیسا کہ حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہُ نے حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہُ کی تحقیق کے مطابق صراحت فرمائی ہے۔

چنانچہ اسی مکتوب کے تحت ''فائدہ'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

بدانکہ کلام حضرت قرآن راہفت مرتبہ است ، سہ

www.maktabah.org

این حالت پیدا شده بود ملائك را در عین سجود یافت
یہ حالت ظاہر ہوئی تھی کہ فرشتوں کو عین سجدہ میں پایا کہ وہ
که بحضرت آدم می کردند و ہنوز سر از سجده نه برداشته
حضرت آدم علیہ السلام کو کر رہے تھے ابھی تک انہوں نے سجدہ سے سر نہیں
بودند وملائك علّیین را ازین ساجدان جدا دید که
اٹھایا تھا اور ملائکہ علیین کو ان سجدہ کرنے والوں سے جدا دیکھا کہ

مراتب وجوبی وچہارمراتب امکانی سه مراتب این ست وجود کلام ، نور کلام وظہور کلام برمتکلم چہار مراتب امکانی اول نفس مدعا که حرف وصوت را اگرچه نورانی باشند گنجائش نیست دوم حرف وصوت نورانی که بہره ازان به جبرائیل علیه السلام شده چنانچه مقرر است **ان جبرائیل سمع صوتاً** (الی اخره) این دومرتبه اگرچه مخلوق اند اما تصرف ہیچ مخلوقی را درین گنجائش نیست سیوم مرتبه حرف وصوت جرمانی چنانچه بیان حضرت جبرائیل علیه السلام به کلام ملکی که غیر نبی صلی الله علیه وسلم اطلاع نداشت چہارم حرف وصوت جسمانی چنانچه بیان حضرت علیه السلام برصحابه کرام باضافه عام (مجموعۃ الاسرار مکتوب ۷۰)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن مجید کے کلام کے سات مرتبے ہیں، تین مرتبے وجوبی اور چار مرتبے امکانی۔ پہلے تین مراتب یہ ہیں۔

اول......وجود کلام

www.maktabah.org

بسجده مامور نگشته اند ودر مشهود خود مستهلك و

جنہیں سجدہ کا حکم نہیں ہوا تھا اور وہ اپنے مشہود میں گم اور

مستغرق اند واحوالے که در آخرت موعود اند درہمان

مستغرق تھے اور جن احوال کا آخر میں وعدہ کیا گیا ہے

آن مشہود گشتند وچون مدتے برین واقعه گذشته بود

اسی آن میں مشہود ہوئے چونکہ اس واقعہ کو گذرے ایک عرصہ ہو گیا ہے

دوم ...... نور کلام

سوم ...... ظہور کلام متکلم پر

چار امکانی مرتبے یہ ہیں:

اول: نفس مدعا کہ جہاں حرف وآواز اگرچہ نورانی ہوں گنجائش نہیں رکھتے۔

دوم: حرف وآواز نورانی جس سے حضرت جبرائیل کو حصہ ملا چنانچہ کہا گیا کہ جبرائیل نے ایک آواز سنی ...... الخ۔

سوم: حرف وآواز جرمانی جیسا کہ حضرت جبرائیل کا فرشتوں کی زبان میں بات کرنا جس کی سوائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی اور کو کوئی اطلاع نہ تھی۔

چہارم: حرف وآواز جسمانی جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بیان کرنا۔

کلام کی تقسیم و بیان مراتب کی توجیہہ

کلام کی تقسیم لفظی اور نفسی کی طرف سلف سے ثابت نہیں یہ متاخرین کی ایجاد ہے اور اس کا مقصد معتزلہ کو لا جواب اور خاموش کرنا تھا۔ مذہب حق یہی ہے کہ اللہ

www.maktabah.org

تفصیل احوال آخرت نه کرد که برحافظه خود اعتماد
آخرت کے احوال کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ اپنے حافظہ پر میں اعتماد
نداشت لیکن باید فهمید که این حالت مرجسد پیغمبر
نہیں رکھتا لیکن سمجھنا چاہئے کہ یہ حال حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے
و روح ایشان را شده بود و مشهود بصر و بصیرت و
جسم اور ان کی روح پر طاری ہوا تھا اور بصارت اور بصیرت کا

تعالیٰ کے کلام ازلی میں تعدد وتکثر وتغیر نہیں۔حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا''یك کلام بسیط است که از ازل تاابدبهمان یك کلام گوئیااست'' (دفتر اول مکتوب ۲۶۶) لہٰذا کلام کی تقسیم اور مراتب کا بیان تعلقات واضافات کی جہت سے ہے۔و اللّٰہ اعلم بحقیقة الحال (البینات شرح مکتوبات مکتوب۴)

تعریف قرآن

علمائے محققین نے قرآن کی تعریف میں فرمایا:

هو العلم اللدنی الاجمالی الجامع للحقائق کلها یعنی قرآن علم لدنی اجمالی ہے جوتمام حقائق کا جامع ہے۔ (کتاب التعریفات ۷۵)

قرآن تمام ذاتی وشیونی کمالات کا جامع ہے

قرآن کلام اللہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ثمانیہ میں سے ایک صفت ہے۔ چونکہ ذات کی ہرشان اور ہر صفت تمام شیونات وصفات کو متضمن ہے اگر ایسا نہ ہوتو نقص لازم آئے گا۔ و تعالی اللّٰہ عن ذالك علواً کبیراً۔اسی بناء پرصفت الکلام

www.maktabah.org

دیگران را کہ طفیلی اند اگر این حالت بطریق تبعیت

مشہود تھا۔ دوسرے جو طفیلی ہیں اگر یہ حالت بطریق تبعیت انہیں

دست دہد متصور بر روح است ومخصوص بہ بصیرت

دے دیں تو روح تک محدود اور بصیرت سے مخصوص رہتی ہے

صفات ثمانیہ کی جامع ہے اور شان الکلام شیونات ذاتیہ پر حاوی ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اِسی مفہوم کو ثابت فرمانے کے لئے قرآن کو شان الکلام اور صفۃ الکلام کے تمام ذاتی وشیونی کمالات کا جامع قرار دیا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے نزدیک حقیقت قرآن ''مبداء وسعت بے چون حضرت ذات'' (دفتر سوم مکتوب ۷۷) کا نام ہے بفحوائے آیت قرآنی ان اللّٰہ واسع علیم ۔(البقرہ ۱۱۵)

بعض صوفیاء کے نزدیک قرآن'' ذات محض بہ حیثیت احدیت '' کا نام ہے جس میں جملہ صفات بلا امتیاز مخفی ہیں اور قرآن کے دفعتاً واحدۃً آسمان دنیا کی طرف نازل ہونے میں اسماء وصفات کے ظہور کی طرف اشارہ ہے۔ واللّٰہ اعلم

بر مصحف روئے او نظر کن
خسرو غزل و کتاب تا کے

(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۴)

مرتبۂ حقیقت قرآن مرتبۂ نور سے بھی بالاتر ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

این مرتبۂ مقدسہ کہ آن را حقیقت قرآن مجید گفتہ ایم

www.maktabah.org

در قافلۂ کہ اوست دانم نرسم

جس قافلہ میں وہ ہے میں جانتا ہوں نہ پہنچ سکوں گا

ایں بسکہ رسد زدور بانگ جرسم

یہی کافی ہے کہ مجھے دور سے جرس کی آواز آتی ہے

علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پراور آپ کی آل پراتم اوراکمل صلوات وتسلیمات ہوں۔

اطلاق نور نیز درین مرتبہ گنجائش ندارد ودر رنگ سائر کمالات ذاتیہ نور نیز در راہ ماندہ آنجا غیراز وسعت بے چون وامتیاز بے چگون ہیچ چیز را گنجائش نمی یابد و کریمہ **قد جآء کم من اللّٰہ نور** اگر مراد از نورقرآن بود تواند بود کہ باعتبار انزال وتنزّل باشد چنانچہ کلمہ **قد جآء کم** ایمائے بآن دارد (دفتر سوم مکتوب ۷۷)

اس مرتبۂ مقدسہ میں جس کوہم ''حقیقت قرآن مجید'' کہتے ہیں،نور کے اطلاق کی بھی گنجائش نہیں ہے اوردوسرے تمام کمالات ذاتیہ کی طرح نور بھی راہ میں ہی رہ جاتا ہے۔وہاں وسعت بے چون اورامتیاز بے چگون کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہیں آیت کریمہ قد جآء کم من اللّٰہ نور (المائدۃ ۱۵)(بیشک اللہ کیطرف سے تمہارے پاس نورآیا) میں اگرنور سے مرادقرآن ہوتوممکن ہے کہ انزال وتنزل کے اعتبار سے ہوجیسا کہ کلمۂ قد جآء کم میں اسی طرف اشارہ ہے۔

آیت مذکورہ میں اکثرمفسرین کےنزدیک نور سے مرادسرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔بعض نے نور سے مرادقرآن مجید بھی لیاہے لیکن یہ دوسری مراد بطریق تاویل ومجاز درست ہوسکتی ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اشارہ

www.maktabah.org

فرمادیا ہے کہ اگر یہاں نور سے مراد قرآن بھی لیا جائے تو انزال اور تنزل کے اعتبار سے ہی ممکن ہے، باعتبار نفس ذات کے قرآن مجید پر نور کا اطلاق درست نہیں کیونکہ نور کا ایک مرتبہ مخلوق میں ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے۔ و اللّٰہ اعلم بحقیقة الحال

(البینات ج ا مکتوب ۴)

حقیقت محمد یہ حقیقت قرآن کا ظل ہے

قرآن دائرہ اصل سے ہے اور یہ ذات کا ایک مرتبہ ہے اور بعض صوفیاء کے نزدیک مرتبۂ ذات میں اللّٰہ کلام بھی صادق آتا ہے جبکہ حقیقت محمد یہ شیون کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے۔ مرتبہء ذات اصل ہے اور مرتبہء شان ظل ہے لہٰذا حقیقت قرآنیہ اصل ہے اور حقیقت محمد یہ اس کا ظل ہے۔ (البینات ج ا مکتوب ۴)

قرآن غیر مخلوق ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: القرآن کلام اللّٰہ غیر مخلوق فمن قال غیر ھذا فقد کفر (السنن الکبریٰ ۱۰/ ۲۰۵)

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے جس نے اس کو مخلوق کہا اس نے کفر کیا۔ علمائے متکلمین اہلسنت کے نزدیک قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی، غیر مخلوق اور صفت قدیمہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے خلق قرآن کے مسئلے میں چھ ماہ تک آپس میں بحث و مذاکرہ کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ فرمایا کہ قرآن کو مخلوق و حادث کہنے والا کافر ہو جاتا ہے (دفتر سوم مکتوب ۸۹) اور اسی پر امت کا اجماع ثابت ہے۔ (البینات ج ا مکتوب ۴)

⊙ ...... یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ

www.maktabah.org

جب کوئی سالک روحانی طیر اور باطنی سیر کے دوران عروجی منازل طے کرتا ہوا دائرہ امکان سے خارج و باہر ہوتا ہے تو وہاں ازل اور ابد کو متحد پاتا ہے جہاں ماضی کے واقعات، موجودہ حالات اور مستقبل کے حادثات کو ملاحظہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوات اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بعض اوقات قبل از وقت ہی پیش آمدہ حالات وواقعات کی اطلاع دے دیا کرتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دائرہ امکان، ازل اور ابد کی تعریفات بیان کردی جائیں تاکہ فہم معارف میں سہولت رہے۔ وباللّٰہ التوفیق

دائرہ امکان

یہ وہ دائرہ ہے جو جمیع کائنات اور جملہ ممکنات کو محیط ہے اسے دائرہ ظلیت بھی کہا جاتا ہے۔ تحت الثریٰ سے لے کر عرش کے زیریں حصہ کو عالم خلق اور ممکنات کہا جاتا ہے جبکہ عرش کے بالائی حصہ سے عالم بالا کو دائرہ اصل کہا جاتا ہے جہاں ازل وابد متحد ہوتے ہیں۔ سات آسمانوں کے اوپر جنت کے چھت کو عرش کہتے ہیں اور عرش عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے دائرہ ظلیت سے اوپر دائرہ وجوب ہے۔

ازل کی تعریف

ازل، ابد کے مقابل میں ہے کہ جس کی اول اور ابتداء نہ ہو۔ فاضل اجل علامہ شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ازل کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

الازل هو استمرار الوجود فی ازمنة مقدرة غير متناهية فی جانب الماضی یعنی ماضی کی طرف پوشیدہ غیر متناہی زمانوں میں استمرار وجود کو ازل کہا جاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ۷)

www.maktabah.org

ابد کی تعریفات ثلاثہ

فاضل اجل علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تین تعریفات تحریر فرمائی ہیں

(الابد) ھوالشئی الذی لانھایۃ لہ یعنی ابدوہ شئی ہے جس کی انتہاء نہ ہو۔

(الابد) مدۃ لایتوھم انتھاؤ ھا بالفکر والتامل البتہ یعنی ابداس مدت کو کہا جاتا ہے کہ جس کی انتہاء فکروتامل سے ہرگز وہم میں نہ آسکے

(الابد) ھواستمرار الوجود فی ازمنۃ مقدرۃ غیر متناھیۃ فی جانب المستقبل یعنی مستقبل کی جانب مخفی غیر متناہی زمانوں میں استمرار وجود کو ابد کہتے ہیں۔ (کتاب التعریفات ۲)

ازلیت اور ابدیت کے مجموعہ کو سرمدیت کہا جاتا ہے۔

⊙ ...... یہاں سجدہ کی تعریف واقسام اور غیرے خدا کیلئے سجدہ کی ممانعت کی قدرے تفصیلات ہدیہء قارئین ہیں۔

سجدہ کا لغوی معنی غایۃ التذلل (انتہائی ذلت وعاجزی) ہے۔اس کا شرعی مفہوم ہے وضع الجبھۃ علی الارض (پیشانی کا زمین پر رکھنا)

علمائے کرام نے سجدہ کی دو قسمیں فرمائی ہیں:

۱...... سجدۂ عبادت ۲...... سجدۂ تحیت

سجدۂ عبادت: یہ حضرت حق جل جلالہ کے لئے خاص ہے۔ غیر خدا کیلئے سجدۂ عبادت یقیناً اجماعاً شرک مہین اور کفر مبین ہے۔ یہ سجدہ تمام سابقہ مذاہب وملل میں بھی غیر خدا کیلئے کبھی جائز نہ ہوا...... اسے سجدہ تعبدی بھی کہتے ہیں۔ (کمافی کتب العقائد)

سجدۂ تحیت: (جوصرف تعظیم واحترام کے لئے ہے) یہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں سخت حرام وگناہ کبیرہ ہے کیونکہ اس کی ممانعت پر احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں...... اسے سجدہ تعظیمی بھی کہا جاتا ہے۔ (کمافی التفسیر العزیزی)

www.maktabah.org

اسی طرح علماء ومشائخ ومزارات اولیاء کیلئے سجدہ کرنا قطعاً حرام وناجائز ہے اگرچہ اس میں تعظیم وتحیت ہی مقصود ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ملک شام سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ! یہ کیا ہے؟۔

عرض کیا میں نے ملک شام میں نصاریٰ کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔

فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فلا تفعلوا فانی لو کنت امراً احدا ان یسجد لغیر اللّٰہ تعالٰی لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا یعنی مجھے سجدہ نہ کرو اگر میں غیر خدا کیلئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو اپنے شوہر کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ (ابن ماجہ ۱۳۴)

سجدۂ تحیت کو شرک قرار دینا ادعائے باطل ہے۔ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا (البقرہ ۳۴) اس امر کے ثبوت کیلئے دلیل کافی ہے کہ سجدۂ تعظیمی شرک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کسی مخلوق کو اپنا شریک بنانے کا حکم دینا محال قطعی ہے اور ملائکہ کرام وانبیائے عظام علیہم السلام کی شان کے بھی منافی ہے کہ وہ ایک آن کیلئے بھی غیر اللہ کو اس کا شریک بنائیں یا جائز ٹھہرائیں۔

(مزید تفصیلات کیلئے البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۹ ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

منہا-۱۴۱

تکوین یکے از صفات حقیقیه واجب الوجود است
تکوین واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی حقیقی صفات میں سے

تعالیٰ و تقدس اشاعره تکوین را از صفات اضافیه میدانند
ایک ہے [1] اشاعرہ تکوین کو صفات اضافیہ میں سے جانتے ہیں

[1] زیرِ نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صفت تکوین اور اس کی تفصیلات بیان فرمارہے ہیں

علمائے متکلمین ماتریدیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ حقیقیہ کمالیہ ثمانیہ میں سے صفت تکوین ایک ازلی اور قدیم صفت ہے جو آیہ کریمہ کن فیکون سے ماخوذ ہے۔ تکوین باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا ماضی اور مضارع کوّن یکوِّن (بتشدید واؤ) آتا ہے۔ صفت تکوین کو علمائے متکلمین اہلسنت نے فعل (بفتح فاء) بھی کہا ہے۔

❁......حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ تکوین کے متعلق رقمطراز ہیں:

یفسر باخراج المعدوم من العدم الی الوجود یعنی تکوین کا معنی کسی معدوم شئی کو عدم سے وجود میں لانا ہے۔ (شرح عقائد نسفی) اگر صفت تکوین (ایجاد کرنا) کا تعلق رزق سے ہو تو اسے ترزیق کہا جاتا ہے ......اگر تکوین کا تعلق صورت سے ہو تو اسے تصویر کہا جاتا ہے......اگر تکوین کا تعلق حیات کے ساتھ ہو تو اسے اِحیاء کہا جاتا ہے

www.maktabah.org

اور اگر تکوین کا تعلق موت سے ہو تو اسے اماتت کہتے ہیں۔

❁......حضرت امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ صفت تکوین کے متعلق اہلسنت کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: لہ معنی الربوبیة ولا مربوبَ ومعنی الخالق ولا مخلوق یعنی حق تعالیٰ کی صفت ربوبیت اس وقت بھی تھی جب کوئی پرورده نہ تھا اور وہ تعالیٰ اس وقت بھی خالق تھا جب کوئی مخلوق نہ تھی۔ (عقیدۃ الطحاوی)

❁......حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی صوفی رحمۃ اللہ علیہ اس مؤقف کے متعلق یوں ارقام پذیر ہیں:

وقد کان اللّٰہ تعالیٰ خالقا فی الازل ولم یخلق الخلق یعنی مخلوق نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ ازل میں بھی خالق تھا۔ (فقہ اکبر ۲۹)

❁......حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صفت تکوین کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

والفاعل ھو اللّٰہ تعالیٰ والفعل صفة فی الازل والمفعول مخلوق وفعل اللّٰہ تعالیٰ غیر مخلوق یعنی فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فعل اس تعالیٰ کی صفت ازلی ہے مفعول مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کا فعل غیر مخلوق ہے۔ (فقہ اکبر ۲۴)

❁......حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فعل اور مفعول کے درمیان مغائرت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

لان الفعل یغائر المفعول بالضرورة کالضرب مع المضروب والعقل مع المعقول یعنی فعل اور مفعول میں مغایرت ہوتی ہے جیسے ضرب، مضروب کے اور عقل، معقول کے مغایر ہیں۔ (شرح عقائد نسفی)

❁......قدوۃ المتکلمین حضرت علامہ ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق تصریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

قال اھل السنة والجماعة التکوین فعل المکوِّن (بکسر واوٗ)

www.maktabah.org

والمکوَّن (بفتح واوْ) تاثیر التکوین و التکوین غیر المکوّن یعنی علمائے اہلسنت وجماعت (ماتریدیہ) فرماتے ہیں کہ صفت تکوین، مکون کا فعل ہے اور مکون، صفت تکوین کی تاثیر ہے اور صفت تکوین، مکون کا غیر ہے۔ (التمہید ۵۴ مطبوعہ تعلیمی پریس لاہور)

❁......حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک مقام پر صفت تکوین کے متعلق یوں رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو!

تکوین، قدرت کے علاوہ ایک صفت ہے کیونکہ صفت قدرت میں صحت فعل اور ترک فعل دونوں جائز ہیں اور تکوین میں فعل کی جانب متعین ہے نیز قدرت، صفت ارادہ پر تقدم رکھتی ہے اور تکوین، ارادہ کے بعد ہے۔ یہ تکوین بندہ کی استطاعت کے مشابہ ہے جسے علمائے اہل حق (اہل سنت) فعل بندہ کے ساتھ مقرون و متصل قرار دیتے ہیں اور اسے صفت قدرت اور صفت ارادہ سے وراء جانتے ہیں کیونکہ قدرت، فعل اور ترک فعل دونوں کی تصحیح کرنے والی ہے اور صفت ارادہ ایک طرف کو ترجیح دیتی ہے اور ایجاد ترجیح ارادہ کے بعد تکوین سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر صفت قدرت کا اثبات نہ کیا جائے جو طرفین (فعل اور ترک فعل) کی تصحیح کرنے والی ہے تو حق تعالیٰ پر ایجاب (واجب ہونا) لازم آتا ہے اور اگر صفت تکوین کا اثبات نہ کیا جائے تو ایجاد غیر مستند (بے سہارا) ہو جاتی ہے کیونکہ قدرت مصحّح ایجاد ہے اور تکوین ایجاد سے ملحق ہے۔ لہٰذا اثباتِ تکوین کے بغیر چارہ نہیں جس کی طرف علمائے ماتریدیہ کو ہدایت حاصل ہوئی ہے اور اشاعرہ نے جب اس کی نسبت و تعلق کو بیش تر اشیاء سے پایا تو اسے صفات اضافیہ سے شمار کر لیا واللّٰہ یحق الحقّ و ھو یھدی السبیل تخلیق، ترزیق، اِحیاء، اِماتت اور ان کی مثل صفات کو تکوین کی طرف راجع کرنا بہتر ہے۔

(مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۲۶)

(مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۳)

www.maktabah.org

وقدرت و ارادت را درایجاد عالم کافی می انگارند اما

اور قدرت و ارادہ کو ایجاد عالم کے لئے کافی خیال کرتے ہیں [۲] لیکن

حق آنست که تکوین صفت حقیقیه علیحده است ماورائے

حق یہ ہے کہ تکوین علاوہ قدرت اور ارادہ کے ایک علیحدہ حقیقی صفت ہے

قدرت وارادت بیانش آنکه قدرت بمعنی صحت فعل

بیان اس کا یہ ہے کہ قدرت بمعنی فعل اور ترک

وترك ست وارادت تخصیص یکے ازیں دوطرف

کی صحت ہے اور ارادہ قدرت کی دونوں طرفوں فعل اور

قدرت ست که فعل وترك باشد پس رتبۂ قدرت

ترک میں سے ایک کی تخصیص کرنا ہے پس قدرت کا مرتبہ

[۲] صفت قدرت

یہ صفت حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ حقیقیہ کمالیہ ثمانیہ میں سے ایک حقیقی صفت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ان اللّٰہ علی کل شئی قدیر سے عیاں ہے اور کوئی شئی اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ وہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے کہ جس معدوم ممکن کو چاہے موجود کردے اور جس موجود حادث کو چاہے معدوم فرمادے جیسا کہ آیہ کریمہ قل ھو قادر (انعام ۹۵) سے واضح ہے۔

حضرت علامہ بیضاوی نے آیہ کریمہ ان اللّٰہ علی کل شئی قدیر کی تفسیر کرتے ہوئے قدرت کا معنی یوں بیان فرمایا ہے:

التمکّن من ایجاد الشئی یعنی کسی شئی کے ایجاد پر کنٹرول (قابو) اور قوت

www.maktabah.org

مقدم شد بر رتبۂ ارادت و تکوینے کہ ما اورا

ارادہ کے مرتبہ سے مقدم ہے اور تکوین جسے ہم صفات

از صفات حقیقیہ میدانیم رتبۂ اُوبعد از رتبۂ قدرت

حقیقیہ میں سے سمجھتے ہیں اس کا مرتبہ قدرت اور

وارادت ست کارِ آن صفت ایجادِ آن طرفِ

ارادہ کے بعد ہے۔ اس صفت کا کام اس مخصوص کردہ

رکھنا قدرت کہلاتا ہے۔

علمائے اہلسنت نے قدرت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

قدرت تخلیقی اور قدرت کسبی

قدرت تخلیقی حق تعالیٰ سے خاص ہے اور آیہ کریمہ ان اللّٰہ علی کل شئی قدیر میں قدرت تخلیقی مراد ہے۔

۞...... حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صفت قدرت کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

حق تعالیٰ قادر مختار ہے، ایجاب کے شائبے اور اضطرار کے گمان سے منزہ ومبرا ہے۔ بے عقل فلاسفہ نے کمال کو ایجاب میں سمجھ کر واجب تعالیٰ سے اختیار کی نفی کر کے اثبات ایجاب کیا ہے...... حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہُ العزیز کی (بعض) عبارات بھی ایجاب کی طرف ناظر ہیں اور قدرت کے معنی میں فلاسفہ کے ساتھ موافقت رکھتی ہیں کہ صحت ترک قادر (حق تعالیٰ) سے تجویز نہیں کرتے اور جانب فعل کو لازم جانتے ہیں۔ (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

۞...... نیز ایک مقام پر یوں ارقام پذیر ہیں:

قدرت اور ارادہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پر صفات زائد سے ہیں۔ قدرت، حق

www.maktabah.org

تعالیٰ کیلئے ایجاد عالم کی صحت (درست ہونا) اور ایجاد عالم کے ترک کی صحت سے عبارت ہے۔ پس ایجاد اور ترک ایجاد میں سے کوئی چیز بھی حق تعالیٰ کی ذات پر لازم نہیں ہے تمام اہل مذاہب اسی پر متفق ہیں۔ (معارف لدنیہ معرفت ۱۹)

❁......حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے اس ارشاد گرامی ''میں حق تعالیٰ سبحانہ کو صاحب ارادہ ومختار جانتا ہوں'' میں حکماء وفلاسفہ کی تردید ہے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کو مجبور اور بے اختیار جانتے ہیں جس طرح کہ آگ اور پانی کو جلانے اور غرق کرنے میں بے اختیار جانتے ہیں۔

آپ کے اس ارشاد میں کہ

''یقینی طور پر قدرت کے معنی صحت فعل وترک فعل تصور کرتا ہوں'' یہ اہل کلام اور فلاسفہ کے مابین مختلف فیہ مسئلہ کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ کی قدرت دو معنی کا احتمال رکھتی ہے ایک ایجاد اور دوسرے عدم ایجاد اور یہ دونوں باتیں ممکن اور جائز ہیں اور اسی معنی کے لحاظ سے قدرت کو صحت فعل اور ترک فعل سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی تقدیر پر اشیاء کی ایجاد اور ان کی عدم ایجاد میں سے کوئی چیز حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہے اہل ملل وشرائع نے اسی کو اختیار کیا ہے اور دوسرے معنی میں ان شاء فعل و ان لم یشاء لم یفعل مع استحاله شرطیه ثانیه کے یعنی اگر وہ چاہے گا تو کرے گا اور اگر نہ چاہے گا تو نہیں کرے گا لیکن نہ چاہنا ممتنع ومحال ہے پس اس سے نہ کرنے کا ممتنع ہونا بھی لازم آئے گا پس ایجاد عالم کو چاہنا اور موجود کرنا دونوں واجب ہوئے اور اختیار نہ رہا......فلاسفہ اسی کے قائل ہیں۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۸)

یہ امر ذہن نشین رہے کہ بندوں کی ذوات واعمال (خیر وشر) کا خالق حق تعالیٰ ہے جیسا کہ آیہ کریمہ واللّٰه خلقكم وما تعملون (صافات ۹۶) سے عیاں ہے اور ان کی ذوات واعمال حق تعالیٰ کی مقدورات اور اس کے زیر قدرت ہیں۔ بندوں کے

www.maktabah.org

افعال قبیحہ کے تحتِ قدرت ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حق تعالیٰ ان افعال ناپسندیدہ کا ارتکاب بھی کرسکتا ہے اور عیوب ونقائص (ظلم، کذب، جہل، عجز، شریک باری تعالیٰ) سے بھی متصف ہوسکتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کمالِ قدرت کے باوجود سبوحیت و قدوسیت کے ساتھ بھی متصف ہے جیسا کہ آیات کریمہ سبحان ربك رب العزت الخ اور الملك القدّوس (حشر ۲۳) سے عیاں ہے۔

علاوہ ازیں ذات تعالیٰ کے ساتھ حوادث کا قیام ممتنع ومحال ہے کیونکہ جمیع مستحیلات عقلیہ کے ساتھ قدرت متعلق نہیں ہوتی وہ تو ممکنات کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ کہ واجب اور ممتنع (محال) کے ساتھ کیونکہ ممتنع اور واجب خارج از قدرت ہیں جیسا کہ حضرت علامہ عصام رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شرح العقائد میں تحریر فرمایا ہے فالممتنع والواجب خارجان عن القدرة (ص۶۸ مطبوعہ مصر)

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں یوں رقمطراز ہیں:

قوله تعالىٰ فلن يخلف الله عهده يدل على انه سبحانه منزه عن الكذب فی وعدهٖ ووعيدهٖ قال اصحابنالان الكذب صفة نقص والنقص على الله تعالىٰ محال یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی فلن یخلف الله وعده دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ اللہ سبحانہ اپنے ہر وعدہ ووعید میں کذب (جھوٹ) سے منزہ ہے۔ ہمارے اصحاب (اہلسنت وجماعت) نے فرمایا ہے کہ کذب نقص کی صفت ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کی ذات میں محال ہے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

جناب قدس خداوندی جل سلطانه ازجمیع صفاتِ نقص و سمات قصور منزه ومبرا باید دانست یعنی جناب باری تعالیٰ جل سلطانہ کو

www.maktabah.org

تمام صفاتِ نقص اور قصور کی علامات سے منزہ ومبرا جاننا چاہئے۔

(مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ٦٤)

آپ ایک مقام پر یوں ارقام پذیر ہیں:

وایضاً خلف دروعید دررنگ خلف دروعدہ مستلزم کذب است ناشایانِ آنحضرت جل سلطانہ یعنی خلف وعید بھی خلف وعدہ کی مانند مستلزم کذب واجب تعالیٰ ہے جو اس تعالیٰ جل سلطانہ کے ہرگز شایانِ شان نہیں۔

(مکتوبات شریفہ)

مذکورہ بالا تصریحات سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ عیوب ونقائص اپنی خست ودناءت کی بنا پر یہ صلاحیت ہی نہیں رکھتے کہ وہ حق تعالیٰ کی مشیت وقدرت وارادہ کے متعلق ہوسکیں۔

قدرت کسبی

یہ قدرت بندوں کے ساتھ خاص ہے قدرت تخلیقی کی بناء پر حق تعالیٰ سبحانہ خالق اور قدرت کسبی کی بناء پر بندہ، کاسب کہلاتا ہے۔

واضح رہے کہ بندوں کی قدرت وارادہ دونوں حق تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور بندہ کی قدرت کسبی کی نسبت خیر وشر دونوں کی طرف برابر ہے۔ یہ معاملہ ہرگز نہیں کہ حق تعالیٰ نے قدرت شر ہی کو اس میں تخلیق فرمایا ہو اور قدرت خیر کو تخلیق نہ فرمایا ہو کہ وہ فعل شر پر مجبور ہو گیا ہو یہی حال ارادہ مخلوقہ کا ہے کہ خیر وشر کے معلوم ہو جانے کے بعد وہ خیر وشر دونوں سے کسی جہت کو ترجیح دے سکتا ہے۔ پس بندہ شرعاً شر کو شر جانتے ہوئے بھی شر کو ہی اختیار کرتا ہے حالانکہ اس کی نسبت قدرت خیر وشر دونوں کی طرف مساوی تھی یوں ہی بندہ کے لئے صحیح تھا کہ وہ حسب ارادہ مقدورین میں سے دوسرے کی بجائے

www.maktabah.org

کسی ایک کی تخصیص کرلیتا۔ قدرت کسبی اور ارادہ مخلوقہ کے لحاظ سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے بندوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ تو خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں جیسا کہ آیہ کریمہ وما ظلمھم اللّٰہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون سے واضح ہے۔ (معارف لدنیہ معرفت ۳۴ وغیرہا)

صفت ارادہ

یہ بھی حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کمالیہ ثمانیہ حقیقیہ میں سے ایک صفت ہے۔ ارادہ اور مشیت دونوں ایک ہی صفت کے نام ہیں۔ آیات کریمہ فعّال لما یرید اور وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰہ صفت ارادہ اور صفت مشیت پر دال ہیں۔

حضرت علامہ ابو الشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ ارادہ ومشیت کے متعلق علمائے اہلسنت و جماعت کا عقیدہ لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

علمائے اہل سنت و جماعت ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر وشر اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر، مشیت وارادہ اور علم وحکم سے ہوتے ہیں اور خیر وطاعت اللہ تعالیٰ کے امر ورضا سے ہوتے ہیں جبکہ شر ومعصیت میں اللہ تعالیٰ کا امر ورضا نہیں ہوتی، اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے ایک آواز سنی کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہوئے حاضر ہوئے اوران کے ساتھ کثیر تعداد میں لوگ تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری آوازیں بلند کیوں ہوئیں؟۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے کہ ہمارا ایک مسئلہ میں اختلاف ہوگیا ہے میں کہتا ہوں کہ خیر وشر سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حضرت عمر (رضی

www.maktabah.org

اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور شر بندوں کی طرف سے آپ ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم تمہارے درمیان ایسے ہی فیصلہ کریں گے جیسے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے درمیان فیصلہ کیا تھا اے عمر! سیدنا جبرائیل کا مؤقف تمہارے والا تھا...... اور اے ابوبکر سیدنا میکائیل کا قول تیرے قول کی مانند تھا۔ سیدنا جبرائیل نے کہا کہ ہمارا اس مسئلہ میں اختلاف ہوگیا ہے اور اہل زمین بھی اس میں اختلاف رکھتے ہیں حتی کہ سیدنا اسرافیل کو ان دونوں نے اپنا حکم (ثالث) بنالیا تو انہوں (اسرافیل علیہ السلام) نے لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ کی قضا کے مطابق دونوں کے درمیان فیصلہ کردیا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہوں نے فیصلہ تیرے قول کے مطابق کیا تھا ...... اے عمر (رضی اللہ عنہ) تیرے مؤقف کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تھا...... اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے تبت الی اللّٰہ میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (التمہید ۵۰)

حضرت علامہ فضل اللہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مشیت کے دو معنی بیان فرمائے ہیں:

مشیت محبت اور مشیت غیر محبت

مشیت محبت طاعت وایمان میں ہوتی ہے اور مشیت غیر محبت کفر وعصیان میں ہوتی ہے۔ (عقائد تورپشتی ۵۶ مطبوعہ مکتبہ الحقیقہ استنبول ترکی)

علمائے محققین اہل سنت فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ میں ارادہ کی دو قسمیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

ارادہ قدریہ کونیہ خلقیہ اور ارادہ دینیہ امریہ شرعیہ

www.maktabah.org

ارادہ قدریہ کونیہ خلقیہ

یہ مشیت (ارادہ) جمیع حوادث (موجودات) کو شامل ہے جیسا کہ آیہ کریمہ فمن یرداللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یردان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السماء (الانعام ۲۶) سے واضح ہے۔

ارادہ دینیہ امریہ شرعیہ

اس ارادہ میں حق تعالیٰ کی محبت ورضا متضمن ہوتی ہے جیسا کہ آیات کریمہ یریداللہ بکم الیسر ولا یریدبکم العسر (البقرہ۱۸۵) اور انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا (احزاب۳۳) سے عیاں ہے۔ (شرح فقہ اکبرلعلی قاری رحمہ اللہ الباری ۲۰)

(مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۶۷ ...... مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۸۳)

www.maktabah.org

مخصص ست پس قدرت مصحح فعل ست

جہت کو ایجاد کرنا ہے۔[۳] پس قدرت فعل کی تصحیح کرنے والی ہے

و ارادت مخصص آن و تکوین موجد

اور ارادہ اس فعل کی تخصیص کرنے والا ہے اور تکوین اسے ایجاد

آن پس از تکوین چارہ نبود مثل آن مثل

کرنے والی ہے۔ پس تکوین کو صفت مانے بغیر چارہ نہیں ہے اس کی مثال

استطاعت مع الفعل ست کہ علمائے اہل سنت آن را

استطاعت مع الفعل کی مانند ہے کہ علمائے اہل سنت اسے بندوں

در عباد اثبات کردہ اند و شك نیست کہ این

میں ثابت کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ یہ استطاعت

استطاعت بعد از ثبوت قدرت است بلکہ بعد از

ثبوت قدرت کے بعد ہے بلکہ تعلق ارادہ اور

تعلق ارادت وتحقق ایجاد مربوط باین استطاعت

تحقق ایجاد اسی استطاعت کے ساتھ مربوط

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ صفت قدرت مصحح فعل ہے اور صفت ارادہ مخصصِ فعل ہے اور صفت تکوین اس فعل کی موجد ہے تاکہ ایجاد موجودات کا اثبات ہو۔ یہ مسئلہ، مسئلہ استطاعت مع الفعل کی مانند ہے کیونکہ استطاعت مع الفعل حقیقتِ قدرت ہے کہ فعل اسی کے

www.maktabah.org

است بلکہ آن استطاعت موجب فعل ست وطرفِ

ہے بلکہ وہ استطاعت ہی فعل کی موجب ہے اور

ترك آنجا مفقود ست وحال صفت تكوين

ترک کی جہت وہاں مفقود ہے اور صفت تکوین کا حال

ہمیں ست كه ایجاد با او طریقِ ایجاب است

بھی یہی ہے کہ ایجاد اس کے ساتھ بطریق ایجاب ہے

اما این ایجاب درواجب تعالٰی ضرر نمیکند که

لیکن یہ ایجاب واجب تعالیٰ کو ضرر نہیں دے سکتا کیونکہ

ثبوت آن بعد از تحقق قدرت ست که بمعنی صحت

اس کا ثبوت تحققِ قدرت کے بعد ہوتا ہے جبکہ (قدرت)

فعل وترك ست وبعد از تخصیص ارادت بخلاف

کے معنی فعل اور ترک کی صحت ہے اور ارادہ کی تخصیص کے بعد (تکوین ہے)

آنچه حکمائے فلسفه گفته اندو شرطیه اولٰی را واجب

بخلاف اس کے جو حکمائے فلسفہ کہتے ہیں اور شرطیہ اولیٰ کو

ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ امام العقائد حضرت علامہ ابو حفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں:

والاستطاعة مع الفعل وهی حقیقة القدرة التی یکون بها الفعل (عقائد نسفی) سے واضح ہے۔

www.maktabah.org

الصدق گمان کرده اند وشرطیه ثانیه را ممتنع الصدق ونفی

واجب الصدق خیال کرتے ہیں اور شرطیہ ثانیہ کو ممتنع الصدق اور ارادہ

ارادت نموده اند صریح در ایجاب ست تعالیٰ اللہ سبحانہ

کی نفی کرتے ہیں جو ایجاب صریح ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ

عن ذالک علوا کبیرا وایجابے کہ بعد از تعلق ارادت

اس سے بہت برتر ہے اور وہ ایجاب جو تعلق ارادہ اور دو مقدوروں

وتخصیص احد المقدورین پیدا شود ومستلزم اختیارست

میں سے ایک کی تخصیص کے بعد پیدا ہو وہ اختیار کو مستلزم ہے

وموکد آن نہ نافی اختیار وکشف صاحب فتوحات نیز

اوراس کی تاکید کرنیوالا ہے نہ کہ اختیار کی نفی کرنیوالا اورصاحب فتوحات کا کشف بھی

موافقِ رائے حکما واقع شده است در قدرت شرطیہ

حکما کی رائے کے موافق واقع ہوا ہے کہ قدرت میں شرطیہ اولیٰ

اولیٰ را واجب الصدق میداند وثانی راممتنع الصدق

کو واجب الصدق جانتے ہیں اور ثانی کو ممتنع الصدق

حضرت امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ استطاعت کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

الاستطاعة ضربان احدهما الاستطاعة التی یوجد بها الفعل من نحو التوفیق الذی لایجوزان یوصف المخلوق به فهی مع

www.maktabah.org

واین قول بایجاب است ارادت بیکار می افتد که

اور یہ کہنا ایجاب ہے جس سے ارادہ بے کار ہو جاتا ہے

تخصیص احد المتساویین اینجا منتفی است واگر

کیونکہ متساوبین میں سے ایک کی تخصیص یہاں منتفی ہے اور اگر

الفعل واما الاستطاعة التی من جهة الصحة والوسع والتمکن وسلامة الات فهی قبل الفعل هو کما قال اللّٰه تعالیٰ لا یکلف الله نفساً الا وسعها (البقرہ۲۶)

یعنی استطاعت کی دو قسمیں ہیں ان میں سے پہلی استطاعۃ یہ ہے کہ جس کے ساتھ فعل پایا جاتا ہے جو از قبیل توفیق ہے۔ اس قسم کی استطاعۃ کے ساتھ مخلوق کو موصوف کرنا جائز نہیں یہ استطاعت مع الفعل ہے۔

اور دوسری استطاعۃ، صحت، وسعت، طاقت اور سلامتیٔ اعضاء وجوارح کے اعتبار سے ہے، یہ استطاعت قبل الفعل ہوتی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ لایکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا سے واضح ہے۔

صاحب مذاہب الاسلام نے اس مفہوم کی یوں وضاحت فرمائی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو

استطاعت کے دو معنی ہیں ایک قدرتِ حقیقی کو کہتے ہیں جو فعل کے موجود کر دینے کیلئے کافی ہوتی ہے دوسرے اسباب وآلات واعضاء کی صحت وسلامتی کا نام ہے اور تکلیف شرعی کا مدار دوسری قسم کی استطاعت پر ہے اسی لئے بچہ اور مجنون ایمان کے ساتھ مکلّف نہیں اور گونگا اقرار زبانی کے ساتھ مکلف نہیں اور مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے واسطے مکلّف نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے اعضاء صحیح وسالم نہیں اس لئے استطاعت ان میں مفقود ہے۔ (مذاہب الاسلام)

www.maktabah.org

درتکوین این معنی را اثبات کنند گنجائش دارد که

تکوین میں اس معنیٰ کو ثابت کریں تو گنجائش رکھتا ہے کیونکہ

از شائبہ ایجاب مبرّا ست این فرق تدقیقی ست

وہ ایجاب کے شائبہ سے پاک ہے[۴] یہ فرق بہت باریک ہے

کہ بہ بیان آن کم کسی سبقت کردہ است علمائے ماتریدیہ

کہ اس کے بیان کی سبقت کم ہی کسی نے کی ہے علمائے ماتریدیہ

ہر چند این صفت را اثبات کردہ اند اما باین حدت

اگرچہ اس صفت کا اثبات کرتے ہیں لیکن تیزی نظر کے ساتھ

نظر پے نبردہ اند اتباع سنت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا

اس کے درپے نہیں ہوئے روشن سنت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ

الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ درمیان سائر متکلمین ایشانرا باین

والسلام و التحیہ کی اتباع نے ان کو تمام متکلمین کے درمیان

معرفت ممتاز ساختہ است واین حقیر از خوشہ چینان این

اس معرفت سے ممتاز کر دیا ہے اور یہ حقیر انہی اکابر کے خوشہ چینوں میں

[۴] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ صفت تکوین کے متعلق علوم وحقائق اور معارف ودقائق جس مانع وجامع انداز کے ساتھ ہم نے بیان فرمائے ہیں وہ کسی نے بھی بیان نہیں فرمائے۔ گو صفت تکوین کا اثبات علمائے متکلمین ماتریدیہ نے ضرور فرمایا ہے لیکن دقت نظر اور باریک بینی کے

www.maktabah.org

اکابر ست ثبتنا اللّٰہ سبحانہ علی معتقداتھم الحقۃ بحرمۃ سید

سے ہے اللہ سبحانہ ہمیں ان کے معتقدات حقہ پر ثابت قدم رکھے

المرسلین علیہ وعلی الہ الصلوات والتسلیمات اتمھما واکملھا

سید المرسلین کے طفیل ان پر ان کی آل پر اتم اور اکمل صلوات وتسلیمات ہوں

ساتھ ہم نے اس کی تفصیلات اور اس پر ہونے والے اعتراضات واشکالات کا مدلل جواب تحریر فرمادیا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک

www.maktabah.org

مِنها-۴۲

رؤیت خداوند عزوجل درآخرت مرمومناں راحق است

آخرت میں خداوند عز و جل کا دیدار مومنوں کے ساتھ خاص ہونا

ایں مسئلہ است کہ غیر ازاہل سنت و جماعت ہیچ

حق ہے [1] یہ کہ اہل سنت و جماعت کے علاوہ اسلامی

کس از فرق اسلامیین وحکمائے فلاسفہ بجواز آں قائل

فرقوں اور حکمائے فلاسفہ میں سے کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں

نیست باعث انکار ایشاں قیاس غائب است برشاہد

ہے ان کے انکار کا باعث غائب کو حاضر پر قیاس کرنا ہے

وآں فاسدست مرئی ہر گاہ بیچون وبیچگون باشد رؤیتے

اور یہ فاسد ہے دکھائی دینے والی ہستی جب کہ بے چو ن و بے چگون ہوگی

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رؤیت باری تعالیٰ جل سلطانہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔حق تعالیٰ جل سلطانہ کی رؤیت ودیدار اگرچہ عالم دنیا میں ممکن ہے ورنہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام دیدار کا مطالبہ نہ کرتے جیسا کہ آیہ کریمہ رب ارنی سے عیاں ہے مگر بچشم سر عالم دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار واقع نہیں ہے کیونکہ عالم دنیا اور چشم دنیا عدم سے تخلیق شدہ اور فنا پذیر ہونے کی بنا پر اس دولت قصویٰ

www.maktabah.org

کـه بـاوتـعلق گیرد نیز بے چون خواہد بود ایمان باوباید

جو دیدار اس کے متعلق ہو گا وہ بھی بے چون ہو گا اس پر ایمان لانا چاہئے

آورد و اشتغـال بـکـیفیت اونباید کرد ایں سر را امروز

اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہونا چاہئے اس راز کو آج

بـرخـواص اولیاء ظاہر ساختہ اند ہرچند رؤیت نیست

خواص اولیاء پر ظاہر کیا گیا ہے اگرچہ دیدار (حق) نہیں ہے

امابے رؤیت نیست **کانک تراہ** فـردا ہمہ موسنان حق

لیکن بے رؤیت بھی نہیں ہے گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے کل تمام مومن حق

سبـحانہ وتعالیٰ را خواہند دید بچشم سر اما ہیچ درك

سبحانہ و تعالیٰ کو بچشم سر دیکھیں گے لیکن انہیں کوئی ادراک نہیں

نـخواہند کرد **لا تـدر که الابصار** دو چیز خواہند دریافت

ہو گا نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکیں گی۔ دو چیزیں دریافت

علم یقینی بآنکہ سی بینند والتذاذ یکہ مترتب بررؤیت

کرینگے علم یقینی کہ اسے دیکھ رہے ہیں اور لذت کہ جو رؤیت پر مترتب

کی استعداد وصلاحیت ہی نہیں رکھتے ...... جبکہ عالم آخرت میں مومنین حیات ابدی اور بقائے سرمدی سے سرفراز ہونگے فلہٰذا چشم آخرت، شیونات ذاتیہ کا اثر رکھے گی اس لئے عالم آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ بھی بے چون ہی ہوگی البتہ چشم سراسکا ادراک نہیں کر سکے گی جیسا کہ آیہ کریمہ لا تـدر کـہ الابـصـار سے عیاں ہے۔لیکن یہ امر

www.maktabah.org

است غیر ایں دو چیز از لوازم رؤیت ہمه مفقود ست

ہوتی ہے سوائے ان دو چیزوں کے جتنے دیدار کے لوازمات ہیں

ایں مسئله از اغمض مسائل کلام است طور عقل در

سب مفقود ہونگے یہ مسئلہ علم کلام کا سب سے دقیق مسئلہ ہے عقل کی

اثبات وتصویر آں عاجز است متابعان انبیاء از علماء و

رسائی اس کے ثابت کرنے اور صورت کشی سے عاجز ہے انبیائے کرام کی

صوفیه آں را بنور فراست که مقتبس از انوار نبوت ست

متابعت کرنے والے علماء اور صوفیاء نے اسے نور فراست جو کہ انوار نبوت سے اقتباس

دریافته اند وہمچنیں مسائل دیگر از علم کلام که عقل

شدہ ہے سے دریافت کیا ہے ایسے ہی علم کلام کے دوسرے مسائل کہ عقل

متحضر رہے کہ صالحین کو حق تعالیٰ کا دیدار محشر میں لطف وجلال کی صفت کے ساتھ بطور امتحان ہوگا اور جنت میں دیدار بطور انعام ہوگا۔

محدث کبیر حضرت علامہ علی قاری احراری قدس سرہُ العزیز رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق یوں رقمطراز ہیں

واللّٰہ تعالی یری فی الآخرۃ ویراہ المؤمنون وھم فی الجنۃ باعیُن رؤوسھم بلا تشبیھہ ولا کیفیۃ ولا کمیۃٍ ولا یکون بینہ وبین خلقہ مسافۃ (شرح فقہ اکبر ۸۳) یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا اور مؤمنین سر کی آنکھوں کے ساتھ بغیر تشبیہ وکیفیت وکمیت کے اسے جنت میں دیکھیں گے اور حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان کوئی مسافت وفاصلہ نہیں ہوگا۔

(مزید تفصیلات سعادت العباد جلد اول منہا نمبر ۹ میں ملاحظہ ہوں)

www.maktabah.org

در اثبات آنہا عاجز ومتحیّر است علمائے اہل سنت را
جس کے ثابت کرنے میں عاجز اور متحیر ہے علمائے اہل سنت کو
نور فراست ست فقط وصوفیه راهم نور فراست وهم
صرف نور فراست ہے اور صوفیہ کو نور فراست بھی حاصل ہے اور
کشف وشهود وفرق درمیان کشف وفراست همچون
کشف وشہود بھی۔ اور کشف و فراست کے درمیان فرق وہی ہے جو بدیہی اور
فرق درمیان حدسیات وحسیات است فراست نظریات
حسیات کے درمیان فرق ہے۔ فراست ، نظریات کو بدیہیات
را حدسیات میسازد و کشف حسیات ومسائلے که اهل
بنا دیتی ہے اور کشف ، حسیات [2] اور ایسے مسائل اہل سنت

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کشف اور فراست کے درمیان امتیاز و فرق بیان فرمارہے ہیں کہ جیسے حدسیات اور حسیات میں فرق ہے ایسے ہی کشف اور فراست میں فرق ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز چونکہ ارباب علم وبصیرت اوراصحاب کشف وفراست میں سے ہیں اس لئے جن عقائد ونظریات کو اہل علم بذریعہ استدلال ثابت کرتے ہیں ،آپ پر ان اشیاء کے حقائق ومعارف بذریعہ الہام و فراست آشکارا ہو جاتے ہیں۔ یوں آپ کا کشف صحیح اور الہام صریح کتاب وسنت سے ثابت شدہ علوم وعقائد کی تائید وتوثیق فرمادیتا ہے۔ والحمد للہ علی ذالك

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کشف اور فراست کی قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تا کہ فہم مسئلہ میں سہولت رہے۔ و باللہ التوفیق

www.maktabah.org

سنت بآنہا قائل اند ومخالفان ایشاں کہ التزام طور

جن کے قائل ہیں اور ان کے مخالفین طریقہ عقل کا التزام

عقل نمودہ اند از آنہا منکراند ہمہ ازاں قبیل اند کہ

کرتے ہیں ان (مسائل) کے منکر ہیں سب اسی قبیل سے ہیں

بنورفراست معلوم گشتہ اند وبکشف صحیح مشہود

جو نور فراست سے معلوم ہوئے ہیں اور کشف صحیح سے مشہود

فاضل اجل حضرت علامہ سید شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کشف کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

الکشف:فی اللغۃ رفع الحجاب وفی الاصطلاح ھوالا طلاع علی ماوراء الحجاب من المعانی الغیبیۃ والامور الحقیقیۃ وجوداً وشھوداً یعنی لغت عرب میں کشف کا معنی حجاب کا اٹھنا اور اصطلاح میں ماورائے حجاب معانی غیبیہ اور امور حقیقیہ پر وجوداً اور شہوداً آگاہ ہونے کو کشف کہا جاتا ہے۔

(کتاب التعریفات ۸۰)

کشف ایسا نور ہے کہ جس کی بدولت عرفائے کاملین پر حقائق اشیاء منکشف ہوتی ہے جن کے ذریعے وہ غلط وصحیح اور حق وباطل کے درمیان فرق محسوس کرنے لگتے ہیں۔ قرآن مجید میں اسے فرقان فرمایا گیا ہے جس کا حصول تقویٰ پر منحصر ہے جیسا کہ آیہ کریمہ یاایھاالذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً (انفال ۲۹) سے واضح ہے۔

الفراسۃ

حضرت شیخ جرجانی قدس سرہٗ العزیز فراست کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

www.maktabah.org

فی اصطلاح اهل الحقیقة هی مکاشفة الیقین و معاینة الغیب یعنی اہل حقیقت کی اصطلاح میں یقین کے مکاشفہ اور غیب کے معاینہ کو فراست کہا جاتا ہے۔

(کتاب التعریفات ۷۱)

اصطلاح فراست، کتاب و سنت سے ماخوذ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله سے واضح ہے۔ اہل فراست کو قرآن مجید میں متوسمین کہا گیا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ہے...... ان ذالک لآیات للمتوسمین (الحجر ۷۵)(قال رسول صلی الله علیه و سلم انه قال للمتفرسین)

محدث کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری احراری رحمۃ اللہ علیہ نے فراست کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔

۱......فراست ایمانیہ ۲......فراست ریاضیہ ۳......فراست خلقیہ

فراست ایمانیہ

اس کا سبب نور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ جل سلطانہ بندۂ مومن کے قلب میں ڈال دیتا ہے۔ یہ فراست قوت ایمان کے حساب سے ہوتی ہے جس کا ایمان جتنا قوی ہوگا اتنی ہی اس کی فراست تیز ہوگی۔

فراست ریاضیہ

یہ فراست فاقہ کشی، احیائے لیالی اور خلوت گزینی سے حاصل ہوتی ہے۔ جب نفس، خلائق کے عوائق اور علائق سے مجرد ہو جاتا ہے تو اسے فراست نصیب ہوتی ہے اور کشف، نفس کے تجرد کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ یہ فراست مؤمن اور کافر کے درمیان مشترک ہوتی ہے جو نہ تو ایمان پر دلالت کرتی ہے اور نہ ہی ولایت پر۔

www.maktabah.org

فراست خلقیہ

یہ فراست طبیبوں، کاہنوں اور دست شناسوں کے ہاں معروف ومتعارف ہے جس لئے وہ ظاہری شکل وشباہت کے ذریعے اخلاق وعادات کا اندازہ وقیافہ لگا لیتے ہیں جیسے کسی شخص کے چھوٹے سر سے اس کی کم عقلی کا اندازہ لگالیا جائے۔

(شرح فقہ اکبر ۸۰)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے فراست کی دو قسمیں تحریر فرمائی ہیں جو بتغییر یسیر پیش خدمت ہیں

ا......اہل معرفت کی فراست ۲......اہل ریاضت کی فراست

اہل معرفت کی فراست

اس فراست کا تعلق حق تعالیٰ جل سلطانہ کی ذات وصفات وافعال کے ساتھ ہے۔ اسی معرفت کی بدولت اہل اللہ سالکین کی باطنی استعداد بھانپ لیتے اور حریم قدس جل سلطانہ کے واصلین کو پہچان لیتے ہیں۔حق تعالیٰ نے محض ان کی حمایت اور اپنی غیرت کی وجہ سے انہیں ماسوا سے جدا کر کے اپنے ساتھ مشغول کرلیا ہے تا کہ وہ ملاحظۂ مخلوق سے محفوظ رہیں۔اگراس قسم کے عرفائے کاملین احوال مخلوقات کے درپے ہوجائیں تو ان سے بارگاہ قدس جل سلطانہ کی حضوری کی صلاحیت ختم ہوجائے۔

اہل ریاضت کی فراست

اس فراست کا تعلق کائنات کے ساتھ ہے جو مخلوقات کی شکلوں وصورتوں اور احوال ومغیبات کے کشف کے ساتھ مخصوص ہے۔اس قسم کے لوگ محض ماسوی اللہ کے ساتھ مشغولیت پر ہی قانع ہیں اور عامۃ الناس کے نزدیک یہی کمال ہے۔

(ماخوذ از مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۹۲)

www.maktabah.org

شده اگر دربیان آں مسائل ایضاحے نمودہ آید مقصود

ہوئے ہیں اگر ان مسائل کے بیان میں کوئی وضاحت کی جائے تو اس سے مقصود

ازاں تصویر وتنبیہ است نہ اثبات آنہا بنظر ودلیل

تصویر کشی اور تنبیہ ہے نہ کہ انکا اثبات غور و فکر و دلیل کے ساتھ

چہ نظر عقل دراثبات وتصویر آنہا کورست عجب از

کیونکہ عقل کی غور وفکر ان کے اثبات اور تصویر کشی میں اندھی ہے۔ تعجب ہے

علمائے کہ دریں مسائل خود را در مقام استدلال مے

ان علماء پر جو ان مسائل میں خود کو مقام استدلال میں

آرند ومی خواہند کہ بدلائل اثبات کنند وبرمخالفاں

لاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دلائل کے ساتھ (مسائل کا) اثبات کریں[3] اور مخالفین

[3] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ان علماء پر اظہار تعجب فرمارہے ہیں جو عقائد قطعیہ کو مناظرانہ انداز میں بذریعہ استدلال ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان مسائل وعقائد کی تفہیم محض نور فراست اور کشف صحیح سے ہی ممکن ہے جو انوار مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور بندۂ مومن کے ذمہ فقط ان مسائل وعقائد کی دعوت وتبلیغ ہی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وما علینا الا البلاغ المبین اورارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات بلّغوا عنی ولو اٰیۃ سے واضح ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مناظرہ کے متعلق قدرے تفصیلات تحریر کردی جائیں تاکہ فہم مسئلہ میں سہولت رہے۔ و باللّٰہ التوفیق

فاضل اجل حضرت علامہ شریف جرجانی قدس سرہٗ العزیز مناظرہ کی تعریف

www.maktabah.org

حجت تمام کنند این میسر نمی شود وباتمام نیز نمی

پر حجت تمام کر دیں ایسا میسر نہیں ہو سکتا

رسد مخالفان خیال می کنند که مسائل ایشاں نیز

مخالفین سمجھتے ہیں کہ ان کے مسائل بھی ان کے

دررنگ استدلالات ایشاں مزیف وناتمام اند مثلاً علمائے

استدلات کی طرح ضعیف اور نامکمل ہیں مثلاً علمائے

کرتے ہوئے رقمطراز ہیں المناظرة لغة من النظير او من النظر بالبصيرة واصطلاحاهی النظر بالبصيرة من الجانبين فی النسبة بين الشيئين اظهارا للصواب یعنی لغت میں مناظرہ یاتو ''نظیر'' سے مشتق ہے یانظر بالبصیرہ سے ماخوذ ہے اور اصطلاح علماء میں اظہار حق وصواب کی خاطر دومد مقابل جانبین کا دو چیزوں کے مابین نسبت کے متعلق متوجہ ہونا مناظرہ کہلاتا ہے۔(کتاب التعریفات ۱۰۲)

کتاب وسنت کی روشنی میں علمائے کرام نے مناظرہ کی دوقسمیں بیان فرمائی ہیں

مناظرہ مذموم اور مناظرہ محمود

حضرت علامہ فقیہہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جدل و مناظرہ اور باہمی علمی مقابلہ جو اظہار حق کیلئے نہ ہو یا اظہار حق کے لئے ہو اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے مکروہ گردانتے ہیں جیسا کہ آیات کریمہ ماضربوہ ل ك الاجدلا بل هم قوم خصمون (انہوں نے یہ بات آپ سے جھگڑے کے لئے کی یہ جھگڑالوؤں کی قوم ہے۔ زخرف ۵۸) اور کان الانسان اکثر شئی جدلا (انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو ہے۔ کہف ۵۴) سے واضح ہے اسے ہی مناظرہ مذموم کہتے ہیں جبکہ بعض علماء کا موقف ہے کہ اظہار حق کے لئے مناظرہ جائز ہے جیسا کہ آیہ

www.maktabah.org

اہل سنت استطاعت مع الفعل اثبات کردہ اند ایں

اہل سنت استطاعت مع الفعل کا اثبات کرتے ہیں۔ یہ

مسئلہ از مسائل حقہ است کہ بنور فراست و کشف

مسئلہ حق مسائل میں سے ہے جو نور فراست اور کشف

صحیح معلوم گشتہ است اما دلائل کہ بر اثبات او

صحیح سے معلوم ہوا ہے لیکن دلائل جو اس کے اثبات پر لائے ہیں ضعیف

آوردہ اند مزیف وناتمام است اقوائے ادلہ ایشاں

اور ناتمام ہیں ان کی قوی ترین دلیل اس مسئلہ کے

کریمہ وجادلھم بالتی ھی احسن سے عیاں ہے اسی کومناظرہ محمود کہا گیا ہے۔

مناظرہ مذموم

اس مناظرہ میں مناظر، دوران جدل وبحث بسا اوقات ایسے نازیبا الفاظ و کلمات اپنی زبان سے صادر کر بیٹھتا ہے جو اسلاف واخلاف کی شان میں دریدہ ذہنی اور بے ادبی پر دال ہوتے ہیں بس یہی الفاظ حرماں نصیبی، قلبی موت اور شقاوت کا موجب ہوتے ہیں نیز اس قسم کا مناظر، حسد وحقد، باہمی عداوت وکدورت، عجب وخود پسندی اور تکبر وریا کاری وغیرہ ایسی متعدد اخلاقی وروحانی امراض کا شکار ہو جاتا ہے جو خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے جس کا ازالہ کسی شیخ کامل ومکمل کے روحانی تصرفات اور باطنی توجہات سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ اس قسم کے مناظرہ کے مضرات وآفات ومہلکات کا اندازہ درجذیل فرمودات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

www.maktabah.org

بـر اثبـات آں مسئله عدم بقائے اعراض است در دو زمان
اثبات میں دو زمانوں کے اندر اعراض کا عدم بقا ہے
چه اگر عرض باقی باشد لازم آید قیام عرض بعرض وآں
کیونکہ اگر عرض باقی ہو تو لازم آئے گا عرض کا عرض کے
محال ست وچوں ایں دلیل را مخالفان مزیف وناتمام
ساتھ قیام اور یہ محال ہے اور جب اس دلیل کو مخالفین نے ضعیف اور
دانسته اند یقین کرده اند که آں مسئله نیز ناتمام است
ادھورا جانا تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ مسئلہ بھی ادھورا ہے وہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ابغض الخلق الی اللّٰه تعالٰی الالد الخصم یعنی حق تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق وہ شخص ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہے۔ (مسند امام احمد ٦/ ٥٥)

ایک مقام پر یوں ارشاد گرامی ہے:

انکم فی زمان الھمتم فیه العمل وسیاتی قوم یلھمون الجدل یعنی تم ایسے زمانے میں ہو جس میں تمہیں عمل کا الہام ہوا عنقریب ایسی قوم آئے گی کہ جن کے دلوں میں جدل ومناظرے کا شوق ڈال دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم جلد اول)

ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے:

ھلك المتنطعون ھلك المتنطعون ھلك المتنطعون یعنی جو لوگ مناظرہ بازی میں زیادہ پڑ گئے وہ ہلاک ہو گئے۔ (مسلم ٢/ ٣٣٩)

www.maktabah.org

ندانسته اند که مقتدائے ایشاں دریں مسئله و درامثال این

نہیں جانتے کہ ان کا مقتداء اس مسئلہ میں اور اس قسم کی اور مثالوں

مسئله نور فراست ست که مقتبس از انوار نبوت ست

میں نور فراست ہے جو انوار نبوت سے مقتبس ہے لیکن

اما ایں تقصیر ماست که حدسی وبدیہی رادر نظر

یہ قصور ہمارا ہے کہ ہم حدسی اور بدیہی کو مخالفین کی نظر

مخالفاں نظری میسازیم وتکلفات دراثبات آں می کوشیم

میں نظری بناتے ہیں اور تکلفات کے ساتھ ان کے اثبات میں

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

دع المراء ولو کنت محق یعنی بحث و جھگڑا چھوڑ دو اگرچہ تم حق پر ہی کیوں نہ ہو۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لا یجداحدکم حقیقة الایمان حتی یدع المراء وهو محق الا ان المراء یؤادی الی العداوة بین المسلمین حرام یعنی تم میں سے کوئی شخص بھی ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ جھگڑا نہ چھوڑ دے کیونکہ جھگڑا مسلمانوں کے درمیان عداوت کو فروغ دیتا ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ترك المراء وهو مبطل بنى الله له بيتاً فى ربص الجنة و من ترك المراء وهو محق بنى الله له بيتاً فى اعلى یعنی جو شخص باطل کے لئے

www.maktabah.org

غایة مافی الباب حدسی وبدیہی مابر مخالفاں حجت

کوشش کرتے ہیں ماحصل اس کا یہ ہے کہ ہماری حدسی اور بدیہی مخالفین

نیست گونباشد غیر از اعلام وتبلیغ برمالا زم نساخته

پر حجت نہیں ہے تو نہ ہو ہم پر سوائے اطلاع دینے اور تبلیغ کرنے کے کچھ

اند، ہر کہ حسن نشائے مسلمانی دارد بے اختیار قبول

لازم نہیں کیا گیا جو شخص مسلمانی کی حسن عقیدت رکھتا ہے وہ بے اختیار قبول

خواہد کرد وہر کہ بے نصیب ست غیر از انکار نخواہد

کرے گا اور جو شخص بے نصیب ہے سوائے انکار کے کوئی شئی نہیں

افزود ودرمیان علمائے اہل سنت طریق اصحاب شیخ

بڑھے گی اور علمائے اہل سنت میں شیخ الاسلام شیخ

جھگڑا چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے ایک کونے میں گھر بناتا ہے اور جو شخص حق پر ہونے کے باوجود بھی جھگڑا نہیں کرتا اس کیلئے اللہ سب سے اوپر والی جنت میں گھر بناتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۳۱)

مناظرہ محمود

اس مناظرہ میں مناظر نہایت محتاط انداز میں بسلامتی ہوش وحواس مناظرہ کے جملہ آداب وشرائط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے محض اظہار حق کی خاطر اپنے مدمقابل سے سنجیدہ طریقے سے گفتگو کرتا ہے اور اپنا مؤقف نہایت مؤثر انداز میں مدمقابل کے قلب ونظر میں جاگزیں کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ مدمقابل لاجواب اور مبہوت ہوکر

www.maktabah.org

اس مؤقف کو ماننے پر مجبور ہو جائے۔

جیسا کہ انبیائے کرام اور علمائے راسخین نے احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر منکرین سے مناظرے ومجادلے کئے ہیں تاکہ سادہ لوح لوگ ان کے گمراہ کن عقائد و نظریات سے محفوظ ہو جائیں جیسا کہ آیہ کریمہ الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربه سے عیاں ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے بھی ایک مجلس میں ابوالفضل اور فیضی جیسے فاسد نظریات کے حاملین کو مضبوط ومسکت دلائل دے کر لاجواب کر دیا تھا۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم جلد اول میں طلب حق کی خاطر مناظرہ کی آٹھ شرائط بیان فرمائی ہیں جو وہاں ملاحظہ کی جا سکتیں ہیں۔

www.maktabah.org

الاسلام شیخ ابومنصور ماتریدی چه زیبا است که

ابومنصور ماتریدی کے اصحاب کا طریقہ کتنا زیبا ہے [۴] کہ وہ

اقتصار برمقاصد فرموده اند واعراض از تدقیقات فلسفیه

مقاصد پر اقتصار فرماتے ہیں اور فلسفیانہ باریک بینیوں سے اعراض کرتے ہیں

نموده طریق نظر واستدلال بطریق فلسفی درمیان علمائے

فلسفی انداز پر نظر و استدلال کا طریقہ علمائے اہل سنت

اہل سنت وجماعت از شیخ ابوالحسن اشعری ناشی

و جماعت میں شیخ ابوالحسن اشعری سے شروع

شده است و خواسته که معتقدات اہلسنت را با

ہوا ہے اور چاہا کہ اعتقادات اہل سنت کو فلسفی

[۴] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ماتریدیہ اور اشاعرہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں علم الکلام کی قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ معلومات میں مزید اضافہ ہو۔ و باللّٰہ التوفیق

دین اسلام ایک عالمگیر، پہلودار اور مکمل ضابطہ حیات ہے جو بنیادی طور پر چار عنوانات پر مشتمل ہے۔

۱......عقائد وایمانیات ۲......اعمال وعبادات

۳......معاشرت ومعاملات ۴......اخلاقیات وسیاسیات وغیرہا

ان چاروں عنوانات میں سے اول درجہ عقائد کا ہے۔عقائد، عقیدہ کی جمع ہے اور عقیدہ، عقد سے مشتق ہے۔عقد کا معنی ہے باندھنا اور گرہ لگانا یعنی چند بنیادی حقائق

www.maktabah.org

کے متعلق یقین اور تصدیق قلبی کو اس طرح پختہ کرنا اور خیالات کو مستحکم و مضبوط بنانا جس طرح گرہ باندھی جاتی ہے اسی کا نام عقیدہ اور ایمان ہے۔ عقیدہ کی جمع عقائد ہے اور عقائد اسلامیہ کے مسائل کو فقہ اکبر اور علم الکلام کہا جاتا ہے اور فقہ کے مسائل احکام اجتہادیہ کو فقہ اصغر کہا جاتا ہے۔

چونکہ دین اسلام ہر قسم کے افراط وتفریط سے پاک مذہب ہے اس لئے عقائد اسلامیہ میں بھی کسی قسم کی افراط وتفریط اور زیادتی وکمی نہیں پائی جاتی۔ اہل سنت و جماعت جو دین اسلام کی سب سے بڑی وحدت اور مسلمانوں کی واضح اکثریت کا نام ہے کے عقائد بھی ہر قسم کے افراط وتفریط اور حشو وزوائد سے پاک اور اعتدال پر ہیں کیونکہ اعتدال میں ہی خیریت ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات خیر الامور اوسطھاسے عیاں ہے۔ صاحب نورالانوار رقمطراز ہیں فانه متوسطة بين الجبر والقدر بين الرفض والخروج بين التشبيه والتعطيل الذى فى وغيرها وعلى طريق سلوك جامع بين المحبة والعقل فلا يكون عشقا محضا مفضيا الى الجذب ولا عقلاً صرفا موصلاالى الالحاد والفلسفة نعوذ بالله منه یعنی بے شک عقائد اہل سنت، جبریہ اور قدریہ، رافضیہ اور خارجیہ، تشبیہ و تعطیل کے درمیان متوسط ہیں جو ان کے علاوہ ہیں۔ ایسے ہی عقائد اہل سنت محبت اور عقل کے درمیان جامع ہیں جو نہ تو محض عشق ہی ہیں کہ انسان کو کیفیت جذب تک پہنچا دیں اور نہ ہی صرف عقل پر انکا مدار ہے کہ جو انسان کو الحاد وفلسفہ (کفر) تک پہنچا دیں، ہم اس قسم کے فاسد عقائد سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

عقائد اسلامیہ کو علم عقائد اور علم کلام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ علم، جمیع علوم کی اصل ہے۔ علم کلام وہ علم ہے جس کے حاصل کرنے سے بندۂ مؤمن عقائد دینیہ، دلائل کے ذریعے اثبات کر کے اور مخالفین کے ایرادات واعتراضات کے جوابات پر قادر

www.maktabah.org

ہوجاتا ہے۔جس طرح مسائل فرعیہ عملیہ میں اہل سنت و جماعت کے چار امام ہیں حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اسی طرح اہلسنت میں علم الکلام کے تین امام ہیں۔

۱......علم الہدیٰ امام ابومنصور ماتریدی

۲......امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری

۳......امام المحدثین امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم۔

حضرات مالکیہ اور شوافع ،عقائد میں امام ابوالحسن اشعری کے پیروکار ہیں اس لئے انہیں اشعریہ یا اشاعرہ کہا جاتا ہے۔حضرات حنبلیہ عقائد میں امام احمد بن حنبل کو اپنا راہنما تسلیم کرتے ہیں اس لئے انہیں حنابلہ کہا جاتا ہے فرقہ ظاہریہ اور جمہور اہل حدیث بھی عقائد میں اپنے آپ کو حنبلی کہلواتے ہیں (بغیۃ الرائد) جبکہ جمہور احناف عقائد وکلام میں شیخ الاسلام حضرت شیخ ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے تابع ہیں اس لئے وہ اپنے آپ کو ماتریدی کہلواتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابومنصور ماتریدی کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمود حنفی ہے اور آپ کی کنیت ابومنصور ہے۔آپ میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ انصاری لکھا جاتا ہے۔آپ تین واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید ہیں۔آپ ماوراء النہر کے علاقہ سمرقند کے ایک محلّہ ماترید میں تیسری صدی ہجری کے نصف میں متولد ہوئے۔

محدث کبیر حضرت ملا علی قاری اچراری قدس سرہُ العزیز ایک حدیث پاک جس میں لفظ منصور مذکور ہے کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وقیل المراد بہ ابو

www.maktabah.org

منصور الماتريدى وهو امام الجليل مشهور وعليه مراد اصول الحنفية فى العقائد (مرقات شرح مشکوٰۃ ۱۰/۱۸۰)

آپ نے فقہ حنفی اور علم الکلام کے حصول تعلیم کیلئے حضرت علامہ نصر بن یحییٰ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

حضرت علامہ ابوزہرہ مصری مرحوم آپ کے متعلق رقمطراز ہیں:

''ہماری رائے ہے کہ جن جوہری مسائل میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی ان میں ماتریدیہ کا نقطہ نگاہ عقل ونقل کا حسین مرکب نظر آتا ہے''۔

یہی علامہ مصری تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوست علامہ کوثری مرحوم اشارات المرام کے مقدمہ میں یوں لکھتے ہیں

''بلاد ماوراء النہر بدعات کی آلودگی سے پاک تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ دلوں پر بلا شرکت غیرے حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کا سکہ جاری تھا۔ احادیث وآثار کا یہ سلسلہ سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا تا آنکہ ماوراء النہر کے امام السنۃ ابومنصور ماتریدی جن کو امام الہدیٰ کے لقب سے پکارا جاتا ہے، وہ منظر عام پر آئے۔ انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مسائل ودلائل کی تحقیق وتدقیق کی نذر کردیا اور اپنی گراں بہا تصانیف میں عقل ومذہب دونوں کو پیش نظر رکھا۔ (اسلامی مذاہب)

آپ علوم ظاہریہ اور معارف باطنیہ کے بہت بڑے ماہر تھے جن موضوعات کے درس ومطالعہ میں منہمک رہ چکے تھے ان میں آپ نے اکیس سے زائد بڑی قابل قدر کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے کتاب تاویل القرآن، کتاب مآخذ الشرائع، کتاب المقالات فی الکلام، کتاب التوحید، کتاب فی اصول الدین کے علاوہ آپ نے فرق ضالہ معتزلہ، روافض اور قرامطہ وغیرہا کی تردید میں کتابیں تحریر فرمائیں جن میں کتاب التوحید اور تاویلات اہل سنت جلد اول ہی شائع ہوکر منظر عام پر آئی ہیں۔

www.maktabah.org

علمائے ماتریدیہ حنفیہ میں آپ کا مقام ومرتبہ وہی ہے جو شوافع میں امام باقلانی کا ہے۔ حضرت علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمات دینیہ کے پیش نظر آپ کو حامی سنت، ماحی بدعت اور محی شریعت جیسے القابات سے نوازا ہے جیسا کہ آپ کی کنیت ابومنصور اس امر پر دال ہے۔ آپ شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہوئے ہیں آپ کا وصال مبارک ۳۳۳ھ میں سمرقند میں ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

www.maktabah.org

باستدلال فلسفی تمام سازد و این دشوار است و دلیر

استدلال کے ذریعے مکمل کردیں ۵ اور یہ دشوار ہے اور دلیر بنانا ہے

ساختن است مر مخالفان را بر طعن اکابر دین و گذاشتن

مخالفین کو اکابر دین پر طعن کے لئے اور چھوڑنا ہے

است طریق سلف را **ثبتنا اللّٰہ سبحانہ علٰی متابعة اراء اهل**

طریق سلف کو اللہ سبحانہ ہمیں ثابت قدم رکھے اہل حق کی آراء کی متابعت پر

الحق المقتبسة من انوار النبوة علٰی صاحبها الصلوات والتسلیمات

جو انوار نبوت سے مقتبس ہیں صاحب نبوت پر اتم اور اکمل

اتمها واکملها.

صلوات وتسلیمات ہوں۔

۵ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز علمائے اشعریہ کے فلسفیانہ نظر و استدلال پر نقد و نظر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ

علمائے اشعریہ نے اہل سنت و جماعت کے عقائد کو (جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں) فلسفیانہ استدلال سے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے منکرین اور معترضین نے ان کے فلسفیانہ استدلالات کو علوم فلاسفہ کے ذریعے ہی توڑنا شروع کردیا جس سے کتاب وسنت سے اخذ شدہ اعتقادات ازخود اس زد میں آ گئے۔ مزید برآں مخالفین نے اکابر دین پر بھی زبان طعن وملامت دراز کرنا شروع کردی جنہوں نے نورفراست کی بنا پر ان عقائد کو کتاب وسنت سے مستنبط و مستخرج فرمایا تھا۔ یوں اسلاف کرام پر حرف گیری اور تنقید سے ان کے متعلق عقیدت واحترام کے جذبات مجروح ہوتے چلے گئے

www.maktabah.org

جس کی وجہ سے ان پر سے مسلمانوں کا اعتقاد اٹھتا گیا۔ یوں ان علمائے راسخین اور اکابر دین سے مسلمانوں کے برگشتہ ہونے کا دروازہ کھلتا گیا یہاں تک کہ مادر پدر آزاد لوگوں کی طرح ہر کسی نے اپنے عقائد و نظریات فاسدہ کا مبنی، کتاب وسنت کو قرار دے لیا...... یوں لوگ اسلاف کرام سے بداعتقادی کی بناء پر بدعقیدہ اور گمراہ ہوتے چلے گئے اور مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے جبکہ علمائے ماتریدیہ نے صرف مقاصد کو بیان فرمایا ہے فلسفیانہ باریک بینیوں اور علمی موشگافیوں میں نہیں الجھے، اس لئے حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے نزدیک علمائے ماتریدیہ کا مؤقف ہی اسلم ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن اشعری کا مختصر تعارف

آپ کا اسم گرامی شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔آپ صحابی رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں اور اشعر ملک یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے، آپ ۲۶۰ھ یا ۲۷۰ھ کو بصرہ میں متولد ہوئے۔

آپ ابوعلی جبائی معتزلی کے شاگردوں میں سے ہیں، مذہب اعتزال میں نہایت متعصب تھے چالیس سال تک فرقہ معتزلہ کے سرگرم رکن رہے یہاں تک کہ معتزلہ کے مقتداء مانے گئے۔ایک مرتبہ اپنے استاد ابوعلی جبائی کے ساتھ مباحثہ ہوا جس میں آپ نے اپنے استاد کو لاجواب اور مبہوت کردیا اور فرقہ معتزلہ کو خیرباد کہہ کر معتزلہ کی تردید وابطال میں مشغول ہوگئے۔ بعدہٗ فقہ شافعی کی حدود میں رہ کر آپ نے دینی مسائل کو فلسفیانہ استدلال کے ساتھ مستحکم کیا یوں آپ گروہ اشاعرہ کے بانی اور علم کلام کے موجد قرار پائے اور تقریباً تین سو کتابیں تحریر فرمائیں۔آپ کے ماننے والوں میں امام باقلانی، امام جوینی، امام اسفرائنی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہم کا نام سرفہرست ہے مگر علامہ ابوزہرہ مصری مرحوم نے لکھا ہے کہ حضرت امام غزالی، شیخ

www.maktabah.org

ابوالحسن اشعری یا شیخ ابومنصور ماتریدی کے مقلد نہ تھے بلکہ آپ کی حیثیت ایک بالغ نظر اور حریت فکر ونظر سے بہرہ ور محقق کی ہے......امام اشعری کے اکثر متبعین نے امام غزالی کو کفر وزندقہ سے متہم کیا ہے جیسا کہ امام غزالی کی کتاب فیصل التفرقہ بین الاسلام و الزندقہ میں اس کی تغلیط وتردید فرمائی گئی ہے۔ (اسلامی مذاہب)

آپ ۳۲۴ھ کو بغداد میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون

www.maktabah.org

منہا-۴۳

بحکم کریمہ **واما بنعمة ربک فحدث** اظہار ایں نعمت

بمصداق آیہ کریمہ **واما بنعمة ربک فحدث** اس نعمت عظمیٰ

عظمیٰ می نماید کہ ایں فقیر را یقینے نسبت بمعتقدات

کا اظہار کرتا ہوں کہ اس فقیر کو یقین اعتقادات کلامیہ کے متعلق

کلامیہ کہ بر وفق آرائے اہل حق یعنی اہل سنت و

جو اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کی آراء کے

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز بطور تحدیث نعمت اس بات کا اظہار فرمارہے ہیں کہ جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توازمجتہد ان علم کلامیے (مکتوبات شریفہ جلد اول مکتوب ۲۶۶) کے مصداق مجھے علم کلام کا مجتہد بنایا گیا ہے، تب سے فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے متعلق مجھے وجود آفتاب سے بھی بڑھ کر یقین محکم حاصل ہو گیا ہے کیونکہ وجود آفتاب کا احساس، حواس خمسہ ظاہرہ کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ عین الیقین کا ادراک واحساس الہام صریح سے ہوتا ہے۔ حواس خمسہ کے حاصل کردہ علوم میں التباس ممکن ہے جبکہ الہام صریح اور کشف صحیح ہر قسم کے اختلاط والتباس سے پاک ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں الہام کے متعلق قدرے وضاحت کردی جائے تاکہ فہم منہا میں سہولت ہو سکے۔ و باللہ التوفیق

محدث کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری احراری قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ علم

www.maktabah.org

جماعت واقع شده اند برنہجے حصول پیوسته است که

موافق واقع ہوئے ہیں ایسی نہج پر حاصل ہوا ہے کہ

درجنب آں یقین یقینے که نسبت باجلائے بدیہیات

اس یقینی یقین کے مقابلہ میں جو واضح تر

حاصل است حکم ظنیات بلکه وہمیات دارد مثلاً

بدیہیات کے متعلق حاصل ہے ، ظنیات بلکہ وہمیات کا حکم رکھتا ہے

بندۂ مومن کے قلب میں ایسے نور کو کہا جاتا ہے جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد و مقتبس ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال کے ادراک کا نام ہے جس سے اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کی ذات وصفات وافعال اور احکام کی ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ علم کسی بشر کی وساطت سے حاصل ہو تو کسبی ہے اور اگر بلاواسطہ حاصل ہو تو اسے علم لدنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مرقات علی المشکوٰۃ ۱/۲۶۴)

علم لدنی کی اقسام ثلاثہ

علم لدنی کی تین قسمیں ہیں

۱.....وحی ۲.....الہام ۳.....فراست

وحی

شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ وحی کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

وفی اصطلاح الشریعة هو كلام الله المنزل على نبی من انبیائه

یعنی اصطلاح شریعت میں وحی کلام اللہ کو کہا جاتا ہے جو انبیائے کرام میں سے کسی نبی

www.maktabah.org

چوں موازنه می کنم یقینے را که نسبت بہر یکے از مسائل

مثلاً جب میں موزانہ کرتا ہوں یقین کا جو مجھے کلام کے

کلام حاصل ست با یقینے که نسبت بوجود آفتاب دارم

مسائل میں سے ہر مسئلہ کی نسبت حاصل ہے اس یقین کے ساتھ جو میں

حیف می آید که یقین ثانی را نسبت به یقین اول اطلاق

وجود آفتاب کی نسبت رکھتا ہوں افسوس ہوتا ہے کہ یقین ثانی پر یقین اول

پرنازل ہوتی ہے علیہم الصلوات۔ (عمدۃ القاری ۱/۱۴)

الہام

علامہ ملا علی قاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ الہام کی تعریف کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں

الالهام لغة الابلاغ وهو علم حق يقذفه اللّٰه من الغيب فی قلوب عباده یعنی لغت میں الہام کا معنی ابلاغ (پہنچانا) ہے اور الہام وہ علم حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ غیب سے اپنے بندوں کے قلوب میں القاء فرماتا ہے۔ (مرقات ۱/۲۶۴)

❁...... قدوة المتكلمين حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ الہام کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

والالهام المفسر بالقاء معنى فی القلب بطريق الفيض یعنی بطریق فیض (بلا اکتساب و استفاضہ) قلب میں القائے معنی کو الہام کہا جاتا ہے۔

(شرح عقائد ۲۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

❁...... ایک مقام پر علامہ تفتازانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

الالهام ماوقع فی القلب من علم وهو يدعوا الى العمل من غير

www.maktabah.org

یقین نموده آید ارباب عقول این معنی را قبول کنند یا نه

کی نسبت یقین کا اطلاق کیا جائے ارباب عقول اس بات کو قبول کریں یا نہ کریں

بلکه البته قبول نه کنند که این مبحث ورائے طور نظر عقل

بلکہ ہرگز قبول نہیں کرینگے کیونکہ یہ مبحث عقل کے انداز

ست عقل ظاہر بیں را جز انکار ازیں مقام نصیبے نیست

نظر سے وراء ہے عقل ظاہر بین کو اس مقام سے سوائے انکار کے کوئی حصہ

حقیقت ایں معامله آنست که یقین کار قلب ست و یقینے

نہیں ہے۔ حقیقت اس معاملہ کی یہ ہے کہ یقین قلب کا کام ہے اور وہ یقین جو

استدلال باية ولا نظر فی حجة وهوليس بحجة عندالعلماء الا عند الصوفيين یعنی الہام وہ علم ہے جو قلب میں واقع ہوتا ہے اور کسی عمل (کام) کے کرنے کا محرک ہوتا ہے جو نہ تو کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی کسی حجت (دلیل) سے۔ الہام علماء کرام کے نزدیک حجت نہیں البتہ صوفیائے عظام کے ہاں حجت ہوتا ہے۔ (شرح عقائد)

فراست

فاضل اجل حضرت علامہ شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فراست کی تعریف کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

الفراسة فی اللغة التثبت والنظر وفی اصطلاح اهل الحقيقة هی مکاشفة اليقين ومعاينة الغيب یعنی لغت میں فراست، تثبت اور نظر کو کہا جاتا ہے جبکہ اہل حقیقت کی اصطلاح میں یقین کے انکشاف اور غیب کے معائنہ

www.maktabah.org

کہ قلب را مثلاً بوجود آفتاب حاصل میگردد بتوسط حواس

قلب کو مثلاً وجود آفتاب کی بابت حاصل ہوتا ہے حواس کی

ست کہ حکم جواسیس دارند و یقینے کہ بیکے از

وساطت سے ہے جو جاسوسوں کا حکم رکھتے ہیں اور وہ یقین جو مسائل

مسائل کلامیہ قلب را حاصل شدہ است بے توسط احدے

کلامیہ کے کسی ایک مسئلہ کی بابت قلب کو حاصل ہوا ہے

است کہ بطریق الہام از حضرت وہاب جل وعلا بے

بغیر کسی کی وساطت کے ہے جو حضرت وہاب جل و علا سے بطریق الہام

کا نام فراست ہے۔(کتاب التعریفات ۱۷)

واضح رہے کہ مراتب ولایت میں سے آخری مرتبہ صدیقیت ہے اور مرتبہء صدیقیت پر فائز المرام اولیائے کاملین اور علمائے راسخین کو علوم شرعیہ بذریعہ الہام حاصل ہوتے ہیں جبکہ نبی علیہ السلام کو علوم شرعیہ بذریعہ وحی حاصل ہوتے ہیں۔ صدیق اور نبی علیہ السلام کا فرق طریق حصول میں ہے، ماخذ میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں حق تعالیٰ سے ہی حاصل کرتے ہیں لیکن صدیق نبی کی متابعت کی بدولت اس مرتبہ تک پہنچتا ہے۔ نبی اصل ہے اور صدیق اس کی فرع ہے۔

الہام، وحی کے تابع ہے نہ کہ وحی، الہام کے تابع۔ نبی کے علوم قطعی ہوتے ہیں اور صدیق کے علوم ظنی ہوتے ہیں۔ نبی کے علوم دوسرے پر حجت ہوتے ہیں جبکہ صدیق کے علوم دوسروں پر حجت نہیں ہوتے۔

www.maktabah.org

واسطه تلقی نموده است واخذ فرموده پس یقین اول بمشابه

بلا واسطہ القاء ہوا ہے اور اخذ فرمودہ ہے لہٰذا یقین اول علم الیقین

علم الیقین آمد ویقین ثانی بمثابه عین الیقین **شتان ما بینهما**

کے مشابہ ہوا اور یقین ثانی بمنزلہ عین الیقین ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔

ع شنیده کے بود مانند دیده

سنا ہوا، دیکھے ہوئے کے برابر کب ہو سکتا ہے......؟

در قافله که اوست دانم نرسم
ایں بس که رسد ز دور بانگ جرسم

الہام سے حاصل شدہ علوم عین الیقین کا فائدہ دیتے ہیں جو کہ علم الیقین سے بالا مرتبہ ہے کیونکہ علم الیقین دلائل سے حاصل ہوتا ہے جبکہ عین الیقین مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔

ع شنیده کے بود مانند دیده

(معارف لدنیہ معرفت ۳۶، مرقات وغیرہا)

www.maktabah.org

منہا-۴۴

چوں طالب را بمحض فضل خداوندی جل سلطانه

جب محض فضل خداوندی جل سلطانہ سے طالب کے

ساحت سینه او از جمیع مرادات خالی شود وخواستے غیر

سینہ کا میدان تمام مرادوں سے خالی ہو جاتا ہے [1] اور کوئی خواہش

از حق سبحانه او را نماند دریں وقت آنچه مقصود از

سوائے حق سبحانہ کے اسے نہیں رہتی اس وقت جو کچھ مقصود ہے

آفرینش اوست میسر شده باشد وحقیقت بندگی

اس کی پیدائش سے اسے میسر ہو جاتا ہے وہ بندگی کی حقیقت

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ جب طالب مولیٰ سالک شیخ کامل مکمل کی توجہات قدسیہ اور عبادت وریاضت کی بدولت ہر قسم کی خواہشات ومرادات سے بے زار اور ماسوی اللہ سے آزاد ہو جاتا ہے تو اسے معرفت خدا نصیب ہو جاتی ہے۔ یہی تخلیق انسانی کا مدعا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون سے عیاں ہے ...بعدازاں اس قسم کے عارف باللہ سے اگر عامۃ الناس کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کا کام لینا مقصود ہو تو اسے حریم قدس سے واپس لوٹا دیا جاتا ہے، اس قسم کے

www.maktabah.org

عارفین کو راجعین کہا جاتا ہے ورنہ اسے قرب وحضور میں ہی رکھا جاتا ہے اس قسم کے سالکین کو مستہلکین کہتے ہیں۔ اگر عرفائے راجعین حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے پروردہ ہوں تو وہ قافلوں کے قافلے حریم یار تک خفیہ رستوں سے پہنچا دیتے ہیں اور پہنچنے والوں کو بھی علم نہیں ہوتا کہ ہم کیسے واصل باللہ ہو گئے سبحان اللہ۔ سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہُ السامی نے کیا خوب کہا

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند
کہ بحرم می روند پنہاں قافلہ را

www.maktabah.org

بجا آوردہ بعد ازیں اگر خواہند کہ او را برائے تربیت

بجا لا چکا [2] اس کے بعد اگر چاہتے ہیں تو اسے ناقصین کی تربیت

ناقصان باز گردانند از نزد خود ارادتے او را خواہند عطا

کے لئے لوٹا دیتے ہیں اپنی جناب سے اس کو ایک ارادہ عطا

فرمود واختیارے خواہند داد کہ در تصرفات قولی و

فرماتے ہیں اور ایک اختیار عنائت فرماتے ہیں کہ وہ قولی اور فعلی

فعلی مختار ومجاز باشد در رنگ عبد ماذون دریں

تصرفات میں صاحب اختیار اور اجازت یافتہ ہوتا ہے اذن یافتہ غلام کی طرح

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز راجعین اہل اللہ کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جب انہیں نبوت ورسالت کی خلافت ونیابت پر متمکن فرمایا جاتا ہے تو انہیں متصف بصفات اللہ اور متخلق باخلاق اللہ کرنے کے ساتھ ساتھ بارگاہ قدس جل سلطانہ کی طرف سے ایسا ارادہ واختیار عطا فرمایا جاتا ہے جیسے عبد ماذون اور بندۂ مرزوق اپنے آقا کے جملہ امور میں مختار ومجاز وماذون ہوتا ہے۔ بنابریں ان صوفیاء کرام کی گفتگو لوگوں کے دل ودماغ میں انقلاب برپا کر دیتی ہے اور ان کی سیرت وکردار لوگوں کیلئے باعث متابعت ہوتی ہے۔ یہ بقاباللہ کا مرتبہ ہے جس پر فائز المرام صوفی ولی گر ہوتا ہے۔ اس قسم کے صوفی کو شیخ کامل مکمل کہا جاتا ہے جس کی توجہات قدسیہ اور فرمودات عالیہ کی بدولت عامۃ الناس امراض قلبیہ، علل معنویہ اور محبت ماسوا سے نجات حاصل کرتے ہیں غرضیکہ اس کا کلام دوا، نگاہ شفا اور توجہ اکسیر ہوتی ہے۔ بقول شاعر

www.maktabah.org

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہء چشمے بما کنند
درمس قلب من اے مظہر حق کن نظری
زانکہ اکسیر اثر نرگس شہلا داری

جب کسی طالب حق اور مرید صادق کو اس قسم کے شیخ کامل مکمل کی توجہات قدسیہ میسر ہو جاتی ہیں تو وہ ابنائے جنس سے بے نیاز اور ممتاز ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

یک نظر کن تا کہ مستغنی شوم از ابنائے جنس
سگ چو شد منظور نجم الدین سگاں را سرور است

www.maktabah.org

مقام کہ مقام تخلق باخلاق اللہ است صاحب ارادہ

اس مقام میں جو تخلق باخلاق اللہ کا مقام ہے [۳] صاحب ارادہ

ہر چہ خواہد برائے دیگراں خواہد خواست ومصالح

جو کچھ چاہتا ہے دوسروں کے لئے چاہتا ہے اور دوسروں

دیگراں منظور خواہد داشت نہ مصالح نفس خود **کما**

کی مصلحتیں اس کے مدنظر ہوتی ہیں نہ کہ اپنے نفس کی مصلحتیں جیسا کہ

ھو حال ارادة الواجب تعالیٰ بل للہ المثل الاعلیٰ ولازم نیست

واجب تعالیٰ کے ارادہ کا حال ہے بلکہ بلند ترین مثال اللہ کے لئے ہے اور یہ ضروری

بلکہ جائز نیست کہ ایں صاحب ارادہ ہر چہ خواہد

نہیں بلکہ جائز بھی نہیں ہے کہ یہ صاحب ارادہ جو کچھ چاہے وہ

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب کوئی صوفی مختار وماذون اور مامور من اللہ کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے تو وہ ذاتی مفادات اور نفسانی خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شب وروز امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کی فلاح وبہبود میں ہی کوشاں رہتا ہے گویا کہ وہ حریص علیکم بالمؤمنین رؤ ف رحیمك اشاندار مظہر ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

بوقوع آید که شرك ست و بند گی آنرا برنتابد حضرت حق

وقوع میں آئے کیونکہ یہ شرک ہے[1] بندگی اس کو برداشت نہیں کرسکتی حضرت حق

سبحانه وتعالیٰ حبیب خود را علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام

سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو کو

می فرماید "انک لا تهدی من احببت هر گاه ارادت سید

فرماتا ہے انک لا تھدی من احببت جب سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک اہم امر کی وضاحت فرمارہے ہیں ،وہ یہ کہ مامور من اللہ صاحب ارادہ صوفی کا ہرارادہ قابل وقوع نہیں ہوا کرتا تا کہ بندہ اور خالق کے درمیان حد فاصل قائم رہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ بندوں کا کسی قسم کا اشتراک والتباس نہ ہو۔ جب سید المرسلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ توقف میں پڑسکتا ہے تو دیگر صاحبان ارادہ کی وہاں کیا مجال ہے جیسا کہ آیہ کریمہ انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشآء سے واضح ہے۔

واضح رہے کہ انك لا تهدی من احببت میں توفیق وتخلیق ہدایت کا بیان ہے جبکہ آیہ کریمہ انك لتهدی الی صراط مستقیم میں تقسیم وتبلیغ ہدایت کا بیان ہے۔ ہدایت کی توفیق وتخلیق کرنا خالق حقیقی کا کام ہے جبکہ تقسیم وتبلیغ ہدایت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منجانب اللہ مامور ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات انما انا قاسم والله يعطی (بخاری) سے عیاں ہے۔ بقول شاعر

اس نے پھیرا دل، تو اس نے دعوت اسلام دی
وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک

www.maktabah.org

البشر در توقف افتد دیگراں راچہ مجال وایضاً لازم

کا ارادہ توقف میں پڑ سکتا ہے تو دوسروں کی وہاں کیا مجال نیز یہ

نیست کہ جمیع مرادات ایں صاحب ارادت مرضی حق

ضروری نہیں ہے کہ صاحب ارادہ کی تمام مرادیں حق تعالیٰ و تقدس کی مرضی

باشند تعالیٰ وتقدس والا بربعضے افعال واقوال آں

کے مطابق ہوں [5] ورنہ آنسرور آپ پر اور آپ کی آل پر

سرور علیہ وعلی الہ الصلوات والتسلیمات اعتراض از

درود اور سلامتیاں ہوں کے بعض افعال اور اقوال پر حق سبحانہ کی

[5] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ صاحب ارادہ عارف کی تمام مرادات حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہونا بھی ضروری نہیں یعنی بعض اوقات اس کے افعال مکتسبہ رضائے حق کے خلاف بھی ہوجاتے ہیں اور اس پر بارگاہ قدس جل سلطانہ کی طرف سے عفو ودرگذر کے مژدے بھی ملتے ہیں جیسا کہ غزوہ بدر کے موقعہ پر اسیران بدر کو قید کرنے پر اعتراض ہونے اور غزوۂ تبوک کے موقعہ پر منافقین کو اجازت دینے پر عفو ودرگذر کا اظہار ہونا آیات کریمہ سے ثابت ہے جیسا کہ ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتّٰی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا (انفال) اور عفا اللّٰہ عنك لم اذنت لھم سے عیاں ہے۔

واضح رہے کہ آیہ کریمہ ما کان لنبی ...... الخ میں بظاہر عتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہے لیکن درحقیقت اس سے وہ عام مجاہدین (نومسلم) مراد ہیں جنہوں نے مال دنیوی کے طمع میں اخذ فدیہ کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ حضرت علامہ

www.maktabah.org

قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ زیر نظر آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں والنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یامر باستبقاء الرجال وقت الحرب ولا اراد قط عرض الدنیا وانما فعلہ جمھور مباشری الحرب فالتوبیخ والعتاب انما کان متوجھا بسبب من اشار علی النبی باخذ الفدیۃ ھذا قول اکثر المفسرین وھو الذی لایصح غیرہ (تفسیر قرطبی)

حضرت علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسیران بدر کے متعلق مجاہدین اسلام سے طلب مشورہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دے دیا تھا جیسا کہ تفسیر بیضاوی کے الفاظ فخیّر اصحابہ فاخذوا الفداء سے ثابت ہے۔ (تفسیر بیضاوی)

علاوہ ازیں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ماکان لنبی ......الخ الآیۃ دلیل علی ان الانبیاء یجتھدون وقد یکون خطاء ولکن لا یقرون علیہ یعنی یہ آیت کریمہ اس امر پر دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوات اجتہاد فرماتے ہیں اور وہ کبھی خطا بھی ہوسکتا ہے لیکن اس پر ان کا قرار نہیں ہوتا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریمہ وشاورھم فی الامر (نساء۱۵۹) کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

انہ کان ماموراً بالاجتھاد اذالم ینزل علیہ الوحی والاجتھاد یتقوی بالمناظرۃ والمباحثۃ فلھٰذا کان ماموراً بالمشاورۃ وقد شاورھم یوم بدر فی الاساریٰ وکان من امور الدین یعنی جس معاملہ میں وحی نازل نہ ہو اس میں آپ اجتہاد کرنے پر مامور تھے اور اجتہاد مناظرہ ومباحثہ سے قوی ہوتا ہے فلھٰذا آپ مشاورت پر مامور تھے اور آپ نے اسیران بدر کے متعلق صحابہ

www.maktabah.org

کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا جو کہ ایک دینی معاملہ تھا۔ (تفسیر کبیر)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

واصحاب کرام در امور عقلیہ واحکام اجتہادیہ مجال اختلاف ومساغ خلاف داشتند (رد روافض ۱۷)

حضرت علامہ محمود آلوسی مجددی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریمہ عفا اللہ عنك لم اذنت لھم (التوبہ ۴۳) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

واستدل بھا جمع علی انه له صلی اللّٰہ علیه وسلم اجتھاداً وانه قد ینا له منه اجر واحد یعنی اس آیت کریمہ سے علماء کی ایک جماعت نے استدلال فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد فرماتے تھے اور خطائے اجتہادی کی صورت میں آپ کو اجتہاد پر ایک اجر ملتا۔ (تفسیر روح المعانی)

حضرت علامہ ملا علی قاری احراری رحمۃ اللہ علیہ (حدیث انما انا بشر انه یاتینی الخصم الخ) کی شرح میں لکھتے ہیں:

وفیه دلیل علی جواز الخطاء فی الاحکام الجزئیة وان لم یجز فی القواعد الشرعیه الٰی قوله وقد اتفق الاصولیون علی انه صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یقر علی خطاء فی الاحکام یعنی اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام جزئیہ میں خطا کا واقع ہونا جائز ہے جبکہ قواعد شرعیہ میں خطاء کا ہونا ممکن نہیں اور علمائے اصولیین اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں خطا پر برقرار نہیں رہتے تھے۔

(مرقات شرح مشکوۃ ۷/۲۵۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

شارح بخاری حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

www.maktabah.org

لو وقع لم يقر عليه صلى الله عليه وسلم لثبوت عصمته یعنی اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران اجتہاد خطاء واقع ہو جائے تو آپ اس پر ثبوت عصمت کی بنا پر برقرار نہیں رہتے تھے۔ (فتح الباری ۱۳/۲۷۲)

مذکورۃ الصدر بحث کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد پر من جانب اللہ مامور تھے اور اجتہاد میں بحث ومباحثہ سے نکھار اور قوت پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات دوران اجتہاد احکام جزئیہ میں خطا بھی ہو سکتی ہے لیکن عصمت نبوت علیٰ صاحبہا الصلوات کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس خطا پر برقرار نہیں رہتے۔ البتہ خطائے اجتہادی پر ایک درجہ ثواب بھی عطا ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے ثابت ہے تاہم محققین کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطائے اجتہادی کے عدم جواز کا قول بھی ملتا ہے۔ فذهب المحققون الى انه لم يكن جائزا (شرح مسلم للنووی ۱/۴۶)

حضرت علامہ ابوالمنتہیٰ احمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر کے جملہ ''وقد كانت منهم زلات و خطايا'' کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

حضرت امام عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ائمہ سمرقند میں فرماتے ہیں: **لا يطلقون اسم الزلة على افعال الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لانها نوع ذنب** ...... الخ یعنی افعال انبیاء علیہم الصلوات پر اسم زلت کا اطلاق نہیں کرنا چاہئے کیونکہ زلت، ذنب کی ایک نوع ہے اور کہتے ہیں کہ انہوں نے فاضل کا اکتساب کیا مگر افضل کو ترک کر دیا'' بنابریں ان پر عتاب ہوا کیونکہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کا ترک افضل، غیر انبیاء کے ترک واجب کے بمنزلہ ہے۔ بعض نے انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم الصلوات کی زلت کو قربت الی اللہ کا سبب بھی کہا ہے۔

(شرح فقہ اکبر ۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

www.maktabah.org

یہ امر متحضر رہے کہ غزوہ تبوک بعد مسافت اور قلت ساز وسامان وغیرہا کی وجہ سے نہایت دشوار اور مشکل تھا۔ منافقین نے بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات میں حاضر ہوکر شرکت جہاد سے قبل ہی پیشگی معذرت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کریم النفسی کے باعث انہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمادی حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں رخصت نہ بھی دی جاتی تو بھی وہ شرکت مہم سے انکار کردیتے۔ مناسب یہی تھا کہ ان کے جھوٹے حیلوں، بہانوں اور معذرتوں کو ٹھکرادیا جاتا تاکہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو ان کی منافقت سب پر آشکارا ہوجاتی اور وہ بری طرح ذلیل ورسوا ہوتے۔ اسی لئے حق تعالیٰ جل سلطانہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا عفا اللّٰہ عنك لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا و تعلم الكاذبين (توبہ ۴۳)

آیت بالا میں اجازت ورخصت کے متعلق تنبیہ سے قبل **عفا اللّٰہ عنک** کا کلمہ اس لئے فرمایا تاکہ قلب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں **لم اذنت لھم** الخ کے متعلق کسی قسم کا قلق وملال نہ رہے بلکہ بقول امام رازی رحمۃ اللہ علیہ یہ تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں مبالغہ کا اظہار ہے ان ذالك يدل على مبالغة الله فى تعظيمه و توقيره (تفسیر کبیر)

واضح رہے کہ عتاب کا لفظ قرآن مجید میں کہیں وارد نہیں ہوا البتہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے عتب اللّٰہ علیہ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا۔ (بخاری ۱/۲۳) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرمایا مرحباً بمن عاتبنی فیه ربی (مظہری ۱/۱۹۷)

عتاب کا مبنیٰ مودت ومحبت ہے۔ اہل لغت نے عتاب کے معنی مخاطبة الادلال یعنی محبوب کی لاپروائی یا بے توجہی پر محبت بھری خفگی کا اظہار لکھے ہیں نیز

www.maktabah.org

صاحب تاج العروس نے اس معنی پر بطور استشہاد درج ذیل دو شعر نقل فرمائے ہیں۔

اعاتب ذا المودّة من صديق   اذا ما رابني منه اجتناب

اذا ذهب العتاب فليس ود   ويبقى الود مابقى العتاب

یعنی مودت والے دوست کے ساتھ میں عتاب سے پیش آتا ہوں جب مجھے اس کی کنارہ کشی کا اندیشہ ہو۔ جب عتاب گیا تو محبت بھی نہ رہی کہ مودت اسی وقت تک رہتی ہے جب تک عتاب باقی رہے۔

یعنی عتاب سے پیش آنا محبت کی علامت ہے مزید برآں اردو، فارسی لغت کی کتابوں میں لفظ عتاب کے معنی ''ناز کرنا'' بھی لکھے ہیں اور انہی کتابوں میں ناز کے معنی لاڈ پیار، اخلاص، محبت، پیار کی بات، پیار کی ادا بھی مرقوم ہیں۔ اسی مفہوم میں ذوق کا حسب ذیل شعر بھی منقول ہے

سنتے ہیں اس کو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتیں

(ماخوذ از التبیان مع البیان)

ردروافض مترجم کے تحشیہ میں تحریر ہے کہ

یہاں (صفحہ ۱۳۰) پر عتاب کا لفظ ان معنوں میں نہیں جو دوسروں کیلئے مستعمل ہیں۔ اس عتاب میں محبت کے ہزاروں باب ہیں اور اس جلال میں عنایت کے لاکھوں جمال ہیں۔ محبوب کی یہ وہ جفا ہے جو بقول مجدد، وفا سے زیادہ لذت بخش ہے۔
(رسائل مجدد الف ثانی ۱۶۶ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

کسی اردو شاعر نے توبیخ وعتاب کے متعلق خوب کہا ہے

قہر و عتاب میں بھی تو رحمت ہے مستتر
یہ نکتہ کب خیال میں ناقص کے آسکے

www.maktabah.org

حق سبحانه نازل نمی شد کما قال سبحانه ما کان لنبی الخ

طرف سے اعتراض نازل نہ ہوتا جیسا **ما کان النبی الخ** کہ اس سبحانہ نے فرمایا

وعفو از ان گنجائش نداشت کماقال تعالیٰ عفااللّٰہ عنک

اور اس سے عفو کی گنجائش نہ ہوتی جیسا کہ اس تعالیٰ نے فرمایا اللہ نے آپ کو معاف فرمادیا

چه عفو در تقصیرات متصورست باآنکه جمیع مرادات حق

کیونکہ عفو تقصیرات میں متصور ہے [۶] اس کے ساتھ ہی حق

جل وعلا مرضیات حق سبحانه نیستند کالکفر والمعاصی

جل و علا کی تمام مرادیں، حق سبحانہ کی مرضیات نہیں ہوتیں جیسا کہ کفر اور معاصی

[۶] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ وہ امور جو حق تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے تعلق رکھتے ہیں ان جملہ امور کا رضائے حق تعالیٰ کے مطابق ہونا ضروری نہیں جیسے کفر و معاصی ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ افعال عباد (خیر وشر) حق تعالیٰ کے اذن وارادہ ومشیت سے تعلق رکھتے ہیں وگرنہ نہ تو ان افعال کا وجود ممکن ہوتا اور نہ ہی بندوں سے ان افعال کا صدور ہوتا لیکن اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ جن امور سے حق تعالیٰ کا ارادہ ومشیت متعلق ہوجائے وہ امور حق تعالیٰ کی مرضیات وپسندیدہ بھی ہوں جیسے طاعت وایمان اور کفر وعصیان، حق تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں مگر ایمان وطاعت حق تعالیٰ سبحانہ کو پسند ہیں اور کفر ومعاصی اسے پسند نہیں جیسا کہ آیہ کریمہ لایرضی لعبادہ الکفر (الزمر:۷) سے عیاں ہے۔ فلہٰذا معلوم ہوگیا کہ جب خود حق تعالیٰ سبحانہ کا ارادہ ومشیت اس کی مرضیات کے خلاف ہوسکتا ہے تو صاحب ارادہ بندوں کا ارادہ بھی رضائے حق تعالیٰ سبحانہ کے خلاف ہوسکتا ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۴۵

امام من دریں کار کلام الله است وپیرمن دریں امر قرآن

میرا امام اس کام میں کلام اللہ ہے[1] اور میرا پیر اس امر میں قرآن مجید

مجید اگر ہدایت قرآن نمی بود راہے بجانب عبادت

اگر قرآن کی ہدایت نہ ہوتی کوئی راہ معبود برحق کی

معبود بحق نمی کشود دریں راہ ہر لطیف والطف ندائے

عبادت کی جانب نہ کھلتی اس راہ میں ہر لطیف اور الطف چیز

"انا الله" می زند وروندۂ راہ را گرفتار پرستش خود

انا اللہ کی ندا لگاتی ہے اور راہ چلنے والے (سالک) کو اپنی پرستش میں گرفتار

[1] اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرمارہے ہیں کہ دوران سلوک قدم قدم پر میری رہنمائی قرآن مجید کرتا رہا ہے۔ دراصل تقویٰ شعار اور محبت ماسوا سے بیزار سالکین کی رہنمائی، محض فضل ایزدی سے قرآن مجید ہی کرتا ہے جیسا کہ آیات کریمہ هدی للمتقین اور ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم (بنی اسرائیل ۹) سے عیاں ہے ورنہ

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

www.maktabah.org

می سازد اگرچون ست خود را بصورت بیچونی وا می
کرلیتی ہے اگر چون ہے تو خود کو بے چونی کی صورت میں ظاہر
نماید واگر تشبیہہ است خود را بہیئت تنزیہہ جلوہ گر می
کرتا ہے اور اگر تشبیہہ ہے تو خود کو ہیئت تنزیہہ میں جلوہ گر کرتی ہے
گرداند درین جا امکان بوجوب ممتزج است وحدوث
یہاں امکان ، وجوب کے ساتھ ملا ہوا ہے اور حدوث
بقدم مختلط اگر باطل است بصورت حق ہویدا ست
قدم کے ساتھ خلط ملط اگر باطل ہے تو حق کی صورت میں ہویدا ہے
واگر ضلالت است بشکل ہدایت پیدا بیچارہ سالک
اور اگر گمراہی ہے تو ہدایت کی شکل میں ظاہر۔ بے چارہ سالک
حکم مسافر اعمیٰ دارد کہ بہر یکے "ھذا ربی" گویان
اندھے مسافر کا حکم رکھتا ہے[۲] ہر ایک کی طرف ھذا ربی کہتا ہوا متوجہ ہوتا ہے۔
رو سی آرد حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ خود را بہ **خالق**
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی خالق السموات و الارض کے

[۲] سالکین راہ طریقت جس پچاس ہزار سالہ رستہ کو طے کرنے کے درپے ہوتے ہیں وہ غیب الغیب ہونے کی بنا پر نہایت پیچیدہ، بہت پوشیدہ، چون بے چون، تشبیہہ، تنزیہہ، امکان، وجوب اور حدوث، قدم کے ساتھ اختلاط والتباس رکھنے کی وجہ سے انہیں ہر طرف سے انا اللہ کی صدائیں آتی ہیں۔ بقول عارف کھڑی

www.maktabah.org

السموات والارض " می ستاید " ورب المشرق والمغرب "
ساتھ ستائش کرتا ہے اور رب المشرق و المغرب فرماتا ہے
می فرماید ودروقت عروج چوں ایں صفات را بر آلهه
اور عروج کے وقت میں جب ان صفات کو خیالی معبودوں
متخیله عرض نموده شد بے اختیار اِبا نمود و رو بزوال
پر پیش کیا گیا تو بے اختیار انکار کیا اور سب زوال پذیر ہو گئے
آوردند لاجرم لااحب الأفلین گویان رو از ہمه تافت وقبله
لامحالہ لااحب الافلین کہتے ہوئے تمام سے رخ پھر لیا اور توجہ کا قبلہ
توجه جز ذات واجب الوجود نساخت الحمد لله الذی
سوائے ذات واجب الوجود کے کسی کو نہ بنایا۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے
هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاء ت
ہمیں اس کی ہدایت فرمائی اور ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا
رسل ربنا بالحق
البتہ تحقیق ہمارے پروردگار کے رسول حق کے ساتھ تشریف لائے

ع میں اَنا تلکن رستہ دھکے دیون والے بہتے

کے مصداق بیچارہ سالک ھذا ربی کہتا ہوا ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے مگر لا احب الأفلین کا نعرۂ مستانہ لگاتا ہوا اشہب شوق پر سوار ہر ماسویٰ سے روگردانی کرتا ہوا صفات باری تعالیٰ کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا بلکہ ذات حق تعالیٰ سبحانہ کو ہی اپنا قبلہء

www.maktabah.org

توجہ بناتا ہے اور اس پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ہر ماسویٰ، خالق نہیں مخلوق ہے، رب نہیں مربوب ہے جیسا کہ آیات کریمہ خالق السموٰات والارض اور رب المشرق والمغرب سے واضح ہے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ اولوالعزم انبیائے کرام علیہم الصلوات کے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ کے زیر قدم محمدی المشرب سالکین بھی اولوالعزم اور کامل الاستعداد ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز محمدی المشرب عارف ہونے کی بنا پر اولوالعزم اور بلند ہمت ہیں اس لئے آپ سالکین طریقت مجددیہ کو اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی ہی تلقین وتاکید فرماتے ہیں۔ بقول اقبال مرحوم

مرد مؤمن در نسازد باصفات
مصطفیٰ راضی نشد الا بذات

www.maktabah.org

منہا-۴۶

ما چہار کس بودیم درملازمت خواجہ خود که پیش

ہم چار افراد اپنے خواجہ کی ملازمت میں تھے[1] کہ لوگوں کی

مردم درمیان سائر یاران امتیاز داشتیم ہر کدام ما را

نگاہوں میں تمام یارانِ (طریقت) کے درمیان ہم امتیاز رکھتے تھے ہم میں

نسبت بحضرت خواجہ اعتقاد علیحدہ بود ومعاملہ جدا

ہر کسی کا حضرت خواجہ کی نسبت اعتقاد علیحدہ تھا اور معاملہ جدا

ایں فقیر بہ یقین می دانست که مثل ایں صحبت و

یہ فقیر یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ اس قسم کی صحبت و

اجتماع ومانند ایں تربیت وارشاد بعد از زمان آں سرور

اجتماع اور اس طرح کی تربیت و ارشاد آنسرور (آپ پر اور آپ کی

علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ہر گز بوجود نیامدہ

آل پر صلوات و تسلیمات ہوں) کے زمانہ کے بعد سے ہر گز وجود میں

[1] اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنے سمیت دیگر چند برادران طریقت کی خواجہ بیرنگ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ احراری دہلوی قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ ارادت وعقیدت کے تجزیہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں جو حضرت خواجہ

www.maktabah.org

است وشکراین نعمت بجا می آورد که اگرچه بشرف

نہیں آئی اس نعمت کا شکر بجا لاتا تھا کہ اگرچہ خیر البشر

صحبت خیر البشر علیه وعلی اله الصلوة والسلام مشرف

(آپ پر اور آپ کی آل پر صلوٰۃ و سلام ہو) کی صحبت کے شرف

نشد بارے از سعادت ایں صحبت محروم نماند، وحضرت

سے مشرف نہیں ہوا تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا ہمارے

خواجه ما از احوال آں سه دیگر چنیں می فرمودند که

حضرت خواجہ ان دوسرے تین کے احوال کے متعلق یوں فرمایا کرتے تھے

فلانے مراصاحب تکمیل می داند، اما صاحب ارشاد

کہ فلاں شخص مجھے صاحب تکمیل جانتا ہے لیکن صاحب ارشاد

نمی پندارد ونزد او مرتبه ارشاد زیاده ازتکمیل بوده و

نہیں سمجھتا اسکے نزدیک ارشاد کا مرتبہ تکمیل سے زیادہ ہے اور فلاں ہمارے

بیرنگ نے بیان فرمایا تھا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کوتو اپنے شیخ کے مقام ومرتبہ کے متعلق کامل یقین تھا اسی یقین کامل، حسن عقیدت اور غایت محبت کی بدولت آپ نے اپنے شیخ کے جملہ کمالات وفیوضات وبرکات کو جذب فرمالیا کہ نسبت صدیقیہ، یادداشت، تجلی ذاتی دائمی اور وصل عریانی کے مرتبہ پر فائز المرام ہوئے کیونکہ یہ مقامات ومدارج شیخ کامل مکمل کی توجہات قدسیہ اور صحبت وزیارت کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ چونکہ طریقت نقشبندیہ میں حصول فیض شیخ کامل کی صحبت وزیارت پر موقوف ہے اس لئے

www.maktabah.org

فلانے بما کارے ندارد و آں دیگر را می فرمودند کہ نسبت

ساتھ کوئی سروکار نہیں رکھتا اور اس تیسرے کی نسبت

بما انکار دارد و ہر کدام ما را باندازۂ اعتقاد بہرۂ رسید

فرماتے تھے کہ وہ ہماری نسبت انکار رکھتا ہے اور ہم میں ہر کسی کو اعتقاد کے اندازہ

سالکین طریقت نقشبندیہ اسکا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے پہلی مرتبہ ہی وہ کچھ حاصل ہو جاتا جو دیگر حضرات کو انتہاء میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بنابریں طریقت نقشبندیہ کو بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ کہا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز حضرت خواجہ بیرنگ کی بدولت، ان کے جملہ فیوض و برکات کے حامل ہو گئے اس لئے آپ ہی قیامت تک ان فیوضات کے امین اور قسیم ہیں، وارثِ کمالات محمدیہ حضرت امام مہدی موعود رضی اللہ عنہ کو بھی نسبت صدیقیہ آپ کی وساطت سے ہی پہنچے گی اور پھر وہ اسی نسبت کی تکمیل و تتمیم فرمائیں گے۔

www.maktabah.org

بـایـد دانست کہ اعتقاد مرید با فضیلت پیر و اکملیت او

کے موافق حصہ ملا جاننا چاہیے [۲] کہ پیر کی افضلیت اور اس کی اکملیت

از ثمرات محبت است و از نتائج مناسبت کہ سبب

کے بارے میں مرید کا اعتقاد محبت کے ثمرات سے ہے اور مناسبت کے نتائج

افادہ و استفادہ است امـا بـایـد کہ پیر را بر جماعہ کہ

سے جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے لیکن چاہئے کہ پیر کو اس جماعت

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرمار ہے ہیں کہ مرید کے قلب میں اپنے شیخ کی محبت و مودت جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا اپنے شیخ کی افضلیت و اکملیت کے متعلق اعتقاد پختہ ہوتا جائے گا کیونکہ یہ اعتقاد محبت کے ثمرات و نتائج میں سے ہوتا ہے۔ اپنے شیخ کے ساتھ غایت محبت اور فرط عقیدت کی بنا پر مرید اپنے شیخ کے جمیع کمالات و فیوضات کا مظہر بن جاتا ہے علاوہ ازیں مرید کیلئے اپنا شیخ ہی فضل و فتوحات کے باب وا ہونے کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔ فرط محبت کی وجہ سے ہی وہ فنا فی الشیخ کے مرتبہ پر فائز المرام ہوتا ہے جو فنا فی اللہ اور حصول ولایت کا پہلا زینہ ہے، نیز فرط عقیدت سے ہی مرید کا ارتکاز توجہ پختہ ہوتا ہے اور قبلہ توجہ کیلئے وحدت شرط ہے جو سالک و مرید کو محبت شیخ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے سالک کو چاہئے کہ ہر کہ یـکـجـا ہـمـہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا اور یك در گیر محکم گیر کے مصداق توجہ کو کلیۃً شیخ کی طرف مرکوز رکھنا چاہئے۔ عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے

دلبر دے دروازے اتے محکم لائیے جھوکاں
نویں نویں ناں یار بنائیے وانگ کمینیاں لوکاں

www.maktabah.org

قدوۃ الاخیار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہُ العزیز مرید کے قبلہ توجہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

مرید وہ ہے کہ آتش ارادت سے اس کی ضروریات بھسم ہو جائیں اور اس کے مقاصد میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، وہ اپنی بصیرت قلبی سے پیر کے آئینہ میں جمال مراد کا مشاہدہ کرے، دیگر تمام قلوب سے اپنا منہ پھیر لے، اس کا قبلہ جمال شیخ ہو اور وہ پیر کی خدمت کیلئے آزادی سے فارغ ہو گیا ہو، وہ اپنا سر نیاز پیر کے آستانے کے سوا اور کہیں نہ جھکائے، اس نے نیستی کا خط اپنے وجود کی پیشانی پر کھینچ دیا ہو اور اپنے شیخ کے غیر کے وجود کے تفرضہ کا شعور اس میں باقی نہ رہا ہو۔

آن کس کہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

فارغ ہے سب سے باریاب حریم یار
ہو باغ و بوستان کہ تماشائے لالہ زار

(نفحات الانس)

www.maktabah.org

فضل آنہا در شرع مقرراست فضل ندہد کہ موجب

پر جن کی فضیلت شرع میں مقرر ہے فضیلت نہ دے [3] کیونکہ یہ

افراط ست درمحبت وآں مذموم است شیعہ را

افراط کا موجب ہے محبت میں اور یہ مذموم ہے۔ شیعہ کی خرابی

خرابی از افراط محبت اہل بیت آمدہ ونصاریٰ از افراط

اہل بیت کی محبت کے افراط سے ہوئی اور نصاریٰ نے افراط

محبت حضرت عیسیٰ را علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

محبت سے حضرت عیسیٰ (ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو) کو

[3] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز آداب طریقت سکھاتے ہوئے شریعت مطہرہ کا ایک اصول بیان فرمارہے ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک طریقت، شریعت کی خادم ہے......وہ اصول اورادب یہ ہے کہ جن بزرگان دین کی فضیلت وعظمت پر شریعت مطہرہ دال ہے، ان پر اپنے شیخ کو فضیلت دینا سالکین طریقت کے لئے روانہیں۔اس سلسلہ میں خطیب الاسلام صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ قدس سرہُ العزیز وارثِ مسند آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ پاکستان کا ایک ارشادگرامی ملاحظہ ہو!

حضرت خطیب الاسلام نے قطب اوحد حضرت باواجی خواجہ نور محمد قدس سرہُ العزیز کے آستانہ عالیہ چورہ شریف ضلع اٹک پر سالانہ عرس پاک کے موقع پر علماء و مشائخ کی موجودگی میں ببانگ دہل خطاب کرتے ہوئے فرمایا

میں بطور تحدی یہ اعلان کرتا ہوں کہ جاؤ دنیا کے علماء کو بتادو کہ وہ اولیاء کرام جن کی ولایت نص سے ثابت ہے ان کو چھوڑ کر تمام اولیاء کے امام میرے آقا مجدد الف

www.maktabah.org

ثانی قدس سرہُ العزیز ہیں۔

غرضیکہ پاس شریعت اور آداب طریقت ہر دو کا ملحوظ خاطر ہونا از بس لازم ہے تاکہ سالکین افراط وتفریط سے بچ کر رہ اعتدال پر گامزن رہیں ورنہ اپنے شیخ طریقت کی مطلقاً فضیلت کا قول کرنا قابل مذمت اور باعث ضلالت ہوتا ہے جیسا کہ فرقہ ضالہ رافضیہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ فرط محبت کی بنا پر گمراہ ہو گئے بلکہ بعض حرماں نصیب اس قدر جری اور بے باک واقع ہوئے ہیں کہ وہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کی اوٹ میں خلفائے ثلاثہ اور بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں سوقیانہ کلام اور تبرابازی سے بھی باز نہیں آتے العیاذ باللہ سبحانہ۔ یوں اس قسم کے لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے اور دوسروں کیلئے بھی گمراہی کا باعث بنے۔ ضلوا فاضلوا

ایسے ہی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے ساتھ افراط محبت کی بنا پر عیسائیوں نے انہیں ابن اللہ کہنا شروع کر دیا حالانکہ آپ نے عالم رضاعت میں ہی اپنی عبدیت کا اعلان فرما کر ان کے اس عقیدہ ضالہ کی تردید کر دی تھی جیسا کہ قال انی عبداللّٰہ (مریم ۳۰) سے عیاں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ملاحظہ ہو۔اس روایت کو حضرت امام احمد نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا:

عن علی انہ قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فیك مثل من عیسٰی علیہ السلام ابغضتہ الیہود حتی بَهَتُوا امہ واحبتہ النصاریٰ حتی اَنْزَلُوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یَهْلَكُ فی رجلان محب مفرط یفرطنی بمالیس فی ومبغض یحملہ شنأنی علی ان یبھتنی وقولہ سبحانہ اِذْ تبراء الذین اتبعوا من الذین تبعوا یعنی

www.maktabah.org

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے ان سے یہود نے بغض رکھا حتی کہ ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا پر بہتان لگایا اور ان سے نصاریٰ نے محبت کی اور ان کو اس مقام پر لا کھڑا کیا جو ان کے لئے نہ تھا پھر فرمایا کہ میرے بارے میں بھی دو قسم کے لوگ ہلاک ہونگے ایک محبت مفرط ہو جو میرے بارے میں افراط کرتا ہے اور دوسرا مبغض کہ مجھ سے بغض رکھنے والا ہے جو مجھ پر بہتان باندھتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد گرامی ہے جب متبوع اپنے تابع فرمانوں سے بیزار ہونگے اور ان کی متابعت قبول نہیں کریں گے۔ (المجموعة السنیه ۱۵ مطبوعہ ابوالخیر اکادمی دہلی)

www.maktabah.org

ابن الله خوانده ودرخسارت ابدی مانده لیکن اگر

ابن اللہ کہہ دیا اور ابدی خسارہ میں پڑ گئے لیکن ان کے

بر ما سوائے اینها فضل بدہد مجوزست بلکه درطریقت

علاوہ پر فضیلت دے جائز ہے [1] بلکہ طریقت میں واجب اور

واجب وایں فضل دادن نه باختیار مرید ست بلکه اگر

یہ فضیلت دینا مرید کے اختیار سے نہیں ہے بلکہ اگر

مرید مستعد ست بے اختیار درو ے ایں اعتقاد پیدا می

مرید صاحب استعداد ہے تو بے اختیار اس میں یہ اعتقاد پیدا ہو

گردد وبوسیله آں کمالات پیر را اکتساب می فرماید

جاتا ہے اور اس کے وسیلے سے پیر کے کمالات کا اکتساب کر لیتا ہے۔

اگرایں فضل دادن باختیار مرید باشد وبتکلف پید اکند

اگر یہ فضیلت دینا مرید کے اختیار سے ہو اور تکلف سے پیدا کرے

مجوز نباشد ونتیجه نه بخشند۔

تو جائز نہیں ہے اور نہ ہی نتیجہ بخش ہے۔

[1] یہاں اس امر کی وضاحت فرمائی جارہی ہے کہ جن بزرگان دین کی عظمت نص سے ثابت ہے ان کے علاوہ دیگر اولیائے کرام پر اپنے شیخ مکرم کی فضیلت کے قائلین صوفیاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ مریدین وسالکین پر اپنے شیخ کریم کی محبت کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ فنا فی الشیخ کے مرتبہ پر فائز المرام ہونے کی بنا پر فضیلت شیخ کا قول

www.maktabah.org

کرتے ہیں کیونکہ ان کے لئے ان کا شیخ ہی زمانے کا قطب وغوث اور امام ہوتا ہے اس لئے کہ وہ شیخ کی توجہات قدسیہ کی بدولت ہی اغیار کی محبتوں سے بیزار اور آزاد ہوتے ہیں۔ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا

پوچھتے ہو مجھ سے قوموں کی امامت کیا ہے
خدا تجھ کو میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی اپنے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

جبکہ کچھ سالکین بتکلف فضیلت شیخ کے قائل ہوتے ہیں ایسا کرنا جائز بھی نہیں اور نہ ہی یہ نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۴۷

درجۂ علیا درنفی واثبات بکلمۂ طیّبہ لاالہ الا اللہ آن ست

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ نفی اور اثبات میں اعلیٰ درجہ

کہ ہرچہ دردید ودانش و کشف وشہود درآید ہرچند

یہ ہے کہ جو کچھ دید و دانش اور کشف و مشاہدہ میں آئے اگرچہ

تنزیہ صرف و بے کیف محض نماید این ہمہ درتحت

تنزیہہ صرف اور بے کیف محض ہو یہ تمام لا کے

زیرِ منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کلمہ طیبہ کا صوفیانہ انداز میں ورد کرنے کا طریقہ بیان فرمار ہے ہیں۔

کلمہ طیبہ...... لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

ترجمہ: نہیں کوئی معبود (مقصود) سوائے اللہ تعالیٰ کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

⊙ ...... کلمہ طیبہ دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے پہلا رکن اور باب اول ہے۔ گویا اس کے بغیر کوئی انسان اسلام کے محل میں داخل نہیں ہوسکتا۔

⊙ ...... کلمہ طیبہ وہ لاہوتی نغمہ ہے جو فکر ونظر میں عظیم انقلاب برپا کر دیتا ہے اور کفر وشرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو ایک خدا اور ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آشنا کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو چند لمحے پہلے اسلام کا دشمن یا اسلام کے خلاف تھا، کلمہ

www.maktabah.org

لا داخل شود و در جانب اثبات غیر از تکلم بکلمہ

تحت میں داخل ہو اور اثبات کی جانب میں کلمہ مستثنیٰ

مستثنیٰ کہ بمواطات قلب صادر گردد نصیبے نباشد

(اللہ) کہنے کے سوا جو قلب کی موافقت سے صادر ہو کچھ نصیب نہ ہو

پڑھنے کے بعد اسی کے تحفظ اور پاسبانی کی خاطر اپنا جان و مال تک نثار کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔

⊙ ...... کلمہ طیبہ وہ پیغام وصل ہے جو انسان کے قلب کو لا الـــه کے ذریعے غیر کے خیال سے پاک کر کے الا اللہ کے ذریعے واصل باللہ کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ سنائی نقشبندی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا

تا بہ جاروب لا نہ روبی راہ
کے رسی در مقام الا اللہ

⊙ ...... کلمہ طیبہ: کے دو جزو ہیں۔ پہلا جزو...... توحید اور دوسرا جزو...... رسالت

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... توحید ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ....رسالت ہے۔

توحید دعویٰ ہے اور رسالت اس کی دلیل ہے۔ دعویٰ اور دلیل میں اس قدر قرب ہے کہ درمیان میں واوٴ عاطفہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ توحید کا وسیلہ، رسالت ہے اور قرب خدا (جل جلالہ) کا ذریعہ، قرب مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کلمہ طیبہ کا پہلا جزو مقصد زندگی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور دوسرا جزو طرز زندگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ نیز کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو (محمد رسول اللّٰہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معبودیت کے اثبات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے تا کہ توحید باری تعالیٰ

www.maktabah.org

عنقا شکار کس نشود دام باز چین

عنقا کسی کا شکار نہیں ہوا جال اٹھا لو

کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کہ اس جگہ ہمیشہ ہوا ہی جال کے ہاتھ لگتی ہے

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعة المصطفٰے علیه

سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کی متابعت کرے اور لازم جانے مصطفٰے کی متابعت

وعلٰی اٰله الصلوات والتسلیمات

کو آپ پر اور آپ کی آل پر صلوات وتسلیمات ہوں۔

کی تصدیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں کیونکہ ایمان ان دو (تصدیق توحید اور تصدیق رسالت) تصدیقوں پر موقوف ہے۔

⦿ ...... کلمہ طیبہ کا پہلا جز وتمام آفاقی اور انفسی خداؤں کی نفی کر کے خدائے واحد کے معبود ومقصود ہونے کو ثابت کرتا ہے جو شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کا جامع ہے۔

⦿ ...... توحید وجودی ہو یا شہودی دونوں سے مقصود باطل معبودوں کی نفی کرنا اور معبود برحق کا اثبات کرنا ہے۔ اسی مفہوم کو اہل تصوف نفی اثبات سے تعبیر کرتے ہیں۔ توحید شہودی میں مشہود صرف ذات ہوتی ہے۔ غلبہء شہود وحدت میں کثرت کا نام ونشان بھی نہیں رہتا جبکہ توحیدِ وجودی میں موجود صرف ذات ہوتی ہے لیکن کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

⦿ ...... علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کے مندرجہ ذیل اشعار توحید شہودی کے مفہوم پر مشتمل

www.maktabah.org

ہیں

خودی کا سرِنہاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ	خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا	فریبِ سود وزیاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
خرد ہوئی ہے زمان ومکاں کی زناری	نہ ہے زماں نہ مکاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے	صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہء و پیوند	بتانِ وہم وگماں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند	بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ
گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں	مجھے ہے حکم اذاں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ

⊙ ...... کلمہ طیبہ کا دوسرا جز وعقیدۂ رسالت کا اعلان اور شریعت کی تکمیل وتعمیل کا مظہر ہے۔کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء لازم وملزوم ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے پر ایمان ثابت نہیں ہوسکتا۔عقیدۂ توحید' عقیدۂ رسالت کے بغیر مفید نہیں اور عقیدۂ رسالت' عقیدۂ توحید کے بغیر نامکمل ہے۔عقیدۂ توحید کا تصور ربوبیت ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' (الفاتحہ) سے ظاہر ہے اور عقیدہ رسالت کا تصور رحمت ''وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (الانبیاء) سے ثابت ہے۔اس اعتبار سے کل کائنات کا خدا بھی ایک ہے اور رسول بھی ایک ہے۔یوں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ ہی توحید رسالت کا مسئلہ بھی حل ہوجاتا ہے۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ایسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

(کلمہ طیبہ پڑھنے کا تفصیلی طریقہ شجرہ نقشبندیہ مجددیہ امینیہ سعیدیہ میں ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

منہا-۴۸

حقیقت قرآنی وحقیقت کعبہ ربانی فوق حقیقت محمدی

حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ ربانی ، حقیقت محمدی علیٰ مظہر

ست علیٰ مظہرھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ لہذا حقیقت

الصلوٰۃ و السلام و التحیہ سے بالا ہے۔[1] لہٰذا حقیقت

قرآنی امام حقیقت محمدی آمد وحقیقت کعبہ ربانی

قرآنی ، حقیقت محمدی کی امام ہوئی اور حقیقت کعبہ ربانی

مسجود حقیقت محمدی گشت مع ذٰلک حقیقت

حقیقت محمدی کی مسجود (الیہ) ہو گئی اس کے ساتھ ہی حقیقت

---

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ ربانی اور حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ یہاں ان تینوں حقائق کے متعلق قدرے تفصیلات ہدیہ قارئین ہیں و باللہ التوفیق

ان حقائق ثلاثہ کے متعلق کچھ وضاحت سے قبل لفظ حقیقت کے بارے صراحت پیش خدمت ہے تا کہ غلط فہمی کا شبہ ہی پیدا نہ ہو۔

لغت میں لفظ حقیقت سے مراد ذات شئی یا کسی لفظ یا عبارت کا بنیادی مفہوم ہے اصطلاح میں کسی شئی کی اصلیت ،کنہ، جوہر اور باطنی پہلو مراد ہے جبکہ صوفیائے کرام

www.maktabah.org

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک حقیقت سے مراد کسی شئی کا مبداء تعین ہے جہاں سے وہ شئی فیض وتربیت پاتی ہے (وہ حقیقت مراد نہیں جو جنس اور نوع سے مرکب ہوتی ہے کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے)

حقیقت قرآنی

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے نزدیک حقیقت قرآن "مبداء وسعت بے چون حضرت ذات" کا نام ہے بفحوائے آیہ کریمہ ان اللّٰہ واسع علیم (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۷۷)

حقیقت کعبہ

یہ حقائق الٰہیہ میں سے ایک حقیقت ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

حقیقت کعبہ عبارت از ذات بیچون واجب الوجودست وشایان مسجودیت ومعبودیت ست یعنی حقیقت کعبہ ذات حق تعالیٰ سبحانہ ہے جو سجدے اور عبادت کے لائق ہے۔ (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۴)

حقیقت کعبہ سے مراد وہ مرتبہ ءوجوب ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم امر کا مربی ہے اور شان العلم سے بلند تر ہے۔ اس اعتبار سے حقیقت کعبہ، حقیقت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوات) سے افضل ہے نیز حقیقت کعبہ عالم اکوان کیلئے مسجود ہے جبکہ حقیقت محمدیہ ساجد ہے نہ کہ مسجود لہٰذا حقیقت کعبہ شانِ مسجودیت کی وجہ سے حقیقت محمدیہ سے افضل ہے اور ساجدیت ومسجودیت کا فرق اہل علم وفہم پر واضح ہے جیسا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ نے فرمایا:

این حقیقت راجل سلطانہا اگر مسجود حقیقت محمدی

www.maktabah.org

گویند چه محذور لازم آید...... آرے حقیقت محمدی از حقائق سائرافراد عالم افضل ست اما حقیقت کعبہ معظمہ از عالمِ عالم نیست یعنی کعبہ کی اس حقیقت کو (جو کہ ذات بے چون اور شان مسجودیت ہے) اگر مسجود حقیقت محمدی کہا جائے تو کون سا امر مانع ہے...... ہاں حقیقت محمدی تمام افراد عالم کے حقائق سے افضل ہے لیکن حقیقت کعبہ جنس عالم سے نہیں ہے۔

(مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۴)

واضح رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے ایک مقام میں حقیقت کعبہ کو شان العلم سے بلند تر قرار دیا ہے اور دوسرے مکتوب میں حقیقت کعبہ کو تنزیہہ صرف ذات حق تعالیٰ فرمایا ہے۔ آپ کا یہ کلام تضاد پر محمول نہ کیا جائے بلکہ اختلاف احوال ومقامات پر مبنی سمجھا جائے یعنی حقیقت کعبہ کو شان العلم سے بلند قرار دینے میں حقیقت کعبہ کے ظلال کا بیان ہے اور اس کو ظہور تنزیہہ صرف ذات حق تعالیٰ قرار دینے میں حقیقت کعبہ کی اصل کا بیان ہے کیونکہ حقیقت اپنا اصل اور ظل رکھتی ہے۔

حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات

یہ حقائق کونیہ میں سے ایک حقیقت ہے۔ حضرت امام ربانی اور صوفیائے شہودیہ کے نزدیک حقیقت محمدیہ ذات کے مرتبہ شان العلم کے اعتبار سے قابلیت اولیٰ کا نام ہے جو نفس اسم الٰہی کا ظہور ہے (اسی کو تعین حبی، تعین وجودی اور حقیقت الحقائق بھی کہا جاتا ہے) نہ کہ اس اسم کی صورت علمی کا ظہور کیونکہ کسی چیز کی نفس شئی اور اس کی صورت علمیہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے جیسا کہ نفس آگ اور اس کی صورت علمی میں فرق سے واضح ہے۔

اہل تحقیق پر یہ امر بخوبی روشن ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ کے مکاتیب

www.maktabah.org

شریفہ اور تصانیف عالیہ میں لفظ حقیقت محمدیہ مختلف معانی اور متعدد اقسام پر استعمال ہوا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی مخصوص معنی یا قسم مراد لینا فہم سقیم کی علامت ہے لہٰذا جب حقیقت محمدیہ، حقیقت کعبہ اور حقیت احمدیہ کے مقابلے میں بولا جائے تو اس سے مراد وہ جامع اسم الٰہی ہوگا جو عالم سفلیات کی تربیت کی مناسبت رکھتا ہے اور جب حقیقت الٰہیہ کے مقابلے میں بولا جائے تو مراد وہ جامع شان ذاتی ہوگی جو عالم علویات کی تربیت کا متولی ہے اور تمام شیونات ذاتیہ کو حاوی ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو نفس اسم الٰہی تعالیٰ کا ظہور ہو البتہ قرآن مجید کہ وہ بھی نفس اسم الٰہی کا ظہور ہے، ظہور قرآنی کا منشاء صفات حقیقیہ سے ہے اس لئے اس کو قدیم اور غیر مخلوق کہتے ہیں اور ظہور محمدی کا منشاء صفات اضافیہ سے ہے لہٰذا اس کو حادث اور مخلوق کہا ہے اور کعبہء ربانی کا معاملہ ان دونوں ظہور اسمی سے بھی زیادہ عجیب ہے کہ وہاں صورتوں اور شکلوں کے لباس کے بغیر معنی تنزیہی کا ظہور ہے۔ (ماخوذ از البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۴)

حقیقت کعبہ، حقیقت محمدی کی مسجود ہوگئی یہاں مسجود، مسجود لہٗ کے معنی میں نہیں بلکہ مسجود الیہ کے معنی میں ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶۳) یعنی چھوٹا درجہ (حقیقت محمدیہ) بڑے درجہ (حقیقت کعبہ) کی سمت منہ کر کے حق تعالیٰ سبحانہ کو سجدہ کئے ہوئے ہے

حقیقت محمدی مخلوق کا ایک اعلیٰ مرتبہ ہے جس کی دو جہتیں ہیں

جہت عالم خلق اور جہت عالم امر

جب حقیقت محمدی کی جہت عالم خلق کی طرف ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بشریت مطہرہ کا غلبہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نکاح وازدواجی تعلقات، خورد ونوش وغیرہا جیسے اعمال وافعال کا اکتساب فرماتے ہیں، غزوہ احد کے موقعہ پر ضرب لگنے سے

www.maktabah.org

خون بھی بہتا ہے اور جب حقیقت محمدی کی جہت عالم امر (عالم وجوب) کی طرف ہوتی ہے تو آپ پر نورانیت اور لطافت کا غلبہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ وصال کے روزے رکھتے ہیں اور شق صدر کے موقعہ پر نہ آلہء جراحت استعمال ہوتا ہے اور نہ ہی خون بہتا ہے نیز آفتاب کی روشنی اور ماہتاب کی چاندنی میں آپ کا سایہ بھی نظر نہیں آتا۔ واضح رہے کہ ہر جہت کے اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبادی فیوض اور تعین وجودی جدا جدا ہیں۔ باعتبار عالم خلق کے حقیقت محمدی کا مبداء فیض صفت العلم ہے اور باعتبار عالم امر کے حقیقت محمدی کا مبداء فیض شان العلم ہے۔

www.maktabah.org

کعبہ ربانی فوق حقیقت قرآنی است آنجا ہمہ بے

کعبہ ربانی حقیقت قرآنی سے بالا ہے [۲] وہاں سراسر

صفتی و بے رنگی ست وشیون و اعتبارات را دراں موطن

بے صفتی اور بے رنگی ہے اور شیون و اعتبارات کی اس مقام میں

گنجائش نیست تنزیہ و تقدس را درآں حضرت مجال نہ

کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تنزیہہ اور تقدیس کی اس بارگاہ میں کوئی مجال نہیں

ع آنجا ہمہ آنست کہ برتر ز بیان ست

وہاں سب کچھ وہ ہے جو بیان سے بالا ہے

ایں معرفتے است کہ ہیچ یکے از اہل اللہ بآں لب نہ

یہ معرفت ایسی ہے کہ اہل اللہ سے کسی نے اس کے متعلق لب

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے حقیقت کعبہ کو حقیقت قرآنی سے فوق وبالا قرار دیا ہے جو ہر قسم کے شیونات واعتبارات اورتنزیہات وتقدیسات سے پاک ہے، جہاں بے رنگی و بے صفتی ہے۔اسی حقیقت کعبہ کوتنزیہہ صرف ذات حق تعالیٰ کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت کعبہ کے کئی مراتب ہیں۔کبھی حقیقت کعبہ پرصورت کعبہ کا اطلاق ہوتا ہے،کبھی حقیقت کعبہ سے مراد شان العلم سے بالا مرتبہ کا اطلاق آتا ہے اور کبھی حقیقت کعبہ پرتنزیہہ صرف ذات حق تعالیٰ کا اطلاق آتا ہے کما لا یخفی علی ارباب البصیرہ

www.maktabah.org

کشاده است و برمزه و اشارت ہم ازان مقوله سخن نرانده

کشائی نہیں کی ہے [۳] اور کنایہ و اشارہ سے بھی اس مقولہ کی بابت بات نہیں کی۔

ایں درویش را بایں معرفت عظمیٰ مشرف ساخته اند و

اس درویش کو اس معرفت عظمیٰ کے ساتھ مشرف فرمایا گیا اور

درمیان ابنائے جنس ممتاز گردانیده **کل ذالک بصدقة**

ابنائے جنس کے درمیان ممتاز کیا گیا یہ سب کچھ حبیب اللہ

حبیب الله وبرکة رسول الله علیه وعلیٰ اله من الصلوات افضلها

صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور رسول اللہ کی برکت ہے آپ پراور آپ کی آل

ومن التسليمات اکملها باید دانست که صورت کعبه

پر افضل صلوات اور اکمل تسلیمات ہوں۔ جاننا چاہئے کہ صورت کعبہ

ہمچناں که مسجود صور اشیا ست حقیقت کعبه نیز

جس طرح چیزوں کی صورتوں کی مسجود ہے حقیقت کعبہ بھی

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز تحدیث نعمت کے طور پر اس امر کا اظہار فرمارہے ہیں کہ مذکورہ معرفت جو ہم نے بیان فرمائی ہے اہل طریقت میں سے کسی نے اس کی طرف اشارہ وکنایہ بھی نہیں فرمایا اور یہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق وبرکت کی بدولت ہے۔والحمدللّٰه علیٰ ذالك

www.maktabah.org

مسجود حقائق آں اشیاست واقول قولاً عجبالم یسمعه

ان اشیاء کی حقیقتوں کی مسجود ہے ؎ میں ایسا عجب قول کرتا ہوں کہ

احد وما اخبربه مخبر باعلام الله سبحانه والهامه تعالٰی ایای

جسے نہ کسی نے سنا اور نہ کسی مخبر نے بتایا اللہ تعالٰی سبحانہ نے اپنے فضل اور کرم

بفضله وکرمه آنکه بعد از ہزار وچند سال از زمان رحلت

سے مجھے بتایا اور اس کا الہام فرمایا وہ یہ ہے کہ آنسرور کے زمانہ

آں سرور علیه وعلٰی اله الصلوات والتحیات زمانے می

رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد (آپ پر اور آپکی آل پر صلوات وتحیات

آید، که حقیقت محمد ی از مقام خود عروج فرماید و

ہوں) ایسا زمانہ آ رہا ہے کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صورت کعبہ اور حقیقت کعبہ، صور اشیاء اور حقائق اشیاء کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ صورت کعبہ مخلوق ہے اور حقیقت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوات سبب ظہور مخلوق ہے اسی بناء پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق ہیں۔اس مقام کا حل یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوات، صورت کعبہ سے افضل ہے اور حقیقت کعبہ، حقیقت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوات سے افضل ہے۔واللہ اعلم

(البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۴)

یہاں حقائق اشیاء کے متعلق قدرے وضاحت ہدیہ قارئین ہے وباللّٰہ التوفیق

امام العقائد حضرت علامہ نسفی قدس سرہُ العزیز حقائق اشیاء کے متعلق اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی صراحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں حقائق الاشیاء ثابتة یعنی

www.maktabah.org

چیزوں کی حقیقتیں موجود ہیں۔(عقائد نسفی) حقیقت کی جمع حقائق اور شئی کی جمع اشیاء ہے

فاضل اجل حضرت سید شریف جرجانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حقیقت کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

الحقیقة هوا لشئی الثابت قطعا و یقینا یعنی حقیقت وہ شئی ہے جو قطعی اور یقینی طور پر ثابت وموجود ہو۔ (کتاب التعریفات ۴۰)

حضرت شیخ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ شئی کی تعریف کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں

الشئی فی الاصطلاح هو الموجود الثابت المتحقق فی الخارج یعنی اصطلاح میں شئی اسے کہا جاتا ہے جو خارج میں موجود، ثابت اور متحقق ہو۔ (کتاب التعریفات ص ۵۷)

حضرت جرجانی قدس سرہُ العزیز **حقیقة الشئی** کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

حقیقة الشئی مابه الشئی هوهو کا لحیوان الناطق للا نسان بخلاف مثل الضاحك و الکاتب ما یمکن تصور الانسان بدونه یعنی حقیقت شئے وہ ہے جس کے سبب وہ شئے، شئے بنی جیسے انسان کے لئے حیوان ناطق کہ حیوان ناطق کے بغیر انسان کا تصور ممکن نہیں بخلاف ضاحک اور کاتب جیسے الفاظ کے کہ ان کے بغیر انسان کا تصور ممکن ہے کیونکہ یہ عوارض میں سے ہیں۔ (کتاب التعریفات ۴۰)

یادرہے کہ حقائق الاشیاء میں **حقیقة الشئی** سے مراد عین شئے ہے۔ (النبراس ۲۵)

لفظ شئے کا اطلاق واجب الوجود اور ممکن الوجود دونوں پر کرنا جائز ہے جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ دوسی قدس سرہُ العزیز نے قصیدہ بدء الامالی میں تصریح فرمادی ہے۔

نسمی اللّٰه شیئاً لا کالاشیاء یعنی ہم اللہ کو شئے سے موسوم کرتے ہیں لیکن وہ دوسری چیزوں کی طرح نہیں۔

حضرت العلام ابو محمد احمد چکوالی ثم لاہوری اس کی شرح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

www.maktabah.org

یعنی اہل سنت و جماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر لفظ شئے کا اطلاق جائز ہے کیونکہ شئے کے معنی موجود کے ہیں اور سب موجودات سے اللہ تعالیٰ کا وجود قوی ہے اس لئے اس پر شئے کا اطلاق بطریق اولیٰ جائز ہے لیکن اس کے مثل کے اطلاق میں نفی مماثلت کی لازم ہے اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لا کالاشیاء (عقیدہ اہل المعالی ۳)

ممکن الوجود کیلئے لفظ شئے کے متعلق متکلمین اہلسنت اور معتزلہ کا اختلاف ہے۔

علمائے متکلمین اہلسنت کے نزدیک شئے کا حقیقی معنی موجود ہونا کے ہیں البتہ کبھی معدوم پر شئے کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے۔

مگر معتزلہ موجود اور معدوم دونوں کو حقیقۃً شئے کہتے ہیں۔ (النبراس ۲۸)

لیکن حضرت علامہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں اہل سنت کا مؤقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

وما المعدوم مرئیاً و شیئاً یعنی معدوم نہ مرئی ہے اور نہ اس کو شئے کہا جاتا ہے۔ (قصیدہ بدء الامالی)

نیز علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شئی کے متعلق رقمطراز ہیں:

الشئی عندنا ھو الموجود یعنی ہمارے نزدیک شئے، موجود کو کہا جاتا ہے والمعدوم لیس بشئی یعنی معدوم کوئی شئے نہیں۔ (شرح عقائد)

معتزلہ کے نزدیک معدوم شئے ہے ان کا متدل آیہ کریمہ انما قولنا شئی اذاارد ناہ ان نقول لہ کن فیکون ہے علمائے اہلسنت ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں شئے اس واسطے کہا کہ آئندہ شئے ہوگی اور تقریر آیت یوں ہے انما قولنا اذا ردناہ یکون شیئاً اس قسم کی دیگر آیات کریمہ تفہیم خلق کیلئے یوں آئی ہیں تاکہ مجازاً اسے شئے سے یاد کیا جائے ورنہ معدوم شئے نہیں ہے جیسا کہ آیات کریمہ وقد خلقك من قبل ولم تكن شیئاً (مریم ۹) اور ھل اتی علی الانسان

www.maktabah.org

حين من الدهر لم يكن شيئاً مذ كوراً (الدھر:۱) سے عیاں ہے۔ (عقائد تورپشتی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **حقائق الاشیاء ثابتة** کی شرح کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو

تمام عقائد اور احکام کا دارومدار اس اعتقاد پر ہے کہ نفس الامر میں ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے جو لوگوں کے علم واعتقاد سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی ثابت اور موجود ہوتی ہے نیز یہ حقیقت صرف وہم وخیال نہیں ہے نہ ہی یہ علم واعتقاد کے تابع ہے مثلا پانی اور آگ نفس الامر اور حقیقت میں موجود ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ اگر ہم آگ کے متعلق یہ اعتقاد رکھ لیں کہ یہ پانی ہے تو یہ پانی ہو جائے گی اسی طرح اگر ہم پانی کو آگ کہہ دیں تو وہ آگ ہو جائے گا۔ اگر ہم گرم کو سرد اور سرد کو گرم ماننے لگ جائیں تو ہمارے ماننے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ گرم، گرم ہی ہوگا اور سرد، سرد ہی ہوگا۔

(تکمیل الایمان مترجم)

حضرت علامہ محمد نجم الغنی خان رامپوری رحمۃ اللہ علیہ حقائق الاشیاء ثابتة کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

یعنی متکلمین کا قول ہے کہ بالبداہت عقل حکم کرتی ہے کہ ہر شئے موجود کی ماہیت (وحقیقت) خارج میں ثابت ہے مثلاً جو چیزیں ہمیں دکھلائی دیتی ہیں جیسا کہ انسان، درخت، پتھر وغیرہ جو واقع میں موجود ہیں وہ محض وہم وخیال نہیں ہیں اور یہ بھی نہیں ہے کہ جس چیز کو جیسا ہم نے خیال کرلیا وہ چیز وہی ہے مثلاً درخت کو اگر ہم انسان سمجھ لیں تو وہ انسان ہے اور اگر اس کو کچھ اور سمجھ لیں تو وہ کچھ اور ہے جیسا کہ فرقہ عندیہ کی یہی رائے ہے۔ (تہذیب العقائد)

حکمائے یونان کا ایک گروہ سوفسطائیہ حقائق اشیاء کا منکر ہے سوفسطائیہ کے تین فریق ہیں عنادیہ، عندیہ اور لاادریہ

www.maktabah.org

بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد ایں زمان حقیقت محمدی

اور حقیقت کعبہ کے مقام سے متحد ہو جائے ؎ اس وقت حقیقت محمدی

حقیقت احمدی نام یابد ومظہر ذات احد جل سلطانہ

حقیقت احمدی کا نام پائے اور ذات احد جل سلطانہ کا مظہر ہو جائے

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اپنے ایک عجیب الہام کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ارتحال سے ایک ہزار اور چند سال بعد حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات عروج کر کے حقیقت کعبہ کے ساتھ واصل اور متحد ہو جائے گی اور حقیقت احمدیہ کا نام پاکر ذات احد جل سلطانہ کا مظہر بن جائے گی۔

واضح رہے کہ حقیقت کعبہ اگرچہ حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات سے افضل ہے مگر کعبہ کی حقیقت اپنے مقام اصلی سے اوپر عروج نہیں کرتی جبکہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات بفحوائے آیہ کریمہ وللآخرۃ خیرلك من الاولیٰ ہردم عروج لامتناہی سے مشرف ہے۔ (البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۴)

ہر شئے کی دو حقیقتیں ہوتی ہیں حقیقت امکانی اور حقیقت وجوبی یا بالفاظ دیگر ہر حقیقت کے دو تعین ہوتے ہیں تعین امکانی اور تعین وجوبی۔ تعین وجوبی اور حقیقت وجوبی کا تعلق عالم امر کے ساتھ ہے جبکہ تعین امکانی اور حقیقت امکانی کا تعلق عالم خلق کے ساتھ ہے۔ تعین امکانی (حقیقت امکانی)، تعین وجوبی (حقیقت وجوبی) کا ظل ہے۔ تعین امکانی (حقیقت امکانی) میں حس وحرکت اور عروج ہے جبکہ وجوب میں حرکت وعروج ونزول نہیں ہے۔ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کا تعین امکانی (حقیقت امکانی) عروج کر کے حقیقت کعبہ تک رسائی پا کر متحد ہو جائے گا اور حقیقت

www.maktabah.org

احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات کا نام پالے گا۔

حقیقت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات شیون کا ایک بلند مرتبہ ہے اور اس مرتبہ سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبداء فیض ہے جس کا تعلق عالم امر اور عالم وجوب کے ساتھ ہے۔ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہء نبوت حقیقت احمدی کے ساتھ تعلق رکھتا تھا جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین سے واضح ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعین وجوبی ہی جلوہ گر تھا اور آپ کا تعین امکانی (حقیقت امکانی) ابھی منصۂ شہود پر ظہور پذیر نہیں ہوا تھا کیونکہ ابھی عالم خلق کی تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ عالم امر میں ملائکہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات عالم امر کے سارے نظام کی معلم و مدرس تھی، ملائکہ کرام نے جملہ تسبیحات و وظائف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سیکھے تھے بنابریں جملہ فرشتے آپ کے امتی اور شاگرد ہیں چنانچہ روایت میں ہے یسبح ذالك النور و تسبیح الملا ئكة بتسبيحه بقول شاعر

گر نہ خورشید جمال یار گشتے راہ نموں
از شب تاریک غفلت کس نبردے راہ بروں

www.maktabah.org

گردد وہردواسم مبارك بمسمّٰی متحقق شود و مقام

اور دونوں مبارک نام مسمی کے ساتھ متحقق ہو جائیں ۶ اور پہلا مقام

سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تازمانے که حضرت

حقیقت محمدی سے خالی ہو جائے اس زمانے تک کہ حضرت

۶ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے مبارکہ محمد اور احمد کا تذکرہ فرمایا گیا ہے کہ جب حقیقت احمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوات ذات احمد جل سلطانہ کی مظہر بن جائے گی تو دونوں نام اپنے مسمّٰی کے ساتھ متحقق ہوجائیں گے۔ مسمّٰی سے مراد حقیقت محمدی اور حقیقت کعبہ ہیں۔ یہاں اسمائے مبارکہ محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرے تفصیلات پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دواسموں سے مسمی ہیں اور وہ دونوں اسم مبارک قرآن مجید میں مذکور ہیں محمد رسول الله (فتح ۲۹) اور اسمه احمد (الصّف ۶) اوران دونوں مبارک ناموں کی ولایت جداجدا ہے۔ ولایت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات میں محبوبیت صرف اور انشاء محبیت (کیفیت محبیت) کا امتزاج ہے جبکہ ولایت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات میں محبوبیت صرف ہے جس میں محبیت کا شائبہ تک نہیں ہے اور یہ ولایت، ولایت محمدی سے بلند اور مطلوب سے ایک منزل قریب تر ہے اور محبّ کو بھی زیادہ مرغوب ہے کیونکہ محبوب جس قدر محبوبیت میں کامل تر ہوگا محبّ کی نظر میں اسی قدر محبوب اور زیباتر دکھائی دے گا اور محبوب کو اپنی طرف جذب کرے گا اور اسے اپنا شیفتہ بنالے گا۔

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست
بلائے من ز ناپروائی اوست

www.maktabah.org

بلا سے مراد عشق کی زیادتی ہے جو کہ عاشق کو مطلوب ہے۔ احمد عجب بزرگ اسم ہے جو کہ کلمہ مقدسہ "احد" اور حرف "میم" کے حلقہ سے مرکب ہے جو عالم بے چون میں اسرار الٰہیہ جل سلطانہ کے مخفی رازوں میں سے ہے اور اس امر کی گنجائش نہیں رکھتا کہ عالم چون میں اس راز نہانی کی تعبیر حلقہ ء میم کے بغیر کی جاسکے اور اگر اسکی گنجائش ہوتی تو حضرت حق سبحانہ اس کی تعبیر ضرور فرماتا اور احد وہ احد ہے کہ **لا شریک لہ** ہے اور حلقہ میم عبودیت کا طوق ہے جو بندے کو مولا سے متمیز کرتا ہے۔ لہٰذا بندہ وہی حلقہ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کیلئے آیا ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

چو نام این ست نام آور چہ باشد
مکرم تر بود از ہر چہ باشد

ہزار سال گذر جانے کے بعد اس عرصہ کو امور عظام کے تغیر میں ایک تاثیر رکھی ہے اور اِس ولایت کا معاملہ اُس ولایت تک پہنچ گیا اور ولایت محمدی، ولایت احمدی کے ساتھ انجام پا گئی اور کاروبار عبودیت دو طوقوں میں سے ایک طوق کے متعلق ہو گیا اور پہلے طوق کی بجائے حرف الف جو اس کے رب کی طرف سے ایک رمز ہے متمکن ہو گیا یہاں تک کہ محمد سے احمد علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام ہو گیا...... اس کی وضاحت یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوقوں سے مراد دو حلقہ ء میم ہیں جو اسم مبارک "محمد" کے اندر مندرج ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان دو طوق (م) سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تعین، تعین جسدی بشری اور تعین روحی ملکی کی طرف اشارہ ہو اور تعین جسدی میں اگر چہ انتقال کے عارض ہونے کی بنا پر سستی اور نقص پیدا ہو گیا تھا اور تعین روحی نے قوت حاصل کر لی تھی لیکن پھر بھی اس تعین کا اثر باقی رہ گیا تھا اور اس کیلئے ہزار سال درکار تھے تا کہ اس کا اثر بھی زائل ہو جائے اور اس تعین (جسدی) کا کوئی نشان باقی نہ رہے اور جب ہزار سال

www.maktabah.org

پورے ہوگئے اوراس تعین کا کوئی اثر باقی نہ رہا تو ان دو طوق عبودیت میں سے ایک طوق ٹوٹ گیا اور اس پر زوال وفنا طاری ہوگئی اور الوہیت کا الف جس کو بقا باللہ کے رنگ میں کہا جا سکتا ہے اس کی جگہ بیٹھ گیا تو لازمی طور پر محمدؐ ''احمدؐ'' ہوگیا اور ولایت محمدی، ولایت احمدی میں منتقل ہوگئی۔ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو تعین (میم) سے عبارت ہے اور احمد ایک تعین (میم) سے کنایہ ہے اور یہ اسم (احمد) حضرت اطلاق سے زیادہ قریب ہوا اور عالم سے دور تر۔ (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۹۶)

واضح رہے کہ بفحوائے آیہ کریمہ وللآخرۃ خیرلك من الاولٰی حقیقت احمدی بشریت وخلقیت کا قدرے شائبہ رکھنے کی بنا پر ہر لحہ عروج لامتناہی سے شادکام ہے، بنابریں باعتبار عروج حقیقت احمدی کو حقیقت کعبہ سے افضل کہا جا سکتا ہے کیونکہ حقیقت کعبہ عروج نہیں رکھتی۔ واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال

اسم محمد میں دو میم کی بنا پر دوہری عبودیت ہے بنابریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محمدیت کا رجحان عالم خلق کی طرف ہے اور اسم احمد میں ایک میم کی وجہ سے عبودیت کم اور عروجیت زیادہ ہے اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احمدیت کا تعلق خالق (یعنی عالم امر) کے ساتھ زیادہ ہے یہی تقاضا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ناموں کا۔ بقول شاعر

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدد کا

اسم احمد میں ایک حلقہء عبودیت اس لئے رکھا گیا تاکہ احمدیت مخلوق پر بھی فیض جاری رکھے۔ اگر درمیان میں یہ حلقہ میم نہ ہوتا تو عبودیت بالکل معدوم ہو جاتی۔ یہ احد بن کر احد کے ساتھ ہی باقی رہتا اور ادھر اُدھر عالم خلق کی طرف آمد ہی نہ ہوتی مکمل ادھر عالم امر ہی میں رہتے۔ یہاں صوفیائے وجودیہ نے موج میں کہہ دیا

www.maktabah.org

احد، احمد وچہ میم مروڑی ایہہ تے کسے نیں جانیا ای نئیں
رانجھا روپ وٹا کے آیا کھیڑیں بناں ہیر دے کسے پچھانیا ای نئیں

کسی نے اپنے انداز میں یوں کہا

احد، احمد وچہ فرق نہ کوئی رتی اک بھید مروڑی دا
اک رانجھا سانوں لوڑی دا اک رانجھا سانوں لوڑی دا

جبکہ مشائخ نقشبندیہ اور صوفیائے شہودیہ نے بپاس شریعت نہایت محتاط انداز میں کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم محمد میں اسم احمد کی نسبت عبودیت کا غلبہ ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت عالم خلق کی طرف متوجہ رہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان احمدیت میں غایت قرب وعروجیت کے باوجود حلقہ عبودیت باقی رہا گو کمتر تھا تا کہ شب معراج مقام وصل میں پہنچ کر بھی امت کی طرف مراجعت کا فکر دامنگیر رہے۔ وللہ الحمد

وہ ہر عالم کی رحمت تھے کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

یاد رہے کہ اس دوران دین اسلام کی رشد وہدایت، تبلیغ ودعوت اور تشہیر وتقویت کا بھرپور کام ہوا بے شمار علمائے راسخین، صوفیائے کاملین اور مجاہدین اسلام اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر شب وروز کوشاں رہے کہ انہوں نے دین اسلام کی عظمت کے سکے جما دیئے اور علم لہرا دیئے۔

پھر حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوا کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات جو عالم خلق کی مربی ہے اور اس کی طرف متوجہ ہے اسے اپنی طرف عالم امر کی جانب متوجہ کر لے پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے ایک ہزار اور چند سال بعد حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات متوجہ بحق ہوگئی تو امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات پر

www.maktabah.org

ہمہ گیر زوال آنا شروع ہوا...... امت کی عمر خیریت اختتام پذیر ہوگئی ......صوفیائے خام، علمائے سوء، امرائے سلطنت اور ارباب بست وکشاد آزاد خیالی کے زعم میں مبتلا ہوکر یہود وہنود ونصاریٰ کی رسوم وعادات کے پابند ہو گئے اور مطلق العنان بادشاہ جلال الدین اکبر نے دین الٰہی ایجاد کر ڈالا ......جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت مطہرہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کو پامال کر دیا گیا......اور دین اسلام کی اصلی صورت وحقیقت، بدعات وخرافات کے دبیز پردوں میں چھپ گئی۔

اندریں حالات ضرورت تھی کسی ایسے مرد وحید اور فردِ فرید کی جو حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کی نیابت مطلقہ اور خلافت کاملہ پر فائز المرام ہوکر اپنی حکمت بالغہ، دعوات صالحہ، تصرفاتِ باطنیہ اور توجہات قدسیہ سے ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کر دے کہ بدعات ومنکرات کا قلع قمع ہو جائے ......سنت وشریعت کا پہرہ ہو جائے ......اور دین اسلام کی صحیح صورت اور خدوخال نمایاں ہو جائیں ......لہٰذا یہ کام حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز نے کر دکھایا۔

آپ نے دین اسلام کی تجدید وتبلیغ کا کام کچھ اس انداز سے کیا کہ ھزارہَ دوم میں جتنی بھی اسلامی تحریکیں اٹھیں گی ان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کی روحانی توجہات وتاثیرات وبرکات شامل ہونگی۔ جس طرح قطب کے متعلقہ علاقے میں جتنے امور سرانجام پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان جملہ امور میں اس قطب کی برکات و حسنات، اثرات وتوجہات کو اس علاقہ وشہر کے لئے سبب بنا دیتا ہے ......یونہی ہزارہَ دوم میں عرب وعجم میں درس وتدریس، تحریر وتقریر، تصنیف وتالیف، وعظ وتبلیغ، اشاعت وتشہیر، تحریک وتجدید وغیرہا امور دینیہ، اعمال صالحہ اور عقائد اسلامیہ کا جتنا کام ہوگا ان میں حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کی روحانی توجہات وفیضان شامل ہو گا۔ والحمدللہ علی ذالك

www.maktabah.org

واضح رہے کہ ہزار سالہ مجدد ہی مجدد اعظم اور امام زمانہ ہوتا ہے جس کا کلام سوچوں کے زاویے بدلتا، قلب ونظر میں انقلاب برپا کرتا اور حاضر وموجود سے بیزار کر دیتا ہے۔اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا

پوچھتے ہو مجھ سے قوموں کی امامت کیا ہے
خدا تجھ کو میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی اپنے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

www.maktabah.org

عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول فرماید و

عیسیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر درود وسلام ہوں نزول فرمائیں [1]

عمل بشریعت محمدی نماید **علیهما الصلوات و التسلیمات**

اور شریعت محمدی پر عمل کریں۔ ان دونوں پر صلوات و تسلیمات

والتحیات، دراں وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج

و تحیات ہوں۔ اس وقت حقیقت عیسوی اپنے مقام سے عروج فرمائے

فرموده بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند

حقیقت محمدی کے مقام پر جو خالی پڑا ہوا تھا قرار پکڑے گی۔

[1] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرما رہے ہیں کہ حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات عالم خلق میں جو فرائض سرانجام دے رہی تھی وہ فرائض اپنے کسی نائب کامل کے سپرد کر کے حقیقت احمدی میں ذات کے ساتھ مصروف ہوگئی ہے اور وہ نائب کامل حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز کی ذات گرامی ہے۔ قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کی تعمیل و تبلیغ اور تقویت وتائید کی بدولت حقیقت عیسوی علیٰ صاحبہا الصلوات حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات کے ساتھ قیام پذیر ہو جائے گی۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے قول عجیب سے بعض معاندین نے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے در پردہ نبوت کا اعلان فرمایا ہے کیوں کہ آپ کا نام احمد ہے اور اس لئے حقیقت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات سے مراد آپ خود ہیں العیاذ باللہ سبحانہ من

www.maktabah.org

هذه الخرافات

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کی اس واضح عبارت سے غلط اور غلیظ مفہوم مراد لینا دلیل محرومی اور حرماں نصیبی کی علامت ہے اور اہل اللہ پر الزام تراشی اور ان کے ساتھ سوءِ ظن رکھنا ہے جو سراسر گناہ، ظلم عظیم اور حرام ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ان بعض الظن اثم سے عیاں ہے۔

واضح رہے کہ حقیقت عیسوی کے حقیقت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات کے ساتھ قیام پذیر ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حقیقت عیسوی علیٰ صاحبہا الصلوات کو عالم امر میں حقیقت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات کا قرب خاص رہا تھا جہاں دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوات کی ارواح مقدسہ کو حقیقت احمدی علیٰ صاحبہا الصلوات، توجہات و تعلیمات سے نوازا کرتی تھی اور اسی قرب خاص کی بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عالم خلق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کا تذکرہ فرمایا اور اپنے دیس کی بولی بولی جیسا کہ آیہ کریمہ و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد اور ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات انا احمد فی السماء و محمد فی الارض (مواهب اللدنیہ) سے معلوم ہوتا ہے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے متولد ہوئے کیونکہ آپ پر عالم امر کا غلبہ تھا جیسا کہ آیہ کریمہ و نفخت فیہ ...... سے عیاں ہے اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا گیا ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جہت عالم خلق مغلوب تھی اسی لئے حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر روح البیان نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محض بشر کہنا کفر ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۴۹

اگر کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ نمی بود راہے بجناب قدس

اگر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نہ ہوتا بارگاہ قدس خداوندی

خداوندی جل سلطانہ کہ می نمود ونقاب از چہرۂ

جل سلطانہ کی طرف راہ کون دکھاتا اور توحید کے

توحید کہ می کشود وفتح ابواب جنات کہ می فرمود

چہرہ سے نقاب کون اٹھاتا اور جنتوں کے دروازے کون کھولتا۔

کوہ کوہ صفات بشریہ باستعمال کند ایں لا کندہ می

صفات بشریہ کے پہاڑ اس لا کی کدال کے استعمال سے

شود وعالم عالم تعلقات ببرکت تکرار ایں نفی منتفی

کھودے جاتے ہیں تعلقات کے جہان اس نفی کی تکرار کی

زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کلمہ طیبہ کی فضیلت وفیوضات وبرکات کا تذکرہ فرمارہے ہیں درحقیقت کلمہ طیبہ افضل الذکر اور افضل الکلام ہے جسے صرف ایک مرتبہ خلوص قلب کے ساتھ پڑھ لینے سے انسان جنت کا حقدار ہوجاتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات من قال لاالہ الا اللہ مخلصاً من قلبہ دخل الجنۃ سے عیاں ہے اسی بنا پر بندۂ مؤمن ہر قسم کے ظاہر وباطن،

www.maktabah.org

می گردد ونفی آں آلہه باطله رامنتفی می سازد واثبات

برکت سے منتفی ہوتے ہیں اور اس (کلمہ) کی نفی باطل معبودوں

آں معبود برحق راجل شانه مثبت می سازد سالك

کی نفی کرتی ہے اور اس کا اثبات معبود برحق جل شانہ کو

مدارج امکانی رابمدد اوقطع می نماید وعارف بمعارج

ثابت کرتا ہے سالک اس کی مدد سے امکانی درجوں کو قطع کرتا ہے

وجوبی ببرکت اوارتقا می فرماید اوست که از تجلیات

اور عارف اس کی برکت سے وجوبی معراجوں کی طرف ارتقاء فرماتا ہے

افعال بتجلیات صفات می برد واز تجلیات صفات بتجلیات

یہی (کلمہ) ہے جو تجلیات افعال سے تجلیات صفات تک لے جاتا ہے اور تجلیات

ذات می رساند

صفات سے تجلیات ذات تک پہنچاتا ہے۔

تا به جاروب لا نروبی راه

جب تک لا کا جھاڑو نہ ہو تو رستہ نہیں پا سکتا

خلوت وجلوت اور قول وفعل کے تضاد سے محفوظ ہو کر سراپا اسلام بن جاتا ہے ورنہ بقول اقبال مرحوم

زبان نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

www.maktabah.org

نرسی در سرائے الا اللہ

نہ ہی الا اللہ کی سرائے تک پہنچ سکتا ہے

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیه و

اور سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع

علیٰ اٰله الصلوات والتسلیمات اتمها واکملها.

کو لازم جانے آپ پر اور آپ کی آل پر اتم اور اکمل صلوات وتسلیمات ہوں

جو بندۂ مومن کلمہ طیبہ کے جملہ تقاضوں کو پورا کر لیتا ہے وہی ایمان کی حلاوت وچاشنی کو چکھ سکتا ہے۔ اس کے پانچ بنیادی تقاضے درج ذیل ہیں

۱......ایمان اور اعمال صالحہ ۲......اخلاص

۳......انقلاب ۴......حب خدا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۵......استقامت

(مزید تفصیلات مقالات ابوالبیان میں ملاحظہ فرمائیں)

www.maktabah.org

منہا-۵۰

خدمت مخدوم شیخ شرف الدین منیری درمکتوبات

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین منیری اپنے مکتوبات میں

خود نوشته اند که معوذتین را در نماز نباید خواند

لکھتے ہیں کہ معوذتین کو نماز میں نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ

که ابن مسعود رضی الله عنه درقرآنیت ایں دو سوره

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دو سورتوں کی قرآنیت میں جمہور

زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز معوذتین (سورہ الفلق، سورہ الناس) کی قرآنیت بذریعہ کشف والہام بیان فرمارہے ہیں۔ علمائے کرام جن مسائل میں مضطرب ہوتے ہیں اولیائے کاملین اور علمائے راسخین پر وہ علوم ومسائل ومعارف بذریعہ الہام وکشف عیاں ہوجاتے ہیں۔ یہاں بھی جب شیخ الاسلام یحیٰ منیری قدس سرہُ العزیز کے بیان کردہ مؤقف پر حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے عمل کرنا شروع فرمادیا تو آپ پر معوذتین مثالی صورت میں ظاہر فرمائے گئے تو ان کے قرآن کریم سے اخراج کی شکایت پر آپ ان کی قرآنیت کے قائل ہوگئے۔ والحمدللہ علی ذالک دراصل ان دونوں سورتوں کی عدم قرآنیت کے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک باطل روایت ہے:

شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مسند احمد اور صحیح ابن

www.maktabah.org

مـخـالف جمـهوراست پس در فرض قطعی قرأت آں دو

کے مخالف ہیں لہٰذا فرض قطعی میں ان دو سورتوں کی قرأت

سـوره مـحسـوب نبایـد کـرد و ایں فقیر ہم نمی خواند

کو شمار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ فقیر بھی نہیں پڑھتا تھا

تـا آنکه روزے برین فقیر ظاہر ساختند که گویا معوذتین

یہاں تک کہ ایک روز اس فقیر پر ظاہر کرتے ہیں کہ گویا معوذتین

حبان کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مصحف مبارک میں معوذتین کو تحریر نہیں فرماتے تھے اور طبرانی وغیرہا کے حوالہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مصاحف سے معوذتین کو کھرچ کر نکال دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ کتاب اللہ سے نہیں ہیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ محض پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جو یہ اشکال وارد ہوتا ہے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن کریم میں شامل ہیں جو شخص ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج (کافر) ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو معوذتین کے عدم قرآنیت کی نقل منقول ہے وہ باطل ہے ،حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس نقل کو جھوٹ اور باطل قرار دیا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ روایات صحیح بھی ہوں تو ان کی توجیہہ یہ ہے کہ ہر چند کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک معوذتین کا

www.maktabah.org

حاضر اند و از مخدوم درباب منع قرأت آنہا در فرض

حاضر ہیں اور مخدوم سے فرض میں ان کی قرأت کی ممانعت کے بارے

شکایت دارند کہ ما را قرآن اخراج می نماید ازاں زمان

میں شکایت کرتی ہیں کہ ہم کو قرآن سے نکالتے ہیں اسی وقت سے

ازاں منع ممتنع گشتم وشروع درقرأت آنہا درفرض نمودم

اس ممانعت سے باز آ گیا اور میں نے فرض میں ان کی قرأت شروع کر دی۔

قرآن ہونا ثابت تھا لیکن ان کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کا قرآن مجید میں لکھوانا ثابت نہیں تھا اگرچہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک لکھوانا بھی ثابت تھا۔ (فتح الباری شرح بخاری ۸/۷۴۲)

عظیم مفسر قرآن حضرت علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی مجددی خالدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ شرح مواقف میں ہے قرآن کریم کی بعض سورتوں میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو اختلاف منقول ہے وہ اخبار آحاد سے منقول ہے اور ان سورتوں کا قرآن ہونا تواتر سے ثابت ہے اور اخبار آحاد میں اتنی قوت نہیں کہ وہ تواتر کے معارض ہوسکیں اور نہ ہی ظن، یقین سے مزاحم ہوسکتا ہے۔ (روح المعانی)

جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سورتوں کی فضیلت یوں منقول ہے ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات الم تر ایات انزلت اللیلۃ لم یر مثلھن قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں امشب ایسی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (صحیح مسلم باب فضل قرأۃ المعوذتین)

www.maktabah.org

ہر مرتبہ کہ آں دوسورہ کریمہ را در فرض می خوانم احوال

ہر مرتبہ جب ان دونوں سورۂ کریمہ کو میں فرض میں پڑھتا ہوں

عجیبہ مشاہدہ می نمایم والحق کہ چون بعلم شریعت

عجیب احوال کا مشاہدہ کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ جب علم شریعت

رجوع نمودہ آید منع قرأت آں دو سورہ رادر فرض وجہے

کی طرف رجوع کیا جائے ان دونوں سورتوں کو فرض میں قرأت کی

پیدا نمی شود بلکہ شبہ انداختن است در قطعیت

ممانعت کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی بلکہ شبہ ڈالنا ہے اس متفق

حضرت یحییٰ منیری قدس سرہٗ کا مختصر تعارف

سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ قدس سرہٗ العزیز ۲۶ شعبان المعظم ۶۶۱ ھ سلطان ناصر الدین محمود کے دور سلطنت میں بمقام منیر شریف ضلع پٹنہ میں متولد ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ایک تقویٰ شعار اور پارسا خاتون تھیں کہ انہوں نے کبھی آپ کو بے وضو دودھ بھی نہیں پلایا تھا۔ حضرت شیخ نے علوم دینیہ حضرت علامہ اشرف الدین ابوترامہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل کے بعد اپنے استاد کامل کی دختر نیک اختر سے نکاح فرمایا:

آپ سلسلہ عالیہ کبرویہ کے عظیم روحانی پیشوا خواجۂ خواجگان حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے تو شیخ نے دیکھتے ہی فرمایا ''درویش آؤ برسوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں تا کہ تمہاری امانت تمہارے سپرد کردوں''۔ خواجہ فردوسی قدس سرہٗ العزیز

www.maktabah.org

این حکم مجمع علیہ کہ ما بین الدفتین قرآن باآنکہ ضم

علیہ حکم کی قطعیت میں کہ جو کچھ دفتین کے درمیان ہے وہ قرآن ہے

سورہ از واجبات است کہ ظنی ست پس منع قرأت دو

اس کے ساتھ ہی سورت کا ملانا واجبات سے ہے جو کہ ظنی ہے پس (ان)

نے بیعت لیتے ہی خرقہ خلافت، شجرۂ طریقت اور دیگر نصائح تحریر فرما کر رخصت کر دیا۔ جب آپ نے اپنی تعلیم و تربیت کیلئے کچھ اور قیام کرنے کی اجازت چاہی تو شیخ فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "تمہاری تعلیم و تربیت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدر ہے"۔

آپ چالیس سال تک جنگلوں اور پہاڑوں میں عبادت و ریاضت کرتے رہے پھر ہجوم خلق کی بنا پر مجبوراً بہار شریف میں اقامت گزیں ہو کر ساری عمر درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں گزار دی۔ آپ کی ٦ شوال المکرّم بروز جمعرات بوقت چاشت ٧٨٢ھ تجہیز و تکفین کی گئی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

آپ نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس میں تین اوصاف پائے جاتے ہوں۔ وہ شخص صحیح النسب سید ہو...... تارک سلطنت ہو...... اور حافظ قرأت سبعہ ہو۔ چنانچہ لوگ منتظر تھے کہ یکایک حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہُ العزیز تشریف فرما ہوئے جن میں مذکورہ بالا تینوں شرائط موجود تھیں اس لئے انہوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور چند روز مرقد انور پر چلہ کش رہ کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔

دلا ہرگز نیابی درجہاں ہمچوں شرف پیرے
کہ مالا مال از و شد سید اشرف جہانگیرے

www.maktabah.org

سورہ را اگرچہ ظنی باشند ولوعلی فرض المحال ہیچ
دو سورتوں کی قرأت کی ممانعت اگرچہ ظنی ہو بفرض محال کوئی وجہ نہیں
وجہ نباشد کہ قرأت آنہا بطریق ضم با فاتحہ است
ہے کہ ان کو فاتحہ کے ساتھ ملا کر نہ پڑھا جائے۔ شیخ مقتداء
فالعجب من الشیخ المقتدیٰ مثل ہذا الکلام کل العجب
سے اس قسم کے کلام کا ہونا بہت ہی حیران کن ہے۔ سید البشر اور
والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید البشر و الہ الاطہر
آپ کی آل اطہر پر درود و سلام ہو۔

آپ کے مکتوبات شریفہ، ملفوظات قدسیہ، رسائل مبارکہ اور تصانیف عالیہ سے آپ کے تبحر علمی اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کی متعدد تصانیف لطیفہ کے علاوہ آپ کے مکاتیب شریفہ علوم و معارف کا گنجینہ اور اسرار شریعت و طریقت کا خزینہ ہیں۔ آپ کے مکتوبات تین قسم کے ہیں

۱......مکتوبات صدی ۲......مکتوبات دوصدی ۳......مکتوبات بست و ہشت

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہُ العزیز نے اوراد غوثیہ میں دیگر نصائح کے علاوہ ایک وصیت تحریر فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ " اگر مرشد حاضر نہ باشد مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری مطالعہ کند تافریب نفس ووسواس خناس دریابد"

www.maktabah.org

منہا-۵۱

حظ وافر از طریق صوفیه بلکه از ملت اسلام کسے

صوفیہ کے طریق سے بلکہ ملت اسلام سے وافر حصہ اسے

راست که فطرت تقلید وجبلت متابعت دروے بیشتر

ہی ملتا ہے کہ جس میں تقلید کی فطرت اور متابعت کی عادت

است مدار کار اینجا بر تقلید ست ومناط امر دریں

زیادہ ہے [1] یہاں کام کا مدار تقلید پر ہے اور اس مقام میں

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز تقلید و متابعت کی فضیلت واہمیت بیان فرمارہے ہیں۔ دراصل دین اسلام کی سرشت میں تقلید واتباع ایک بنیادی رکن ہے۔ جس شخص کی فطرت وطبیعت میں تقلید واتباع جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی وہ شخص اسلام کی برکات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار وفیوضات سے مالا مال ہوگا۔ جملہ سلاسل طریقت بالعموم اور طریقت نقشبندیہ میں بالخصوص تقلید ومتابعت کا خصوصی طور پر اہتمام وانصرام کیا جاتا ہے۔ علمائے راسخین اور اولیائے کاملین کا مطمع نظر ہی ترویج شریعت اور تائید ملت ہوتا ہے جو بجز تقلید ومتابعت کے ممکن نہیں، چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس کے متعلق ایک مقام پر رقمطراز ہیں

جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو

www.maktabah.org

تخلیق انسان سے مقصود، وظائف، اطاعت وعبادت کی ادائیگی اور حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف کلیۃً متوجہ رکھنا ہے اور یہ بات سید الاولین والاخرین علیہ التحیۃ والثناء کی ظاہری وباطنی کامل تابعداری کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولاً، فعلاً، ظاہراً، باطناً، عملاً اور اعتقاداً اکمال متابعت عطا فرمائے۔ آمین

(مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۱۱۰)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تقلید کے متعلق قدرے وضاحت کردی جائے تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے۔ وباللہ التوفیق

علمائے کرام نے کتاب وسنت کی روشنی میں تقلید کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

تقلید مذموم اور تقلید محمود

تقلید مذموم

یہ وہ تقلید ہے جس میں کوئی شخص سنت وشریعت وطریقت کے برعکس کسی جاہل، غافل، تابع ہوائے وہوس اور نااہل کی محض ہٹ دھرمی اور کورذوقی کی بناء پر اندھی پیروی کرنا شروع کردیتا ہے حالانکہ کتاب وسنت میں اس کی مذمت اور ممانعت فرمائی گئی ہے جیسا کہ آیات کریمہ ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه اور اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله (توبہ ۳۱) اسی طرح ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات لا طاعة للمخلوق فى معصية الخالق سے عیاں ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اس قسم کی تقلید کی مذمت بیان کرتے ہوئے خوب کہا

طرفگی ہا در نہاد کائنات
نیست از تقلید تقویم حیات
نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

www.maktabah.org

تقلید محمود

وہ تقلید ہے جس میں بندۂ مومن ائمہ مجتہدین، علمائے راسخین اور اولیائے کاملین کی اتباع کرتا ہے کیونکہ یہ نفوس قدسیہ علمائے شریعت، عاملین سنت اور حاملین طریقت ہوتے ہیں جو اغیار کی محبت سے آزاد اور ہوا وہوس سے بیزار ہوتے ہیں۔ بنابریں کتاب وسنت میں ان کی تقلید ومتابعت کی تلقین فرمائی گئی ہے جیسا کہ آیات کریمہ فاسئلوا اهل الذکران کنتم لاتعلمون (النحل ۴۳)اور واتبع سبیل من اناب الی سے عیاں ہے۔یہی وہ تقلید ہے کہ جس کے ذریعے محبت کو دوام اور عشق کو استحکام ملتا ہے۔اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق
ہست ہم تقلید از اسمائے عشق
کامل بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد
عاشقی؟ محکم شو از تقلید یار

www.maktabah.org

موطن برمتابعت تقلید انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات

معاملہ کا انحصار متابعت پر ہے انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات کی

بدرجات علیا می رساند ومتابعت اصفیا بمعارج عظمٰی

تقلید اعلیٰ درجات تک پہنچا دیتی ہے[2] اور اصفیاء کی متابعت بڑی معراجوں

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرمارہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کسی شخص کی فطرت وسرشت میں تقلید ومتابعت کے رجحان کا غالب ہونا اس کے صاحب استعداد ہونے کی علامت ہے۔اس تقلید سے مراد ائمہ شریعت کی فقہی تحقیقات بھی ہیں جس کی بنا پر ان کے مقلدین حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلواتے ہیں بنابریں مقلدین، سنت وشریعت کی برکات سے مالا مال ہوتے ہیں اور اس تقلید سے مراد مشائخ طریقت کی صوفیانہ تخلیقات وتحقیقات بھی ہیں جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہوتی ہیں بنابریں سالکین وعارفین، باطن شریعت اور احوال مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات سے مستفیض ہوتے ہیں۔اللھم ارزقنا ایاھا

www.maktabah.org

می برد ابوبکر چون این فطرت را بیشتر داشت بے
تک لے جاتی ہے حضرت ابوبکر چونکہ یہ فطرت زیادہ تر رکھتے تھے [۳]
توقف بسعادت تصدیق نبوت مسارعت فرموده رئیس
اس لئے بلا توقف تصدیق نبوت کی سعادت جلدی فرما دی اور صدیقوں
صدیقان آمد و ابوجہل لعین چون استعداد تقلید و
کے رئیس ہو گئے اور ابوجہل لعین چونکہ تقلید اور متابعت کی استعداد کم

[۳] حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ انبیائے عظام، صوفیاء کرام علیہم الصلوات کی متابعت مسلمین وسالکین کو درجات عظمیٰ اور مقامات اقصیٰ تک پہنچا دیتی ہے۔ خلیفہ رسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جبلت وفطرت میں تسلیم وتصدیق اور متابعت وتقلید سب سے زیادہ تھی اس لئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ومعجزات وفرمودات کو بغیر کسی توقف وتامل کے مان لیا اسی بنا پر آپ صدیقوں کے سردار ہو گئے جبکہ ابوجہل لعین میں تقلید واتباع کی استعداد کم تر تھی اس لئے وہ بڑا دانشمند اور خطیب ہو کر بھی بد بخت ہی رہا اور کمالات نبوت سے فیضیاب نہ ہونے کی بناء پر ملعونوں کا پیشوا ہو گیا۔

ایسے ہی بعض لوگوں کی فطرت میں تنقید وتشکیک اور اضطراب وتخمین زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ مشائخ عظام سے شرف بیعت کے باوجود فیوض وبرکات حاصل نہیں کر پاتے بلکہ مشائخ کی ہر نقل وحرکت کو شک کی نگاہ سے دیکھتے اور ہمیشہ اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ کب ان سے کوئی لغزش سرزد ہو تو ہم ان پر انگشت نمائی اور زبان طعن دراز کریں اور اگر اپنے شیخ ومرشد کا کوئی کمال وکرامت دیکھ کر ان کی عظمت کو تسلیم بھی کر لیں پھر بھی سطحی اور زبانی طور پر ہی تسلیم کرتے ہیں، دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مائل

www.maktabah.org

نہیں ہوتے اس لئے اپنے شیخ کے فیض و برکت سے محروم رہ جاتے ہیں جو نامراد و بدبخت ہونے کی علامت ہے۔العیاذ باللہ سبحانہ

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید کو جو بھی مرتبہ و مقام وکمال حاصل ہوتا ہے وہ اپنے شیخ کی تابعداری اور تقلید سے ہی حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے ہر حال میں اپنے شیخ کے عادات واطوار، اعمال وافعال، لباس و کردار، نشست و برخاست، حرکات وسکنات، صورت وسیرت کو ہی اپنانا چاہئے یہاں تک کہ فقہ کے مسائل بھی شیخ کی اداؤں سے سیکھنے چاہئیں تاکہ اسکا ظاہر وباطن اپنے شیخ کے رنگ میں رنگا جائے۔حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

جہاں تک ممکن ہو سکے تقلید کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں کیونکہ شیخ طریقت کی تقلید میں بہت فائدے اور ثمرات ہیں اور اس کے طریقے کی مخالفت میں سراسر خطرات ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۳)

چونکہ اتباع شیخ، محبت شیخ کا ثمرہ ہوتی ہے اس لئے مرید فرط محبت کی وجہ سے تصور شیخ میں اس قدر گم ہو جاتا ہے کہ اس کے حواس پر شیخ کی شکل وصورت اور حرکات و سکنات کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے یہاں تک کہ شیخ کی صورت و سیرت کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے

تو من شدی من تو شدم تو تن شدی من جاں شدم
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جیسا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فنافی الشیخ کے مرتبے میں اس قدر مغلوب ہو گئے تھے کہ صورت وسیرت کے اعتبار سے جمال نبوت کے آئینہ دار بن گئے اور ہجرت کے موقعہ پر اہل مدینہ کے لئے آقا اور غلام میں امتیاز کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

(صحیح بخاری ۱/ ۵۵۵)

www.maktabah.org

تبعیت کمتر داشت بآں سعادت مستسعد نگشت و

تر رکھتا تھا اس سعادت سے بہرہ ور نہ ہوا اور ملعونوں کا پیشوا

پیشوائے ملعونان شد مرید ہر کمال را کہ مییابد از

ہو گیا مرید جو کمال پاتا ہے اپنے پیر کی تقلید سے

تقلید پیر خود می یابد خطائے پیر بہتر از صواب مرید

پاتا ہے [۱] پیر کی خطا مرید کی درستگی سے بہتر ہے یہی

[۱] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس امر کی تلقین فرمارہے ہیں کہ مرید اور سالک کیلئے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اپنے شیخ کی کسی ادا پر تنقید کرے خواہ شیخ کی وہ ادا، خطا ہی کیوں نہ ہو۔ دراصل بعض لوگ بڑے ناقد مزاج اور نکتہ چین ہوتے ہیں وہ ہر کسی کو اپنے موہوم معیار پر پرکھتے ہیں حالانکہ معیار کتاب وسنت ہے۔اس قسم کے آوارہ مزاج لوگوں کو کس دانا نے مشورہ دیا کہ وہ ادب و نیاز کی وادی میں قدم رنجاں فرمائیں اور پریم نگر میں اتریں۔ بقول شاعر

جو سیس تلی پہ دھر نہ سکے
وہ پریم گلی میں آئے کیوں

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو حصول علم وفیض کیلئے تسلیم واطاعت پر اور اعتراض نہ کرنے پر پابند رہنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ آیہ کریمہ فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء (الکہف ۷۰) سے عیاں ہے۔

مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو
ہم چو موسیٰ زیر حکم خضر رو

www.maktabah.org

مرید کی کیفیت مردہ بدست غسال کی مانند ہونی چاہیئے اور وہ سراپا ادب و نیاز اور مجسمہ تسلیم و انقیاد ہو اور اپنے حال و قال سے یوں گویا ہو

اتنی رمز پچھانو یارو بہت کراں کیہہ گلاں
میں کریوں ہتھ واگ بلوچے جدھر چلاوے چلاں

بلکہ حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو غلبہ محبت کی بنا پر یہاں تک فرمادیا کہ اگر شیخ، کامل مکمل اور سنت و شریعت کا پابند ہو اور وہ مرید کو کہے کہ اپنے مصلیٰ کو شراب سے رنگ دے تو مرید کو بغیر کسی توقف و تامل کے ایسا کر گذرنا چاہیئے ممکن ہے مرید کا امتحان مقصود ہو

بمئے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

اس کی مثال قرآن مجید سے ملاحظہ ہو کہ جب رب تعالیٰ جل سلطانہ نے شیخ الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کے نازک حلقوم پر چھری رکھ دی تو خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابراہیم بس ہاتھ روک لو ہم نے تمہارے جذبہ تسلیم و رضا کو ہی دیکھنا تھا، ذبح پسر مطلوب نہیں تھا بلکہ تمہارا امتحان مقصود تھا جیسا کہ آیات کریمہ قد صدقت الرء یا انا کذالك نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین (صافات ۱۰۵،۱۰۶) سے عیاں ہے۔

غرضیکہ شیخ کا بظاہر خلاف شریعت قول و عمل مبنی بر حکمت ہوتا ہے اس لئے مرید کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اپنے شیخ کی خطا کو اچھالے اور برسر منبر و محراب اور اپنی محافل میں ان پر زبان طعن دراز کرے۔ دیکھئے جب غزوۂ احد میں درہ پر متعین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی ہوگئی تو خاصی پریشانی و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا گو بعد میں اللہ رب العزت جل سلطانہ نے اظہار

www.maktabah.org

ناراضگی کے بعد معافی کا اعلان فرمادیا جیسا کہ آیہ کریمہ ولقد عفا عنکم (آل عمران۱۵۲) سے عیاں ہے۔

ایسے ہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے شجرۂ ممنوعہ سے کھا بیٹھنے کے بعد ان کی لغزش کو اچھالنا دلیل محرومی ہے کیونکہ ان کے اجتباء، قبولیت توبہ اور اعلیٰ مراتب قرب کی راہیں ان پر واہونے کا اعلان، ان کے ہبوط آسمانی اور نزول جنت سے قبل ہی تواب ورحیم رب نے فرمادیا تھا جیسا کہ آیہ کریمہ ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ (طہ۱۲۲) سے واضح ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

ولم یکن اخراج اللّٰہ آدم من الجنة واھباطه منھا عقوبة له لانه اھبطه بعدان تاب علیه وقبل توبته یعنی اللہ تعالیٰ کا سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے اخراج واہباط کا حکم ان پر عتاب کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ ان کی توبہ اور قبولیت توبہ کے بعد انہیں جنت سے اتارا گیا تھا (قرطبی ۱/۳۲۱)۔ کیونکہ وہ خلافت ارضیہ پر فائز المرام ہونے کیلئے اترے تھے۔

باقی رہا آیہ کریمہ وعصی ادم ربه فغوی (طہ۱۲۱) میں سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف عصیان وغوایت کا منسوب ہونا حقیقتاً نہیں بلکہ صورۃً ہے کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش دانستہ نہیں بلکہ بھولے سے بلاارادہ سرزد ہوگئی تھی جیسا کہ آیہ کریمہ فنسی ولم نجدله عزماً (طہ۱۱۵) سے آشکارا ہے نیز عصیٰ اور غویٰ کا انتساب سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف صنعت مشاکلہ کے قبیل سے ہے جیسا کہ آیہ کریمہ جزاء سیئة سیئة مثلھا سے واضح ہے کیونکہ برائی کے بدلے کو محض صوری مشابہت کی بنا پر سیئۃ فرمایا گیا ہے حقیقۃً برائی کا بدلہ برائی نہیں کیونکہ کسی برے فعل کو جائز قرار دینا حق تعالیٰ سبحانہ کی شان کے لائق نہیں۔ تعالی اللّٰه عن

www.maktabah.org

ذالك علواً كبيراً

واضح رہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کے امتیوں سے سہو و خطا پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا البتہ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات سے مواخذہ ہوتا ہے جیسا کہ منقول ہے وقیل یمتنعان علیهم الا علی جهة السهو والخطاء وهم ماخوذون بذالك وان كان موضوعاً من امتهم (البحر المحیط ۱/۱۶۲)
علمائے متکلمین سہو ونسیان کو زلت سے موسوم کرتے ہیں اور صدورِ زلت، اظہار عصمت کا باعث ہوتی ہے کیونکہ عصمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا لطف ہے جو نبی علیہ السلام کو فعل خیر پر ابھارتا اور اسے شر سے بچاتا ہے بقائے اختیار کے ساتھ تاکہ معنائے ابتلاء کا تحقق (برقرار) رہے هی لطف من الله تعالىٰ یحمله علی فعل الخیر ویزجره عن الشرمع بقاء الاختيار تحقيقاً للا بتلاء (شرح عقائد ۴۷)

مؤاخذہ سے انبیائے کرام علیہم الصلوات کی عظمت ورفعت وفضیلت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ان کی کمال عظمت ورفعت وفضیلت کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ مؤاخذہ کا موجب انبیائے کرام علیہم الصلوات کی بارگاہ قدس جل سلطانہ میں غایت قربت اور کمال محبوبیت ہوتا ہے جیسا کہ مقولہ حسنات الابرار سیئات المقربین سے عیاں ہے۔ مولانا روم مست بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو بیان فرمایا ہے

وصلتِ عامه حجابِ خاصداں
طاعتِ عامه گناهِ خاصگاں
جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے زلت آدم (علیہ السلام) پر مؤاخذہ کا تذکرہ یوں بیان فرمایا ہے

بود آدم دیدۂ نور قدیم — موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

www.maktabah.org

یعنی سیدنا آدم علیہ السلام نور قدیم کی آنکھ تھے اور آنکھ میں اگر بال بھی پڑ جائے تو آنکھ کی نزاکت اسے برداشت نہیں کر سکتی بلکہ وہ ہلکا اور باریک سا بال بھی کوہ عظیم کی مانند نا قابل برداشت ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں سیدنا آدم علیہ السلام کا ربنا ظلمنا انفسنا کا اعتراف واقرار اور اس پر توبہ واستغفار ان کے کمال عبدیت اور غایت عجز وانکسار کا مظہر ہے۔ بقول شاعر

الٰہی انتہائے عجز کا اقرار کرتا ہوں
خطا و سہو کا پتلا ہوں استغفار کرتا ہوں

یونہی اولیائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے جب کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے تو حالت خواب یا مراقبے میں انہیں خود حق تعالیٰ سبحانہ مطلع فرما دیتے ہیں یا ان کے مشائخ عظام انہیں متنبہ فرما دیتے ہیں اور اس خطا کے ارتکاب پر انہیں ڈانٹ پلا دیتے ہیں یوں ان کے مشائخ عظام انہیں توبہ کراتے ہیں اور بارگاہ قدس جل سلطانہ سے معافی لیکر دیتے ہیں۔

نیز لغزش پر اطلاع پانے کے بعد وہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کس قدر آہ وفریاد اور گریہ وزاری کرتے ہیں نہ جانے وہ کیا کیا کرتے ہیں کہ جن کے بدلے میں ان پر مغفرتوں وبشارتوں اور بلندی درجات کے دروازے وا کر دیئے جاتے ہیں یوں انہیں گناہ وخطا پر برقرار نہیں رہنے دیا جاتا۔ غالباً ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اذا احب اللّٰہ عبداً الن یضرہ ذنب ثم تلا ان اللہ یحب التوابین (احیاء العلوم) کا بھی یہی مفہوم ہے اور علمائے اہلسنت کا بھی یہ موقف ہے کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں یوں انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم الصلوات والتسلیمات کی قبولیت توبہ اور مغفرت کا سامان ہو

www.maktabah.org

جاتا ہے اسلئے ان کی لغزش وخطا کو دھرانا اور بدگمانی کی بنا پر اسی شبہ میں پڑے رہنا دلیل محرومی ہے۔ مقولہ مشہور ہے خطائے بزرگان گرفتن خطا است اس لئے بزرگوں کی غلطی کی تشہیر سے اجتناب کرنا، اسے نظر انداز کرنا اور خاموش رہنا ہی احوط اور اسلم ہے۔

علاوہ ازیں اہل اللہ کی خطائیں ہماری عبادتوں سے بدرجہا بہتر ہیں کہ ان کی معافی بھی ہو چکی جبکہ ہمیں اپنی عبادات کی قبولیت کا بھی علم نہیں ہوتا اسی لئے حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے اپنے اعمال وعبادات کو تہمت زدہ جاننے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ ریاو سمعه کا خیال بھی نہ آنے پائے اور سالکین اپنی پارسائی کے ڈھنڈ ورے پیٹنے اور انا خیر منه کے راگ الاپنے سے بچیں رہیں ورنہ بقول رومی رحمۃ اللہ علیہ

گر نۂ فرزند بلیسی اے عنید
پس بتو میراث آن سگ کے رسید
وائے ناکامی زاہد کہ جبیں پر اس کی
داغ سجدہ تو بنا داغِ محبت نہ بنا

مختصر یہ کہ اپنی عبادات پر ناز کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ ہمارے پاس ان کی قبولیت کی کوئی ضمانت نہیں نیز اہل اللہ، اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب ہوتے ہیں اس لئے انہیں ذلیل وحقیر جاننے سے بچنا چاہئے

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی دریں گرد سوارے باشد

www.maktabah.org

است ازیں جاست کہ ابوبکر طلب سہو پیغمبر علیہ

وجہ ہے کہ ابوبکر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کا سہو طلب کرتے ہیں ؎

الصلوۃ والسلام می نماید کہ **یالیتنی کنت سہو محمد**

اے کاش میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سہو بن جاؤں اور حضرت پیغمبر

وحضرت پیغمبر درشان بلال رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ

نے بلال کے بارے میں فرمایا ہے بلال کی سین اللہ کے

؎ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ چونکہ خطائے شیخ، مرید کی درستگی سے بہتر ہے اسی لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یالیتنی کنت سہو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آرزو کی تھی۔ یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو کے متعلق قدرے وضاحت ہدیہء قارئین ہے۔ وباللّٰہ التوفیق

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو ونسیان کے متعلق یوں رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو!

سہو ونسیان حضرت پیغمبر علیہ السلام پر جائز بلکہ واقع ہے جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں وارد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی قطعی کے ذریعہ سہو ونسیان پر اطلاع فرما کر صواب کو خطا سے جدا کر دیا۔ نبی کا خطا پر قائم رہنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے احکام شرعیہ کا اعتماد رفع ہو جاتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۹۶)

حدیث ذوالیدین (عمیر بن عبد عمرو) کی وضاحت کتب احادیث میں کچھ یوں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نماز عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اقصرت الصلوۃ یا رسول اللّٰہ ام نسیت (یارسول اللہ کیا نماز قصر کر دی گئی یا

www.maktabah.org

آپ سے بھول ہوگئی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایالم انسی ولم تقصر نہ میں بھولا ہوں نہ نماز قصر ہوئی (ابن ماجہ ۸۶)۔ بلکہ موطا امام مالک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یوں منقول ہیں کل ذالك لم یکن یعنی کچھ بھی نہیں ہوا وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایاانی لانسی انسی لاسن یعنی میں اس لئے بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں کہ کوئی سنت قائم کردوں (موطا امام مالک کتاب السہو) اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایالست انسیٰ ولکن انسیٰ یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں قرآن مجید میں ارشاد ہے سنقرئك فلا تنسی الا ماشاء اللّٰہ (الاعلیٰ:٦) یعنی ہم خود آپ کو پڑھائیں گے پس آپ نہ بھولیں گے بجز اس کے جو اللہ چاہے۔ (الشفاء جلد دوم)

غرضیکہ عامۃ الناس کا نسیان مبنی برغفلت ہوتا ہے جبکہ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کا نسیان مبنی برحکمت ہوتا ہے کیونکہ وہ بھولتے نہیں بھلائے جاتے ہیں۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ جمہور متکلمین اہل سنت کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصلوات اپنے دور نبوت میں کبائر سے مطلقا اور صغائر سے عمداً معصوم ہوتے ہیں۔ گو اکثر مشائخ اہل سنت سہو انبیاء (علیہم الصلوات) کے قائل ہیں لیکن جو صغائر، دناءت وخست ورذالت کا موجب ہوں بالاتفاق ان کا صدور انبیاء کرام علیہم الصلوات سے ممکن نہیں جیسے نوالہ کا سرقہ اور ایک دانہ بھر تول ناپ میں کمی کرنا لیکن محققین نے یہ شرط عائد کی ہے کہ اگر انہیں متنبہ کردیا جائے تو وہ اس سے رک جائیں۔ ایسے ہی محققین اہلسنت کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات قابل نفرت امور سے بھی معصوم ہوتے ہیں جیسے امہات وآباء کرام اور زوجات محترمات کا فجور ورذالت اور خست

www.maktabah.org

ودناءت۔ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے سہو ونسیان کو ہی زلت کہا جاتا ہے۔ (شرح عقائد، شرح فقہ اکبر لعلی قاری، مقالات کاظمی وغیرہا)

واضح رہے کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ اس بات پر علماء کرام کا اتفاق ہے کہ امور تبلیغیہ میں آپ پر سہو اور نسیان طاری نہیں ہوسکتا کہ آپ رشد و ہدایت کی تبلیغ فرمائیں اور کوئی غلط بات بتلا دیں البتہ دنیوی معاملات اور عبادات میں بعض اوقات آپ پر نسیان طاری ہو جاتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ علی الفور آپ کو امر واقعہ سے آگاہ فرما دیتا تھا اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ امور اعتقادیہ میں آپ پر نسیان نہیں آسکتا (شرح مسلم للنووی جلد اول) اسی بنا پر امام الہدیٰ حضرت شیخ ابو منصور ماتریدی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں:

الانبیاء احق بالعصمة لان الامم مامورون باتباع الانبیاء لاالملائکة یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات عصمت کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ امتوں کو ان کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ملائکہ کو۔ (نبراس ۲۸۴)

www.maktabah.org

"سین بلال عنداللہ شین" کہ بلال عجمی بود دراذان اسھد
ہاں شین ہے [۶] چونکہ بلال عجمی تھے اذان میں سین مہملہ
سی گفت بسین مہملہ ونزد خدائے عز و جل و علا اسھد
کے ساتھ اسھد کہا کرتے تھے خدائے عزوجل و علا کے ہاں

[۶] یہاں اس امر کی وضاحت فرمائی جارہی ہے کہ بعض حضرات کی عجز و نیاز مندی اور اخلاص وللہیت حریم قدس جل سلطانہ میں اس قدر مقبول ومحبوب ہوتی ہے کہ ان کی خطا بھی دوسروں کے افعال صحیحہ اور اعمال صالحہ سے بہتر ہوتی ہے خواہ وہ زبان دان اور قادر الکلام نہ بھی ہوں۔ قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز نے اس سلسلہ میں شجاع طریقت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہُ العزیز کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے حضرت شیخ عجمی رحمۃ اللہ علیہ امام اہلسنت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہُ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ان کی زبان فارسی تھی اور وہ عربی سے نابلد تھے ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری، خواجہ حبیب کے حجرہ کے پاس سے گذرے جبکہ شیخ عجمی تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز مغرب میں مشغول ہو گئے چونکہ شیخ عجمی عربی تلفظ کو صحیح طریقہ کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے خواجہ حسن نے ان کی امامت میں نماز ادا نہ فرمائی۔ جب رات کو سوئے تو خواب میں خدا تعالیٰ جل سلطانہ کا دیدار نصیب ہوا اور عرض کی "بار خدایا رضائے تو اندر چہ چیزاست" بار خدایا تیری رضا کس چیز میں ہے ارشاد ہوا اے حسن تجھے میری رضا کا مرتبہ ملا مگر قدر ندانستی تو نے اس کی قدر نہیں کی اگر تو کل شب حبیب کے پیچھے نماز ادا کر لیتا تو اس کی صحت نیت تجھے عبادت کی حقیقت سے آشنا کر دیتی اور میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔

(کشف المحجوب فارسی ۹۴)

www.maktabah.org

یونہی موذن رسول حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی اذان پر جب بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اعتراض کیا اور کہا کہ بلال حبشی ہونے کی وجہ سے اشہد کی بجائے اسہد کہتے ہیں کسی اور صاحب نے اذان دی تو صبح ہی طلوع نہ ہوئی ارشاد فرمایا یہ بجا ہے کہ بلال (رضی اللہ عنہ) عجمی ہیں عربی زبان کی فصاحت و بلاغت سے واقف نہیں ان کا تلفظ درست نہیں مگر سین بلال عند اللّٰہ شین یعنی بلال کی سین اللّٰہ کے ہاں شین ہی ہے۔

دیکھئے خدائے بے نیاز دوسروں کے صواب و نیکی سے بھی راضی نہیں مگر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی خطا پر بھی راضی ہے بقول شاعر

ع   بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلال

www.maktabah.org

اواشهد است پس خطائے بلال بہتر از صواب دیگران باشد

ان کی اسہد، اشہد ہے لہٰذا بلال کی خطا دوسروں کی درستی سے بہتر ہوئی۔ ؎

ع براشہد توخندہ زند اسہد بلال

تیری اشہد پر بلال کا اسہد ہنستا ہے

از عزیزے شنیدہ ام کہ می گفت بعضے از ادعیہ کہ از

میں نے ایک عزیز سے سنا کہ وہ کہتے تھے بعض دعائیں جو

مشایخ منقول است واتفاقاً آں مشائخ در بعضے آں

مشائخ سے منقول ہیں اتفاقاً مشائخ سے ان بعض دعاؤں

ادعیہ خطا کردہ اند ومحرف خواندہ اگرمتابعان ایشاں

میں خطا ہو گئی اور بگاڑ کر پڑھا اگر ان کے متبعین ان دعاؤں

؎ یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز نے ''خطائے پیر بہتر از صواب مرید است '' کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے۔ دراصل اہل اللہ، صدق مقال، رزق حلال واذکار واوراد پر مواظبت کی بناء پر سیف اللسان ہوتے ہیں۔ عامۃ الناس کیلئے بالعموم اور مریدین کیلئے بالخصوص ان کے مشائخ کرام کے ارشادات و فرمودات اور اداؤں میں ہی تاثیرات اور فیوض وبرکات ہوتے ہیں خواہ وہ فرمودات سبقت لسانی یا سہو ونسیان کی بنا پر ہی ان سے صادر ہوئے ہوں یا مشائخ کرام نے انہیں عملاً یا خطاء بگاڑ کر پڑھا ہو...... خواہ لوگ ان کا مذاق اڑائیں، اہل علم کتنی ہی نکتہ چینی کریں...... مریدین اور سالکین کو بر چشم قلندر کے مصداق کسی کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اوران دعاؤں اور اورادووظائف کو ایسے ہی پڑھنا چاہئے جیسے ان کے مشائخ

www.maktabah.org

آن ادعیہ رابہماں صرافت کہ مشائخ خوانده اند

کو اسی تحریف کے ساتھ جیسے مشائخ نے پڑھا پڑھیں

بخوانند تاثیر می بخشد واگر درست کرده بخوانند از

تاثیر بخشتی ہیں اور اگر درست کر کے پڑھیں

تاثیر خالی می مانند **ثبتنا الله سبحانه علٰی تقلید انبیائه و**

تاثیر سے خالی رہ جاتی ہیں ہمیں ثابت قدم رکھے اللہ سبحانہ اپنے نبیوں کی

متابعة اولیائه بحرمة حبیبه علیه وعلی جمیع الانبیآء والمرسلین

تقلید اور اپنے ولیوں کی متابعت پر اپنے حبیب کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

وعلٰی متابعیهم الصلوات والتسلیمات

تمام انبیاء ومرسلین پر اور انکے تابعین پر صلوات وتسلیمات ہوں۔

نے پڑھا ہے کیونکہ درست کر کے دعاؤں کو پڑھنے سے ثواب تو ضرور مل جاتا ہے مگر تاثیر نہیں ملتی تاثیر مشائخ کی زبان واجازت میں ہی ہوتی ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حزب البحر'' کے وظیفہ کے دوران قرآنی آیت وجعلنا من بین ایدیهم سداً کو جلدی سے وجعلنا من بین ایدیهم سُدا و من خلفهم سُداً پڑھ دیا (یعنی سداً کی بجائے سدأ پڑھا) ان کے خلفاء ومریدین نے اپنا معمول بنالیا کہ جب بھی حزب البحر پڑھا کرتے تو سدا ہی پڑھتے۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواباً کہا کہ ہمیں نہیں پتہ بس ہمارے شیخ مکرم نے یونہی پڑھا تھا اس لئے ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں تو حزب البحر میں تاثیر پاتے ہیں اگر درست کر کے پڑھیں تو تاثیرات پیدا نہیں ہوتیں!

www.maktabah.org

ہم سے کسی نے پوچھا تھا کہ اکثر لوگ جب درود خضری پڑھتے ہیں تو یوں پڑھتے ہیں۔صلی اللّٰہ علیٰ حبیبه محمد و علی اله و صحبه و سلم

تو ہم نے اسے جواباً کہا تھا کہ ہمارے مشائخ سادات آلومہار شریف رحمۃ اللہ علیہم نے ہمیں صلی اللّٰہ علیٰ حبیبه محمد و اله و سلم کی اجازت دی ہے فلہٰذا ہم تو اتنا ہی پڑھتے ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر درود نہیں بھیجتے بلکہ ہمارا تو مؤقف یہ ہے کہ کل تقی و نقی فھو آلی کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آل کی عمومیت میں شامل ہیں۔

www.maktabah.org

منہا-۵۲

محمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلہٖ وسلم سید

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سید المرسلین ہیں

المرسلین است علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات

آپ پر اور ان پر درود اور سلامتیاں ہوں تو

فکیف سائر بشر وحضرت عیسٰی و موسٰی را علیهما

تمام انسانوں کی کیفیت کیا ہوگی حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ

الصلوات والتسلیمات والتحیات اگرچه از مقام تجلی

ان دونوں پر صلوات و تسلیمات و تحیات ہوں اگرچہ بقدر مرتبہ

ذات نصیبے است علی قدر المرتبة والاستعداد قال الله

اور استعداد تجلی ذات کے مقام سے حصہ حاصل ہے [1] اللہ سبحانہ

[1] زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز انبیائے اولوا العزم علیہم الصلوات والتسلیمات کے تجلی ذات اور تجلی صفات کے اعتبار سے درجات کا تفاوت بیان فرما رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تجلی ذات اور تجلی صفات کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے و باللہ التوفیق

تجلی کا لغوی معنی ظاہر کرنا اور ظاہر ہونا ہے...... اصطلاح صوفیاء میں اللہ تعالیٰ

www.maktabah.org

سبحانه وتعالیٰ خطاباً لموسٰی واصطنعتک لنفسی ای لذاتی

و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور میں نے تجھے

وحضرت عیسٰی علیه السلام روح الله است و کلمهٔ

اپنے نفس کیلئے منتخب فرمالیا یعنی اپنی ذات کیلئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اوست سبحانه و کثیر المناسبت است بآں سرور علیه

روح اللہ (سبحانہ) اور اس کا کلمہ ہیں اور آنسرور علیہ الصلوٰۃ

کی ذات وصفات اور اسماء وافعال کا کسی شان یا رنگ، کیفیت یا حالت میں اظہار، تجلی کہلاتا ہے اسے لباس تعین بھی کہتے ہیں۔ تجلی کا ثبوت حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے رب ارنی کے مطالبہ پر فلما تجلّی ربه للجبل (الاعراف ۱۴۳) اورارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات اتانی ربی فی احسن صورة (ترمذی ۱۵۶/۲) سے عیاں ہے۔

حق تعالیٰ جب بندے پر تجلی فرماتا ہے تو اس تجلی کا نام حق کے اعتبار سے شان الٰہی رکھا جاتا ہے اور بندے کے اعتبار سے اسے حال کہا جاتا ہے اور وہ ہر آن ایک نئی تجلی میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہُ السامی نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے

ہر لحظہ جمال خود نوع دگر آرائی
شور دگر انگیزی شوقِ دگر افزائی

تجلی صفاتی

اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو امہات صفات میں متجلی پاتا ہے۔ امہات صفات

www.maktabah.org

آٹھ ہیں جنہیں صفات ثمانیہ ذاتیہ حقیقیہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں

حیات......علم......کلام......سمع......بصر......قدرت......ارادہ......تکوین

تجلی ذاتی

اس تجلی میں سالک فنافی المطلق ہوکر اپنے علم، شعور اور ادراک سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عبد، فانی ہو جاتا ہے اور حق، باقی رہتا ہے اسی فنائیت کے بعد بقاباللہ کا مقام آتا ہے۔ اس تجلی میں سالک اپنے آپ کو بلاتعین جسمانی وروحانی اطلاق کے رنگ میں پاتا ہے اور کمال توحید عیانی کا مشاہدہ کرتا ہے جسے وصل عریانی بھی کہا جاتا ہے۔ مشائخ طریقت نے تجلی ذاتی کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

تجلی ذاتی برقی اور تجلی ذاتی دائمی

تجلی ذاتی برقی

اکثر مشائخ طریقت کے نزدیک تجلی ذاتی برقی ہوتی ہے یعنی آسمانی بجلی کی مانند تھوڑی دیر کیلئے سالکین کے سامنے اسماء وصفات کے حجابات دور ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد دوبارہ حائل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر حضور ذاتی کا اثر کم اور غیبت کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔

تجلی ذاتی دائمی

اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک تجلی ذاتی دائمی ہوتی ہے یعنی جب تجلی آتی ہے تو پھر جاتی نہیں ہمیشہ رہتی ہے سلسلہ نقشبندیہ میں اس کو نسبت حضور وآگاہی، حضور ذاتی دائمی، دوام حضور مع اللہ بلاغیبت اور یادداشت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہوالبینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۱۱،۱۴)

www.maktabah.org

علمائے متکلمین اہلسنت کے نزدیک یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ جمیع رسل عظام علیہم الصلوات والتسلیمات نفس رسالت (بحیثیت رسول) میں اور جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات نفس نبوت (بحیثیت نبی) میں برابر ہیں یعنی کسی رسول اور نبی کی رسالت اور نبوت عارضی نہیں بلکہ جملہ رسل عظام اور انبیائے کرام علیہم الصلوات کی رسالت و نبوت اصلی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ لا نفرق بین احد من رسلہ (البقرہ ۲۸۵) سے عیاں ہے۔ لیکن فضائل ومقامات، مراتب ودرجات اور کمالات و معجزات میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کسی کو ایک صفت سے متصف فرمایا تو کسی کو دوسرے شرف سے مشرف فرمایا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ کمالات جمالیہ و جلالیہ کا مظہر اتم واکمل بنایا۔ خدا نے جو مراتب وکمالات و معجزات دیگر رسل عظام اور انبیائے کرام علیہم الصلوات کو ایک ایک کر کے عطا فرمائے وہ سب اپنی اعلیٰ ترین اور اکمل ترین صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر میں مندرج فرما دیئے کسی نے کیا خوب کہا

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علاوہ بریں امت محمدیہ علیٰ صاجبہا الصلوات والتسلیمات کی رشد وہدایت کے لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا جو اعاظم معجزات میں سے ہے جس کے باعث ملت مصطفویہ علیٰ صاجبہا الصلوات کو کرامت و خیریت میسر ہوئی جیسا کہ آیہ کریمہ کنتم خیر امتہ سے عیاں ہے۔ کسی شاعر نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے۔

زنام ونامۂ تو یافتیم عز و کرامت
ہزار جانِ گرامی فدای نامہ ونامت

www.maktabah.org

شیخ المتکلمین حضرت علامہ ابوشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

متکلمین اہلسنت اس بات پر متفق ہیں کہ رسول، انبیائے کرام علیہم الصلوات سے افضل ہے......اور رسولوں میں بعض، بعض سے افضل ہیں......صاحبان کتاب دیگر سے افضل ہیں......پھر اولوالعزم افضل ہیں......اور اولوالعزم میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔ (التمہید ۷۶)

محدث کبیر حضرت علامہ ملا علی قاری نقشبندی احراری رحمۃ اللہ علیہ تفضیل انبیاء کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

بعض انبیاء کی بعض انبیاء (علیہم الصلوات) پر تفضیل حکم اجمالی کے اعتبار سے قطعی ہے اور یہ افضلیت مال دنیوی کے وفور کی بنا پر نہیں بلکہ زیادت علم لدنی کے لحاظ سے ہے جیسا کہ آیات کریمہ تلك الرسل فضلنا بعضهم علٰی بعض اور ولقد فضلنا بعض النبيين علٰی بعض سے عیاں ہے لیکن حکم تفصیلی کے اعتبار سے یہ امر ظنی ہے۔ (شرح فقہ اکبر ۱۱۴)

صاحب بہار شریعت حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

رسولوں میں سب سے افضل سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں......ان کے بعد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ......انکے بعد سیدنا موسیٰ کلیم اللہ......ان کے بعد سیدنا عیسی روح اللہ......ان کے بعد سیدنا نوح نجی اللہ علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں۔

(بہار شریعت حصہ اول) جبکہ علامہ سالمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ

صاحبان شریعت رسل عظام میں سے اولوالعزم چھ رسول ہیں ان میں اول سیدنا آدم......ثانی سیدنا نوح......ثالث سیدنا ابراہیم......رابع سیدنا موسیٰ......خامس سیدنا عیسیٰ......سادس سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ہیں۔ (التمہید ۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ چھٹے اولوالعزم رسول سیدنا آدم علیہ السلام ہیں جن پر دس

www.maktabah.org

صحائف نازل ہوئے۔ (التمہید ۸۱)

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے متعلق یوں رقمطراز ہیں

ازاں جملہ آنست کہ بدانند رسول صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم بہتر و فاضل ترجملہ انبیاء است و دلیل بریں معنی گفتہ وی بس است کہ **انا سید ولد ادم ولا فخر** یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان واعتقاد رکھنے میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام علیہم الصلوات سے بہترین اور فاضل ترین مانا جائے اس پر دلیل خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے انا سید ولد آدم ولا فخر (المعتمد فی المعتقد ۱۱۰)

واضح رہے کہ آیہ کریمہ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض اور تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعضك ے ساتھ بعض احادیث مبارکہ متعارض ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تفضلوا بین الانبیاء یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔

ایک مقام پر یوں ارشاد ہے:

لاتخایروا بین الانبیاء یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوات کے درمیان مخایرہ نہ کرو۔

ایک روایت میں ہے:

لا تخیرونی وفی روایة لا تفضلونی علیٰ موسیٰ یعنی مجھے حضرت

www.maktabah.org

موسیٰ (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو۔

ایک مقام پر یوں فرمایا:

لا تخیرونی علی ابراھیم یعنی مجھے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو۔

ایک حدیث میں ہے:

وما ینبغی لعبدان یقول انا خیرمن یونس ابن متی یعنی کسی شخص کیلئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں حضرت یونس ابن متی سے افضل ہوں۔

ان آیات کریمہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے رفع تعارض کے متعلق علمائے کرام کے متعدد اقوال ملتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

⊙ ...... بعض انبیائے کرام کو بعض انبیائے کرام پر تفاضل کا قول بغیر نص کے اپنی رائے کے ساتھ کرنا جائز نہیں کیونکہ فضیلت کا مطلب حق تعالیٰ کے ہاں قرب اور کثرت ثواب ہے جو کتاب وسنت سے ہی ثابت ہوتی ہے محض رائے سے معلوم نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر مظہری)

⊙ ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ تواضع وانکسار فرمایا کہ مجھے دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوات پر فضیلت نہ دو۔

⊙ ...... تفاضل بین الانبیاء یوں بیان نہ کی جائے کہ جس سے کسی نبی علیہ السلام کی تنقیص وتحقیر کا شبہ ہوتا ہو یا ازراہ خصومت وعداوت تفضّل کے قول سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنا سراسر ضلالت وگمراہی وبے دینی کا موجب ہے العیاذ باللہ سبحانہ

www.maktabah.org

⊙ ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ممانعت فرمائی کہ آپ اس وقت قطعی طور پر اپنے تخیر و تفضّل سے واقف نہ تھے مگر امارات وآثار سے اپنی خیریت وفضیلت پہچانتے تھے اور جب بارگاہ قدس جل سلطانہ کی طرف سے آگاہی ہوگئی تو خود ارشاد فرمایا الا وانا حبیب اللّٰہ

⊙ ......بعض احادیث مبارکہ کی بنا پر اگر دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوات کی جزوی فضیلت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہوتی ہے تو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت جملہ انبیائے کرام اور جمیع رسل عظام علیہم الصلوات پر اضعافاً مضاعفة ثابت ہوتی ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے انا خاتم النبیین

اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

www.maktabah.org

الصلوٰة والسلام اما حضرت ابراهیم علیٰ نبینا وعلیه

و السلام کے ساتھ بہت زیادہ مناسبت رکھتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم

الصلوٰة والسلام باوجود آں که درمقام تجلی صفات ست

ہمارے نبی پر اور ان پر درود و سلام ہو باوجودیکہ تجلی صفات کے مقام

اما حدید البصر ست شان خاصے که پیغمبر ما را در مقام

میں ہیں۔[2] لیکن بہت تیز چشم ہیں جو شان خاص ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو

تجلی ذات میسر شده است حضرت ابراهیم رادرمقام

تجلی ذات کے مقام میں میسر ہوئی ہے حضرت ابراہیم کو تجلی

تجلی صفات حاصل گشته **مع التفاوت الاستعدادی بینهما**

صفات کے مقام میں حاصل ہوگئی دونوں کی استعداد کے تفاوت کے ساتھ

پس بایں اعتبار اواز حضرت عیسیٰ وموسیٰ افضل باشد

پس اس اعتبار سے وہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ سے افضل ہیں

[2] ہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حدید البصر اور ناقد النظر ہیں اس کی قدرے وضاحت پیش خدمت ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں کہ ذات تعالیٰ جل سلطانہ کے ساتھ وصول دو قسم کا ہے

باعتبار نظر اور باعتبار قدم

www.maktabah.org

باعتبار نظر سے مراد یہ ہے کہ نظر واصل ہو اور باعتبار قدم سے مراد یہ ہے کہ ناظر بنفس خود واصل ہو۔ وصول نظری بالا صالت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا حصہ ہے جبکہ وصول قدمی بالا صالت حضرت سیدنا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیبہ ہے۔

وصول نظری میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اصل ہیں اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تابع ہیں اور وصول قدمی میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہاں شہود و مشاہدہ ہے یا قدم کو اس جگہ گنجائش ہے وہاں تو بال کی بھی گنجائش نہیں پھر قدم کی کیا حقیقت بلکہ وہاں ایک مجہول الکیفیت وصول ہے۔ اگر صورت مثالیہ میں نظر کے ساتھ منقش ہو جائے تو اسے وصول نظری کہیں گے اور اگر وہ قدم کے ساتھ منقش ہو تو اسے حصول قدمی کہتے ہیں ورنہ نظر اور قدم دونوں بارگاہ قدس جل سلطانہ میں حیران و پریشان ہیں۔

(ماخوذ از مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۸۸)

www.maktabah.org

وحضرت عیسٰی از حضرت موسٰی افضل است و رتبہء

اور حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے افضل ہیں [۳] اور ان کا مرتبہ

اوفوق حضرت موسٰی است وحدیدالبصر ست وناقد

حضرت موسیٰ سے بلند ہے وہ تیز بصر اور ناقد نظر ہیں

النظر بعداز ایشان حضرت نوح است علٰی نبینا وعلیہ

ان کے بعد حضرت نوح ہیں ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو

الصلوٰۃ والسلام ومقام حضرت نوح درمقام صفات ہرچند

حضرت نوح کا مقام، مقام صفات ہے اگرچہ

بالا تر از مقام حضرت ابراہیم است اما حضرت ابراہیم

حضرت ابراہیم کے مقام سے بالا تر ہے لیکن حضرت ابراہیم کو

[۳] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا ہے جبکہ ایک مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں

ولایت موسوی علیٰ صاحبہا الصلوات ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے دائیں جانب واقع ہوئی ہے اور ولایت عیسوی علیٰ صاحبہا الصلوات اس ولایت کے بائیں جانب ہے۔ ولایت موسوی مقام دعوت سے تعلق رکھتی ہے اور ولایت عیسوی مقام عزلت سے مناسبت رکھتی ہے۔ مقام دعوت جو کہ مرتبہء نبوت سے پیدا ہوا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کے درمیان صرف حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام میں بدرجہء اتم واکمل ہے اور ان کی کتاب تورات،

www.maktabah.org

را دراں مقام شان خاص ست وحدت بصرست که دیگرے

اس مقام میں شان خاص اور تیزی نظر حاصل ہے جو کہ کسی

رانیست لیکن اولاد کرام ایشاں را ازاں مقام نیز نصیب

دوسرے کو نہیں ہے لیکن ان کی معزز اولاد کو اس مقام سے بھی حصہ ہے

ست به تبعیت وفرعیت وحضرت آدم بعداز حضرت نوح

اتباع اور فرع ہونے کی بنا پر اور حضرت آدم حضرت نوح کے بعد

است علیٰ نبینا وعلیٰ جمیعهم الصلوات والتسلیمات هذا مما

ہیں ہمارے نبی اوران تمام پر صلوات وتسلیمات ہوں یہ سب کچھ میرے پروردگار نے

علمنی ربی والهمنی بفضله وکرمه والعلم عندالله سبحانه

مجھے سکھایا ہے اوراپنے فضل وکرم سے مجھے الہام فرمایا ہے اور علم اللہ سبحانہ کے پاس ہی ہے

قرآن مجید کے بعد نازل شدہ کتابوں میں بہترین ہے۔ چونکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت وملت تمام شریعتوں اور ملتوں سے افضل واکمل ہے یہی وجہ ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کوان کی ملت کی اتباع کا حکم دیا گیا جیسا کہ آیہ کریمہ ثم او حینا الیك ان اتبع ملة ابراهیم حنیفا (النحل ۱۲۳) سے عیاں ہے۔

(ماخوذ از مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

حضرت شیخ نواب سید نورالحسن خان المعروف بہ نور میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ لمعہ نور میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کے دونوں اقوال کے درمیان تطبیق یوں بیان فرمائی ہے:

مبداء ومعاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل تحریر

www.maktabah.org

فرمایا ہے اور مکتوبات شریفہء امام ربانی رضی اللہ عنہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں غلبہ کمالات نبوت کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں غلبہ کمالات ولایت کا لکھا ہے تو مطابقت بین القولین اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے اتباع شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمائینگے تو یہ جامعیت آپ کی بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظاہر و باہر ہے۔

(مجموعہ رسائل ۱۲۹)

www.maktabah.org

مِنها-۵۳

سالکے کہ سیر او در تفصیل اسماء و صفات افتاد راہ

وہ سالک کہ جس کی سیر اسماء و صفات کی تفصیل میں واقع ہو گئی

وصول او بحضرت ذات جل سلطانہ مسدود گشت

اس کے وصول کا رستہ حضرت ذات جل سلطانہ تک بند ہو گیا

چہ اسماو صفات را نہایت نیست تا بعد از قطع آنہا

کیونکہ اسماء و صفات کا انتہاء نہیں ہے کہ انکو قطع کرنے کے بعد

بمقصد اقصیٰ تواند رسید مشائخ ازیں مقام خبر دادہ

منتہائے مقصود تک پہنچ سکے مشائخ نے اس مقام کی خبر دی ہے کہ

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز سیر اجمالی اور سیر تفصیلی کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ درحقیقت حریم قدس جل سلطانہ کی طرف روحانی سیر اور باطنی طیر کرنے والے سالکین دو طرح کے ہوتے ہیں۔

کچھ سالکین تو دوران سلوک اسماء و صفات کے ذریعے سلوک طے کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ سبحانہ کے اسماء و صفات لامحدود اور غیر متناہی ہیں اس لئے وہ اسماء و صفات کی سیر میں ہی مشغول ہو کر رہ جاتے ہیں جبکہ بعض عارفین کو اسماء و صفات میں اجمالاً سیر کروا کر حریم ذات جل سلطانہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

اند کہ مراتب وصول رانہایت نسیت زیراکہ کمالات

مراتب وصول کی انتہاء نہیں ہے کیونکہ محبوب کے کمالات

محبوب نہایت ندارد ومراد از وصول ایں جا وصل

کوئی انتہاء نہیں رکھتے اس جگہ وصول سے مراد اسمائی اور

اسمائی وصفاتی ست سعادتمند کسے است کہ سیر

صفاتی وصل ہے سعادت مند وہ سالک ہے جس کی سیر

اودر اسما وصفات بطریق اجمال واقع شدہ وبسرعت

اسماء و صفات میں بطریق اجمال واقع ہوئی اور جلدی کے ساتھ

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ سیر کی دو قسمیں ہیں

ا...... سیر مستطیل ۲......سیر مستدیر

سیر مستطیل بعد در بعد ہے اس سیر سے مراد مقصود کو اپنے دائرے کے خارج سے طلب کرنا ہے اور یہ سیر اسماء وصفات کے دوران ہوتی ہے اسی کو سیر آفاقی بھی کہا جاتا ہے جبکہ سیر مستدیر قرب در قرب ہے یہ سیر اپنے قلب کے گرد پھرنا اور مقصود کو اپنے سے تلاش کرنا ہے اس کو سیر انفسی بھی کہا جاتا ہے اور عارف بارگاہ قدس تک واصل ہوجاتا ہے۔ دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کو اسماء وصفات کا سبق دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ زیادہ تر اسماء وصفات کی تجلیات میں ہی الجھ کر رہ جاتے ہیں جبکہ خواجگان نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے درویشوں اور سالکوں کو اسم ذات کا درس دیتے اور پوشیدہ رستوں سے حریم یار تک پہنچا دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

واصل حضرت ذات تعالیٰ و تقدس گشته واصلان ذات

واصل ذات تعالیٰ و تقدس ہو گیا۔ واصلانِ ذات کو

را بعداز وصول بنہایت النہایت رجوع بدعوت لازم

نہایت النہایت تک وصول کے بعد دعوت کے لئے رجوع لازم ہے

است وعدم رجوع آں موطن متصور نہ بخلاف متوسطاں

اس مقام سے عدم رجوع کا کوئی تصور نہیں بخلاف متوسط

کہ بعد از وصول شاں بنہایت استعداد خود رجوع لازم

سالکین کے جن کا اپنی استعداد کے انتہاء تک وصول کے بعد رجوع لازم

نیست تواند بود کہ رجوع نمایند وتواند بود کہ اقامت

نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ وہ واپس آجائیں اور ہوسکتا ہے کہ وہیں ٹھہرے رہیں

ورزند پس مراتب وصول منتہیاں را بتمام متصورست

پس منتہیوں کے مراتب وصول کا پورا ہونا متصور بلکہ لازم ہے۔

سلطان العشاق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہُ السامی نے کیا خوب کہا

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند

کہ بحرم می روند پنہاں قافلہ را

یہ امر واضح رہے کہ جو سالکین اسماء وصفات کی تفصیلی سیر میں مشغول ہوجاتے ہیں وہ متوسط حضرات ہوتے ہیں جو باطنی استعداد کی کمی کی وجہ سے تجلیات اسماء و صفات میں ہی منہمک ومدہوش ہوجاتے ہیں بنابریں وہیں کے ہی ہوکر رہ جاتے

www.maktabah.org

بلکہ لازم ومراتب وصول متوسطاں راکہ بتفصیل

متوسطین کے مراتب وصول جو اسمائی و صفاتی تفصیل میں چلے

اسمائی وصفاتی رفتہ اند نہایت نہ ایں علم ازجملہ

گئے کی کوئی انتہاء نہیں یہ علم اس فقیر کے جملہ علوم مخصوصہ میں

علوم مخصوصۂ ایں فقیر ست **والعلم عنداللّٰہ سبحانہ**

سے ہے علم صحیح تو اللہ سبحانہ کے پاس ہی ہے۔

ہیں اس قسم کے سالکین کو مستہلکین کہا جاتا ہے۔

جبکہ کامل الاستعداد سالکین جو تجلیاتِ ذاتیہ سے بہرہ ور ہونے کی بناء پر بھی باہوش اور ہوشیار ہی رہتے ہیں اس قسم کے منتہی سالکوں کو راجعین کہا جاتا ہے جو نبوت و رسالت کی نیابت وخلافت کے طور پر مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت پر فائز المرام ہوتے ہیں انہی حضرات کو کامل مکمّل (بکسر میم ثانی) کہا جاتا ہے۔ والحمدللّٰہ علی ذالك

www.maktabah.org

منہا-۵۴

مقام رضا فوق جمیع مقامات ولایت است وحصول اینمقام

مقام رضا جمیع مقامات ولایت سے بالا ہے[1] یہ بلند مقام

عالی بعد از تمامئ سلوک وجذبہ است اگر پرسند کہ رضا

سلوک و جذبہ کی تکمیل کے بعد ہوتا ہے اگر پوچھیں کہ ذات حق

از ذات حق سبحانہ و از صفات اوتعالیٰ واز افعال اوسبحانہ

سبحانہ اس تعالیٰ کی صفات اور اس سبحانہ کے افعال سے

[1] اس منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز مقام رضا اور اس کی اقسام کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ دراصل مقام رضا ان دس مقامات میں سے آخری مقام کا نام ہے جو حصولِ ولایت کیلئے لازم ہیں، ان دس مقامات کو مقامات عشرہ کہا جاتا ہے جس کا پہلا مقام، مقام توبہ ہے۔

رضا ایسی سعادت عظمیٰ اور دولت قصویٰ ہے جو حق تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کبریٰ ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ورضوان من اللہ اکبر (التوبہ۷۲) سے عیاں ہے جس کا حصول سلوک اور جذبہ کی تکمیل کے بعد ہوتا ہے اور یہی مقام رضا، تجلی ذات حق تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز مقام رضا کے متعلق رقمطراز ہیں:

دررضا رفع کراہت فعل ایلام محبوب است یعنی رضا محبوب

www.maktabah.org

واجب ست ودرنفس ایمان ماخوذ پس عامه مومنان را از

رضا واجب ہے اور نفس ایمان میں ماخوذ لہٰذا عام مومنوں کو اس سے

ان چاره نبود پس حصول آنرا بعد از تمامی سلوك و

چارہ نہیں پھر اس (رضا) کا حصول سلوک و جذبہ

جذبه معنی چه باشد؟ درجواب گوئیم که رضا را صورتیست

کے تمام ہونے کے بعد کیا معنی رکھتا ہے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ رضا کی ایک

کی الم دہی سے کراہت دور کرنے کا نام ہے۔ (مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۳۳)

۞......کسی شخص نے حضرت شیخ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اسئلك الرضاء بعدالقضاء (اے اللہ میں تجھ سے قضا کے بعد رضا کی درخواست کرتا ہوں) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے یہ دعا مانگی تھی کہ قضا سے قبل راضی برضا ہونا رضا پر عزم کرنا ہے اور حقیقی رضا، قضا کے بعد ہوتی ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

۞......اہل طریقت نے حقیقت رضا کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر اعتراض نہ کیا جائے جیسا کہ مقولہ ترك الاعتراض على القضاء سے واضح ہے اور اسی حقیقت کو پالینے کے بعد رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه (البقرہ ۱۵۵) کا مژدہ ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مقام رضا کے حصول کیلئے درج ذیل دعا کے تکرار کی تلقین فرمایا کرتے تھے چنانچہ جو شخص اس دعا کا صبح ومساء تکرار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حقدار ہو جاتا ہے چنانچہ ارشاد نبوی علیٰ

www.maktabah.org

صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے رضینا باللّٰہ رباً و بالاسلام دینا و بمحمد رسولاً (ابوداؤد ۲/۳۳۶) یاد رہے کہ اہل رضا کو ہی ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ذاق طعم الایمان من رضی باللّٰہ تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولاً (صحیح مسلم ۱/۴۷) سے واضح ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اور مقام رضا

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز پر اعلاء کلمۃ الحق کی پاداش میں حکومت وقت نے بے دریغ مظالم ڈھائے ...... آپ کو قید وبند کی ایذائیں دی گئیں ...... سرائے و آستانہ عالیہ اور باغ وکتب خانہ وغیرہا املاک کو نذر آتش کر دیا گیا ...... صاحبزادگان و مریدین کو بے حد ستایا گیا ...... آپ کے خلفاء اور مریدین خاص کو جلاوطن کیا گیا ...... آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے ...... علمائے سوء اور صوفیائے خام نے آپ کے خلاف تحریکیں چلائیں ...... آپ کے مکتوبات شریفہ کی عبارات کو غلط معانی کا لباس پہنا کر جھوٹے پراپیگنڈے کیے گئے ...... آپ کی کرامات کو جادوگری کا نام دیا گیا ...... لیکن آپ نے صبر واستقامت کی چٹان بن کر ان تمام مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ فرمایا اور جذبہء تسلیم ورضا کے پیکر اتم بن کر رضا بالقضاء کی لازوال مثال قائم فرمائی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اگر محبوب، محبّ کے حلق پر چھری بھی چلا دے اور اس کے ایک ایک عضو کو جدا کر دے تو بھی محبّ اس میں اپنی بہتری اور بہبودی تصور کرے''۔

(مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۳۳)

www.maktabah.org

وحقیقتے دررنگ سائر ارکان ایمان در اوائل تحقق

صورت ہے اور ایک حقیقت [2] تمام ارکان ایمان کی مانند۔اوائل میں صورت کا

صورتست ودرنہایت تحقق حقیقت وچوں منافی رضا

تحقق ہے اور نہایت میں حقیقت کا تحقق اور جب کسی شخص سے رضا کے

ظاہر نشود ظاہر شریعت حکم بحصول رضا می فرماید

منافی ظاہر نہ ہو تو ظاہر شریعت، حصول رضا کا حکم فرما دیتی ہے۔

دررنگ تصدیق قلبی کہ چوں منافیٔ تصدیق یافتہ نشود

تصدیق قلبی کی مانند کہ جب تصدیق کے منافی نہ پائی جائے تو

حکم بحصول تصدیق می کنند **ومانحن بصددہٖ حصول**

حصول تصدیق کا حکم کر دیتے ہیں اور ہم حقیقت رضا کے حصول کے درپے

حقیقة الرضا لا صورته والله سبحانه اعلم

ہیں نہ کہ اس کی صورت کے اللہ سبحانہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

[2] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح دیگر ارکان ایمان جیسے صورت اسلام، حقیقت اسلام، صورت ایمان، حقیقت ایمان وغیرہا کی صورت اور حقیقت ہے اسی طرح رضا کی بھی دو قسمیں ہیں

صورتِ رضا اور حقیقت رضا

عامۃ المسلمین کو اگر صورت رضا حاصل ہوتی ہے تو اہل اللہ عبادت وریاضت کے ذریعہ حقیقت رضا کو حاصل کرتے ہیں تاکہ ہر قسم کا تکلف وتعمل وتصنع مرتفع ہوجائے

www.maktabah.org

اور وہ ریاء ودکھلاوے اور شرک اصغر سے محفوظ ہو جائیں اور کل جنت میں دست قدرت سے شراب طہور کے جام پر جام لنڈھائیں اور مست و بے خود ہو جائیں جیسا کہ آیہ کریمہ وسقٰھم ربھم شرابا طھوراً (دھر) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۵۵

سعی باید کرد که عمل به سنت میسر شود واجتناب از

کوشش کرنا چاہئے کہ سنت پر عمل کرنا میسر ہو اور بدعت سے

بدعت علی الخصوص بدعتے که رافع سنت باشد قال

پرہیز خصوصاً ایسی بدعت جو رافع سنت ہو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ

علیه الصلوٰة والسلام من احدث فی دیننا هذا فهورد عجب

والسلام نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین میں نئی بات داخل کرے وہ مردود ہے

مے آید از حال جماعة که دردین باوجود اکمال واتمام

تعجب ہوتا ہے ایسی جماعت کے حال پر جو دین میں باوجود مکمل اور پورا

آں چیز ہا احداث مے کنند و بآں محدثات تکمیل دین

ہونے کے نئی چیزیں داخل کرتے ہیں اور ان محدثات کے ذریعہ دین کی

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز سنت کے اکتساب اور بدعت سے اجتناب کی تلقین فرمارہے ہیں۔

دراصل سنت نبوی اور متابعت مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوات بندۂ مومن کیلئے محبت خدا جل سلطانہ اور کفارۂ سیئات کا موجب ہے۔ اسی کی بدولت بندۂ مومن نزول رحمت اور دخول جنت کا حقدار ٹھہرتا ہے...... اسی کی برکت سے بندۂ مومن کو ظاہری و

www.maktabah.org

میجویند وباك ندارند از انکه مبادا ازیں مخترع رفع

تکمیل کی تلاش کرتے ہیں اور نہیں ڈرتے اس امر سے کہ کہیں اس نوایجاد بات

سنت شود مثلاً ارسال فش بین الکتفین سنت است

سے سنت رفع نہ ہو جائے مثلاً عمامہ کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا

جمعے ارسال فش رادرجانب یساراختیار کرده اند و

سنت ہے لیکن ایک جماعت نے شملہ کو بائیں جانب لٹکانا اختیار کرلیا ہے اور

بایں عمل تشبہ بموتٰی منظورداشته وخلق کثیر بایشاں

اس عمل کے ذریعے مردوں کے ساتھ مشابہت منظور کرتے ہیں اور بے شمار لوگ

دریں فعل اقتدا نموده ندانسته اند که ایں عمل رفع سنت

اس فعل میں ان کی اقتداء کر رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ عمل رفع سنت کر

باطنی کمالات اور صوری و معنوی برکات حاصل ہوتی ہیں...... اس کے باعث بندۂ مومن کو انبیاء واصدقاء اور شہداء وصلحاء کی معیت وسنگت میسر ہوتی ہے...... سنت ہی بندۂ مومن پر حریم قدس جل سلطانہ تک رسائی کا واحد ذریعہ اور ابواب غیب کے کھلنے کا وسیلہ ہے جیسا کہ حضرت علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ و من یطع اللّٰہ و الرسول کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یصلون بسلوکه جناب القدس ویفتح ابواب الغیب قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من عمل بما علم ورثه اللّٰه علم مالم یعلم یعنی سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی بدولت ہی علمائے راسخین اور عرفائے کاملین کو حریم قدس جل سلطانہ تک رسائی نصیب ہوتی ہے اور ان پر غیب کے ابواب واہوتے ہیں

www.maktabah.org

مینمایدوازسنت ببدعت میبرد وبحرمت میرساند تشبه
رہا ہے اورسنت سے بدعت کی طرف لے جا رہا ہے اور حرمت تک پہنچا رہا ہے

بمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بہتر ست
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت

یاتشبہ بموتی اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کہ
اچھی ہے یا مردوں کے ساتھ۔ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ایسی

مشرف شدہ بموتے کہ پیش ازموت است اگرتشبہ
موت سے مشرف ہوئے جو موت سے قبل ہوتی ہے اگر وہ میت کے ساتھ

بمیت جویند ہم باوسزاوارست عجب کاراست کہ در
مشابہت کی جستجو کرتے ہیں تو بھی آں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبہ کے سزاوار ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ علوم ومعارف عطا فرماتا ہے جن کا اسے علم نہیں ہوتا۔

عمدۃ المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ بندۂ مومن کو سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کی بدولت چار نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

۱...... صالحین کے قلوب میں اس کی محبت پیدا کردی جاتی ہے۔
۲...... فاسقین کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دی جاتی ہے۔
۳......اس کے رزق میں وسعت وبرکت پیدا کردی جاتی ہے۔
۴...... اسے دین متین کی فقاہت عطا کردی جاتی ہے۔ (روح البیان)

حضرت خواجہ حکیم سنائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سنت مبارکہ کی ترغیب وتشویق

www.maktabah.org

کفن میت عمامه ہم بدعت ست چه جائے فش او و

عجب معاملہ ہے کہ میت کے کفن میں عمامہ بھی بدعت ہے چہ جائے کہ اس کا شملہ ہواور

بعضے ازمتاخران که عمامه در کفن میت که از علما

بعض متاخرین (علماء) میت کے کفن میں عمامہ جبکہ وہ علماء

باشد مستحسن داشته اند نزد فقیر زیادتی کردن نسخ

میں سے ہو مستحسن جانتے ہیں فقیر کے نزدیک زیادتی کرنا نسخ ہے

ست ونسخ عین رفع **ثبتنا اللّٰه سبحانه علٰی متابعة السنة**

اور نسخ عین رفع ہے اللہ سبحانہ ہمیں ثابت قدم رکھے روشن سنت

السنية المصطفوية علٰی مصدرها الصلٰوة والسلام ویرحم

مصطفویہ کی متابعت پر اس (سنت) کے مصدر پر درود و سلام ہو اور اللہ

اللّٰه عبداً قال امینا

رحم فرمائے اس بندے پر جو آمین کہے

دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

گرد نعل اسپ سلطانِ شریعت سرمہ کن

تا بود نور الٰہی با دو چشمت مقترن

مژہ در چشم سنائی چون سنانے باد تیز

گر سنائی زندگی خواہد زمانے بے سنن

www.maktabah.org

منہا-۵۶

روزے احوال جنیاں را بریں درویش منکشف ساختند

ایک روز جنات کے حالات اس درویش پر ظاہر فرمائے گئے

دید کہ جنیاں در کوچ ہا در رنگ مردم می گردند و

دیکھا کہ جنات گلیوں میں انسانوں کی طرح پھر رہے ہیں اور

برسرہر جن فرشتہ است موکل وآن جن از ترس موکل

ہر جن کے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور وہ جن اپنے مؤکل کے خوف

زیر نظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز جنات کے حالات کے متعلق اپنے ایک مکاشفہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں جنات کے متعلق قدرے تفصیلات ہدیۂ قارئین ہے۔

جن جمع ہے اسکا واحد جنی ہے جیسے روم کا واحد رومی ہے

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ لغت عرب میں جن کا معنی ستر اور خفا ہے۔ جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عام لوگوں کی نظروں سے مستور اور مخفی ہوتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم سے عیاں ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لفظ جن کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اصل الجن ستر الشیء عن الحاسة یعنی کسی چیز کے حواس سے پوشیدہ ہونے کو جن کہا جاتا ہے۔ اس مادہ سے کئی مشتقات بنتے ہیں جن میں یہ معنی موجود

www.maktabah.org

خود سر نمی تواند برداشت ویمین و یسار خود نظر نمی

سے سر نہیں اٹھا سکتا اور اپنے دائیں بائیں نہیں دیکھ

تواند انداخت دررنگ مقیدان ومحبوساں گشتند و

سکتا قیدیوں اور گرفتاروں کی طرح گھوم رہے ہیں اور

اصلا مجال مخالفت نداشتند الا ان یشاء ربی شیئاً ۔

بالکل مخالفت کی مجال نہیں رکھتے بجز اس کے کہ میرا رب جو چاہتا ہے

ہے جیسے شکم مادر میں پوشیدہ حمل کو جنین، سینے میں پوشیدہ دل کو جنان اور دشمن کے وار وحملہ سے چھپانے والی ڈھال کو مجنۃ کہا جاتا ہے۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جنات کے متعلق اہل سنت کا مؤقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

الجن اجسام ذات ارواح کالحیوان عاقلة کالانسان خفية عن اعين الناس ولذا سميت جنا خلقت من النار كما خلق آدم من طين...... تتصف بالذكورة والانوثة وتتوالد والظاهر ان الشياطين منهم بخلاف الملائكه فانهم لا يتصفون بالذكورة ولا بالانوثة ووجود الجن والشياطين والملائكة ثابت بالشرع وانكره الفلاسفه

یعنی جن اجسام ہیں ان میں حیوان کی مانند ارواح ہوتی ہیں، انسان کی طرح عقل مند ہوتے ہیں ،لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوتے ہیں اسی لئے انہیں جن کہا جاتا ہے۔ یہ آگ سے بنائے گئے ہیں جیسے آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔ یہ نر مادہ ہوتے ہیں ان کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے شیاطین انہی میں سے ہیں بخلاف فرشتوں کے کیونکہ وہ مذکر اور مؤنث نہیں ہوتے۔ جنات، شیاطین اور ملائکہ کا

www.maktabah.org

ودراں وقت چناں معلوم می شد که گویا بردست موکل

اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مؤکل کے

گرز یست آہنی که اگر از جن اندك مخالفت احساس

ہاتھ میں آہنی گرز ہے کہ اگر کسی جن سے تھوڑی سی مخالفت محسوس

نماید بیك ضرب کار او را کفایت کند

کرے ایک ہی ضرب سے اس کا کام تمام کر دے۔

وجود شریعت مطہرہ سے ثابت ہے لیکن فلاسفہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقف کو اپنے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے: ان الروحانیین ثلاثۃ اخیار وھم الملائکہ واشرار وھم الشیاطین واوساط فیھم اخیار واشرار وھم الجن یعنی روحانی مخلوق کی تین اقسام ہیں ایک قسم وہ ہے جو سراپا خیر ہے وہ ملائکہ ہیں دوسری قسم وہ ہے جو سراسر شر ہی شر ہیں وہ شیاطین ہیں تیسری قسم درمیانی درجہ کی ہے جن میں کچھ اخیار ہیں اور کچھ اشرار ہیں اور وہ جن ہیں۔ (مفردات امام راغب)

حق تعالیٰ سبحانہ نے انسان اور جنات کو ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی اور شعلہ زن آگ سے تخلیق فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ خلق الانسان من صلصال کالفخار ○ وخلق الجآنّ من مارج من نار (الرحمان) سے واضح ہے جنات حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل پیدا کئے گئے جیسا کہ حدیث خلق الجن قبل ادم بالفی عام (لقط المرجان فی احکام الجان) سے عیاں ہے۔

جس طرح انسان گارے اور بجنے والی مٹی سے مخلوق ہے جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کی حقیقت گارا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی اصل گارا ہے......

www.maktabah.org

خدائے کہ بالا و پست آفرید

خدا نے بالا اور پست کو بنایا

زبردست ہر زیر دست آفرید

ہر زیردست پر زبردست بنایا

ایسے ہی جنات کی اصل نار ہے اس لئے شیاطین پر شہاب اور شعلے برسائے جاتے ہیں تا کہ وہ اسرار الہیہ کا سراغ نہ لگا سکیں۔ اس شعلہ باری سے انہیں تکلیف ہوتی ہے نیز ان کے لئے عذاب سعیر تیار کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ و جعلنا ھا رجوماً للشیاطین و اعتدنا لھم عذاب السعیر (الملک) سے عیاں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی اقسام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خلق اللّٰہ الجن ثلاثۃ اصناف، صنف حیات وعقارب وخشاش الارض وصنف کالریح فی الھواء وصنف علیھم الحساب والعقاب یعنی اللہ تعالیٰ نے جنات کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے ایک قسم سانپ، بچھو اور حشرات الارض ہیں ایک قسم فضا میں ہوا کی مانند ہے ایک قسم وہ ہے جس پر حساب وعذاب ہے۔ (لقط المرجان فی احکام الجان)

ایک روایت میں یوں ہے کہ جنات کے پر ہیں جن سے وہ ہوا میں اڑتے ہیں ایک قسم سانپ اور کتے ہیں اور ایک قسم جو سفر اور قیام کرتے ہیں۔ (مستدرک ۲/۴۵۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الکلب الاسود شیطان کالا کتا شیطان ہے۔ (ترمذی کتاب الصید)

اور سیاہ رنگ کتے کو مار ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ فاقتلوا منھا کل اسود بھیم فانہ جنھا (صحیح مسلم کتاب المساقات) سے عیاں ہے۔

www.maktabah.org

جسم انسانی پر جنات کا تسلط اور شیاطین کا تصرف

جسم انسانی پر جنات کے تسلطات اور بدن انسانی میں شیاطین کے تصرفات کتاب وسنت سے ثابت ہیں چند آیات مقدسہ اور احادیث نبویہ پیش خدمت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین یاکلون الربو لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس یعنی جولوگ سود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اس طرح کھڑے ہونگے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھوکر مخبوط الحواس کردیا ہوں (البقرہ ۲۸۵)

دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے:

واذکر عبدناایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب یعنی ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو یاد کیجئے کہ جب انہوں نے اپنے رب سے فریاد کی کہ شیطان نے مجھے بڑی اذیت اور سخت تکلیف پہنچائی ہے۔ (ص ۴۱)

روایت میں ہے:

عطا بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں میں نے عرض کی کیوں نہیں انہوں نے کہا یہ حبشی عورت ہے جو بارگاہ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوات میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرے کپڑے کھل جاتے ہیں آپ میرے لئے دعا فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو تمہیں جنت ملے گی اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تمہیں عافیت عطا فرمائے گا اس عورت نے عرض کیا میں صبر کرتی ہوں آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرے کپڑے نہ کھلیں فدعالھا

www.maktabah.org

آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔ (بخاری ۲/۸۴۴)

یہ امر واضح رہے کہ جنات انسان کی زبان پر کلام کرتے اور ہوا اور سانس کی مانند جسم انسانی میں دخول کرتے ہیں۔

حضرات امام احمد بن حنبل، علامہ ابن قیم حنبلی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ محمود آلوسی بغدادی جیسے اکابرین امت انسانی جسم اور اعضا پر جنات کے تصرفات وتسلطات کے قائل ہیں۔

مسکین بے تمکین راقم السطور کا یہ چشم دید واقعہ ہے کہ ایک عورت جس پر جنات کے اثرات کی وجہ سے دورا پڑا ہوا تھا ہمارے آقائے ولی نعمت سراج العارفین حضرت علامہ ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ ظہر کی باجماعت نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک کے ہال سے باہر تشریف لائے تو صوفی کرامت علی مجددی کو فرمایا صوفی صاحب اس عورت کو کیا ہے عورت کے لواحقین نے عرض کیا کہ حضور اسے جن تنگ کرتے ہیں حضور قبلہ عالم نے صوفی صاحب کو فرمایا جاؤ اس عورت کے پاس جا کر ہمارا نام لو اور کہو کہ اسے تنگ نہ کرو چلے جاؤ صوفی صاحب نے ایسا ہی کہا وہ عورت فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی اس قسم کے متعدد واقعات احباب بیان کرتے ہیں جو ان کے ساتھ خود بیتے ہیں۔ (مرتب)

www.maktabah.org

منہا-۵۷

ولی ہر کمالے کہ می یابد وبہر درجہ کہ می رسد بطفیل

ولی جو کمال بھی پاتا ہے اور جس درجہ پر پہنچتا ہے اپنے

متابعت نبی خود ست علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر

نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی متابعت کے طفیل اگر نبی

متابعت نبی نمی بود نفس ایمان رونمی نمود و راہ

کی متابعت نہ ہوتی نفس ایمان ظاہر نہ ہوتا اور

بدرجارت علیا از کجا می کشود پس اگر ولی را

اعلیٰ درجات کا رستہ کہاں سے کھلتا لہٰذا اگر ولی کو جزوی

فضلے از فضائل جزئیہ حاصل شود کہ نبی راحاصل

فضیلتوں میں سے کوئی فضیلت حاصل ہو جو نبی کو حاصل نہیں تھی

نبودہ ودرجۂ خاص از درجات علیا میسر شود کہ نبی

اور اعلیٰ درجات میں سے کوئی درجہ خاص میسر ہو جو نبی

نہ داشتہ باشد نبی را نیز ازاں فضل جزئی و ازان درجۂ

نہیں رکھتا تھا نبی کو بھی اس جزوی فضیلت اور اس خاص

www.maktabah.org

خاص نصیب کامل است چه حصول آں کمال بواسطۂ

درجہ سے کامل حصہ ملتا ہے [1] کیونکہ اس کمال کا حصول اس

[1] زیرِنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ولی کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جزوی فضیلت کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔ دراصل جب کوئی بندۂ مومن شریعت محمدیہ اور سنت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو بجالاتا، اوامر کا اکتساب اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے تو عنایت ایزدی سے اس پر فضل وفتوحات کے در کھلتے ہیں بنابریں اسے بلندترین درجات ومقامات وکمالات نصیب ہوتے ہیں جن میں اس بندۂ مومن (ولی) کو اگر نبی علیہ السلام پر جزوی فضیلت حاصل ہوجائے تو ایسا روا اور جائز ہے کیونکہ اس ولی کو یہ کمال ومرتبہ اپنے نبی کریم علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی متابعت بجالانے سے حاصل ہوا ہے۔ اس لئے نبی کریم علیہ السلام کو اس کمال سے پورا پورا حصہ حاصل ہوگا جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات من سن سنة حسنة فی الاسلام فله اجرها واجر من عمل بها (مشکوٰۃ ۳۳) سے عیاں ہے لیکن ولی اس کمال کے حصول میں گو مقدم اور پیش رو ہے مگر خادم، متبع اور امتی ہوکر اسے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے جہاں اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ ہمسری کا شائبہ بھی نہیں کیونکہ ہمسری کا دعویٰ کفر ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۸۷)

چنانچہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ولی کی نبی علیہ السلام پر جزوی فضیلت کے متعلق رقمطراز ہیں ملاحظہ ہو!

بلے فضل کلی بر کل مخصوص بآں سرورست علیہ و علی الہ الصلوة والسلام اما کمالے باشد کہ راجع، بفضل جزئی بود رواست کہ مخصوص بہ بعضے انبیائے کرام و ملائکہ عظام

www.maktabah.org

متابعت آں نبی است و نتیجه است از نتائج اتباع

نبی (علیہ السلام) کی متابعت کے واسطہ سے ہے اور نتیجہ ہے ان کی

سنت او پس ناچار نبی را ازاں کمال بہرۂ تمام باشد

سنت کی پیروی کے نتائج میں سے پس لامحالہ نبی کو اس کمال سے پورا حصہ ملتا ہے

کماقال علیه الصلوٰة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها و

جیسا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اسے

باشد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات وہیچ قصورے درفضل کلی او نہ کند علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام دراحادیث صحاح آمده است که بعضے از کمالات درافراد امتان باشد که انبیاء غبطه آن نمایند علیهم الصلوات والتسلیمات وحال آنکه فضل کلی مر انبیاء راست برجمیع افراد امتان ونیز در حدیث آمده است که شهداء فی سبیل الله به چند چیز برانبیاء مزیت دارند شهداء را احتیاج بغسل نیست وانبیاء را غسل باید داد و برشهداء نماز جنازه نیامده است چنانچه مذہب امام شافعی ست وبرانبیاء نماز جنازه باید کرد ودر قرآن فرموده که شهداء را شما موتی نه پندارید که احیاء اند وانبیاء راموتی فرموده این ہمه فضائل جزئیه اند قصورے درفضل کلی انبیاء ندارند (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

یعنی ہاں کل پر کلی فضیلت آنسرور علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص

www.maktabah.org

اجر من عمل بها لیکن ولی در حصول این کمال سابق

اسکا اجر بھی ملتا ہے اور اسکا ثواب بھی ملتا ہے جو اس طریقہ پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ولی اس کمال

ست و در وصول بایں درجه مقدم و ایں قسم فضل ولی

کے حصول میں پیش رو ہے اور اس درجہ تک رسائی میں مقدم اور اس قسم کی فضیلت

را برنبی جائز داشته اند که جزئی است که مجال معارضه

ولی کی نبی پر (علماء) جائز رکھتے ہیں کیونکہ یہ جزوی (فضیلت) ہے جو کلی (فضیلت)

بکلی ندارد وآنچه صاحب فصوص می گوید که خاتم

کا مقابلہ کرنے کی مجال نہیں رکھتی اور وہ جو صاحب فصوص کہتے ہیں کہ خاتم

ہے لیکن وہ کمال جو جزوی فضیلت کی طرف راجع ہیں جائز ہے کہ وہ بعض انبیاء کرام اور ملائکہ عظام علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہوں اور ان علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کلی میں کوئی قصور واقع نہ ہو۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ امتیوں کے افراد میں بعض کمالات ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات بھی رشک کرتے ہیں۔

عن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان من عباداللّٰه لاناساً ماهم بانبیاء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیامة بمکانهم من اللّٰه قالوا یارسول اللّٰه تخبرنا من هم قال هو قوم تحابوا بروح اللّٰه علی غیرارحام بینهم ولا اموال یتعاطونها فواللّٰه ان وجوههم لنور وانهم لعلی نور لایخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذاحزن الناس وقرء هذه الایة الا ان اولیاء اللّٰه لاخوف

www.maktabah.org

علیھم ولا ھم یحزنون (مشکوۃ ۴۲۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو انبیاء وشہداء نہیں لیکن روز قیامت بارگاہ الوہیت میں ان کے مقامات عالیہ کو ملاحظہ فرما کر انبیائے کرام اور شہداء عظام علیہم الصلوات ان پر رشک فرمائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتائیے کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو رحم کے رشتوں اور مالی لین دین کے علاوہ فقط رضائے الٰہی کیلئے باہم محبت کریں گے۔ قسم بخدا انکے چہرے نورانی ہونگے اور ان کے اوپر نور ہوگا وہ نہیں ڈریں گے جب لوگوں کو خوف ہوگا۔ وہ غم نہیں کھائیں گے جبکہ لوگ غمگین ہونگے پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون) حالانکہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کو امتوں کے تمام افراد پر کلی فضیلت حاصل ہے نیز حدیث میں آیا ہے کہ شہداء فی سبیل اللہ چند چیزوں میں انبیائے کرام علیہم الصلوات پر فضیلت ومزیت رکھتے ہیں (ذکر القرطبی فی تفسیرہ روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال اکرم اللّٰہ تعالیٰ الشھید بخمس کرامات لم یکرم بھا احد من الانبیاء ولا انا (تشیید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الامام الربانی) شہداء کو غسل کا احتیاج نہیں اور انبیائے کرام علیہم الصلوات کو غسل دینا چاہیے ......شہداء کیلئے نماز جنازہ نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور انبیاء کرام کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے ......اور قرآن مجید میں فرمایا کہ شہداء کو مردہ نہ جانو کہ وہ زندہ ہیں (ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عندربھم یرزقون) اور انبیائے کرام علیہم الصلوات کو موتی فرمایا (انک میت وانھم میتون) یہ سب جزوی فضائل ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلوات کے فضل کلی میں کوئی قصور (کمی) پیدا نہیں کرتے۔

www.maktabah.org

ایک مقام پر حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز یوں رقمطراز ہیں ملاحظہ ہو!

ہیچ ولی از اولیائے این امت کہ خیر الامم است باوجود افضیلت پیغمبر خویش بمرتبۂ ہیچ نبی از انبیاء نرسد اگرچہ اورا بواسطۂ متابعت پیغمبر خویش ازمقام ما بہ الا فضلیت نصیبے حاصل شود فضل کلی انبیاء راست اولیاء طفیلی اند (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۸۷) یعنی یہ امت جو خیر الامم ہے کے اولیاء میں سے کوئی ولی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے باوجود نبیوں علیہم الصلوات میں سے کسی نبی علیہ السلام کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اگرچہ اسے (ولی) اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وساطت سے وہ مابہ الافضیلت مقام حاصل ہوا ہے پھر بھی کلی فضیلت انبیاء علیہم الصلوات کو ہی ہے اولیاء علیہم الرحمۃ والرضوان طفیلی ہیں۔

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہُ العزیز کا اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب ملاحظہ ہو!

سوال: آنکہ مقرر ومبیّن ست کہ فضلِ کُلّی مرانبیاء راست علیہم الصلوات والسلام برجمیع افراد امت ودر حدیث صحیح آمدہ است کہ بعضے کمالات دربعضے افراد امت ست کہ مَزِّیت برانبیاء دارد کالشُّھَدآء فی سبیل اللّٰہ احتیاج بغسل ندارندوبلفظ موتیٰ نخواندہ وانبیاء بغسل محتاج اندولفظ موتیٰ خواندہ

جواب: این فضل راجع بفضل جزئی ست کہ دراں محذور نیست ہر حائك وحجام بصنعت برعالم ذی فنون فضل دارد و فضل کلی مرانبیاء وعالم راست یعنی یہ امر مسلم اورواضح ہے کہ انبیائے

www.maktabah.org

کرام علیہم الصلوات کو تمام افرادامت پر کلی فضیلت حاصل ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بعض کمالات بعض افرادامت میں ایسے ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلوات پر فضیلت ومزیت رکھتے ہیں جیسا کہ شہداء فی سبیل اللہ غسل کی حاجت نہیں رکھتے اور وہ لفظ موتی سے نہیں پکارے جاتے اور انبیائے کرام علیہم الصلوات (بعداز وصال مبارک) غسل کے محتاج ہیں اوران کے لئے لفظ موتی بولا جاتا ہے......اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فضیلت جزوی فضیلت کی طرف راجع ہے کہ اس میں کوئی استحالہ نہیں ہر جولاہا اور حجام اپنے ہنر و پیشہ کے اعتبار سے صاحب فنون عالم پر فضیلت رکھتا ہے اور کلی فضیلت انبیائے کرام علیہم الصلوات اور عالم کیلئے ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۲۴)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہُ العزیز اس سلسلہ میں ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو!

یعنی کلی فضیلت تو انبیائے کرام علیہم الصلوات کو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم پر حاصل ہے اور کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا لیکن جزوی فضیلت میں کوئی تنازع نہیں ہے۔ اگر بعض فضائل ومعارف ولی ہی کیلئے خاص ہوں تو وہ کلی فضیلت کا باعث نہیں ہوتے یہ جائز بلکہ واقع ہے جب ولی اور نبی علیہ السلام میں جزوی فضیلت واقع ہوتی ہے تو اگر نبی بعض فضائل ومعارف میں رسول (علیہ السلام) کی بنسبت مخصوص ہو تو یہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا اگرچہ کلی فضیلت رسول کیلئے ہوگی جیسا کہ حصرت موسیٰ وحضرت خضر علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات کا قصہ ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۳۶)

واضح رہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد آپ کو غسل دینے کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو علم نہ تھا کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اتار کر غسل دیا جائے یا کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ دوران اونگھ حجرہ مقدسہ کے ایک کونے سے یہ آواز سنائی دی اَنْ غَسِّلو ارسول

www.maktabah.org

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و علیہ ثِیَابہ‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بئر غرس کے نہایت پاکیزہ پانی میں بیری کے پتے ملا کر غسل دیا گیا۔ تکفین کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم چند مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ حجرہ مطہرہ میں داخل ہوئے اور السلام علیك ایھاالنبی ورحمة اللّٰه وبر كاته کے کلمات طیبہ کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوات میں سلام نیاز وعقیدت پیش کیا بعدازیں صفیں بنا کر بغیر امام کے نماز جنازہ ادا کی حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پہلی صف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہوئے اور بارگاہ ایزدتعالیٰ جل سلطانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ احکام، جہاد فی سبیل اللہ اور آپ کی رأفت ورحمت کی شہادت دیتے ہوئے یوں گویا ہوئے

اللھم انّا نشھدانّہ‘ قدبلغ ماانزل الیہ ونصح لاُمتہٖ وجاھد فی سبیل اللّٰہ حتی اعزّاللّٰہ دینہ‘ ......فانہ كان بالمومنین رؤفاً رحیماً...... الخ سے عیاں ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگ رہے تھے اور دوسرے لوگ یہ دعائیہ کلمات سن کر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ یونہی سب مردوخواتین بچوں اور غلاموں نے بغیر امام کے گروہ درگروہ اپنے آقا ومولیٰ کے حضور حاضری دی۔

تمام علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب لوگوں نے امام کے بغیر نماز جنازہ ادا کی اور بغیر امام کے نماز جنازہ پڑھنے کی متعدد حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ تھی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود امام الاولین والآخرین تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور امام الاولین والآخرین کی موجودگی میں اور کون امام بن سکتا ہے؟۔

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر بحوالہ ضیاء النبی جلد چہارم)

www.maktabah.org

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ العزیز حیات نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اور آپ کے تصرفات کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

''حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کا تعلق جس طرح حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیات میں تھا بعینہ وہی تعلق اب بعد وصال بھی بدن مبارک کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دین کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جس طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ کے تصرفات جاری تھے ویسے ہی اب بھی جاری ہیں یہی معنی ہے حیات النبی علیٰ صاحبہا الصلوات ہونے کا اور اسی وجہ سے قطب، غوث، ابدال، اوتاد وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہوتے رہیں گے (ذکر خیر)

www.maktabah.org

الانبیاء علوم ومعارف را از خاتم الولایت اخذ میکند

الانبیاء علوم و معارف خاتم الولایت سے حاصل فرماتے ہیں [۲]

راجع بایں معرفت است کہ ایں فقیر را بآں ممتاز ساختہ

اسی معرفت کی طرف راجح ہے کہ جس سے اس فقیر کو ممتاز فرمایا گیا ہے

اند وسراسر موافق شریعت است وشراح فصوص در

اور (وہ) سراسر شریعت کے موافق ہے فصوص کے شارحین

تصحیح آں تکلف نمودہ اند و گفتہ اند کہ خاتم الولایت

اس کی تصحیح میں تکلف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاتم الولایت،

خزینہ دار خاتم النبوت است اگرپادشاہ از خزینہ خود

خاتم النبوت کا خزانچی ہے اگر بادشاہ اپنے خزانہ سے کوئی

چیزے بگیرد ہیچ نقص لازم نیاید وحقیقۃ الامر ما حققتہ

چیز لے تو کوئی نقص لازم نہیں آتا اور حقیقت معاملہ وہی ہے جو میں نے تحقیق کی ہے

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز، حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے ایک قول اور اس قول کے شارحین کی شرح پر تبصرہ فرمارہے ہیں جس میں ابن العربی قدس سرہٗ العزیز نے خود کو خاتم الولایت کہا ہے اور کہا ہے کہ خاتم الانبیاء علیٰ صاحبہا الصلوات علوم ومعارف کو خاتم الولایت سے حاصل فرماتے ہیں۔ فصوص الحکم کے شارحین نے حضرت ابن العربی قدس سرہٗ العزیز کے اس قول کی توجیہہ کرتے ہوئے تکلفات بعیدہ کا ارتکاب کیا ہے اور کہا ہے کہ شیخ بمنزلہ خزانہ دار ہے اور حضور

www.maktabah.org

ومنشأالتكلف عدم الوصول بحقيقة المعاملة والله سبحانه

اور اس تکلف کا منشاء حقیقت معاملہ تک عدم وصول ہے اللہ سبحانہ

اعلم بحقائق الامور كلها والصلٰوة والسلام على سيد البشر

تمام امور کے حقائق کو زیادہ جاننے والا ہے حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم

واله الاطهر

اور آپ کی آل اطہر پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ اگر بادشاہ کو خزانہ سے کوئی چیز مطلوب ہوتو وہ خزانچی سے ہی لیتا ہے۔ حضرت ابن عربی قدس سرہُ العزیز کے اس قول کی وجہ سے علمائے کرام نے ان پر کفر کا فتوٰی لگایا۔ (شرح مکتوبات قدسی آیات حصہ ششم ۵۲۵)

جبکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے حضرت ابن عربی قدس سرہُ العزیز کے اس قول کی ایسی توجیہہ فرمائی ہے جو شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہے جس میں ولی کو نبی علیہ السلام پر جزوی فضیلت حاصل ہے جبکہ کلی فضیلت نبی علیہ السلام کیلئے ہی ہے اور اس جزوی فضیلت کو کلی فضیلت کا مقابلہ ومعارضہ کرنے کی مجال نہیں ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے شیخ ابن عربی قدس سرہُ العزیز کے اس قول (خاتم النبوت این علوم ومعارف را از خاتم الولایت اخذمی نماید) کی تعبیر یوں بھی بیان فرمائی ہے وھو ھذا

سیر ابن العربی قدس سرہُ العزیز سیر تفصیلی تھی جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر اجمالی ہے کیونکہ محبوبوں کی سیر، سیر اجمالی ہوتی ہے تاکہ بجلد حریم قدس جل سلطانہ تک انکی رسائی ہوجائے جبکہ سیر تفصیلی کے ذریعے کوئی بھی بارگاہ قدس جل سلطانہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ حق تعالیٰ سبحانہ کی صفات کے ظلال اور ان کی تفصیلات غیر متناہی اور

www.maktabah.org

لامحدود ہیں بنابرآں اگر کوئی تفصیل یا کسی صفت کا ظل شیخ ابن عربی یا امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے کسی دوسرے فرد کی وساطت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکشوف ہوتا ہے وہ محل اعتراض اور لائق تردید نہیں ہوگا کیونکہ جو کمال بھی امت کو حاصل ہوتا ہے وہ کمال اس امت کے نبی علیہ السلام کو بھی ملتا ہے۔ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوات اصل کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں ان کی شان، ظلال سے بہت بلند ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ظلال کی طرف التفات نہیں فرماتے۔ پس اگر کوئی ظل یا تفصیل امتیوں کے واسطہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکشوف ہو جائے تو یہ محلِ اعتراض نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی خدمت ہے جو خادموں کی وساطت سے مخدوموں کو پہنچتی ہے اور اس قسم کی خدمات، خادم کیلئے سبب افتخار اور باعث سعادت ہوتی ہیں۔ چنانچہ اگر کسی سپہ سالار کی وساطت سے کوئی علاقہ فتح ہو تو وہ درحقیقت بادشاہ کی شان و شوکت، سامانِ حرب و ضرب اور لشکر شاہی کی وساطت سے ہی فتح ہوتا ہے، سپہ سالار کو محض جزوی فضیلت حاصل ہوتی ہے یونہی امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات میں سے اگر کسی کو کوئی کمال حاصل ہوتا ہے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و متابعت کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے۔

www.maktabah.org

منہا-۵۸

ولایت ولی جزئیست از اجزائے ولایت نبی او علیہ

ولی کی ولایت حصہ ہے اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اجزائے ولایت کا

الصلوٰۃ والسلام ولی را ہر چند درجات علیا میسر شود

ولی کو کتنے ہی اعلیٰ درجات میسر ہو جائیں

آں درجات جزئیست از اجزائے درجات آں نبی

وہ درجات اس نبی کے اجزائے درجات کا ایک جزو ہی ہونگے

زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز اس امر کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ ولی کی ولایت، نبی علیہ السلام کی ولایت کا ہی ایک حصہ ہوتی ہے چہ جائے کہ نبوت پر ولایت کی عظمت وفضیلت کا قول کیا جائے جیسا کہ مشہور مقولہ الکل اعظم من الجزء (کل جز سے بڑا ہوتا ہے) سے واضح ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک مقام پر ارقام پذیر ہیں۔

نبوت افضل باشد از ولایت خواہ ولایت نبی باشد خواہ ولایت ولی یعنی نبوت ولایت سے افضل ہے خواہ نبی کی ولایت ہو یا ولی کی ولایت

(مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۹۵)

لیکن اس حقیقت کا سمجھنا ارباب سکر پر دشوار ہے مستقیم الاحوال اکابر ہی اس معرفت کے ساتھ ممتاز ہیں (مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۱۰۸) کیونکہ اولیائے کرام کی

www.maktabah.org

خواہد بود جز ہر چند عظمت پیدا کند کمتر از کل

جز کتنی ہی عظمت پیدا کر لے کل سے کم تر ہو گا

خواہد بود کہ **الکل اعظم من الجزء** قضیہ بدیہیہ است

کیونہ کل جز سے بڑا ہوتا ہے بدیہی قضیہ ہے احمق ہے وہ

ولایت حق تعالیٰ کے ظلال صفات سے تعلق رکھتی ہے جبکہ ولایت انبیاء، صفات سے مربوط ہے لیکن نبوت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ذات حق تعالیٰ کی معرفت سے ممتاز ہے۔ جب تمام ولایتیں اس مرتبہ مقدسہ کے ساتھ وصول سے قاصر ہیں تو مقام ولایت، مقام نبوت کے ساتھ قابل قیاس ہی نہیں، تفضیل ولایت کا قول صوفیائے کرام کی نارسائی کی بناپر ہے، اگران کی کمالات نبوت تک رسائی ہوجاتی تو اس قسم کی باتیں نہ کرتے۔ ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

طاؤس الفقراء حضرت شیخ ابونصر طوسی قدس سرہُ العزیز اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

ولایت اور صدیقت انوارِ نبوت سے روشن ہیں اس لئے یہ ابد تک نبوت سے ملحق نہیں ہوسکتے ہیں تو یہ نبوت سے افضل کیسے ہوسکتے ہیں؟۔ (کتاب اللمع، البینات جلد دوم مکتوب ۷۷)

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز اپنی تصنیف لطیف میں ''الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء'' کا باب باندھ کر اس کے تحت اپنا مؤقف یوں تحریر فرماتے ہیں اردو ترجمہ ملاحظہ ہو

جملہ مشائخ طریقت اس امر پر متفق ہیں کہ اولیاء طریقت، انبیائے کرام کی متابعت کرنے والے اوران کی دعوت کے مصدق ہوتے ہیں فلہٰذا انبیائے عظام علیہم الصلوات، اولیائے کرام سے فاضل تر ہیں کیونکہ نہایت ولایت، نبوت کی ابتداء ہوتی ہے اور جملہ انبیائے کرام ولی ہوتے ہیں مگر اولیاء کرام میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اولیائے

www.maktabah.org

احمقے باشد کہ کلانی جز را تخیل نمودہ از کل افزون
شخص جو جز کی بڑائی کا خیال کر کے کل سے زیادہ جانے
داند کہ کل عبارت ازاں جزء اجزائے دیگر است
کیونکہ کل دیگر اجزاء کے علاوہ اس جز سے بھی عبارت ہے

کرام پر طاری احوال انبیائے عظام علیہم الصلوات والتسلیمات کے مستقل مقام ہوتے ہیں اور جو اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کیلئے مقام ہوتا ہے وہ انبیائے کرام علیہم الصلوات کیلئے حجاب ہوتا ہے۔ یہی علمائے اہل سنت اور محققین طریقت کا متفقہ فیصلہ ہے بلکہ ''یك نفس انبیاء فاضل تر از ہمه روز گار اولیاء'' یعنی نبی علیہ السلام کا ایک سانس مبارک بھی ولی کی ساری زندگی سے فاضل تر ہوتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح مراتب اولیاء، لوگوں کے ادراک سے نہاں ہوتے ہیں ایسے ہی مراتب انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات تصرف اولیاء سے نہاں ہوتے ہیں۔

(کشف المحجوب فارسی ۲۵۹ مطبوعہ نوائے وقت پرنٹرز لاہور)

علمائے متکلمین اہل سنت کے نزدیک کوئی بھی بندۂ مؤمن (ولی) خواہ کتنا ہی بڑا عابد وزاہد ہو، کسی نبی علیہ السلام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ امام العقائد حضرت علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں لا یبلغ ولی درجة الانبیاء (عقائد نسفی) سے عیاں ہے کیونکہ اولیائے کرام جن کمالات سے متصف ہوتے ہیں انبیائے عظام علیہم الصلوات والتسلیمات ان کمالات سے بدرجہ اتم متصف ہونے کے علاوہ مزید ایسے اوصاف وکمالات کے حامل ہوتے ہیں جن سے اولیائے کرام محروم ہوتے ہیں اور وہ کمالات یہ ہیں۔

www.maktabah.org

۱......حضرات انبیائے عظام علیہم الصلوات والتسلیمات گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں بخلاف اولیائے کرام کے کہ وہ معصوم نہیں البتہ محفوظ ہوتے ہیں۔

۲......انبیائے عظام علیہم الصلوات سوء خاتمہ سے مامون ہوتے ہیں جبکہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ایسا معاملہ نہیں ہوتا البتہ ان کے نیاز مندوں کو اکابر دین اور اپنے مشائخ طریقت کے سلامتی خاتمہ کا ظن غالب اور علم اطمینان رکھنا چاہئے۔

۳......حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ فرشتوں کے مشاہدہ سے مکرم ہوتے ہیں جبکہ اولیائے کرام کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوتا۔

۴......حضرات انبیائے عظام علیہم الصلوات والتسلیمات کمالاتِ اولیائے عظام سے متصف ہونے کے بعد حق تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ احکام اور ہدایت انام پر مامور ہوتے ہیں جبکہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین براہِ راست ان امور کی انجام دہی پر مامور نہیں ہوتے۔ (شرح عقائد، شرح فقہ اکبر، مکتوبات معصومیہ وغیرہا)

یہ امر ذہن نشین رہے کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں

ولایت ایمان اور ولایت احسان

ولایت ایمان کبائر کے ارتکاب سے زائل نہیں ہوتی جبکہ ولایت احسان و امتنان ارتکاب کبائر سے باقی نہیں رہتی جبکہ نبی علیہ السلام صغائر و کبائر کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں اس لئے مرتبۂ نبوت سے معزول نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی موت سے نبوت زوال پذیر ہوتی ہے۔ (التمہید ۷۷)

www.maktabah.org

منہا-۵۹

صفات واجبی تعالت وتقدست سه قسم اند،قسم اول

[1] صفات واجب تعالت و تقدست تین قسم کی ہیں قسم اول

صفات اضافیه اند کالخالقیة والرازقیة و قسم ثانی

صفات اضافیہ ہیں جیسے خالقیت اور رازقیت اور قسم دوم

صفات حقیقیه اند امّا رنگرے از اضافت دارند کالعلم

صفات حقیقیہ ہیں لیکن اضافت کا رنگ (جھلک) رکھتی ہیں ۔جیسے علم

والقدرة والارادة والسمع والبصر والکلام و قسم ثالث

قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام اور تیسری قسم

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز صفات ثبوتیہ ذاتیہ کی اقسام ثلاثہ کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صفات باری تعالیٰ کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے۔و باللّٰہ التوفیق

حق تعالیٰ جل سلطانہ صفات کے ساتھ موصوف اور نعوت کے ساتھ منعوت ہے۔نعوت جمع ہے نعت کی ،صفات جمع ہے صفت کی اور اسماء جمع ہے اسم کی ۔علمائے اہلسنت و جماعت کے نزدیک صفت اور نعت میں کوئی فرق نہیں البتہ صفت اور اسم میں فرق ہے۔

www.maktabah.org

حقیقت صرف است کالحیوۃ فانہ لامزج فیہ من الاضافۃ

حقیقت صرف ہے جیسے حیات پس اس میں اضافت کا امتزاج نہیں

ونعنی بالاضافۃ التعلق بالعالم وقسم ثالث اعلائے اقسام

اور اضافت سے ہماری مراد عالم کے ساتھ تعلق ہے اور قسم سوم تینوں قسموں

ثلاثہ است وجامع ترین جمیع اقسام واز امہات صفات

میں سے اعلیٰ اور تمام قسموں میں جامع ترین ہے اور امہات صفات سے ہے

صفت کی تعریف

الصفۃ ان یعرف الموصوف بہ عن غیرہ یعنی صفت یہ ہے کہ جس کے ذریعے موصوف اپنے غیر سے جدا پہچانا جائے۔

اسم کی تعریف

اسم علامت کو کہا جاتا ہے اور لفظ اسم سمۃٌ سے مشتق ہے۔ اہل لغت کے نزدیک اسم کی تعریف یہ ہے کہ مایشار بہ الی المسمّٰی یعنی اسم وہ چیز ہے کہ جس کے ذریعے مسمی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جبکہ اہل تحقیق و اصول کے نزدیک حدالاسم مایعلم المسمّٰی بہ عن غیرہ یعنی اسم وہ شئی ہے کہ جس کی بدولت مسمی اپنے غیر سے جدا معلوم ہو۔ (تمہید ابی شکور سالمی ۲۷)

بنیادی طور پر صفات باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں:

صفات سلبیہ اور صفات ثبوتیہ

www.maktabah.org

صفت علم باوجود جامعیت تابع صفت حیات است

صفت علم جامعیت کے باوجود صفت حیات کے تابع ہے

ودائرہ صفات وشیونات بحیات منتہی می گردد و

صفات اور شیونات کا دائرہ حیات پر ختم ہوتا ہے اور

دروازۂ وصول بمطلوب ہم اوست وچون صفت حیات

مطلوب تک وصول کا دروازہ بھی یہی ہے اور جب صفت حیات

صفات سلبیہ

یہ وہ صفات ہیں جو حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات میں نہیں پائی جاتیں بلکہ اس سے یہ صفات مسلوب ہیں جیسا کہ آیہ کریمہ لیس کمثلہ شئی سے عیاں ہے بلکہ حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے مکتوبات شریفہ میں تحریر فرمایا ہے لیس کمثلہ شئی فی الذات ولا فی الصفات ولا فی الافعال

صفات ثبوتیہ

یہ وہ صفات ہیں جو حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات میں موجود اور ثابت ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ

صفات ذاتیہ

یہ حق تعالیٰ جل سلطانہ کی قدیم، حقیقی اور کمالی صفات ہیں جن کا ذات اقدس سے انفکاک محال ہے۔ علمائے متکلمین اہلسنت کے نزدیک صفات ذاتیہ حقیقیہ کی تعداد آٹھ ہے جنہیں صفات ثمانیہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں حیات، علم، کلام، سمع، بصر،

www.maktabah.org

فوق صفت علم ست لاجرم وصول بآں موطن بعد از

صفت علم سے بالا ہے اور لامحالہ اس مقام تک وصول مراتب

طی مراتب علم خواہد بود علم ظاہر باشدیا باطن

علم طے کرنے کے بعد ہو گا علم ظاہر ہو یا علم باطن،

قدرت، ارادہ اور تکوین۔ علمائے اشعریہ کے نزدیک تکوین صفات ذاتیہ میں شامل نہیں ہے ان کے ہاں آٹھویں صفت ِ قدم ہے۔ (تمہید ۴۵)

صفات ذاتیہ کی بھی دو قسمیں ہیں

۱...... وہ صفات باری تعالیٰ جو وجود خارجی رکھتی ہیں جیسے صفات ثمانیہ متعارفہ

۲...... وہ صفات جن کا وجود خارجی نہیں بلکہ انتزاعی اور اعتباری ہے جیسے ازلیت، ابدیت، قدم، بقا، غناوغیرہا

صفات فعلیہ

محدث کبیر حضرت علامہ ملاعلی قاری احراری قدس سرہٗ العزیز صفات فعلیہ کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ھی التی یتوقف ظھورھا علی وجود الخلق یعنی صفات فعلیہ وہ صفات ہیں کہ جن کا ظہور وجودِ خلق پر موقوف ہے۔ (شرح فقہ اکبر ۲۱)

صفات فعلیہ، صفات ذاتیہ کے آثار ہیں یعنی صفات فعلیہ وہ ہیں جن کی ضد کے ساتھ حق تعالیٰ سبحانہ موصوف ہے جیسے حق تعالیٰ رحیم ہے اور اس کی ضد یہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ قہار بھی ہے صفات فعلیہ کی مثالیں تخلیق، ترزیق، تصویر، احیاء، اماتت، انعام، ایلام وغیر ہاہیں۔

www.maktabah.org

حق تعالیٰ بذات خود موجود ہے

حضرت حق تعالیٰ سبحانہ نفس وجود اور تمام کمالات جو کہ وجود کے تابع ہیں جیسے حیات، علم، قدرت، سمع، بصر، ارادہ، کلام اور تکوین میں خود بذات اقدس کافی ہے اور ان کمالات کے حصول میں وہ صفات زائدہ کا محتاج نہیں اگرچہ صفات کاملہ زائدہ بھی حق سبحانہ کیلئے ثابت ہیں۔ پس حق تعالیٰ جس طرح اپنی ذات پاک سے خود موجود ہے نہ کہ وجود سے ...... اسی طرح بذات خود زندہ ہے نہ کہ اپنی صفت حیات کے ساتھ ...... بذات خود دانا ہے نہ کہ صفت علم کے ساتھ ...... بذات خود بینا ہے نہ کہ صفت بصر کے ساتھ ...... بذات خود شنوا ہے نہ کہ صفت سمع کے ساتھ ...... بذات خود توانا ہے نہ کہ صفت قدرت کے ساتھ ...... بذات خود مرید ہے نہ کہ صفت ارادہ کے ساتھ ...... بذات خود گویا ہے نہ کہ صفت کلام کے ساتھ ...... بذات خود ایجاد کائنات کا موجد ہے نہ کہ صفت تکوین کے ساتھ۔ اگرچہ وجود عالم صفت تکوین اور باقی صفات کی وساطت سے ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۲۶)

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ، وہ وجود خواہ عین (ذات) ہو یا زائد (از ذات) اور صفات واجب تعالیٰ اس کی ذات تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں نہ کہ وجود کے ساتھ کیونکہ وجود کی اس مقام میں گنجائش نہیں ہے۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

فوق عالم الوجود عالم الملك الودود یعنی مالک ودود تعالیٰ کا عالم، عالم وجود سے بالا ہے۔ پس امکان و وجوب کی نسبت بھی اس مقام میں متصور نہیں کیونکہ امکان و وجوب، ماہیت و وجود کے درمیان نسبت کا نام ہے فلہٰذا جب وجود ہی

www.maktabah.org

نہیں تو امکان و وجوب بھی نہیں ایں معرفت ورائے طور نظر و فکر است۔ (مکتوبات شریفہ دفتر دوم مکتوب ۲)

حضرت العلام نصر اللہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

ذاتِ حق تعالیٰ بذاتِ خود موجود ہے، وجود کے ساتھ موجود نہیں اور صفات حق تعالیٰ بھی وجود کے ساتھ موجود نہیں بلکہ ذات حق تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں کیونکہ وجود کی وہاں گنجائش نہیں۔ جب اصل کی وہاں گنجائش نہیں تو امکان و وجوب جو کہ وجود کی فرع ہیں، اس کی کہاں گنجائش ہوگی؟

البتہ اتنا ہے کہ مفہوم تصوری میں ذات حق تعالیٰ وجوب کے مناسب ہے اور مفہوم تصوری میں صفات حق تعالیٰ امکان کے مناسب ہیں کیونکہ صفات ثمانیہ وجود و بقا میں ذات حق تعالیٰ کی محتاج ہیں اگرچہ یہ اپنی ذات میں وجود و وجوب سے بلند ہیں۔

(شرح مکتوبات قدسی آیات دفتر دوم مکتوب ۲)

وجوب وجود آیا حق تعالیٰ کی صفت فعلی ہے یا صفت ذاتی ...... اس سوال کا جواب بیان کرتے ہوئے علامہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوب وجود صفت فعلی ہے کیونکہ اضافت ہے اور وجوب، وجود کے ساتھ مضاف ہے بنابریں یہ صفات فعلیہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے نہ کہ صفات ذاتیہ کے ساتھ اور صفات فعلیہ جنہیں صفات اضافیہ بھی کہا جاتا ہے، یہ جزئیات وتفصیلات وظلال ہیں صفت تکوین کی جو کہ صفات ذاتیہ حقیقیہ میں سے ہے۔ (مکتوبات قدسی آیات دفتر دوم مکتوب ۳، اسلامی عقائد ۷۴)

صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں جیسے ایک دس سے (حاشیہ مہر انور) اگر صفات کو عین ذات کہا جائے تو نفی صفات اور تعددِ قُدماء لازم آتا ہے جو

www.maktabah.org

توحید کے منافی ہے اور اگر صفات کو غیر ذات کہا جائے تو صفات کا حدوث وامکان اور ذات سے انفکاک لازم آتا ہے جو ذات حق تعالیٰ کے لئے جہل وعجز کے جواز کا موجب ہے حالانکہ صفات کا ذات سے انفکاک محال ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز کا اس سلسلہ میں امتیازی مؤقف مذکور ہوا۔ حضرت علامہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک جواب یوں بیان فرمایا کہ قدیم کی دو قسمیں ہیں

قدیم بالذات اور قدیم بالغیر

صفات ثمانیہ قدیم بالذات نہیں بلکہ قدیم بالغیر ہیں جبکہ قدمِ ذاتی ذات حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے فلہٰذا تعددِ قدماء بالذات لازم نہیں آتا اور صفات ثمانیہ قدیم بالذات نہیں ہوتیں۔ فافہم (ماخوذ از شرح مکتوبات قدسی آیات دفتر سوم مکتوب ۱۷)

صفت حیات کا اجمالی تذکرہ

یہ صفت حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ حقیقیہ ثمانیہ (امہات صفات) میں سب سے اعلیٰ، جامع ترین اور جملہ صفات کی امام صفت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ بذات خود زندہ و پائندہ اور دیگر مخلوقات کو زندہ رکھنے والا ہے۔ بقول شاعر

از صفاتش یکے حیات آمد
کہ امام ہمہ صفات آمد
او بخود زندہ است و پائندہ
زندگان دیگر باو زندہ

صفت علم اپنی جامعیت کے باوصف صفت حیات کے تابع ہے علامہ تفتازانی رقمطراز ہیں الحیوۃ وھی صفۃ ازلیۃ توجب صحۃ العلم یعنی حیات ایک

www.maktabah.org

ازلی صفت ہے جو صفت علم وغیرہ کی صحت وامکان کا باعث ہے۔ایک مقام پر حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارقام پذیر ہیں کہ شان الحیات ایسی عظیم الشان شان ہے کہ دیگر شیون وصفات اس کے پہلو میں ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے چھوٹی نہر کو دریائے محیط سے نسبت ہوتی ہے......شیخ ابن العربی قدس سرہ ُ العزیز آنجا کُلبہ دارد (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۷۳)

حیات سے حی ماخوذ ہے حق تعالیٰ حی مطلق ہے کہ اس کی حیات مخلوق کی حیات کی مانند نہیں بلکہ وہ تعالیٰ اول بلا ابتداء اور آخر بلا انتہاء ہے اور حی کا معنی زندہ دائم البقاء ہے جیسا کہ آیات کریمہ اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اور کل من علیھا فان و یبقٰی وجہ ربك ذو الجلال و الاکرام سے عیاں ہے۔شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بدء الامالی میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یوں ارقام فرمایا ہے۔

هو الحی المدبر کل امر هو الحق المقدر ذو الجلال

یعنی وہ زندہ ہے ہر امر کی تدبیر کرنے والا......وہ حق ہے صاحب جلال جملہ امور کی تدبیر کرنے والا۔

صفت علم کا تفصیلی تذکرہ

یہ صفت حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں سے دوسری صفت ہے جس کے متعلق علمائے متکلمین اہل سنت نے تحریر فرمایا ہے ھی صفة ازلية تنكشف المعلومات عند تعلقهابها یعنی علم ایک صفت ازلی ہے جس سے معلومات اس صفت کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے وقت منکشف ہوتی ہیں۔

صفت علم کی ازلیت پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر علم الٰہی ازل میں اس امر کے ساتھ متعلق تھا کہ زید گھر میں ہے تو یہ خلاف واقع ہونے کی بنا پر جہل ہوگا کیونکہ

www.maktabah.org

ازل میں نہ وجودِ زید تھا اور نہ ہی کوئی گھر اور اگر علم الٰہی کا تعلق اس بات سے تھا کہ زید گھر میں داخل ہوگا تو زید کے دخولِ بیت کے بعد علم الٰہی اس امر کے ساتھ متعلق ہوگا کہ زید گھر میں داخل ہے اور اس کے خروج بیت کے بعد علم الٰہی اس امر سے متعلق ہوگا کہ زید گھر میں داخل نہ تھا فلہٰذا علم الٰہی میں تغیر لازم آیا جو تغیر حدوث کو مستلزم ہے اور حدوث ازلیت کے منافی ہے۔

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ یہ تغیر تعلقات میں ہوا ہے نہ کہ صفت متعلقہ میں جیسے آئینہ کا تعلق کبھی انسان (گذرنے والے) سے ہوتا ہے کہ اس کی صورت کا عکس آئینے میں منعکس ہوتا ہے اور کبھی آئینہ کا تعلق گھوڑے سے ہوتا ہے کہ گھوڑے کی صورت آئینہ میں نظر آتی ہے تو تغیر تعلقات میں ہوا نہ کہ خود آئینہ میں، ایسے ہی تغیر تعلقات میں ہوتا ہے نہ کہ صفت علم میں۔ فافہم

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی قدس سرہُ العزیز حق تعالیٰ کی صفت علم کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

صفت العلم مراو راسبحانہ صفتے است قدیم وانکشافے است بسیط کہ معلومات ازل وابد باحوال متناسبہ ومتضادہ کلیہ وجزئیہ باوقات مخصوصہ ہر کدام درآن واحد دانستہ است کہ زید درفلاں وقت زندہ است ودر فلاں وقت مردہ یعنی صفت علم اللہ تعالیٰ سبحانہ کی ایک قدیم صفت اور بسیط انکشاف وآگاہی ہے کہ جس سے ازلی وابدی معلومات کو ان کے باہم موافق احوال اور ایک دوسرے سے کلی وجزئی متضاد کیفیات کو ان کے اوقات مخصوصہ کے ساتھ آن واحد میں جان لیا کہ زید فلاں وقت میں زندہ اور فلاں وقت میں مردہ ہے۔ (مالابدمنہ کتاب الایمان)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز صفت علم پر وارد ہونے والے اشکال کے

www.maktabah.org

متعلق رقمطراز ہیں:

حق تعالیٰ سبحانہ کی صفات وافعال اس کی ذات کی مانند بے چون و بے چگون ہیں جو ممکنات کی صفات وافعال کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ مثلاً صفت العلم حق تعالیٰ سبحانہ کی ایک قدیم صفت اور بسیط حقیقی ہے جس میں تعدد وتکثر کو ہرگز دخل نہیں ہے اگرچہ وہ تکثر تعددِ تعلقات کے اعتبار سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہاں ایک ہی بسیط انکشاف ہے کہ ازل وابد کی معلومات اسی انکشاف سے منکشف ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ جمیع اشیاء کو ان کے احوال متناسبہ ومتضادہ کے ساتھ کلی وجزوی طور پر ہر ایک کے اوقات مخصوصہ کے ساتھ آنِ واحد میں بسیط جانتا ہے۔ اسی آن واحد میں زید کو موجود بھی جانتا ہے اور معدوم بھی، جنین بھی جانتا ہے اور طفل وجوان وپیر بھی، زندہ بھی جانتا ہے اور مردہ بھی، قائم بھی جانتا ہے اور قاعد بھی، مستند بھی جانتا ہے اور لیٹا ہوا بھی، خنداں بھی جانتا ہے اور گریاں بھی، متلذذ بھی جانتا ہے اور متالم بھی، عزیز بھی جانتا ہے اور ذلیل بھی، برزخ میں بھی جانتا ہے اور عرصہء قیامت میں بھی، جنت میں بھی جانتا ہے اور تلذذات میں بھی۔ پس تعدد تعلقات بھی اس مقام میں مفقود ہیں کیونکہ تعدد تعلقات، تعدد اوقات وآنات اور تکثر زمانات کو چاہتا ہے اور وہاں ازل سے ابد تک ایک ہی آن واحد بسیط ہے جسمیں کسی قسم کا تعدد نہیں کیونکہ حق تعالیٰ پر نہ زمانہ جاری ہوتا ہے اور نہ ہی تقدم وتأخر جاری ہو سکتے ہیں لہٰذا حق تعالیٰ کے علم میں اگر ہم معلومات کے ساتھ تعلق کا اثبات کریں تو وہ ایک ہی تعلق ہوگا جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلق ہے اور وہ تعلق بھی مجہول الکیفیت ہے اور صفت العلم کی مانند بے چون و بے چگون ہے۔

ہم اس تصور کے استبعاد کو ایک مثال کے ذریعے زائل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جائز وممکن بلکہ واقع ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں ایک ''کلمہ'' کو اس کے اقسام

www.maktabah.org

متبائنہ، احوال متغائرہ اور اعتبارات متضادہ سے جانتا ہے اسی وقت میں کلمہ کو اسم بھی جانتا ہے اور فعل اور حرف بھی، ثلاثی بھی جانتا ہے اور رباعی بھی، معرب بھی جانتا ہے اور مبنی بھی، متمکن بھی جانتا ہے اور غیر متمکن بھی، منصرف بھی جانتا ہے اور غیر منصرف بھی، معرفہ بھی جانتا ہے اور نکرہ بھی، ماضی بھی جانتا ہے اور مستقبل بھی، امر بھی جانتا ہے اور نہی بھی بلکہ جائز ہے کہ وہ شخص کہے کہ میں کلمہ کے تمام اقسام واعتبارات کو کلمہ کے آئینہ میں ایک ہی وقت میں بتفصیل دیکھتا ہوں۔ جب علم ممکن بلکہ دید ممکن میں جمع اضداد متصور ہے تو علم واجب تعالیٰ وللّٰه المثل الاعلی میں کیسے بعید ہوسکتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ اگرچہ یہاں جمع ضدین (تضاد) کی صورت ہے لیکن حقیقت میں ان کے درمیان ضدیت مفقود ہے کیونکہ اگرچہ حق تعالیٰ زید کو آن واحد میں موجود اور معدوم جانتا ہے لیکن اسی آن میں یہ بھی جانتا ہے کہ اسکے وجود کا وقت مثلاً ہزار سال سن ہجری کے بعد ہے اور اس کے وجود سے قبل عدم سابق کا وقت اس سے پہلے سال معین ہے اور اس کے وجود سے بعد عدم لاحق کا وقت گیارہ سو سال کے بعد ہے لہٰذا در حقیقت ان دونوں کے درمیان تغیر زمانہ سے کوئی تضاد نہیں ہے وعلی ھذ القیاس سائرالاحوال فافھم

اس تحقیق سے داضح ہوگیا ہے کہ حق تعالیٰ کا علم اگرچہ جزئیات متغیرہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس میں تغیر کا شائبہ بھی راہ نہیں پاتا اور حدوث کا گمان اس صفت میں پیدا نہیں ہوتا کما زعمت الفلاسفہ کیونکہ تغیر اس تقدیر پر متصور ہوتا ہے کہ جب ایک کو دیگر کے بعد جانا ہو جب تمام کو آن واحد میں جان لے تو تغیر وحدوث کی گنجائش نہیں رہتی پس اس امر کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے تعلقات متعددہ کا اثبات کیا جائے تاکہ تغیر وحدوث ان تعلقات کی طرف راجع ہو نہ کہ صفت علم کی طرف کما فعلہ بعض المتکلمین لدفع الشبھة الفلاسفہ ہاں اگر ہم تعدد

www.maktabah.org

تعلقات کا اثبات معلومات کی جانب کریں تو گنجائش رکھتا ہے۔

(مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حق تعالیٰ سبحانہ ہر عیاں و پنہاں، جزئیات وکلیات، موجودات ومعدومات، ممکنات و مستحیلات کو جانتا ہے یہاں تک کہ علویات وسفلیات میں ذرہ بھر چیز بھی علم باری تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے جیسا کہ آیات کریمہ عالم الغیب و الشهادة وهو بكل شئى عليم اور ولا يحيطون بشئى من علمه الا بماشاء سے واضح ہے۔ بقول شاعر

بر و علم یک ذره پوشیده نیست
که پیدا و پنهاں به نزدش یکیست
بر احوال نه بوده علمش بصیر
باسرار نا گفته لطفش خبیر

صفت علم کو ذات عالم کے ساتھ ایسا اتحاد واضمحلال ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہے یہاں سے احمد کا قرب احد کے ساتھ دریافت کرنا چاہئے نیز علم کے لئے ایک ایسا ذاتی حسن ہے جو دیگر صفات کے لئے ثابت نہیں ہے صفات باری تعالیٰ میں سے محبوب ترین صفت حق تعالیٰ کے نزدیک صفت العلم ہے چونکہ اس کا حسن بے چونی کی آمیزش رکھتا ہے اس لئے حس اس کے ادراک سے قاصر۔ اس حسن کا ادراک تام عالم آخرت کے ساتھ وابستہ ہے جو مقام رؤیت ہے (جب رؤیت خدا تعالیٰ سے مشرف ہونگے جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیں گے۔ (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

بقول شاعر

محمد مصطفےٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے

www.maktabah.org

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا
مزمل بن کے آئے تھے تجلی بن کے نکلیں گے

یہ امر ذہن نشین رہے کہ سالکین کو مبداء فیاض (حق تعالیٰ) سے دو قسم کا فیض پہنچتا ہے
ا......فیضِ تخلیقی ۲......فیض کمالاتی

فیض تخلیقی

یہ فیض انسان کی ایجاد و تخلیق کا باعث ہوتا ہے جو اسے صفات کی وساطت سے حاصل ہوتا ہے۔

فیض کمالاتی

یہ فیض انسان کے ایمان و معرفت اور کمالات نبوت وولایت کا سبب ہوتا ہے جو بعض حضرات کو صفات کی وساطت سے ملتا ہے اور بعض نفوس قدسیہ کو شیونات کی بدولت میسر ہوتا ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبداء فیض تخلیقی صفات (اضافیہ) ہیں اور مبداء فیض کمالاتی شیونات (شان العلم) ہیں جیسا کہ آیات کریمہ الرحمن o علم القرآن ......و علمك مالم تكن تعلم o اور رب زدنی علماً سے عیاں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبدأ فیض کمالاتی میں ساری مخلوق سے ممتاز و منفرد ہیں اور اس مرتبے میں آپ کا کوئی بھی شریک نہیں۔ حضرت شیخ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

منزه عن شريك فی محاسنه
فجوهر الحسن فيه غير منقسم

انبیائے کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوات والتسلیمات اور اولیائے کاملین

www.maktabah.org

علم شریعت باشد یا طریقت و کسے کہ داخل آں

علم شریعت ہو یا علم طریقت اور [۲] جو کوئی اس دروازہ سے داخل

دروازہ شدہ است اقل قلیل است از پس کوچہا

ہوا ہے وہ اقل قلیل ہے کوچوں کے پیچھے سے

نظر ہا بدرون انداختہ اند وآں جماعہ ہم اقلاں اند اگر

اپنی نگاہیں اندر ڈالتے ہیں اس جماعت کے لوگ بھی بہت ہی قلیل ہیں اگر

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو آپ کے اس مرتبہ شان العلم کے ظلال سے فیض ملتا ہے۔
(ماخوذ از البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب ۴)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ شان العلم اگرچہ شان الحیوۃ کے تابع ہے لیکن علم کو مرتبہء حضرت ذات تعالیٰ وتقدس میں صفات وشیون کے سقوط اعتبار کے بعد ایسی شان وگنجائش ہے جو حیوۃ کو بھی حاصل نہیں ہے۔ یہ ایسا بلند مرتبہ ہے جو جمیع نسبتوں سے مجرد ہے اور اطلاق نور کے علاوہ اپنے اوپر کچھ بھی تجویز نہیں فرماتا میرے خیال میں علم ہی کی وہاں گنجائش ہے مگر یہ علم وہ نہیں جس کو حصولی یا حضوری کہتے ہیں کیونکہ یہ علم اپنی دونوں قسموں (حصولی وحضوری) کے ساتھ حیاۃ کے تابع ہے بلکہ وہ علم حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کی مانند بے چون وبے کیف ہے اور سراسر شعور بے چون ہے جس میں عالم ومعلوم کا اعتبار نہیں۔ (مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۷۶)

[۲] صفت حیات کے دروازہ تک رسائی حاصل کرنے والے سالکین وعارفین کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جو حریم حیات کے اندر باہر ہی گلی کوچوں سے اندر جھانک لیتے ہیں یعنی انہیں سیر نظری حاصل ہوتی ہے اس قسم کے سالکین بھی اقلّ ہیں جبکہ کچھ

www.maktabah.org

رمزے از اسرار ایں مقام گویم قطع البلعوم ومن

میں اس مقام کے اسرار میں سے ایک راز بیان کر دوں تو گلا کاٹ دیا جائے۔

بعد هذ ما یدق صفاته ...... وما کتمه احظی لدیه واجمل

ان (اسرار) کے بعد اسکی صفات دقیق ہیں اوران (رموز خاصہ) کا چھپانا انسب اور اجمل ہے

والسلام علٰی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفٰی علیه

سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور متابعت مصطفیٰ (آپ صلی اللہ

وعلٰی اله الصلٰوة والسلام

علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود وسلام ہو) کا التزام کرے۔

عارفین حریم حیات میں اندر داخل ہو جاتے ہیں یعنی انہیں سیر قدمی میسر ہوتی ہے اس قسم کے عارفین اقل قلیل ہیں۔ واللّٰہ اعلم بحقیقة الحال

www.maktabah.org

منہا-٦٠

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ از مثل منزہ است لیس

[1] حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ مثل سے منزہ ہے کوئی چیز

کمثلہ شئی امّا مثال جائز داشتہ اند ومثل تجویز نمودہ

اس کی مثل نہیں ہے لیکن مثال کو جائز قرار دیتے ہیں اور مثل تجویز کی ہے

ولله المثل الاعلیٰ ارباب سلوک واصحاب کشوف را تسلی

اور اللہ کے لئے بلند ترین مثل ہے۔ ارباب سلوک اور اصحاب کشوف کو مثال

بمثال می دہند و آرام بخیال می بخشند بے چون را بمثال

سے تسلی دیتے ہیں اور خیال سے آرام بخشتے ہیں بے چون کو

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے تنزیہات باری تعالیٰ کا تذکرہ فرمایا ہے دراصل صفات باری تعالیٰ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں

۱......صفات ثبوتیہ انہیں صفات ایجابیہ کمالیہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲......صفات سلبیہ انہیں صفات جبروتیہ جلالیہ بھی کہا جاتا ہے۔

صفات سلبیہ حق تعالیٰ سے مسلوب ہیں جیسے کہ آیات کریمہ لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر (شوریٰ۱۱) وللّٰہ المثل الاعلیٰ وھو العزیز الحکیم (النمل ۶۰) ھو الاوّل والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی

www.maktabah.org

چون وا می نمایند وجوب را بصورت امکان جلوه گر

چون کی مثال سے ظاہر کرتے ہیں وجوب کو امکان کی صورت میں جلوہ گر

میسازند بیچاره سالك مثال را عین ذی مثال می انگارد

کرتے ہیں۔ بے چارہ سالک مثال کو صاحب مثال کا عین خیال کرتا ہے

وصورت را عین ذی صورت ازیں جا ست که صورت

اور صورت کو صاحب صورت کا عین یہی وجہ ہے کہ حق سبحانہ

احاطه حق سبحانه وتعالیٰ رادراشیامی بیند ومثال آں

و تعالیٰ کی صورتِ احاطہ کو چیزوں میں دیکھتا ہے اور اس احاطہ

علیم (حدید) اورارشادنبوی علیٰ صاحبہا الصلوات اللھم انت الاول فلیس قبلك شئی وانت الآخر فلیس بعدك شئی (مسلم) سے واضح ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

حق تعالیٰ نقص کی تمام صفات اور حدوث کے جمیع نشانات سے منزہ ومبرا ہے اور وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ، غنی مطلق، بے چون اور بے چگون (بے کیف) ہے اور کسی امر میں بھی کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ جس طرح وجود میں محتاج نہیں اسی طرح ظہور میں بھی محتاج نہیں اور اس کی ذات وصفات اور افعال ممکنات کی ذات وصفات اور افعال کے ساتھ کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے البتہ مشارکت اسمی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے۔ (ماخوذ از مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

لا یشبہ شیئاً من الاشیاء من خلقه و لا یُشبهه شئیٌ من خلقه یعنی اللہ

www.maktabah.org

احاطه را در عالم مشاهده می نماید وخیال میکند که
کی مثال کو عالم میں مشاہدہ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ
مشهود حقیقت احاطه حق است سبحانه نه چنیں است
مشہود احاطہء حق سبحانہ کی حقیقت ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے
بلکه احاطهٔ اوتعالٰی بے چون وبے چگون ست ومنزه
بلکہ اس تعالٰی کا احاطہء بے چون و بے چگون ہے اور وہ منزہ ہے
است ازاں که درشهود درآید ومکشوف احدے گردد
اس سے کہ شہود میں آئے اور کسی پر مکشوف ہو

تعالٰی اپنی مخلوقات میں کسی چیز کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی چیز مخلوق میں سے اس تعالٰی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ (شرح فقہ اکبر ۱۵)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

صفاته (تعالٰی) فی الازل بلا کیف یعنی صفات باری تعالٰی ازل سے ہی بے کیف ہیں۔ (فقہ اکبر)

عدم مشابہت ومماثلت کو بے چون کہا جاتا ہے بلا کیف کو بے چگون کہا جاتا ہے

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے مماثلت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں

مماثلت ذاتی اور مماثلت صفاتی

چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

لیس کمثله شئی وهو السمیع البصیر (اس کی مثل کی مانند بھی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) حق تعالٰی سبحانہ نے بلیغ ترین انداز سے اپنی

www.maktabah.org

وایمان آریم کہ اوسبحانہ محیط است بہرشیے اما

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ سبحانہ ہر شئی کو محیط ہے لیکن

احاطہ او را ندانیم کہ چیست وآنچہ دانیم شبہ ومثال

اس کے احاطہ کو ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے اور جو کچھ ہم جانتے ہیں

آن احاطہ است وہم برین قیاس است قرب اوتعالیٰ ومعیت او

اس احاطہ کی شبہ و مثال ہے اور اسی پر قیاس ہے اس تعالیٰ سبحانہ کا قرب اور

ذات کی مماثلت کی نفی فرمائی ہے کیونکہ اس آیت میں اپنے مثلِ مثل (مثل جیسی) کی نفی فرمائی گئی ہے حالانکہ مقصود اپنے مثل کی نفی کرنا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اس کے مثل کا بھی مثل نہیں ہوسکتا تو اس کا مثل بطریق اولیٰ نہیں ہوگا لہٰذا کنایۃً اصل مثل کی نفی ہوگئی کیونکہ یہ کنایہ صریح کے مقابلے میں ابلغ ہے جیسا کہ علمائے بیان نے اسے ثابت فرمایا ہے اور اس کے متصل ہی وھو السمیع البصیر فرمایا جس سے مقصود صفاتی مماثلت کی بھی نفی کرنا ہے جیسا کہ پہلے حصے (لیس کمثلہ شئی) سے ذاتی مماثلت کی نفی کی گئی ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ حق سبحانہ ہی سمیع اور بصیر ہے کسی دوسرے کو سمع اور بصر حاصل نہیں ہے یہی حال باقی صفات یعنی حیات، علم، قدرت کلام اور ارادہ وغیرہا کا ہے۔ بس مخلوقات میں صفات کی صورت پائی جاتی ہے ان کی حقیقت نہیں پائی جاتی۔ (معارف لدنیہ معرفت ۲۱)

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی ذات، صفات قدیم ہیں جبکہ ممکنات کی ذات، صفات حادث ہیں اور حادث، قدیم کے مماثل کیسے ہوسکتا ہے؟

www.maktabah.org

سبحانه که مشهود ومکشوف ازانها شبه ومثال است نه
اس کی معیت کہ ان کا مشہود و مکشوف شبہ و مثال ہے نہ
حقیقت بلکه حقیقت آنها مجهول الکیفیت است
کہ اس کی حقیقت اس کی حقیقت مجہول الکیفیت ہے۔

مماثل کی دوقسمیں ہیں

مماثل موافق اور مماثل مخالف

حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

ذات وصفات او(تعالٰی) مخالف اند مرذات وصفات مخلوقات را بهیچ وجه مناسبت ندارند پس او سبحانه منزه باشد ازمثل یعنی ازمماثل موافق واز ند یعنی از مماثل مخالف یعنی حق تعالٰی کی ذات وصفات مخلوقات کی ذات وصفات کے مخالف ہیں کسی وجہ سے بھی مناسبت نہیں رکھتیں پس حق تعالٰی سبحانہ مثل یعنی مماثل موافق سے بھی منزہ ہے اور نِدُ یعنی مماثل مخالف سے بھی مبرا ہے۔ (معارف لدنیہ معرفت ۱٦)

شیخ الاسلام علامہ دوسی قدس سرہُ العزیز نے اہلسنت وجماعت کا مؤقف یوں بیان فرمایا ہے:

وَمَا التَّشْبِيهُ لِلرَّحْمٰنِ وَجْهاً
فَصُنْ عَنْ ذَاكَ اَصْنَافَ الْاَهَالِ

یعنی خدائے رحمٰن سبحانہ کوکسی چیز سے تشبیہ دینا کوئی وجہ نہیں رکھتا بس ان عقائد کے متعلق علمائے اہلسنت کے گروہوں کا مؤقف ملحوظ خاطر رکھ۔اس شعر کا مطلب یہ

www.maktabah.org

ہے کہ حق تعالیٰ کو کسی امر میں بھی مخلوق سے مشابہت نہیں ہے چونکہ اثبات صفات سے شائبہ تشبیہہ کا وہم ہوتا ہے اس لئے علامہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی ہے کہ علمائے اہلسنت کے نزدیک صفات باری تعالیٰ ثابت ہیں مگر حق تعالیٰ سبحانہ مشابہت خلق سے منزہ ہے۔

گو حق تعالیٰ سبحانہ کی مثل نہیں ہوسکتی مگر علمائے کرام نے مثال اور مثل کو جائز کہا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وللّٰہ المثل الاعلی (نحل ۶۰) سے عیاں ہے۔ اصحاب کشف سالکین طریقت کو (عالم) مثال سے تسلیاں دی جاتی ہیں، وہ بے مثل کو چون کی مثال میں جلوہ گر کرتے ہیں جس کی وجہ سے سالکین طریقت احاطہ، قرب و معیت کا قول کرنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ہم حق تعالیٰ سبحانہ کے محیط اشیاء قرب و معیت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس احاطہ، قرب و معیت کی حق تعالیٰ سبحانہ کے ساتھ حقیقت کیا ہے اسے سمجھنے سے ہماری فہمیں قاصر و عاجز ہیں اس کو احاطہ اور قرب علمی کہنا بھی تاویلات کے متشابہ سے ہے اور ہم اس تاویل کے قائل نہیں ہیں۔

(ماخوذ از مکتوبات شریفہ دفتر اول مکتوب ۲۶۶ وغیرہا)

www.maktabah.org

ایمان آریم کہ او تعالیٰ قریب است وباماست اما
ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ تعالیٰ قریب ہے اور ہمارے ساتھ ہے
ندانیم کہ حقیقت قرب ومعیت اوتعالیٰ چیست و
لیکن نہیں جانتے کہ اس تعالیٰ کے قرب اور معیت [2] کی حقیقت کیا ہے
تواند بود کہ آنچہ در حدیث نبوی آمدہ علیہ وعلیٰ الہ
ہو سکتا ہے کہ جو حدیث نبوی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پراور آپ کی آل
الصلوات والتسلیمات یتجلی ربنا ضاحکا باعتبار صورت
پر درود وسلامتیاں ہوں) میں آیا ہے ہمارا رب ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا صورت
مثالی باشد چہ حصول کمال رضا در مثال بصورت
مثالی کے اعتبار سے ہو کیونکہ کمال رضا کا حصول مثال میں بصورت
ضحك نمودہ باشند واطلاق یدووجہ وقدم واصبع نیز
خندہ دکھاتے ہوں اور ہاتھ ، چہرہ ، قدم اور انگلی کا اطلاق بھی ہو
تواند بود کہ باعتبار صورت مثالی باشد ھکذا علمنی
سکتا ہے کہ صورت مثالی کے اعتبار سے ہو میرے رب نے مجھے ایسی ہی تعلیم دی ہے اور

[2] حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز نے معیت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

معیت عامہ اور معیت خاصہ

معیت عامہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ معیت حاصل ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وھو معکم (الحدید) سے واضح ہے جبکہ معیت خاصہ میں محبین بتقاضائے

www.maktabah.org

ربی و اللّٰہ یختص برحمته من یشاء و اللّٰہ ذو الفضل العظیم و

اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ فضل عظیم والا ہے اور

صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد و اله وسلم وبارک

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائے

محبت حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات المرء مع من احب (مشکوٰۃ) سے عیاں ہے مگر دونوں معیتوں میں بڑا فرق ہے۔ معیت خاصہ میں دونوں طرف (حق تعالیٰ وخلق) کی معیت ثابت ہے جبکہ معیت عامہ میں معیت صرف اسی تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے ہے اس لئے عین وجدان میں بھی محرومی لازم ہے یاحسرتی علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ (زمر ۶) ہائے افسوس! میری غفلت پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کیوں کوتاہی کی)۔

(مکتوبات شریفہ دفتر سوم مکتوب ۲۶)

www.maktabah.org

منہا-۶۱

اگر درعبارت آں عالی حضرت کہ دربیان احوال و

اگر ان عالی حضرت کی عبارت میں جو احوال و

مواجید و علوم ومعارف ست تناقضے وتدافعے مفہوم

مواجید اور علوم و معارف کے بیان میں ہے[1] کوئی تناقص اور تدافع معلوم

گردد و حمل براختلاف اوقات وتنوع اوضاع باید

ہو اسے اوقات کے اختلاف اور کیفیات کے جدا ہونے پر محمول کرنا

[1] زیرنظر منہا میں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ دورانِ سلوک سالکین پر علوم ومعارف کے تناقض اور تدافع کے اختلاف کو حالات وکیفیات کے اختلاف پر محمول کرنا چاہئے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں احوال ووجدانات کے متعلق قدرے تفصیلات بیان کردی جائیں تاکہ فہم منہا میں سہولت رہے۔وباللّٰہ التوفیق

⊙ ...... احوال، حال کی جمع ہے قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہُ العزیز حال کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

حال وہ کیفیت ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے قلب پر وارد ہوتی ہے اسے نہ اپنی کوشش سے روکا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے بہ تکلف وارد کیا جاسکتا ہے۔جدالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام صاحب حال تھے نہ فراق پر نظر تھی کہ جرحناک ہوتے نہ وصال پر کہ فرحناک ہوتے۔ستارگان، ماہتاب اورآفتاب سب مددگارِ حال

www.maktabah.org

تھے مگر آپ رؤیت میں سب سے فارغ البال تھے۔ ہر چیز میں مشاہدہ حق ملاحظہ فرما رہے تھے اور یوں گویا تھے لا احب الآفلین

حال کے متعلق صوفیائے کرام کی آراء

مشائخ طریقت کے حال کے متعلق مختلف اقوال ہیں

۞ ...... حضرت شیخ حارث محاسبی قدس سرہُ العزیز اور ان کے متبعین دوامِ حال کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ محبت، شوق، قبض اور بسط یہ سب احوال ہیں۔

۞ ...... سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی قدس سرہُ العزیز اور ان کے ہم نوا دوام حال کو جائز نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں الاحوال کالبروق فان بقیت فحدیث النفسی عنی احوال بجلیوں کی مانند ہوتے ہیں جنہیں دوام نہیں ہوتا ان کے دوام کا تصور حدیثِ نفس ہے۔

۞ ...... بعض اہل طریقت فرماتے ہیں الحال سکوت اللسان فی فنون البیان یعنی صاحب حال کی زبان بیانِ حال سے ساکت ہوتی ہے البتہ اس کا معاملہ اس کی حقیقت حال سے عیاں ہوتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ السوال عن الحال محال یعنی حال کا بیان کرنا محال ہے کیونکہ حال فنائے مقال ہے۔

(مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو البینات شرح مکتوبات جلد سوم مکتوب ۸۴)

وجدانات

یہ وجدان کی جمع ہے، وجدان کی تعریف کرتے ہوئے فاضل اجل حضرت شیخ شریف جرجانی نقشبندی علائی قدس سرہُ العزیز رقمطراز ہیں

الوجدان مایکون مدرکۃ بالحواس الباطنۃ یعنی وجدان وہ چیز ہے جس کا ادراک حواس باطنیہ کے ذریعے ہوتا ہے جیسے کسی شخص کے چہرے کی ہشاشت وبشاشت کو دیکھ کر علم ہوتا ہے کہ وہ شخص خوش وخرم ہے۔

www.maktabah.org

نمود، چه در ہر وقتے احوال و مواجید علیحدہ است،

چاہئے[۲] کیونکہ ہر وقت کے احوال و وجدانات علیحدہ ہوتے ہیں

و در ہر وضعے علوم و معارف جدا است، پس فی

اور ہر کیفیت (حالت) کے علوم و معارف جدا ہوتے ہیں پس

الحقیقت تناقض و تدافع نباشد مثل ایں مثل

در حقیقت تناقض و تدافع نہیں ہوتا اس کی مثال

احکام شرعیہ است که بعد از نسخ و تبدیل احکام

احکام شرعیہ کی مانند ہے کہ منسوخ[۲] اور تبدیل ہونے کے بعد متناقض

[۲] یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہُ العزیز علوم و معارف کے اختلاف کو احوال و مواجید کے اختلاف کی بنا پر احکام شرعیہ کے نسخ کی مانند قرار دے رہے ہیں جو بظاہر متضاد و مختلف معلوم ہوتا ہے حقیقت میں تضاد نہیں ہوتا بلکہ بغور ملاحظہ کرنے سے اوقات و حالات کے مختلف ہونے کی بنا پر رفع ہو جاتا ہے جس میں شارع کی حکمتیں و مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نسخ کی تفصیلات بیان کر دی جائیں تاکہ فہم منہا میں مزید سہولت رہے۔ و باللہ التوفیق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم اپنی حکمت بالغہ اور مصلحت کاملہ کے ساتھ جس وقت اپنے بندوں کو جن احکام و افعال کے اکتساب کا حکم دیتا ہے وہ نہایت خوب و احسن اور ہر اعتبار سے سود مند اور فائدہ بخش ہوتے ہیں اور اس وقت انہی کی ضرورت اور انہی میں خیر و برکت ہوتی ہے اور جن افعال کے ارتکاب سے منع فرماتا ہے وہ نہایت قبیح اور نقصان دہ ہوتے ہیں اور ان سے اجتناب و احتراز میں ہی

www.maktabah.org

متناقضه می نمایند وچوں اختلاف اوقات واوضاع

احکام نظر آتے ہیں اور جب اوقات اور اوضاع کے اختلاف

را ملاحظه نموده آید آں تناقض وتدافع مرتفع می گردد

کو ملحوظ رکھا جائے وہ تناقص اور تدافع اٹھ جاتا ہے

عافیت وسلامتی ہوتی ہے، مگر انسان ضعیف البنیان کی ضروریات وحالات وحادثات کے پیش نظر یا تو اس حکم کو سرے سے ہی اٹھا دیا یا اس میں مناسب تبدیلی کردی جو رب تعالیٰ کی ربوبیت وحکمت کے عین مطابق تھی۔ جس سے نہ تو اللہ رب العالمین کا لاعلم ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے حکم شرعی کا ناقص ہونا لازم آتا ہے۔ امام المتکلمین حضرت علامہ فضل اللہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مثال دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ جس طرح ایک ماہر اور حاذق طبیب کسی مریض کی تشخیص کرکے آج نسخہ تجویز کرے تو دوسرے روز مریض کے مزاج کے پیش نظر یا تو اس نسخہ کو بالکل بند کردے گا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا نسخہ تجویز کردے گا یا اسی نسخہ میں بقدر ضرورت وصحت مناسب تغیر وتبدل کردے گا۔ جس طرح تبدیلی نسخہ سے طبیب کی حذاقت اور اس کے علم طبابت میں کوئی نقص وتفاوت پیدا نہیں ہوتا بلکہ نسخہ کا ردوبدل مریض کی موجودہ حالت پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح کسی حکم شرعی میں ردوبدل سے رب تعالیٰ کے علم کی طرف کوئی نقص عاید نہیں ہوتا بلکہ وہ مناسبت وقت کی بنا پر بندوں کے حسب حال ہوتا ہے۔

نظام کائنات میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں جیسے جب بچہ ایام طفولیت سے لیکر منتہائے شباب تک اپنی حیات کے مختلف مراحل ومدارج طے کرتا ہے تو اسے ہر مرحلہ پر احکام نسخ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کی خوراک، لباس اور غذا وغیرہا کے احکام، رضاعت، طفولیت اور جوانی انتہائے شباب تک بدلتے رہتے ہیں۔ جب وہ

www.maktabah.org

وللّٰہ سبحانہ حکم ومصالح فی ذالک فلا تکن من الممترین

اوراللہ سبحانہ کی اس میں حکمتیں اور مصلحتیں ہیں لہٰذاتم شک کرنیوالوں میں سے نہ ہوجانا

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وسلم وبارک

اللہ تعالیٰ ہمارے آقاحضرت محمداورآپکی آل پررحمتیں، سلامتیاں اور برکتیں نازل فرمائے

جوانی کی انتہاءکوپہنچ جاتاہےتواس کی طبعی خوراک، لباس اورغذا کامعیار متعین ہوجاتاہے

شریعت مطہرہ کی ابتداءسیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی جورسالت ونبوت کے مختلف ادوار میں نسخ کے مراحل طے کرتی ہوئی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے دورمیں اپنے منتہائے شباب کوپہنچ گئی۔من حیث الشرع اس کا معیار متعین ہوجانے سے اس میں نسخ کا احتمال منقطع ہوگیا، پوری شریعت مطہرہ اورجمیع احکام عملیہ محکم قرار پاگئے۔تمام انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات مقرر ہوگیا جیساکہ ارشادباری تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم سے عیاں ہے۔رہایہ امر کہ "الاحکام تتغیر بتغییر الازمان" (یعنی احکام تغیرزمانہ سے بدلتے رہتے ہیں) سے شریعت مطہرہ میں نسخ ہرگز مرادنہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں ایسے اصول وقواعد موجود ہیں کہ جن کے مطابق اہل بصیرت مجتہدین، احکام کا استنباط واستخراج کرسکتے ہیں ہرمدعی علم وبصیرت کا یہ منصب نہیں۔یہ منصب فقط ان اصحاب فہم وفراست کیلئے مخصوص ہے جومن حیث المجموع اہل حق امت محمدیہ اورملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے نزدیک معتمدہوں ورنہ نہیں۔(التبیان وغیرہا)

واضح رہے کہ حق تعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں نسخ توضرور پایا گیامگریہ ہرقسم کے تعارض وتناقض اوراختلاف سے پاک ہے اوریہی صداقتِ قرآن کی بین دلیل ہے جیساکہ ارشادباری تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا

www.maktabah.org

کثیراً سے عیاں ہے۔
محدث کبیر حضرت علامہ ملاعلی قاری نقشبندی احراری رحمۃ اللہ علیہ نسخ کے متعلق رقمطراز ہیں:
النسخ لغة التبديل و شرعا بيان لانتهاء الحكم المطلق یعنی نسخ کا لغوی معنی تبدیل کرنا اور شرعی معنی حکم مطلق کی انتہاء بیان کرنا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱/۳۶۲)

صاحب نورالانوار یوں رقمطراز ہیں
شرع میں نسخ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی حکم شرعی کی آخری مدت بیان کی جائے خواہ وہ حکم قرآن میں مذکور ہو یا حدیث میں اور اس کی جگہ نیا حکم لایا جائے۔ (نورالانوار ۲۱۲)

نسخ کی اقسام اربعہ

ناسخ کے اعتبار سے نسخ کی چار اقسام ہیں
۱۔ نسخ الکتاب بالکتاب ۲۔ نسخ السنة بالسنة
۳۔ نسخ السنة بالکتاب ۴۔ نسخ الکتاب بالسنة

نسخ الکتاب بالکتاب

قرآن کا نسخ قرآن سے، اسکی مثال یہ ہے کہ ابتدائی دور میں کفار سے درگذر کرنے کا حکم دیا گیا جیسے فاعفوا و اصفحوا حتى يأ تى الله بامره (البقرہ ۱۰۹) اور بعد میں کفار کے خلاف جہاد کی اجازت مل گئی جیسے قاتلوا المشر كين كافة كما يقاتلو نكم كافة (توبہ ۳۶)

www.maktabah.org

واضح رہے کہ نسخ انہی آیات کریمہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں ہوتا ہے جن سے احکام شرعیہ ثابت تھے، واقعات یا قصص وحکایات میں نسخ نہیں ہوتا اور احکام میں نسخ واقع ہونا خدا تعالیٰ جل شانہ کی حکمت محضہ ہے جس سے اس کے علم میں تفاوت یا نقص عائد نہیں ہوتا تعالی اللّٰہ عن ذالك علوا کبیراً

نسخ السنۃ بالسنۃ

حدیث کا حدیث سے نسخ اسکی مثال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الافزوروھا یعنی پہلے میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا لیکن اب تمہیں اجازت ہے بیشک زیارت قبور کے لئے جایا کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا حکم جو زیارت قبور سے ممانعت کے متعلق تھا اب اس دوسرے حکم سے منسوخ ہو گیا۔

نسخ السنۃ بالکتاب

حدیث کا نسخ قرآن سے، اسکی مثال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے تو آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے (صحیح مسلم باب تحویل القبلہ)۔ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جو پہلے ثابت تھا اس آیت سے منسوخ ہو گیا فول وجھك شطر المسجد الحرام یعنی اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم! اب نماز میں منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ (البقرہ ۱۴۴)

نسخ الکتاب بالسنۃ

قرآن کے حدیث سے نسخ کی یہ قسم نہایت نازک اور اہم ہے۔ جس سے یہ مراد

www.maktabah.org

ہرگز نہیں کہ حدیث مبارکہ کے ذریعے قرآن مجید کے متن یا اس کے حکم عام کو کلیۃً منسوخ کردیا جائے جیسا کہ آیہ کریمہ قل مایکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی (یونس ۱۵) اور ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کلامی لا ینسخ کلام اللّٰه (مشکوٰۃ ۳۲) سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت امام قاضی ابوزید حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی ہے کہ لم یوجد فی کتاب اللّٰه مانسخ بالسنة (کتاب التحقیق باب النسخ) بلکہ اس نسخ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے کسی حکم عام کے بعض افراد کو زبان رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات خاص کردے۔ یہ تخصیص و تنسیخ خبر واحد سے نہیں بلکہ خبر مشہور اور خبر متواتر سے ہی ہوگی جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات الا انی اُوتیت القرآن ومثله معه (مشکوٰۃ ۲۹) سے مفہوم ہوتا ہے جسے قرآن مجید میں ''الحکمۃ'' سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کو سنت بھی کہا جاتا ہے اور قطعی الثبوت سنت کتاب اللہ کے حکم میں ہی ہے نیز اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محرم و محلل بنایا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث سے عیاں ہے۔ (الاعراف ۱۵۷) کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہر قسم کی ھوایت وغوایت سے پاک ہیں جیسا کہ آیات کریمہ وما ینطق عن الهویٰ اور ماضل صاحبکم وما غویٰ سے واضح ہے۔ اقبال مرحوم نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے

اُمّی پاك از ہویٰ گفتار او

شرح رمز ماغویٰ گفتار او

یہ امر ذہن نشین رہے کہ قرآن مجید کے حکم عام کی تخصیص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے زبان رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے براہِ راست سماعت فرمائی اس لئے یہ تخصیص ان کے لئے قرآن مجید کی طرح ہی یقینی اور قطعی تھی

www.maktabah.org

کیونکہ قرآن مجید اور یہ تخصیص دونوں وحی ہیں قرآن مجید وحی متلو ہے اور یہ تخصیص (حدیث) وحی غیر متلو ہے اور یہ دونوں زبان رسالت علیٰ صاحبہا الصلوات سے صادر ہوئی ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱...... قرآن مجید نے یہ حکم عام دیا کہ مسلمان مرد اپنی پسند کی چار شادیاں کر سکتا ہے جیسا کہ آیہ کریمہ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع سے عیاں ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس حکم عام سے مستثنیٰ فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ علی، حیات فاطمہ رضی اللہ عنہما میں ابو جہل کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتے جیسا کہ ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات واللّٰہ لا یجتمع بنت رسول اللّٰہ وبنت عدو الله مکانا واحداً ابداً (ابوداؤد ا/ ۲۹۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ) سے عیاں ہے۔

۲...... قرآن مجید نے یہ حکم عام فرمایا کہ نزاعی معاملہ میں نصاب شہادت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں مقرر فرمایا جیسا کہ آیہ کریمہ واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان سے واضح ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو اس حکم عام سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور ارشاد فرمایا کہ خزیمہ کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ بحث وانکار و تکرار کے بعد اس نے کہا ھلم شھیداً گواہ لاؤ حضرت خزیمہ نے کہا انا اشھد انك قد بایعته فاقبل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی خزیمة فقال بم تشھد فقال بتصدیقك یارسول اللّٰہ فجعل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شھادة خزیمة بشھادة رجلین یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یہ خریدا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم کس

www.maktabah.org

طرح گواہی دیتے ہو؟ عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ کو سچا جانتے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔

(ابوداؤد ۲/۱۵۲)

۳...... قرآن مجید کے عمومی حکم الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف میں والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تعیین جب آیات میراث (النساء ۱۱،۱۲) سے ہوگئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وصیت کے حکم کی تنسیخ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ان اللّٰہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیة لوارث یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

(ابوداؤد ۲/۴۸)

۴...... قرآن مجید کا عمومی حکم ہے کہ ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کیا جائے جیسا کہ آیہ کریمہ ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتاً (النساء۱۰۳) سے عیاں ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں نماز عصر کو نماز ظہر کے وقت میں اور مقام مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کرنے کی تخصیص فرمادی جیسا کہ احادیث مبارکہ فجمع بین الظھر والعصر اور ان رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی المغرب والعشاء بالمزدلفة جمیعا (ابوداؤد ا/۲۸۰، ۲۸۱) سے واضح ہے۔

۵...... قرآن مجید کا عمومی حکم ہے کہ اگر وارث کی ایک بیٹی ہو تو اسے میت کے ترکہ کا نصف ملے گا جیسا کہ آیہ کریمہ فان کانت واحدة فلھا النصف (النساء۱۱) سے عیاں ہے لیکن خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس عموم کی تخصیص کرتے ہوئے سیدہ عالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے نصف حصہ عطا نہیں فرمایا کیونکہ ان کے پیش نظر ارشادات

www.maktabah.org

نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوات تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا نورث ما ترکناہ صدقة یعنی ہم گروہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کسی کو وارث نہیں بناتے ہم نے جو ترکہ چھوڑا وہ امت پر صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ ۵۵۰)

دوسرے مقام پر ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے:

ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم یعنی انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات نے دینار اور درہم (سونا چاندی) ترکہ میں نہیں چھوڑا بلکہ ان کی وراثت علم ہے۔ (مشکوٰۃ ۳۴)

۶...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد امجاد کو اپنی اولاد قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری نسل میری لخت جگر (بیٹی) سے چلے گی جبکہ دوسروں کی نسل ان کے بیٹوں سے چلتی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وعلی المولود له (البقرہ ۲۳۴) سے واضح ہے۔

ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے:

کل بنی ام ینتمون الی عصبة الا ولد فاطمة فانا ولیھم و عصبتھم یعنی ماں کے بیٹے اپنے وارث کی طرف منسوب ہوتے ہیں سوائے سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے کہ میں ان کا ولی اور وارث ہوں۔ (مجمع الزوائد ۹/۱۷۶)

ایک مقام پر یوں ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات ہے:

ان اللّٰہ تعالٰی جعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب یعنی اللہ تعالیٰ نے میری ذریت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پشت میں رکھ دی ہے۔

(مجمع الزوائد ۹/۱۷۵)

۷...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم قرآن کے اختصاص واستثناء کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی

www.maktabah.org

اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا ھلکتُ میں ہلاک ہو گیا فرمایا و ما شانك کیا بات ہے؟ عرض کی وقعتُ علی امرا تی فی رمضان میں حالت روزہ میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا، فرمایا فھل تجد ما تعتق رقبة کیا ایک گردن (غلام) آزاد کر سکتے ہو؟ عرض کی لا نہیں فرمایا فھل تستطیع ان تصوم شھرین متتابعین کیا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض کی نہیں فرمایا فھل تستطیع ان تطعم ستین مسکینا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کی نہیں فرمایا اجلس بیٹھ جاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عرق (پیمانہ) کھجوریں پیش کی گئیں فرمایا تصدق به انہیں خیرات کر دو۔ عرض گذار ہوا یا رسول اللہ دونوں سنگستانوں کے درمیان ہمارے گھر والوں سے تو کوئی بھی غریب نہیں (فی روایة یارسول اللہ ما احد احوج منی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے حتی کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے ارشاد فرمایا فاطعمه ایا ھم انہیں کو کھلا دو۔ (ابوداؤد ۱/۳۴۵)

www.maktabah.org

قال العبد الضعيف الجامع لهذه النكات البديعة الرائعة

کہتا ہے بندہ ضعیف جامع ان عجیب و غریب بلند نکات کا

محمدالصدیق البدخشی الکشمی الملقب بالهدایة قد وقع الفراغ عن

محمد صدیق بدخشی کشمی ملقب بہ ہدایت کہ تحقیق اسے فراغت ہوئی ان

تسوید هذه المعارف العالیة الشریفه المسمی بالمبدأو المعادفی

معارف عالیہ شریفہ کی تسوید سے جس کا نام مبداء و معاد ہے

اواخر شهر رمضان المبارک حین الاعتکاف سنة الف وتسعة عشر

ماہ رمضان المبارک کے آخر میں دوران اعتکاف ۱۰۱۹ھ میں۔

ایں نسخه که مبداء و معاد ست بنام

یہ نسخہ کہ جس کا نام مبداء و معاد ہے

ز انفاس نفیس حضرت فخرِ کرام

حضرت فخر کرام (امام ربانی) کے نفیس فرمودات میں سے ہے

چوں کرد ہدایت اقتباس از سر صدق

جب ہدایت نے اسے اخلاص سے اقتباس کیا

در سال ہزار و نوزده گشت تمام

ایک ہزار انیس میں مکمل ہو گیا

www.maktabah.org

www.maktabah.org

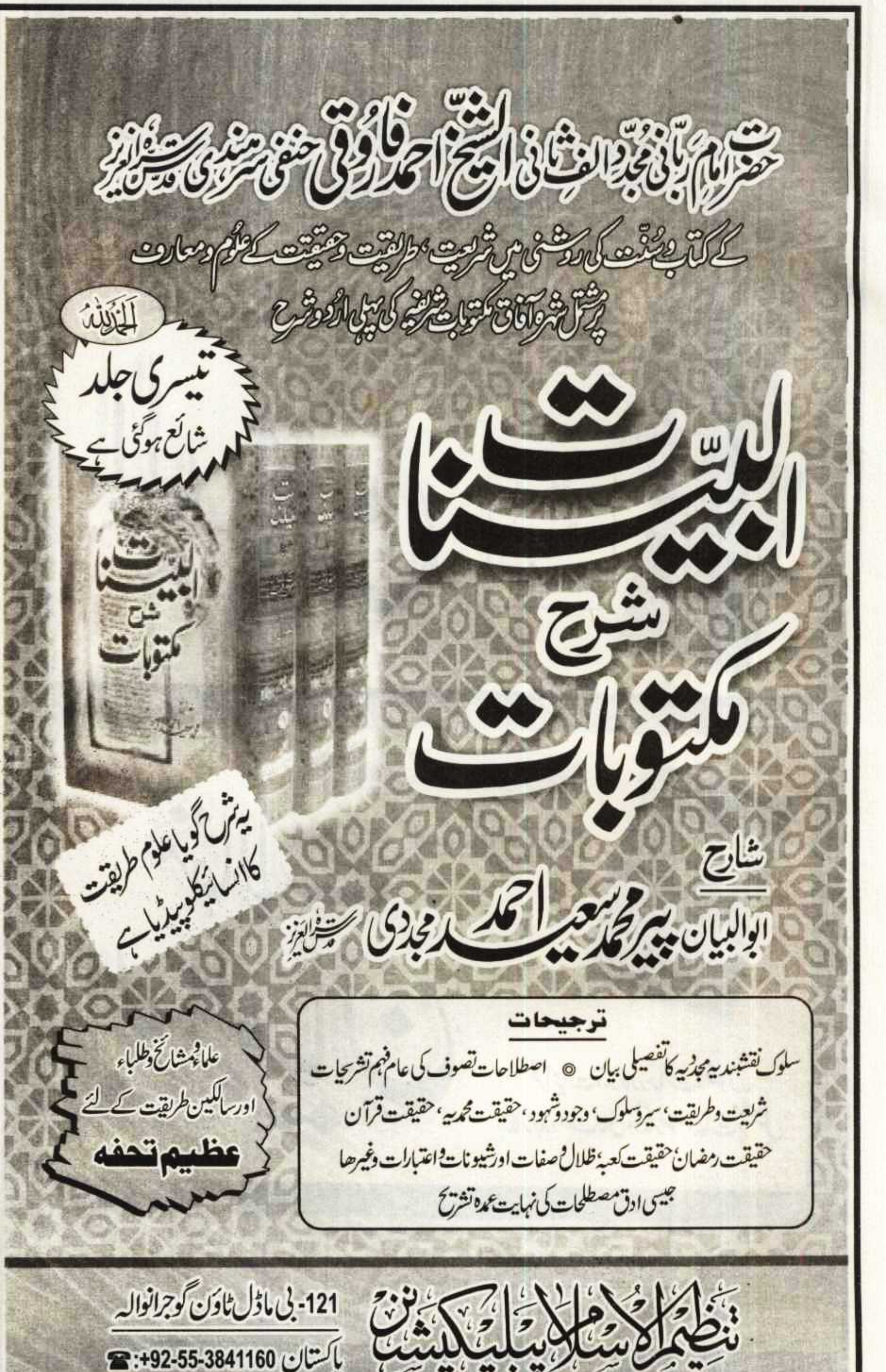

www.maktabah.org

شیخ طریقت حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

کی علمی، فکری، تحقیقی اور روحانی تصانیف

مجموعۂ تقاریر

جلد اول | صفحات 288 ھدیہ 130

جلد دوم | صفحات 224 ھدیہ 120

البیان

علماء، واعظین، خطباء اور طلباء کیلئے گرانقدر تحفہ

شائقین علم وادب کیلئے بہترین ادبی شہ پارہ

صفحات 504 ھدیہ 200

مقالات ابوالبیان

قرآنیات، تذکار رسالت، تصوف
افکار مجدد الف ثانی و دیگر موضوعات پر مشتمل

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان

فون: 055-3841160 فیکس: 055-3731933

Tanzeemulislam Graphics 0333 4322012, 055 3841160

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.